کرنے کا کام

اصلاح و ترقی اقوام

کا

ایک اچھوتا پروگرام

مصنفہ

ملا عبدالغفار [illegible] ضلع [illegible] پنجاب

ناظم [illegible] اوکاڑہ ضلع منٹگمری

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

اس رسالہ کو سمجھنے پڑھنے اور سمجھا یا شاد ہ بنانے
کی توقع ایک مشرح الصدر اور صاحب گوش و چشم
دل ہی سے ہو سکتی ہے

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند

کرنے کا کام

یعنی

اصلاحِ نفس و قوم
ایک اچھوتا پروگرام

جسے

عبد الغفار از مرکز الاسلام لکھوکے ضلع فیروز پور پنجاب نے لکھا

اور کتاب و سنت کی روشنی میں فقط اسی کو ابو البشر سے لے کر خیر البشر تک اہل الارض کے لئے بھیجے گئے دین
الی اللہ کا متفقہ نصب العین اسی کو اعلائے کلمۃ اللہ اسی کو اظہار و اقامت دینِ حق، اسی کو حکومت الٰہیہ خلافتِ راشدہ
مہدیہ کی طرف سیدھی سڑک اور اسی کو کسی شخص یا گھر اور ملک قوم کی ذہنی علمی اخلاقی روحانی تمدنی یا معاشرتی اقتصادی
یا سیاسی ضروریات و مشکلات زندگی کا **واحد حل** اور اسی کو ابن آدم کے تمام ابنائے جنس بڑوں یا چھوٹوں اور بیگانہ
یا اپنوں کا تمام اور خود اپنے حق میں بہتر سے بہتر بنانے کی ایک لاجواب درسگاہ اور اسی کو اسٹیج و پریس وعظوں یا خطبات
بیت العلوموں اور یونیورسٹیوں اجلاسوں میٹنگوں کانفرنسوں انجمنوں تعلیم و تزکیہ باطن وغیرہا تمام رائج الوقت ذرائع
و تدابیر اصلاح و ترقی خلائق نیز ہر عمدہ سے عمدہ طرز حکومت بلکہ خزانوں، فوجوں قلعوں، تختوں اور تاجوں کا **نعم البدل** اور
جملہ نظام ہائے دو عالم مثلاً مذہب و ملک و ملت، جمہوریت شہنشاہیت ڈکٹیٹریت یا اشتراکیت کا ایک ثانی و غیر فانی سرچشمۂ عمل
بالفاظ جامع دوامع دورِ حاضرہ کے کشتہ تیغِ ظلم و الحاد اور تشنہ امن و اقتدار جملہ اقوام و امم عالم کے لئے سب سے زیادہ
جانفزا اور روح پرور مژدہ زندگی ثابت کیا

أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَنْفُسِنَا وَأَهْلِينَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(۸) مجھے فقط وہی کچھ اور اسی قدر لکھنے کا فہم اور توفیق عطا کر جو زیادہ سے زیادہ مفید و ضروری اور سرتاسر تیری مرضی اور ما جاء بہ النبی ﷺ سے بالکلیہ (یعنی سو فی صدی) موافق ہو اگر سر مو بھی اس کے خلاف یا بے محل و لایعنی لکھنے لگوں تو میرا ہاتھ اور قلم وہیں روک لے۔

(۹) اس ناچیز و مختصر سی تحریر سے مجھے تیری رضا۔ اجر آخرۃ اور اپنی ذات، اپنے گھر، اپنے اعزہ و اقارب، اپنے گاؤں، اپنے علاقہ، بعد ازاں، ملک کے ملک اور انجام کار دنیا بھر کی ذہنی علمی، اخلاقی، تمدنی و معاشرتی یا اقتصادی و سیاسی) اصلاح و ترقی یعنے سعادت دارین کے سوا کچھ مقصود نہ ہو۔

(۱۰) اس رسالہ کی تکمیل و اشاعت کے بعد مجھے اور اسکے ہر پڑھنے والے کو اپنی، اپنے اہل و عیال اپنے خاندان اور اپنے گاؤں کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کے باب میں مدت العمر کے لئے کسی اور کتاب یا لٹریچر کے مطالعہ، کسی بزرگ و قائد کی جانب رجوع ہونے یا کسی (غیر مقامی) مذہبی و سیاسی تحریک و جمعیت کی سرپرستی و حلقہ بگوشی قبول کرنے کی پرکاہ کے برابر بھی ضرورت نہ رہ جائے۔

(۱۱) اگر یہ ہیچمیرز و نابکار اپنے ان دعاوی میں سچا ہے کہ (ا) کسی اپنے یا بیگانے علی الخصوص اعزہ و اقارب یا علماء و ائمہ کو مبتلائے فسق و معصیت یا عبادات و معاملات وغیرہا میں غافل و قاصر حتی کہ مرتکب خلاف اولیٰ پا کر یا علمی، ذہنی، اخلاقی، تمدنی یا سیاسی (وغیرہا) کسی اعتبار سے ذلیل و پسماندہ یا خستہ حال و مصیبت زدہ دیکھ کر اسے اپنے جسم نحیف و نازک پر ایک شعلہ آتش گرنے یا ضرب و زخم ہی کی مانند اذیت پہنچتی ہے (ب) اور اپنی روح گداز و جگر خراش چوٹوں اور شعلوں نے اسکی روح و قلب کو چھلنی اور سینہ کو کباب کر رکھا ہے۔

(ج) اور اسی فکر و سوز نے اس کی نظر میں زن و فرزند، جسمانی عیش و آرام اور سیر و تفریح غرض دنیا کی کوئی چیز بھی اصلاح و تذکیر خلائق کے برابر محبوب و مرغوب نہیں رہنے دی۔

(د) ملک کے ملک اور قوم کی قوم علی الخصوص اپنے رادولوم، اعزہ و اقارب اور اہل و عیال کی ذہنی علمی اخلاقی، تمدنی اور سیاسی کمزوریوں اور خرابیوں کو خوبیوں اور ترقیوں میں تبدیل کرنیکی فکر و احساس شدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

رَبَّنَا

(۱) اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

(۲) لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ

(۳) لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

(۴) ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

(۵) اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا

(۶) اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ

۷ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کے لئے مبسوط و مدلل اور سیر حاصل ہونے کا تعلق ہے غالباً دنیا کی پہلی اور آخری تحریری کوشش ہوگی، پڑھنے سے ہر ملک و قوم علی الخصوص اس ننگ گار کا زاد و بوم اور مضافات اپنے افکار و عزائم عبادات و معاملات، اخلاق و عادات، ظاہر باطن، تہذیب و تمدن، معاشرت و سیاست شکل و لباس اور نشست و برخاست، غرض ہر اعتبار سے بالکل خیر القرون اور انبیاء و صحابہ کی مانند یعنی سرتا سر اور ہو بہو ویسا ہی بن جائے جیسا کہ تجھے مطلوب ہے۔

(۱۳) میرے اہلبیت اعزہ و اقارب گاؤں، مضافات اور ملک و قوم کا دل و دماغ اس یقین سے معمور کردے کہ حق آگاہی و باخدائی ہی ایک سچی مسرت اور لازوال غیر فانی دولت ہے اور کسی شخص و قوم کو خدا اور بندوں کی آنکھوں کا تارا بنانا ہی اس سے حقیقی احسان، شفقت، سب سے بڑی ہمدردی و خیراندیشی اسکے لئے ایک لاجواب ترین انعام و انمول تحفہ و ترکہ ہے اس لئے خاکسار یہ رسالہ لکھکر جو کچھا نہیں دے چلا ہے اگر خزائن بحر و بر کی کنجیاں بھی رکھتا تو بھی انکے ساتھ اپنی محبت و خیراندیشی کے ثبوت میں اور اس سے نایاب و قیمتی کوئی دوسری چیز انہیں دے نہیں سکتا تھا۔

(۱۴) ناظرین رسالہ ہذا کے دل میں یہ حقیقت کالنقش فی الحجر کردے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے ہی زاد و بوم میں فقیرانہ کر اپنے ہی اہل و عیال، اپنے ہی خاندان اور اپنے ہی گاؤں کی اصلاح و ترقی یعنی اسکی امامت، نماز پنجگانہ، موذنی، مدرسی و خطابت وغیرہ کا بیڑہ اٹھالینے سے بڑھکر عزت و سعادت دارین کا کوئی مقام و منصب نہیں بلکہ درحقیقت یہی کسی شخص کے حساس، فعال، فقیہ و فاضل دین، ہمدرد و غمخوار بنی نوع انسان، مجاہد و مجدد دوران ہونے کا واحد اور بین ثبوت ہے لہٰذا اس فکر و سعی میں مدۃ العمر بھوکا پیاسا اور نان شبینہ تک سے محروم و تہیدست، معاشرتی و اقتصادی وغیرہا ہر حیثیت سے کتنا ہی گمنام و کس مپرس، اپنوں یا بیگانوں کیطرف سے کیسا ہی مورد طعن و تحقیر اور حد سے زیادہ پامال و شکستہ حال رہ کر حتی کہ سمع و بصر اور جان عزیز تک سے ہاتھ دھوکر بھی مغموم و پریشان ہونیوالا بعینہٖ اس شخص کا سا نادان و بدنصیب ہے جو فرش زمین سے اڑکر عرش بریں پر جا پہنچنے کے باوجود ذرہ خاک کھوکر ہمالہ سیم و زر پالینے کے بعد بھی رد رہا ہو۔

وَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (۱۵)

(بلکہ اس کا بڑا رواں حصہ بھی) وہ خود یا ان کے سرپرست نہیں رکھتے جیسا کہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے
پیتے اور سوتے جاگتے راقم السطور رکھتا ہے (۳) اور اسی احساس و جذبہ نے اس ایسے
ناتوان و بے بضاعت میں اس رسالہ کے ذریعہ دنیا بھر کو خطاب کرنے کے لیے شیر کا سا
دل و گردہ پیدا کر دیا ہے (۴) اور اسی درد و ولولہ نے اسکے اندر اس رسالہ کی ترتیب
و تکمیل میں برسوں تک دن رات، خون، پسینہ، گرمی، سردی، گھر اور باہر ایک کر رکھنے
اور خواب و خورش سماعت و بصارت جیسی چیزوں تک کی قربانی دینے اور اپنی صحت
و قوت جسمانیہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھو لینے کی ہمت و جرأت انسانی کی ہے حتی کہ اشد دق
عمر سے بہت پیشتر ہی اس کے بدن میں ایک قطرۂ خون باقی نہیں چھوڑا جو مجھ سے عشق صادق
فنا فی الدین اور غمخواری خلائق کا سدرۃ المنتہی ہے تو وہ بھی مجھ سے یہ درخواست کرے کہ حق کہتا ہے
کتاب کا، اس کے والدین کا، اس کے زن و فرزند کا، اس کے اعزہ و اقارب علی الخصوص
اس کے "خیر الآباء" و استاذ پنجاب یعنی حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب (لکھوی) متعنا اللہ
بطول حیاتہ کا۔ و نیز ان تمام موجود و آنجہانی اور گرامی قدر بزرگوں کا جنھوں نے اپنی تحریر و تقریر
یا درس و تلاوت کے ذریعے بچپن سے اب تک اسے ایک حرف تک بھی سکھایا اور پڑھنے
لکھنے یا پڑھنے (علی الخصوص اپنے نمونہ حسنہ) اور طریق کار اصلاح و تذکیر و تنبیہ و تنقید و تبلیغ
کے قابل بنایا۔ نیز اس کے خاندان سے ان جملہ حضرات والا صفات کا جنہوں نے اپنے گھر گاؤں
یا کسی بھی شخص و مقام کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں ایک نقطہ بھی لکھایا یا جملہ تک بھی
زبان سے نکالا یا قدم بھر کی بھی مسافت طے فرمائی، یا عمر عزیز سے ایک سانس یا مال حلال سے
ایک حبہ تک صرف و قربان کیا۔ نیز تمام ان احباب و اخوان کرام کا جنہوں نے اس رسالہ کی تحریر و تسوید
میں کسی طریق سے اسکی ذرہ برابر بھی ہمت افزائی و راہنمائی فرمائی یا پسندیدگی و خوشدلی
ہی کا اظہار کیا یا وہ نہیں تو فقط (بغرض انتقاد ہی) اسے مطالعہ کرنے ہی کی زحمت اٹھائی
[illegible] انعم علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کی فہرست
میں درج فرمائے۔

(۱۲) اس کتاب کو (جو اس حد تک اصلاح و ترقی عالم کے لیے "طریق عمل" سمجھانے اور یہ غرض لیکر

ادات و معاملات، تہذیب و تمدن، نقل و حرکت، مرگ و شادی، حجاب و وراثت، طرزِ حکومت
راپنے طریقہائے اصلاح و تذکیر، وغیرہا کو بالکل صحیح و مکمل، وفق بالکتاب والسنۃ اور
انزاز ترمیم و تنقید سمجھتے ہوئے ان میں تجدید و انقلاب کے نہ صرف یہی کہ بذاتِ خود عامل
امی نہیں بلکہ اسی زعم میں کہ ان سے بڑا کون ہے؟ یا اس وجہ سے کہ آگے چلنے کی تو ہمت
لیت نہیں رکھتے، اور دوسرے کی پیروی میں اپنی کسرِ شان خیال کرتے ہیں، اس سلسلہ میں
ی دیگر کا قدم اٹھانا، یا حرکت میں آنا، اور دعوتِ عمل دینا، کچھ کہنا، لکھنا، یا کرنا بھی انہیں ایک
لہ نہیں بھاتا، اور جن مٹھی بھر علماء و آئمہ کے اندر علمی سیاسی وغیرہ ترقی کا شعور و احساس
یا بھی جاتا ہے، وہ بھی اس کا مستحق اپنے خاندان کے خاندان، یا گاؤں کے گاؤں کی بجائے،
نظا پنے گھر والوں کو سمجھتے ہوئے اپنی تمامتر کوشش اور سرگرمیاں انہی کی ترقی کے لئے محدود
رکوز رکھتے ہیں۔

۳) اکابرِ قوم، زعمائے ملت یہ جانتے ہی نہیں کہ (نصب العین مصرحہ حقیقت کے مطابق)
الم انسانیت کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی "خیر امت" (یعنی عامۃ المسلمین) پر اور خیر امت کی خود
ن "اکابر و زعماء" کی ذات والاصفات پر موقوف ہے جب ہی تو ربع مسکون کی تباہی و بربادی
ا تمامتر وزر و وبال اور ہر بیگانہ و یگانہ کی تشنیع و تنقید بطیبِ خاطر برداشت کر رہے ہیں لیکن
پنے ذاتی اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، بود و ماند، اخلاق و عادات، ظاہر و باطن، گھر اور
اہر نیز طریقِ کار اصلاح و تذکیر، میں برتی و متقناطیسی کشش پیدا کرنا تو کجا مذکورہ امور کے لحاظ
سے جن خرابیوں اور بیماریوں میں ملوث و مبتلا ہیں ان سے نجات پاتے اور جن محاسن و فضائل
سے محروم و قاصر ہیں، انہیں اختیار کرتے کا نہ صرف عامۃ المسلمین بلکہ غیر مسلم کفار و ملاحدہ بھی کیطرح
نام تک نہیں سن سکتے۔ حتیٰ کہ بقول شخصے یہ تک کہنا بھی مبالغہ نہیں کہ عہدِ جاریہ کا سب سے
بڑا اور حقیقی فقیہ و عالم وہی ہے جو اپنی غلطی و گمراہی پر سب سے زیادہ مصر ہو، اور غلط کار سے
غلط کار ہونے کے باوجود خود کو سچے سے سچا سمجھے، اور قابل سے قابل جانے حالانکہ اپنی عظمتِ شان
، پیشِ نظر انہی کو کسی کی تنقید و رہنمائی سے زیادہ متاثر ہونا چاہیئے تھا۔

۴) دورِ جاریہ کے علماء و مبلغین اور آئمہ اور اساتذہ بذاتِ خود بھی افکار و عقائد، عبادات و معاملات

ناظرین سعادت آگین

(۱) - یہ کودک نادان و طفل مکتب انگلی کاٹ کر شہید بننے کیطرح چند اوراق و صفحات سیاہ کر
ارباب قلم کی صف میں کھڑا ہونے اور محض مصنف کہلانے کی غرض سے نہیں بلکہ معروضہ تحت
حد درجہ نا قابل اظہار اور زہرہ گداز و جگر سوز وجوہ و اسباب (جنہیں موت الکبرار) سے تعبیر
بھی گستاخی یا مبالغہ نہیں ہے) کی بنا پر اس رسالہ کے ذریعے خون کے آنسو رو لینے کے
مجبور و مستعد ہوا ہے۔

(۱) زعماء و مفکرین ملک و قوم اپنے پڑھے، سمجھے اور روزمرہ پڑھائے، سنائے یا لکھے ہوئے احکا
و ہدایات الٰہیہ (مشتمل بر اسلامی افکار و عقائد، عبادات و معاملات، بول چال، نقل و حرک
نشست و برخاست، غسل و حجامت، خورد و نوش، مرگ و شادی، تعلیم و تربیت، خوا
و بیداری، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، اقامت صلوٰۃ، صیام تطوع، قیام اللیل، تجر و تو
خیر اندیشی، حسن تفاہم، خندہ جبینی و ملنساری۔ صبر و توکل، عزیمت و استقامت، رضا بالقضا
امارت و جماعت، سمع و طاعت، دنیا و مافیہا سے بے نیازی و ترک مالایعنی، کم خوری
گری، کم خوابی و سادہ پوشی، عالی ہمتی و وسیع الظرفی، غیرت و حمیت، انفاق و ایثار، سرگر
و مستعدی، غض بصر، سرفروشی و جانبازی، ضبط نفس، و تزکیہ باطن، حجاب و عصمت، وصیہ
و وراثت، اور فصل القضایا، عشر و زکوٰۃ، وعدہ وفائی و مہمانداری، فرض شناسی و حق ادا
کم خرچی و کفایت شعاری، فی الجملہ تخلق باخلاق اللہ، تجدید و انقلاب، آداب و قواعد اصلا
و تذکیر وغیرہ کو ذاتی اور خانگی طور پر اپنانا، اپنے قعر دل و دماغ میں بٹھانا، اور اپنا اوڑھنا بچھ
بنانا یعنی موافق کتاب و سنت انہیں ٹھیک وقت و مقام پر کام میں لانا چاہتے تو کیا
ہی نہیں اور ان کے نزدیک (ہر لحاظ سے) انبیاء و صحابہ کا ہم پلہ بننے کی بجائے فقط عامہ جہا
اور فساق و فجار ہی سے کسی قدر بہتر و برتر ہونا کافی ہے اور باعث فخر و سعادت
یا صرف کہنا، پڑھنا پڑھانا اپنا اور کرنا دوسروں کا فرض سمجھتے ہیں۔

(۲) آئمہ اور اساتذہ دین یا اہل قلم و ارباب لسان بھی عامہ جہال ہی کیطرح دنیا کے انکا و

مذکورہ امور سے کچھ تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ عوام کی مانند وہ بھی صدیوں سے اپنے دین، معاش، تعلیم بود و ماند کہیں جانے آنے حتیٰ کہ نکاح و انکاح وغیرہ میں من عند اللہ خود کسی امیر و شوریٰ سے یا لوگوں کو اپنے سے حکم و اجازت حاصل کرنے کا مکلف نہیں بلکہ جسطرح جہاں اور جو کچھ دل چاہے کرنے کیلئے کلیتہً آزاد و خود مختار سمجھتے چلے آرہے ہیں۔

(۷) آئمہ نماز و ارباب درس و خطابت کتاب و سنت کو خصوصیت کے ساتھ اپنے مخاطب عوام شخص و گروہ کی ہر قسم موجودہ ہنگامی، شخصی، قومی، خانگی، ذہنی، اخلاقی، مادی، یا روحانی، تمدنی یا معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، مقامی یا بین الاقوامی ضروریات و مشکلات زندگی کو سامنے رکھکر ان کے حل اور انکے لئے ضابطہ حیات یا اسی کے آئینہ افکار و اعمال کے طور پر نہیں بلکہ بالکل اس طرح پیش کررہے ہیں کہ گویا ارض مصر و عرب ہے اور ابھی فرعون، ابوجہل ہی یا کوئی خاص شخص و گروہ سابقہ ان کے سامنے بیٹھا ہے اور وہ خاص اسی کے مقامی حالات زندگی اور اسی کے وقتی و خصوصی ضروریات و مشکلات زندگی اور اسی کے اعتقادی، عملی یا اخلاقی عیوب و نقائص پر جرح و تنقید اسی سے سوال و جواب اور اسی کی سزاؤں و بربادیوں کی روداد اعادہ کررہے ہیں۔

(۸) اولوالعلم والابصار بھی نادان دوستوں کی باتوں میں آکر کتاب و سنت کے علم و عمل اور ان کی اقامت و اشاعت کی بجائے ظاہر بین، مادہ پرست اور محب العاجلہ عوام کالانعام ہی کیطرح تہذیب جدیدہ اور اس کی نیرنگیوں اور دلفریبیوں پر لٹو ہو چلے ہیں اور انہی کیطرح مکلف غذائیں کھانا، بیش قیمتی کشمیر و شملہ، قیمتی لباس پہننا، پرشکوہ ساز و سامان، اور بکثرت اموال و مواشی رکھنا، شاندار و دلکش محلات اور کوٹھیوں میں رہنا، صنعت و حرفت یا زراعت و تجارت میں مسابقت کرنا سرکاری عہدوں، سیٹوں اور وزارتوں پر فائز ہونا، اجنبی علوم و السنہ یا فنون لطیفہ پڑھنا سیکھنا اور جدید غیر ملکی رنگ و روپ اختیار کرنا، غیروں ہی کے اسالیب و قوانین تمدن و سیاست اپنانا "اکبر الھم" "مبلغ العلم" "مقصد الحیوٰۃ" اپنے لئے باعث عزت و اطمینان اور دلیل خوش بختی قرار دینے لگ گئے ہیں۔

(۹) عصر حاضرہ کے ارباب فکر و نظر کے ہاں کسی شخص و مقام کی اصلاح و تدبیر فقط تعلیم و تفہیم ہی ہے اس وجہ سے وہ ہفتہ وار، روزانہ یا ماہانہ اخبارات و مضامین لکھنے آٹھویں دن جمعہ پڑھنے

اور دوسری طرح ہی عوام میں غیرہا مسائل فیہا مختلف اصلاح و تذکیر، طریق کار، افضل و اولیٰ
ہونے والے ہی تحریک، تجویز یا گذارش و
پہلو کے نہیں بلکہ ہمیشہ اسکے مؤید و متبع اور والہ و جاندادہ ہوتے اور انہی تحریک تجویز یا گذارش و
مشورہ پر کان دینے کے عادی ہیں جو انکے رجحان طبعی یا جدی و وطنی رسم و آئین سے بالکل موافق سہل العمل
کم خرچ اور زیادہ سے زیادہ نفع بخش و آرام دہ نظر آئے وگو افضل و اولیٰ کاموں سے بے اعتنائی برتنے
کے لئے کتاب و سنت سے انہیں کتنے ہی روشن سے روشن اور قوی سے قوی دلائل کو کیوں ٹھکرانا
پڑے اور مرغوب الطبع امور کے لئے معمولی سے معمولی اور تنکے جیسی ایک آدھ دلیل کا سہارا ڈھونڈنا پڑے۔

(۵) علم بردارانِ اصلاح و تذکیر خلائق اپنے تحریر، تصنیف، درس و خطابت، قرأت و تلاوت، بحث و
مناظرہ، فقہ و اجتہاد، موشگافی، و دقیق النظری وغیرہا اوصاف و محاسن کے لحاظ سے جنہیں کہ
مہم اصلاح و تذکیر سر کرنے کے سلسلہ میں آلات و وسائل سے زیادہ کی حیثیت حاصل نہیں
بلاشبہ ایک بحر ذخار اور یگانہ روزگار ہیں لیکن فکر بے چینی، استقامت، نصب العین، طریق کار، ذاتی
نمونہ عمل وغیرہا اس حقیقی زاد راہ و ساز و سامان سے جو کسی شخص و قوم کو سرتاسر کتاب و سنت
کے سانچہ میں ڈھالنے کے لئے اساس یعنی اساس و قدم اولین کا حکم رکھتا ہے یکسر تہیدار اور
بے بضاعت پائے جاتے ہیں۔

(۶) ارباب علم و اہل الذکر اس احساس و شعور سے سو فیصدی عاری ہیں کہ (۱) کسی جگہ کا امام
نماز پنجگانہ، وہاں کا حاکم فی دکل، ما شجر بینہم اور اس کے پیچھے قریب تر کھڑے ہونیوالے اسکے
نائب امام، موذن، مدرس، مفتی، قاضی، وغیرہم اس کے مردان کار اسکے دست و بازو اس کی
جمعیۃ المصلین، ایگزیکیٹو کونسل، مجلس انتظامیہ یا مشاورتی کمیٹی وغیرہا ہوتی ہے اور وہاں کی ہر قسم کی
اصلاح و ترقی اور جملہ اجتماعی یا انفرادی، مادی یا روحانی، تمدنی یا معاشرتی، ہنگامی یا دائمی ضروریات
و مشکلات زندگی یعنی تعلیم و تربیت، نکاح و معاش، مکان و سامان، فصل القضایا، تجہیز و تکفین
وغیرہا کا انتظام کرنا اسی کا کام ہوتا ہے بلکہ ان کے نزدیک تو صرف ذکر و عبادت اور وہ بھی
موجودہ انتہائی بیتم و لی بے ضابطگی کے ساتھ اور غیر جوابدہانہ و خود سرانہ طور پر حسب، جس طرح
اور جتنی دیر دل چاہا، اور ٹھیک ٹھیک ہی اجتماعی نماز پنجگانہ کا صحیح مفہوم و مدعا ہے اور بزعم ان
کے امام نماز اور اولوا الامر و الاحلام و النہی کو جنگ کے خزانے، فوج، ہتھیار اور قلعے وغیرہ حاصل ہوں

اور کہ آپ ہی کی ذات گرامی صفات پر مرتب رسالہ ہذا کو ہر کسی سے بڑھ کر اسکی دعوت کو
لبیک کہنے اور اپنی، اپنے اہل وعیال اور اپنے گاؤں یا شہر کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ
میں اس رسالہ سے ایک لائٹ ہاؤس کا کام لینے کی توقع ہے - (۲) اس حقیقت کے سو فیصدی
اور بدل و جان موید و معترف ہوں کہ جب لین دین، قیل وقال، خورد و نوش، مکان و سامان،
لباس وشکل، مرگ و شادی، حمل و نقل، وغیرہا امور میں ضرورت و افادیت کی بنا پر مباحات و مسکوتات
عنہا سے استفادہ صحیح ہے تو اصلاح و تذکیر خلائق جیسی دنیا کی سب سے زیادہ پرپیچ و ناقابل تسخیر
لیکن مدار انسانیت مہم سر کرنے میں بھی ان سے مفید و ضروری کو بکار لانا نہ صرف یہی کہ قابل اعتراض
و ملامت یا الحاد و بدعت نہیں بلکہ عین منشا کتاب و سنت ہے (۳) یہ بخوبی جان چکے ہوں
کہ رائج الوقت جملہ تدابیر اصلاح و تذکیر (تحریر و تقریر درس و خطابت وغیرہ) اور انکے ثمرات و نتائج
بالکل کوہ کندن و کاہ برآوردن کا مصداق ہیں اور کہ عہد حاضر کی طوفان انگیز و حشر آفرین قسم کی
لادینی و بربریت کے مقابلہ میں ان مروجہ تدابیر اصلاح و تذکیر کی حیثیت "سیل العرم" کے سامنے
خس و خاشاک سے زیادہ کی نہیں ہے - (۴) اپنی ذات، اپنے گھر، اپنے اعزہ و اقارب اور اپنے گاؤں کی ہر
قسم کی (ذہنی، اخلاقی، تمدنی و معاشرتی وغیرہا) خامیوں اور کمزوریوں کو اپنے ہی ذاتی جمود و
بے حرکتی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے انہیں اقبال و سعادت میں بدلنا اور اس غرض سے مقامی طور پر
جماعت و امارت، درس و جمعہ، بیت المال، دار المطالعہ اور فصل القضایا وغیرہا شعبوں کی داغ بیل
ڈالنا اور انہیں ہمیشہ جاری رکھنا اپنا ہی فرض و حق سمجھیں اور اس سلسلہ میں کسی دیگر بڑے
سے بڑے بزرگ کے احسان، بیداری یا کوشش و قابلیت سے سو فیصدی مایوس و بے نیاز ہوں۔

(۵) اس قسم کے یاس انگیز و جبن افزا خیال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرف غلط کی طرح صفحۂ دل
سے محو کر دیں کہ کسی متبحر، المعی و لوذعی، جامع المعقول والمنقول، مکی و مدنی، ہاشمی و صدیقی
اور مسلم و مستند، ادیب و زباندان، یا یکتائے زمان محدث و مجتہد ہی کے کرنے سے کچھ
ہو سکتا ہے - اور کہ کسی "رجل عظیم" کی تحریر و تقریر، ہدایت و مشورہ، قیادت و امارت یا تحریک
و دعوت ہی نتیجہ خیز و بار آور، شائستہ تسلیم و تقبیل ہو سکتی ہے۔

(۶) بذاتِ خود ایک شہرہ آفاق و یکتائے دہر عالم و عارف، فقیہ و مجتہد اور محدث و مفسر ہونیکے

کسی کو قرآن یا پورا درسی نصاب تعلیم ختم کرانے یا امامت نماز پنجگانہ کرکے یا چند ایک کتابیں تصنیف کرنے ہی میں اپنی عمریں اور تمام تر قابلیتیں فنا کردیتے ہیں اور فقط اسی سے خود کو ورثۃ الانبیاء" مجاہد و مجدد دوران لقب پانے کا پورا پورا مستحق اور اپنے مصلحانہ اور قائدانہ فرائض سے سبکدوش سمجھتے ہیں لیکن ع ایں خیال است و محال است و جنوں کیونکہ مذکورہ تمام تر صورتوں میں وہ فقط تعلیم و تفہیم پر قانع رہ کر ان سے اپنے حلقۂ کار کے ایک ایک شعبۂ زندگی مثلاً عبادات و معاملات، لباس، خوراک، غسل و حجامت وغیرہا کا جائزہ لینا ناممکن ہوتا ہے اور اسکے نتیجہ میں ان سے اپنے ذاتی نمونہ عمل وغیرہ کے ذریعہ سے اسکی تربیت دیکر پڑھائے اور سمجھائے ہوئے پر انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے کاربند و عمل پیرا بھی کرنا، جو اصلاح و تذکیر کا مغز اور اصل الاصول دین یعنی اس کا سب سے بڑا پہلو ہے اور بجز اس کے باقی سب کچھ ہیچ ہے۔ ہمیشہ اور سو فی صدی نظر انداز رہتا ہے۔

(۱۰) عصر جاریہ کے اندر کسی ملک و مقام میں بھی آسمانی و اسلامی نصب العین (مصرحہ حقیقت) کو سامنے رکھکر داعیین الی اللہ کے احکام و ہدایات اور ان کے پیش کردہ و معمولہ طریق کار و مفصلہ تیس ۳۰ حقائق، کے مطابق اصلاح و تذکیر خلائق کا فریضہ انجام نہیں دیا جا رہا۔

ب

آپ کے لئے اس کتاب کو سمجھنا اس میں متذکرہ اذکار و ہدایات کو اپنانا اور اسکی روشنی میں ذہنی اخلاقی تمدنی اور سیاسی، غرض ہر اعتبار سے فلک الافلاک پر پہنچنا یعنی اپنی اور ملک و قوم کی زندگی کو "حیاۃ طیبہ" اور فردوس بر روئے زمین "بنانا جبھی ممکن کہ۔

(۱) اس امر کا کلی و قطعی یقین کر چکنے کے بعد ہی اس عریضہ کو چھوئیں اور پڑھنے لگیں کہ دنیا جہان میں آپ ہی کی ذات (یا متعلقین اور آپ ہی کا ماحول) ذہنی، علمی، اخلاقی، روحانی، تمدنی یا معاشرتی حیثیت میں سب سے زیادہ نا رسا و علم کردہ صراط المستقیم ہے اور کہ آپ ہی کو فلاح و سعادت کے لئے سب سے زیادہ متفکر و بے تاب پاکر اور آپ ہی کو مدتوں سے کسی بہترین و لا جواب قسم کے لائحہ عمل کی انتظار میں گھڑیاں گنتے اور چشم براہ و گوش برآواز دیکھکر اور آپ ہی کی پسماندگی و بے پرو بالی سے متاثر ہوکر یہ چند حروف اضبط تحریر میں لانے کی زحمت گوارا کیگئی ہے

سنت الٰہیہ، فطرت انسانیہ، تاریخ مدوجزر اقوام عالم، سرگذشت
امم ماضیہ، مصلحین و مجددین اسلام کے مقدس سیر و سوانح کو بغور
مطالعہ کرنے سے ہم پر مصرحہ ذیل تین ۳ حقایق منکشف ہوتے ہیں،

پہلی حقیقت

کسی گاؤں یا محلہ (کے عوام تو عوام خود مصلحین و مبلغین اور آئمہ و مدرسین) کی صدیوں سے جزو بدن اور طبیعۃ ثانیہ بنی ہوئی وحشت و مطلقیۃ، جبن و تہاون، جمود و قعود، تن آسانی و عافیت کوشی، خود غرضی و نفس پرستی، کم ظرفی و دون ہمتی، حسد و رقابت، حرص و طمع، کدورت و کینہ غیبت و نمیمہ، رشوت و ارتشاء، ریاء و سمعہ، غیظ و غضب، بدزبانی و تلخ مزاجی، تند و ترش روئی، دریدہ دہنی و شوخ چشمی، کذب و افتراء، غبن و خیانت، تجسس و موشگافی، نکتہ چینی و حرف گیری، توہین و تحقیر، بدگمانی و بداعتقادی، تکلف و نمائش، لہو و لعب، ہنسی مذاق، نفاق و شقاق، نمائش و تصنع، ناچ و رنگ، شعر خوانی و افسانہ گوئی، راگ و سرود، شکار و تماشا، ابن الوقتی و دورنگی، عشوہ و غمزہ، تاک جھانک، کجروی و خودسری، بے وفائی و بدعہدی، ناعاقبت اندیشی و بے حمیتی، خودغرضی و تنہا خوری، عجب و فخر، چیرہ دستی و خلق آزاری، عند و انانیت، پرخوری و بسیار خوابی، جبن و ضعف، (مرگ و شادی، مکان و لباس، یا خورد و نوش وغیرہ میں وقت و مال کے) اسراف و تبذیر غرض وہ تمام تر روز افزوں ظاہری یا باطنی، اجتماعی یا انفرادی، ذہنی یا علمی، تمدنی یا اقتصادی، بیماریاں کمزوریاں خرابیاں اور بدعنوانیاں جو کسی ملک و قوم کی

پسماندگی و تباہ حالی کا ثبوت اور ذلت و مصیبت دارین ہونے کی وجہ سے

خلاق و خلائق دونوں کے ہاں مبغوض و مردود ہیں، درسوں یا وعظوں تحریروں اور تصنیفوں، جلسوں یا کانفرنسوں، قیامت خیز قسم کی مادی و عسکری قوتوں اور دعاؤں یا التجاؤں، تعویذوں یا وظیفوں، اخبارات و جرائد، تعلیم و تزکیہ باطن کے ذریعے یا گھر سے گھر

باوجود اپنی اور اپنے حلقۂ خطاب کی ہر طرح کی اصلاح وترقی اور سعادۃ دارین سرتاسر اسی رسالہ کی من وعن موافقت و پیروی پر موقوف سمجھیں اور اس لئے اسے فقط ایک آدھ مرتبہ ہی پڑھنا کافی جاننے کی بجائے مدۃ العمر کے لئے بالکل ایک طفل مکتب ہی کیطرح اسے اپنی آنکھ کان اور جسم وجان ہی کا درجہ دیتے ہوئے کوئی مہینہ یا ہفتہ بھر تو کیا ایک دن تک بھی اس سے تہیدست و بے نیاز نہ رہیں اور ہمیشہ اسے تنہا بیٹھ کر ہی مطالعہ کریں۔

(۷) مرتب رسالہ کو اس دلیل سے علماء و پیشوایان دین سے بڑھ کر دنیا کے اندر کسی کے حق میں عقیدتمند و خیر اندیش نہ سمجھیں کہ اس نے انہی کے اندر برقی و مقناطیسی مجاہدانہ و جہاں بانانہ قوتیں اور قابلیتیں پیدا کرنے انہی کی عزت و اقبال کو چار چاند لگانے انہی کو خلافتہ فی الارض اور شوکت و سطوۃ دارین کا تخت و تاج دلانے انہی کو طول و عرض عالم میں مہر و ماہ بنا کر چمکانے کی غرض سے زیادہ تر انہی کے اذکار و اعمال یا طریق کار اصلاح و تذکیر خلائق سے بحث کی ہے۔

(۸) کتاب وسنت تاریخ مدوجزر اقوام عالم مصلحین و مجددین اسلام کے بیشتر سوانح اور سیاسیاتِ حاضرہ سے مرتب رسالہ ہذا کے برابر فہم و شعور ضرور رکھتے اور سو فی صدی مقیم الصلوٰۃ وقائم اللیل ہوں۔

(۹) حاضر الوقت جملہ سیاسی ہجوموں اور غیر دینی تحریکوں سے بالکلیہ کنارہ کش نیز روحانی پیشواؤں کے پھندے سے یکسر آزاد ہوں۔

(۱۰) اس رسالہ کے اسلوب تحریر کو گو لفظی اور معنوی دونوں حیثیاتہ سے وہ زمانہ حال کی طرز نگارش سے کتنا ہی لپیٹ و غیر مانوس الطبع یا جدید النوع اور بظاہر کیسا ہی ادق و مغلق کیوں نہ ہو۔ کبھی موجب خلجان و باعث ملال خاطر نہ سمجھیں کیونکہ کسی بحر عمیق و متلاطم کی تو بر تو گہرائیوں اور تاریکیوں میں چھپے ہوئے موتیوں کو غوطہ زنی و شناوری کی زحمت شاقہ گوارا کرنے اور جان پر کھیل جانے ہی سے حاصل کیا جاتا ہے۔

زین و الدین و حکام، حساس و مخلص امام و معلم، مطیع و جاں نثار ترین اہل و عیال قرۃ العین پڑوسی، زیادہ سے زیادہ فرض شناس و وفا شعار اور با امانت مزدور ملازم یا کسان و مزارع صاف ستھرے باورچی و نانبائی۔ ملنسار و خندہ رو مکیں، دوکاندار، فرمانبردار و باخدا بہو بیوی، حق آگاہ و پاک دل خسرو داماد، ایماندار و نیک اطوار صناع و تجار، مخلص و پاکباز حجام و طبیب، غمگسار و جاں نثار دوست و ہمنشیں ہاتھ لگ سکتے ہیں۔

جبھی کسی گاؤں، محلہ یا حلقہ میں رہنے والوں کے اندر رفاہِ عامہ (مثل کنویں، شفاخانہ سرائے، راستہ، نالی وغیرہا) کے قیام و استحکام اور ان کی مرمت و صفائی کا احساس و جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔

جبھی ایک دفعہ عقائد و عزائم، عبادات و معاملات، تہذیب و تمدن، ظاہر و باطن، قیل و قال اور دینی، علمی، اخلاقی اور اقتصادی یا سیاسی، غرض ہر اعتبار سے برسر اقتدار آئی اور ذروہ کمال پر پہنچی ہوئی کوئی آبادی آئندہ ابد الآباد تک کے لئے ہر طرح کے زوال و پستی کی آنچ تک سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

جبھی ذلیل و پسماندہ لوگوں یعنی کمینوں، کسانوں، مزدوروں وغیرہم میں بھی معاش و تعلیم تہذیب و تمدن، نشست و برخاست، نکاح و انکاح، عہدوں اور جائدادوں کے اعتبار سے ترقی یافتہ اقوام و طبقات عالم ہی کی مانند عزت و اقتدار کی زندگی گذارنے کا احساس و حوصلہ پیدا ہو سکتا اور اس کا موقعہ مل سکتا ہے۔

جبھی دنیا سے خود غرضی و تنہا خوری، رشک و حسد، فخر و غرور، غیبت و تہمت، بدگمانی و عیب جوئی نفاق و تصنع بلکہ غبن و خیانت اُن (شرک و ارتداد سے بھی ہزار درجہ بڑھکر) پرخطر و خانہ برانداز ملک و ملت اور ہولناک و تباہ کن بیماریوں کا جنہوں نے اور تو اور خود میاں بیوی بہن بھائی بلکہ باپ بیٹے تک کو باہم آب و آتش بنا رکھا ہے اور ان کی پاتال تک جاگڑیں جڑیں اب کوئی بڑی سے بڑی حکومت یا باخدا سے باخدا معالج روحانی بھی لوگوں کے دل و دماغ سے اکھاڑ نہیں سکتا نام و نشان تک مٹایا جا سکتا ہے۔

جبھی دنیا کی کوئی آبادی غضب و عتاب الٰہی سے خواہ بلا واسطہ (مثلاً قحط و سیلاب یا وبا و ر،

بنی و مہری تعلقات قائم کرکے یا مادی و روحانی احسانات و خدمات کے دریا بہا کر نہیں بلکہ، جبھی حق و صداقت خلوص و للہیت، عفت و عصمت، عالی ظرفی و وسیع النظری، گرمی و مستعدی، خشوع و انابت، حزم و احتیاط، عزم و استقامت، ہمدردی و غمگساری، اتحاد و یکجہتی، ایثار و بے نفسی، صلح و عفو، ادب و تواضع، حق گوئی و حق نیوشی، انقیاد و اطاعت، اعتماد و حسن الظن، خوشخوئی و خندہ جبینی، فکر و احساس، سوز و گداز، فرض شناسی و حق ادائی، خیر اندیشی و وفاداری، صبر و حلم، سرفروشی و جانبازی، خوراک و پوشاک، مرگ و شادی، مکان و سامان، غرض ہر کام میں، سادگی و بے تکلفی وغیرہا تمام ان محاسن و کمالات میں جو انسان کے اشرف و اکرم اور سعید الدارین ہونے کا ثبوت اور منتہائے کمال بشریت ہیں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

جبھی ڈھوروں اور درندوں کو فرشتوں کا رتبہ دلایا جا سکتا ہے، جبھی لومڑیوں، بکریوں تک میں شیروں کا سا دل گردہ پیدا ہو سکتا ہے

جبھی بوڑھوں کمر ٹوٹوں کو حقوق و فرائض، عبادات و معاملات یا اصلاح و تدبر وغیرہا جملہ ابواب و عنوانات زندگی میں سرگرمی و جانفشانی کے لحاظ سے نوجوانوں کیلئے موجب رشک و تقلید بنایا جا سکتا ہے۔

جبھی گھاس پھونس کے جھونپڑوں میں قصر و تخت کی سی، ساگ پات اور نان جویں بلکہ جوع و عطش تک میں مُتَنجن و قورما کی سی، کانٹوں کے بستر میں پھولوں کی سیج کی سی، برہنگی میں کشمیر و شملہ کی سی، چیتھڑوں کے لباس بلکہ برہنگی میں کمخواب و اطلس کی سی لذت و فرحت پیدا کی جا سکتی ہے۔

جبھی انسان کی نزع و جہنم کی سی زہرہ گداز و جگر خراش اپنوں یا بیگانوں و خلائق خلاف تو کے حملوں اور چوٹوں سے چور اور قیامت صغریٰ بنی ہوئی زندگی، جوانی و تندرستی، خسری یا دامادی، اہل و عیال، کسب و ہنر، سفر و حضر، زراعت و تجارت، گھر اور باہر، استادی یا شاگردی افسری و ماتحتی، مرگ و شادی، مہمانی یا میزبانی، غرض ہر چیز و ہر حالت خود اسکے اور اسکے ذریعے اوروں کیلئے فردوس بریں کی مانند فرحت انگیز و روح پرور بن سکتی ہے

جبھی ہر شخص، ہر گھر، ہر خاندان اور ہر طبقہ کو انتہائی جلدی اور آسانی کے ساتھ متحد و مشفق

اور باخدا سے باخبر انفیتاً گرفتار ہے سو فیصدی نجات پا سکتی ہے (کیونکہ جب تک دنیا سے بدی اور بے دینی کی سرے سے جڑ ہی نہ کٹ جائے قرابت، دوستی یا ماتحتی وغیرہ کسی کسی باعث بدوں اور بد دینوں کے ساتھ شریفوں اور پاکبازوں کو بھی ظلم و معصیت میں بالراست شرکت و امداد نہ سہی اِن سے قیل و قال، نشست و برخاست اور لین دین بلکہ نکاح والنکاح تک یا کم از کم سکوت عن الحق تو ضرور کرنا پڑتا ہے جو انہیں اپنے ملعون و مردود رویہ پر مصر رکھتا ہے اس لیئے وہ بھی شرعاً تعاون علی الاثم والعدوان ہی کہلاتا ہے)۔

کہ ان کے اندر ان کی ہر قسم کی انفرادی یا اجتماعی، ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی اقتصادی یا سیاسی وغیرہا ضروریات و مشکلات زندگی کا احساس پیدا کر کے انہیں انکی تمام تر (جو خود نفس و شیطان بنی ہوئی اور تخریب و افساد ہی کے لئے وقف شدہ) جسمانی، مالی، دماغی اور روحانی قوتوں اور قابلیتوں کے ساتھ مقامی امام نماز پنجگانہ (بحیثیت حاکم فی ما شجر بینہم) کی سر پرستی میں اجتماعی طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ اور اقامت دین یعنی اصلاح و تذکیر خلائق کی کشمکش موت و حیات میں محو و مستغرق کر دیا جاوے۔

کیونکہ

(۱) افکار و عزائم، عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، گفتار و کردار، علم و فہم، رحم و ایثار، صلح و عفو، عالی ہمتی و وسیع النظری، بیداری و ہوشمندی، صحت و صفائی، خیر اندیشی و غمگساری، حقوق و فرائض، صبر و حلم، ضبط نفس، قناعت و سادگی، ادب و عقیدت، غرض ہر اعتبار سے کامل و اکمل یا روشنی کا مینار اپنی مثال آپ اور یگانہ روزگار بننے کی ضرورت و اہمیت ایسی ہی حالت میں (اور ایسی ہی جمعیۃ کو) محسوس ہو سکتی ہے۔

(۲) احد الصمد کے ہاں زیادہ سے زیادہ اور ہمیشہ اور باقاعدہ و بلا ناغہ نالہ و زاری چیخ پکار عجز و خشوع تسبیح و تحمید کے لئے شوق و احساس اور ان میں لذت و فرحت پانے کی توقع بھی ایسی حالت کے اندر (اور ایسی ہی جمعیۃ سے) کی جا سکتی ہے۔

ہڈی دل وغیرہا کی شکل میں) ہو یا بالواسطہ (اپنوں یا بیگانوں کیطرف سے توہین وتحقیر، غصب
وسرقہ، غیبت وتہمت، یا قتل وقتال اور غلامی وغیرہا کے رنگ میں) محفوظ ومطمئن رہ سکتی
اور ہر معاملہ میں شادکام وبامراد ہو سکتی ہے۔

جبھی ہر شخص کو اس کی ہر دعا وتمنا میں اس کے دل سے اٹھتے اور لب پر آتے ہی
طرفۃ العین کے اندر عروس وقبولیت وکامرانی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔

جبھی ہر شخص کو اپنی ہر قسم کی ذہنی روحانی، علمی، اخلاقی، فنی، تحریری، یا تقریری
قوتوں، اور قابلیتوں، اپنے اعضاء وقویٰ دست وپا اور گوش وچشم یا اثر ورسوخ سے ٹھیک
اور سو فیصدی وہی کام لینے کا موقعہ مل سکتا ہے جس کے لئے وہ قدرت کیطرف سے ودیعت ہیں

جبھی مساجد ومدارس کو حسب دلخواہ طریق پر شاندار وبارونق اور طلبہ وعلماء کو مخدوم معزز
ہونے میں ان کے شایان شان مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔

جبھی کسی شخص کے ہاتھوں کی پاک اور پسینہ کی کمائی اور ہر قسم کی زبانی جسمانی یا مالی
قوتیں، احسان وخدمت، تعظیم وتواضع، زکوٰۃ وصدقات، سلام ومصافحہ، قرض ومستعار
عیادت وتعزیت، عشر وزکوٰۃ، ہمدردی وغمخواری ٹھیک مطابق کتاب وسنت مستحق سے
مستحق، صالح سے صالح، قابل سے قابل، زیادہ سے زیادہ موجب اجر وثواب اشخاص اور
اپنے شایان شان تقاریب ومواقع میں صرف ہو سکتی ہیں۔

جبھی کوئی زاہد سے زاہد اور باخدا سے باخدا بزرگ ہی نہیں بلکہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ
مومن ومسلم اپنا پیٹ حرام ومشتبہ، (گھی، دودھ، پھل، غلہ، سبزی، وغیرہا) کھانے سے بدن
حرام پہننے سے، آنکھیں کان لغو وحرام یا فسق وباطل دیکھنے سننے سے بچا سکتا اور مکروہ
وممنوع برتنے، بولنے، خریدنے، بیچنے، لکھنے پڑھنے وغیرہا سے بچ سکتا اور بہرحال نیز ہمیشہ اور
ہر جگہ حلال وخالص، اور طیب وطاہر ہی کھا پی، پہن، خرید یا بیچ، سکتا اور ہر کہیں حق و
صداقت ہی دیکھ، سن، بول، سکتا ہے۔

جبھی کوئی شخص یا برادری تعاون علی الاثم والعدوان کی لعنت وشقاوت دارین سے
جس میں کہ اب جسمانی، مالی، زبانی، قلبی غرض کسی نہ کسی طرح تھوڑا یا بہت ہر ذی علم سے ذی رتبہ

کہنے سننے، دل وجان اور ظاہر و باطن سے ایک ہی کنبہ کے افراد ایک ہی جسم کے اعضاء اور بنیان واحد بننے کی ضرورت واہمیت اور غیظ وانتقام، گستاخی وبدزبانی، حسد ورشک فخر وغرور، بدظنی وعیب چینی، عجب وخودستائی، مکافاۃ و دفع السیئۃ بالسیئۃ، بحث وتکرار، ترشی وبدمزاجی، کذب وافتراء، غبن وخیانت، غیبت ونمیمت، بھیک مانگنے، استقراض واستعارہ خطبہ پر خطبہ (کم علمی، سیاہ فامی، پست قامتی، اقلیت، رذالت نسبی وغیرہا کی بنا پر) کسی کو حقیر و ناچیز سمجھنے (کھانے پہننے مکان وسامان، بیاہ شادی وغیرہا میں) اسراف وتکلف، خرافات ومراسم زیب وزینت، بداندیشی وآبروریزی، بے حجابی، طلاق وشقاق، شغار وتعلیق، فراغت الثاب استراق السمعہ، گالی گلوچ، شکایت وشکوہ، طعن وملامت، تقاریب ومجالس فاجرہ میں شمولیت احتکار واکتناز، خودغرضی وتنہا خوری، مدح وخوشامد، لہو ولعب، ربا ونفع اندوزی، ہنسی مذاق چھیڑ چھاڑ، زنا وغیرہا سے نفرت وکراہت بھی مذکورہ حالت کے اندر (اور ایسی شخصیت اور جمعیت ہی میں) پیدا ہو سکتی ہے۔

(۴) ہر مہم علی الخصوص اصلاح وتذکیر کے سب سے زیادہ پرہول وجگر شگاف ترین معرکہ میں کامیابی وسرخروئی جب سرتاسر احد الصمد کی رضا ومعیت بہرحال اور ہر امر میں زیادہ سے زیادہ اس کی عقیدت واطاعت اور خشوع وانابت پر ہی موقوف ہے تو کیا اس مہم کو سر کرنے کی ساعی ومتمنی جمعیت یا آبادی کیا بلحاظ افکار وعبادات اور کیا باعتبار شفقت علی خلق اللہ اور کیا بحیثیت رفعت عزائم اور حریت فکر وضمیر کبھی فلک الافلاک سے ایک انچ بھر بھی نیچے رہ سکتی ہے۔

(۵) جب کسی حلقہ یا آبادی کی ہر قسم کی جسمانی، مالی، زبانی، ذہنی، وروحانی قوتوں قابلیتوں اور قربانیوں کا مرکز ومصرف ایک ہی اہم الامور قرار پا چکا ہو تو کیا اس میں لباس فاخرہ پہننے مرغن ومکلف غذائیں کھانے، زیب وزینت، عیش وعشرت، تغافل وتہاون زیادہ کھیتی اور شاندار مکان وسامان یا قطار اندر قطار بہائم ومواشی رکھنے، لہو ولعب، ہنسی مذاق لڑائی جھگڑے، پرخوری وتن آسانی، سیر وشکار، بحث ومناظرہ، مرگ وشادی کی طول طویل جاہلانہ ومشرکانہ رسوم وتقاریب، تاک جھانک، تاش وحقہ، راگ وسرود وغیرہا کی فرصت وخواہش یا ہمت

(۳) ہر اپنے یا بیگانے، بڑے یا چھوٹے ادنیٰ یا اعلیٰ سے سلام و مصافحہ، نشست و برخاست
استقبال و مشایعت، ہمدردی و خیر اندیشی ہر کسی کی عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین، ہر کسی کے
ولیمہ عقیقہ وغیرہا میں شامل ہونے یا کسی کو اپنی کسی تقریب میں بلانے، مفت یا قرض و
مستعار لینے دینے نکاح و انکاح کی شکل میں رشتہ گانٹھنے، ہر معاملہ میں رعایت و سماحت اور
تاخیر و مہلت صفح و عفو، خموشی و فروتنی نفع و خوشی میں تبریک و تہنیت سب کی زندگی
تندرستی، خوشحالی اور رزق و اولاد کی دلی خواہش اور زیادہ سے زیادہ کوشش یا اس کے
لئے ذات باری سے دائمی دعا و التجا ہر کسی کے ادنیٰ سے ادنیٰ احسان یا وصف و خوبی
اور معمولی سے معمولی کار خیر پر اس کی زیادہ سے زیادہ تعریف و تحسین اور عقیدت و شکرگزاری
ہر کسی کی ذاتی، خانگی، جسمانی یا مالی ضرورت و مشکل زندگی، خرید و فروخت، بیماری و تنگدستی
نکاح و انکاح وغیرہا میں اس کے مانگے اور کہے بغیر اسکی امداد و سفارش یا اس کے لئے دعا و التجا
ہر کسی کی عیب پوشی، ہر کسی سے حسن تفاہم، ہر بحث و تنازع میں خود جھک جانے اور اپنے
جائز سے جائز اور واجبی سے واجبی حقوق سے دست بردار ہو جانے، روٹھے ہوئے کو باصرار
اور ہر قیمت پر منانے، دوسروں کی دلجوئی اور آرام و خوشی کے لئے اپنے بدن، کپڑوں، سامان
و مکان، گلیوں اور بازاروں کو بدست خود صاف ستھرا کرنے (یا کسی دیگر سے کرا لینے)،
جھاڑو دینے دلوانے، رستہ سے روڑہ یا کانٹا وغیرہا دور کرنے اور اسے آرام دہ و دل پسند بنانے
والدین و اساتذہ اور اقارب و اعزہ، مہمانوں، بوڑھوں، کمزوروں، کمینوں، مزدوروں، نو مسلموں، اور
ملازموں، اندھوں، اپاہجوں کی تعظیم و تواضع اور اعانت و حق ادائی، گداگری و بیروزگاری کے
انسداد، زکوۃ اور دیگر ہر قسم کے صدقات و واجبات کی بروقت و باقاعدہ ادائگی، وقف، ہبہ
کھانے پینے اور مکان و سامان یا بیاہ شادی وغیرہا میں سادگی و بے تکلفی، خاموشی و کم گوئی نماز
پنجگانہ، جمعہ و عیدین میں شمولیت اور ان کی بحقوقہا پابندی و ادائگی، نماز کے اندر ٹخنہ سے
ٹخنہ اور کندھے سے کندھا ملانے ایک ہی جگہ یا ایک ہی برتن میں اکٹھے بیٹھکر کھانے پینے
ہر کام دوسروں کے مشورہ اور رضامندی سے کرنے، ہر چھوٹے بڑے شخص و خاندان کے لئے،
بذات خود معاش و مکان اور تعلیم و تربیت اور نکاح و سامان خانہ داری وغیرہا کا انتظام کرنے تکملہ الخ

(۱۰) انسان اپنے دوستوں، قریبیوں اور ہمپشوں کیطرف سے جھوٹی شہادت، سفارش اور پشت پناہی پردہ داری، وہمنوائی یا زبانی، جسمانی اور روحانی امداد وحوصلہ افزائی کی امید پر ہی یا طعن و سزا اور مقاطعہ وغیرہ جیسے خوف کیوجہ ہی سے کسی کی عزت یا مال وجان پر وار کرتا ہے یا حقوق و فرائض میں کوتاہی دکھاتا ہے تو ایسی آبادی اور حالت مذکورہ میں جہاں (اور جب) کہ ہر شخص کے لئے اصلاح و تذکیر خلائق کا بیڑا اٹھانے کے باعث دوسرے کو تکلیف ومعصیت کی ہوا تک لگنا اور کانٹا تک چبھنا گوارا نہ ہوگا اور کوئی شخص لمحہ بھر کے لئے کسی کو حقوق و فرائض اور عبادات ومعاملات میں غافل وقاصر نہ دیکھ سکے گا۔ بلکہ ہر شخص ہر دوسرے کیطرف سے کسی بھائی کو پہنچے ہوئے رنج ونقصان سے یا کسی کے حقوق وفرائض میں بے اعتنائی برتنے پر ذاتی رنج ومصیبت ہی کی مانند متاثر ہوگا تو پھر کسی کے ہاتھوں کسی کے مال وجان پر حملہ ہونے یا کسی کے حقوق وفرائض سے غافل وقاصر رہنے کا امکان کیطرح باقی رہیگا؟

(۱۱) جب خدا یا بندوں کی معصیت وناحق شناسی یا سکوت عن الحق ہی مسلمہ طور پر غضب وعقاب الٰہی (خواہ وہ براہ راست، قحط و وبا سیلاب وزلزلہ، ٹڈی دل یا باد وباراں کی شکل میں آئے یا بالواسطہ اپنوں یا بیگانوں حکام ورؤسا کیطرف سے ظلم وتشدد رشوۃ وچوری، قید وبند یا لوٹ مار وغیرہ کی صورت میں نازل ہو) کا پیش خیمہ اور علت العلل ٹھہرا تو اس آبادی کے اندر جو اصلاح وتذکیر ہی اپنا اوڑھنا بچھونا قرار دے کر اس کے لئے اپنی جان تک پر کھیل چکی ہوگی غضب وعقاب الٰہی کو قدم تک دھرنے اور شکل تک دکھانے کی کیا ضرورت ہوگی؟

وقوت ہی کبھی باقی رہ سکتی ہے۔

(۶) اس مہم (اصلاح وتذکیر خلائق) میں قدم رکھنے سے ہی کسی خاندان جمعیتہ وآبادی کو بڑی سے بڑی ہولناک و پرخطر آزمائشوں معرکوں اور قربانیوں کو لبیک کہنے اور چٹان کا سا ناقابل تسخیر دل گردہ رکھنے والے سرفروش وجانباز بلند پایہ ارباب فکر ونظر لاجواب قسم کے زباندان وصاحب قلم اور یگانہ روزگار محبان قوم وفدایان ملک وملت بنچے پیدا کرنیکی ضرورت محسوس ہوسکتی ہے۔

(۷) اسی صورت میں ہی عامہ النسانیہ مساجد ومدارس، نمازوں جمعوں، جلسوں، درسوں اور مکتبوں کی ضرورت واہمیت کی قائل ہوسکتی اور اپنی حاضری اور ہر قسم کے تعاون اور ہمت افزائی سے انہیں زیادہ سے زیادہ شاندار اور بارونق بنا سکتی اور اندریں حالت ہی علماء وطلباء اپنے ادائے فرائض مبلغانہ اور خدمت ملک وقوم کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ گرم جوشی اور جانفشانی دکھا سکتے ہیں۔

(۸) کسی آسان ومحدود یا زیادہ وسیع وپرخطر حلقہ کار کی ہر قسم کی اصلاح وترقی کی غرض سے معرض وجود میں آئی ہوئی کسی جمعیتہ المصلحین میں جو ذہنی علمی، عملی، اخلاقی، جسمانی یا روحانی مجاہدانہ وقائدانہ قوتیں وقابلیتیں مطلوب ہیں جب ان کی مشق وریاضت اور تعلیم وتربیت کی اجتماعی نماز پنجگانہ روزہ حج زکوٰۃ ہر قسم کے صدقات اور قیام اللیل ہی حقیقی اور بہترین ولاجواب قسم کی درسگاہیں (یعنی یہی اہم واعظم الارکان اسلام اور انہی کے آداب شرائط کی شخص یا جمعیت کو اس میدان کا شہسوار بنا سکتے ہیں) تو لا محالہ اسی وادی پرخار میں قدم زن اور اسی حالت میں مبتلا ہوکر ہی کوئی جمعیت یا آبادی ٹھیک مطابق کتاب وسنت اور سو فیصدی نمازی وصائم حاجی ومزکی بن سکتی اور نماز وروزہ یا حج وزکوٰۃ قیام اللیل اور ذات باری سے عجز والحاح کی ضرورت واہمیت کی قائل ہوسکتی ہے۔

(۹) جبن ومطلقیت نفس انسانی ہی درحقیقت ام الخبائث اور ہر قسم کی خرابیوں اور کمزوریوں کی جڑ خدا اور بندوں کی معصیت وناحق ادائی کا سرچشمہ ہے اور جبن ومطلقیت انسانی کے ردعمل کی اس محاذ (اصلاح وتذکیر خلائق یا اقامت دین) میں (اور مذکورہ طریق پر) اسے سے بڑھ کر موثر ومنتج کوئی صورت نہیں ہے۔

رشتہ گانٹھتے ہی اس کے ہاں سے لخت جگر کا رتبہ پالینے اس کے سر آنکھوں پر جا بیٹھنے ذرہ سے آفتاب بن جانے پہلے سے کہیں زیادہ مخدوم و معزز ہونے کا یقین قطعی نہ ہو یعنی اس کی طرف سے اس کی روٹی کپڑے، پڑھائی لکھائی، روزگار، حفاظت جان و مال، مکان و سامان، علاج و عیادت، نکاح و انکاح وغیرہا بچپن سے موت تک کی ہر قسم کی چھوٹی یا بڑی ضروریات و مشکلات زندگی کا بھی خاطر خواہ طریق پر انتظام کر کے ان کے بارہ میں بھی اسے فارغ البال و مطمئن نہ کر دیا جائے۔

چنانچہ جابر و ذی جاہ طبقہ انسانیت کے ہاتھوں صدیوں اور پشتوں سے تختۂ جبر و جور بنے ہوئے غریب و پسماندہ ابنائے آدم ہی کے ہر داعی الی اللہ کی دعوت قبول کرنے میں پیش پیش نظر آنے انہی کے سب سے پہلے دیوانہ وار اور جوق در جوق دور و دراز سے من کل فج، عمیق اسکی طرف کھچے آنے کی سب سے پہلی اور زیادہ تر وجہ بھی ان کا اسے اپنی ذاتی جسمانی مادی ترقی اور اقتصادی و سیاسی ضروریات و مشکلات زندگی کے سلسلہ میں ایک بہترین بلکہ عدیم المثال قسم کا معالج و مشکلکشا، اور یکتائے روزگار میزبان و حاجت روا پانا ہی تھا۔

اسی لئے معشر الداعین الی اللہ میں سب سے بڑھ کر کثیر الامتہ مجاب الدعوۃ خدا یا بندوں اپنوں یا بیگانوں کیطرف سے زیادہ سے زیادہ مستحق صلوٰۃ و سلام، ہر دل عزیز احب الیہم من انفسہم اور رحمتہ للعالمین بھی وہی ٹھہرا جس نے علاوہ ذہنی، فکری، اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت کے (حقیقت میں مصرحہ سیرتوں کے ذریعے) اپنے وابستگان دامن اور حلقہ بگوشان دین کے لئے ان کی اقتصادی تمدنی اور جسمانی و مادی ضروریات و مشکلات زندگی کے پیش نظر اپنی تحویل و قیادت میں اپنے حلقہ خطاب کے اندر جگہ جگہ یا جہاں کہیں اس سے بن پڑا یا کم از کم اپنے دار الاقامت ہی میں بیماندگان کے لئے بیت المال، دار القضا، حفظان صحت، اور صفائی وغیرہا شعبے پل اور کنوئیں وغیرہا قائم کر کے اسے آغوش مادر سے بڑھ کر پر امن و عافیت بخش برق و مقناطیس کی مانند جاذب قلوب و پرکشش اور فردوس بر روئے زمین بنا کر دکھایا۔

دوسری حقیقت

عالم انسانیت کا سب سے زیادہ پر پیچ ترین مسئلہ اور عقدہ لاینحل اور ہر خاص و عام اور ادنیٰ و اعلیٰ یا بزرگ و خرد کی پہلی دلی دائمی اور حقیقی ضرورت و خواہش (افکار و عقائد حقوق و فرائض درس و وعظ اعمال و اخلاق یا تہذیب و تمدن نہیں بلکہ) روٹی کپڑا یعنی ذاتی جسمانی و مادی آرام و عیش اور ابنائے جنس کی طرف سے (زبانی جسمانی یا مالی) احسان و تعظیم اور امن و عزت ہی ہے اس لئے وہ زیادہ تر کسی شخص، خاندان، گاؤں، حکومت تحریک یا پارٹی سے اسی کی بنا پر ملتا یا کٹتا، الجھتا یا سلجھتا اسی کی خاطر کسی کے سامنے جھکنا یا اکڑنا بڑی سے بڑی جانکاہ مشقتیں اٹھانا اور بے مثال قسم کی قربانیاں دینا، شخصی یا قومی جنگیں لڑنا انواع و اقسام کی ذلتیں اور بربادیاں مول لیتا رہا ہے اور اسی (جسمانی احسان و تربیت ہی) کی وجہ سے بڑے سے بڑی ہولناک اور البرز شکن طوفانی یورشیں، اور ہر قیامت خیز قسم کی مالی و جانی تباہیاں منظم سے منظم اور مضبوط سے مضبوط جانبازانہ کوشش صفحہ ہستی سے مٹا تو سکتی ہیں لیکن شاذ و نادر اور برائے نام ہی کبھی آبائی و جدی عادات و عقائد، طرز زندگی، طریق بود و ماند چھڑانے میں کامیاب ہو سکتی ہیں اور اسی وجہ سے ہی، اس کے لئے کسی شاندار سے شاندار پر کشش سے پر کشش اصلاحی و انقلابی تحریک و دعوت کے سامنے صرف یہی دیکھ کر گھٹنے ٹیک دینا اور بدل و جان اسی کا ہو جانا کہ علمی و عقلی یا محسوسی دلائل کی رو سے اسکی ضرورت و صداقت روز روشن کی طرح نمایاں و درخشاں ہے یا اسے سواد اعظم ذی جاہ اور بلند طبقہ انسانیت کی تائید و حمایت حاصل ہے یا اس کا داعی و علمبردار اپنے معجزانہ و ساحرانہ طرز بیان سے درختوں اور پہاڑوں کو وجد میں لا رہا، یا اندھوں اور کوڑھیوں تک کو شفا دے سکتا ہے، یا اڑ کر آسمان پر پہنچ جاتا اور عصمت و عفت کا دیوتا اور شریف الاصل و نجیب الطرفین ہے یا معرکہ آرائی و کشور کشائی میں رستم و اسکندر تک سے خراج تحسین حاصل کر رہا اور دنیا جہان سے اپنی شوکت و سطوت کا لوہا منوا چکا ہے قطعًا محال ہے جب تک کہ اسے کسی تحریک و دعوت سے وابستہ ہوتے اور اس کے داعی و علمبردار سے

میں ہر طرح کی صعوبتیں اور چوٹیں، بھوک پیاس، گرمی اور سردی سہنے میں چٹان کا سا ناقابل تسخیر دل گردہ رکھنے والے۔

(۲) اپنی اور اپنے حلقۂ خطاب کی ہر قسم یعنی ذہنی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی، اقتصادی یا سیاسی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے اور ان کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں ظاہری موجودہ حالات اور مادی اسباب و وسائل پر کم سے کم اور برائے نام سا اعتماد رکھنے والے۔

(۳) خود بھوکے سے بھوکے دکھیا سے دکھیا، تنگدست سے تنگدست، ناچیز سے ناچیز، مال و عزت ہمت و قوت، زن و فرزند، گوش و چشم، جوانی و خوبصورتی سے یکسر محروم و بے بہرہ ہونے کے باوجود اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کے منہ میں جاتا ہوا لقمہ اپنے ہی منہ میں جاتا، دوسروں کے مال و متاع کو اپنا ہی مال و متاع، دوسرے کے عیش و آرام کو اپنا ہی عیش و آرام، دوسرے کا پہننا اپنا ہی پہننا، دوسرے کی تعریف و تحسین یا خوشی و کامیابی اور مقبولیت و مرجعیت کو اپنی ہی تعریف و تحسین اپنی ہی خوشی و کامیابی اور اپنی ہی مقبولیت و مرجعیت، دوسرے جماعتی بھائی کے کسی کی طرف سے سلام اور استقبال و مشایعت سے مشرف ہونے کو اپنا ہی سلام و مصافحہ یا استقبال و مشایعت سے مشرف ہونا، دوسرے کی عیادت و تعزیت اپنی عیادت و تعزیت دوسرے کے آنکھ کان، قد و قامت، صحت و جوانی، زن و فرزند، قرض و مستعار وغیرہا سے متمتع ہونے کو اپنا ہی متمتع ہونا، دوسرے بھائی کے روٹی کپڑے، آنکھ کان، زن و فرزند، جوانی و صحت نقد و جنس سے محروم و بے بہرہ رہنے کو اپنا ہی محروم و تہیدست رہنا اور دوسرے جماعتی بھائی کے ساتھ حسد و عداوت، فخر و غرور، شکایت و شکوہ، بے ادبی و گستاخی کا سلوک کرنے والے کو اپنا ہی دشمن و بد اندیش سمجھنے والے!

(۴) دوسرے جماعتی بھائی سے سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت تعریف و تحسین، احسان و خدمت کروانے قرض و مستعار لینے اور تعظیم و تواضع کی خواہش رکھنے کی بجائے خود اسی کے سلام و مصافحہ، عیادت و تعزیت احسان و خدمت اس کی تعریف و تحسین کرنے اور اسے قرض و مستعار دینے کے لئے ہمیشہ حد سے بڑھ کر بے قرار رہنے اور اسی میں اپنی سعادت و ترقی دارین یقین کرنے والے۔

تیسری حقیقت

کسی عالمگیر سے عالمگیر تحریک انقلاب یا دعوت اصلاح و تجدید کی ضرورت و اہمیت
اور اسکی صداقت و حقانیت کے واضح سے واضح اور سورج کی مانند درخشاں و تاباں عقلی
و محسوسی دلائل اس کے ظاہری یا باطنی امتیازات و خصوصیات اس کے آنجہانی و جنت
مکانی بزرگوں اور پیشواؤں کے (کتابوں میں محفوظ و مستور یا حلقہ مساجد و مدارس اور اسٹیج و پریس
تک محدود) لرزہ خیز سے لرزہ خیز اور حیرت انگیز سے حیرت انگیز کارنامے گراں بہا سے گراں بہا
قربانیاں اور جانفشانیاں اور بے مثال و عدیم النظیر فتحمندیاں اور کشور کشائیاں، دھواں دھار
و طوفاں آفریں جادو بیانیاں اور سحر نگاریاں زہرہ گداز قسم کے اور روح پرور مقالات، شہرہ
آفاق و معجزانہ خوارق و کرامات اس کے داعی و علمبردار کی حد بیان و شمار سے بڑھ کر علمی عملی
اخلاقی، فکری، تحریری یا تقریری، ذہنی یا روحانی قوتیں اور قابلیتیں اور اس کا "مسیح و کلیم" یا
"ذبیح و خلیل اللہ" حتی کہ "سید ولد آدم" تک کہلانا بھی اپنوں یا بیگانوں کو بدل و جان اپنانے اور
راہ راست پر لانے میں کبھی مؤثر و کارگر نہیں ہوتا **جب تک** کہ وہ (اس کے اپنے یا بیگانے
اسکی ہر قسم کی **کوششوں** (مصرحہ حقیقت ۲) کا **نتیجہ** اس کے لائے ہوئے نصب العین
اسلامی و آسمانی اسباق و ہدایات، افکار و عقائد، عبادات و معاملات، تہذیب و تمدن
شکل و لباس، طریق زندگی، طرز بود و ماند، عفو و ایثار، رحم و کرم، انفاق و احسان، صبر و حلم
صلح و وصل بالقاطع، اداء وفا، ادب و تواضع، حجاب و عفت، ضبط نفس، عدل و انصاف
بلند ہمتی و وسیع النظری، بیداری و ہوشمندی، کم خوری و سادہ پوشی، عزم و استقامت، عزو
ذکر، غمگساری و ہمدردی، عیادت و تعزیت، استقبال و مشائعت، غریب پروری و مسکین نواز
خیر اندیشی و حسن الظن، تحاکم الی اللہ والرسول (یعنی الی اولی الامر) غرض ان جملہ امور اور
تمام تر محاسن و کمالات کے اعتبار سے جن کی کہ اسکی طرف سے دنیا کو دعوت دی جا رہی
فلک الافلاک تک پہنچے ہوئے اور انہیں کو اپنا اوڑھنا بچھونا قرار دے چکے ہوئے۔ یعنی
(۱) اسکی تحریک و دعوت کو طول و عرض عالم تک پہنچانے اور اسے چار چاند لگانے کی فکر

(۹) ذاتی و خانگی ضروریات و مشکلات زندگی کے سلسلہ میں زمین و مکان، معاش، یا کسی اور چیز کے خود کتنے ہی زیادہ سے زیادہ ضرورت مند و مستحق ہونے کے باوجود دعوت، قرض و مستعار یا معاوضۃ غرض کسی طرح ان سے اپنے لئے حاصل کرنے کی بجائے زیادہ تر اپنے دوسرے ضرورتمند جماعتی بھائی ہی کو دلانے کی خواہش و کوشش کرنے والے۔

(۱۰) افکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، خورد و نوش، مرگ و شادی، بیع و شریٰ نکاح و طلاق، علم و ہنر وغیرہا جمیع عنوانات کتاب و سنت کے مجمعہ و متفقہ تعلیمات پر ان کے علاوہ ان کے تمام تر مجتہدہ و متنازعہ فیہا شعبوں اور مسئلوں، زندگی کو زیادہ شاندار و آرام دہ بنانے والے اور تہذیب جدیدہ کے ایجاد و فراہم کردہ سامان و مراسم یا آلات و تقاریب سے کسی کو مفید یا مضر، قابل ترک و اخذ قرار دینے میں بھی ہمیشہ اعضائے جسم واحد ہی کی مانند باہم سو فیصدی ہم آہنگ و متحد رہنے والے۔

(۱۱) اپنے وقت و مال، صحت و قوت، سمع و بصر، زبان و قلم، مکان و سامان سے اپنی ذات پر کم سے کم اور برائے نام یعنی صرف حد سد رمق تک اور باقی تمام کا تمام (امام نماز پنجگانہ بہ اجلاس شوریٰ کے حکم و ہدایت کے مطابق) خدا اور اس کے دین کی راہ میں یعنی اپنے اہل و عیال، اپنے اعزہ و اقارب، اپنے گاؤں (اور بعد ازاں جہاں تک ممکن و ضروری ہو) کی مادی یا روحانی انفرادی یا اجتماعی ضروریات و مشکلات زندگی یعنی تعلیم و تربیت، کھانے پینے، پہننے سہنے وغیرہا کے لئے وقف کر دینے والے۔

(۱۲) اپنی ذاتی، خانگی یا حلقہ بھر کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں اپنے امام نماز، جمعیۃ المصلین اور ایک ایک جماعتی بھائی کے (بظاہر غلط سے غلط) احکام و ہدایات کے مقابلہ میں اپنے صحیح سے صحیح ذاتی عقائد اور پاک سے پاک جذبات و خواہشات یا ناگزیر سے ناگزیر ضروریات و مشکلات زندگی کو پرکاہ سے زیادہ ناچیز سمجھتے ہوئے انہیں خیرباد کہنے اور اس کے اشارہ چشم و ابرو پر وقت و مال تو کیا جان تک نثار کر دینے میں لمحہ بھر کا توقف روا نہ رکھنے والے۔

(۱۳) اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی بلکہ اس کے اہل و عیال کی ہر طرح کی ضروریات زندگی کھانے پینے، مکان و سامان، آرام و عیش، علاج و عیادت، معاش و نکاح، تعلیم و تربیت ان کی ترقی و کامیابی

(۵) خود بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود ہر دوسرے جماعتی بھائی کو ہی جاہ و نسب، علم و عقل، خلوص و للہیت، فکر و احساس، بیداری و ہوشمندی، معاملہ فہمی و دقیق النظری و صائب الرائی، ہمت و جرأت، فقہ و اجتہاد، تحریر و تقریر، صبر و استقامت، حق پرستی و صاف گوئی، فیاضی و دریا دلی صلح و عمل، حلم و حیا، ہمدردی و غمگساری، زہد و عبادت، سرفروشی و جانبازی، خدمت خلائق غرض ہر لحاظ سے یکتائے روزگار اور ایک کرنا پیدا اکنار اپنے سے ہزار درجہ بڑھ کر باعزت، قابل امامت و قیادت، اثر و کشش میں برق و مقناطیس، ایک اوتار و فرشتہ یقین کرنے اور اپنی نیز خاندان و حلقہ بھر کی زندگی، احساس و شعور، علم و عقل، توحید و تقویٰ، نجات و مغفرت، عزت و اقتدار، شہرت و کامیابی، دین و دنیا اسی کی ذات پر موقوف اور اسی کی قابلیتوں، اسی کی دعاؤں، اسی کی جد و جہد اور اسی کے فیض و برکت کا نتیجہ سمجھنے والے؛

(۶) اپنے حلقہ خطاب کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں امامت، خطابت، مدرسی، قضا، افتاء مجالس محفلی، اذان، نیمارداری، مسجد و مدرسہ وغیرہا جماعتی و رفاہی اور قومی عمارات و مقامات کی خدمت و جاروب کشی، تجہیز و تکفین، گو کہ غرض ایک ایک اعلیٰ سے اعلیٰ یا ادنیٰ سے ادنیٰ منصب و فریضہ بذاتِ خود قبول کرنے اسے نباہنے اور اس کے لئے رضاکارانہ حیثیت سے صرف اپنا کسی قدر وقت ہی نہیں بلکہ زندگی کی زندگی وقف کر دینے کی ہمت و قابلیت رکھنے والے۔

(۷) اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں اس امر کا کہ وہ خود اس کی یا اپنے حلقہ کار میں کسی اور کی یا بالجملہ اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں جو چیز مفید و ضروری سمجھتا اور کہتا ہے وہ کبھی مضر و غلط اور جسے وہ غلط و بے محل قرار دے وہ کسی حالت میں بھی صحیح اور مفید و بابرکت نہیں ہو سکتی یقین واثق رکھنے اور اپنی ذاتی، خانگی یا قومی ذہنی و علمی، اخلاقی اقتصادی یا سیاسی ترقی و کامیابی اسی کی تنبیہ و تذکیر اور اسی کے ہر قول و فعل کی سو فیصدی پیروی کئے یعنی اسی کو مشعل راہ بنائے بغیر ناممکن سمجھنے والے۔

(۸) اراکین جمعیت کے باہمی روابط اور اراکین جمعیت کی ذاتی حیثیت ملیں معرضہ ہدایات پر لسبذت تما زیادہ سے زیادہ بلکہ سو فیصدی کاربند رہنے والے۔

سے زیادہ مخدوم و معزز، جوان و تندرست، خوشحال و فارغ البال، صاحب زن و فرزند، قوی السمع و صحیح البصر، سیاہ ریش و فرخندہ رو دیکھنے کے لئے خواہاں، دعاگو رہنے والے۔

(۲۰) اپنے ایک ایک ادنیٰ سے ادنیٰ جماعتی بھائی کے ساتھ دلی محبت و عقیدت، نشست و برخاست اور استقبال و مشایعت، لین دین، نکاح و انکاح، اسکی تعظیم و تواضع اور تعریف و تحسین، اس سے احسان و شفقت، اس کی عیادت و تعزیت، اسکی کاسہ لیسی و کفش برداری سایہ کی مانند اس کا ہمیشہ ساتھی رہنے، اس کا عضو بدن بنے، اسکو دیکھنے اور اس کے قعر دل میں جگہ پلنے بغیر خدا کے ہاں اپنی بڑی سے بڑی جسمانی یا مالی و جانی ہر خدمت و قربانی محض رائگاں اور عزت و سعادت دارین بلکہ زندگی تک ناممکن سمجھنے والے۔

(۲۱) کسی دوسرے جماعتی بھائی کے مقابلہ میں صرف اپنے زن و فرزند، مال و متاع، مکان و سامان شکل و صورت، زور و ہمت، تحریر و تقریر، علم و فضل، فقہ و اجتہاد، حق پرستی و صاف گوئی، فیاضی و عالی ہمتی وغیرہ کی تعریف و تحسین اور کہیں سے اپنے استقبال و مشایعت، اپنی میزبانی، اپنے استمزاج و عیادت، اپنی کامیابی یا وزر دوالی و عزت افزائی، اپنے ساتھ احسان و شفقت پر بجائے فخر و خوشی انتہائی رنج و نفرت محسوس کرنے والے۔

(۲۲) علم و جاہ یا عقل و عمر وغیرہا کے لحاظ سے کتنے ہی بڑے سے بڑے اور بے مثال ہونیکے باوجود کسی شخص یا حلقہ کیطرف سے کسی کام میں تعریف و تحسین یا استقبال و مشایعت عیادۃ و تعزیت یا امامت و نمائندگی یا رشتہ وغیرہا ملنے پر خود کو اسی کا شایان شان قرار دینے کی بجائے اس کا بالکل نااہل جاننے اور اسے اس کی سادہ لوحی، غلط فہمی یا ذرہ نوازی سے تعبیر کرنے والے۔

(۲۳) اپنی جملہ انفرادی و خانگی ضروریات یا قومی امور و مسائل میں اتنا دوسرے سے اپنی منوانے کیلئے نہیں جسقدر کہ خود اسکی ماننے کو تیار و بے قرار رہنے والے۔

(۲۴) اپنی ذاتی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے اور کسی کی اصلاح و ترقی میں خود کو ہر دوسرے جماعتی بھائی کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے ہیچمیرز و نا بکار اور بے اسکے ایک کوڑی کا نہ سمجھنے والے۔

(۲۵) ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں اس امر کا کہ وہ اسکے آرام و عیش، عزت و شہرت، زندگی و فرخندہ حالی کا بھی بدل و جان اپنے سے بڑھ کر نہیں تو اپنے برابر ضرور ہمیشہ اور ہر جگہ خواہاں و کوشاں

ان کے منتذین و باحذا بنالے کی بھی اپنی ہی طرح تن، من، دھن، اہتمام و تفہیم اور دعا و التجا کے ذریعہ پوری پوری اور زیادہ سے زیادہ فکر و سعی رکھنے والے۔

(۱۴) نہ صرف امام نماز بلکہ اپنے عہدہ داران و خاصتہ الارکین جمعیۃ المصلحین کی بلا اجازت و مشورہ کہیں آنا جانا، کچھ خریدنا بیچنا، التعلیم و معاش، نکاح و طلاق کسی سے وصل و قطع تک معمولی سے معمولی اور پرائیوٹ سے پرائیوٹ کام کرنا یا چھوڑنا حرام سمجھنے والے۔

(۱۵) بذات خود کتنا ہی فارغ البال یا مبتلائے رنج و مصیبت ہونے کے باوجود اپنے دوسرے جماعتی بھائی کی وحشت و جہالت، تہذیب و شائستگی میں بیماری و کمزوری تندرستی و خوشحالی الیٰ تجرد تاہل میں فکر و پریشانی امن و اطمینان میں تبدیل ہونے تک خود بھی اسی کی مانند ہمیشہ بیقرار و مضطرب اور اس کے لئے ہر ممکن طریق سے مصروف انک ودو اور محو دعاء و التجا رہنے والے۔

(۱۶) اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو اس کی ذہنی، علمی، عملی، اخلاقی وغیرہا کمزوریوں اور کجرویوں کی اطلاع دینا اور ان کے بارہ میں اسے بازپرس یا تنبیہ و تہدید کرتے رہنا اور اسے راہ راست پر لانے کی زیادہ سے زیادہ، ہمیشہ اور ہر جگہ فکر و سعی رکھنا ہی اسکی حق ادائی قدردانی شکرگذاری اسکی تعظیم و تواضع اور حقیقی ہمدردی و خیراندیشی سمجھتے والے۔

(۱۷) فقط اپنے جماعتی بھائی کا دوست یا محسن و خیر خواہ ہونے کی بنا پر اپنے ذاتی دشمن سے دشمن اور ظالم سے ظالم شخص کی بھی بدل و جان زیادہ سے زیادہ تعظیم و تواضع، استقبال و مشایعۃ اور عیادت و تعزیت وغیرہا کرنے والے۔

(۱۸) ہر دوست و دشمن کو اپنے مدۃ العمر کے طرز عمل سے یہ امر کہ اس کا ہر ادنیٰ سے ادنیٰ جماعتی بھائی علی الخصوص اس کے اولوالاعلام و النہی اس کے گھر ساز و سامان، نقد و جنس اور زمین مکان وغیرہ سے اپنی ذاتی یا قومی ضروریات کے سلسلہ میں اسکی غیبت و خلاف بت کے اندر ہر چیز جب، جہاں اور جس قدر چاہیں بخوشی استعمال میں لا سکتے ہیں۔ ماننے کے لئے مجبور کر دینے والے۔

(۱۹) بذات خود انتہا درجہ ذلیل و ناچیز، کمزور و لاغر، سفید ریش، بیمار و نزار، قلاش و تنگدست اندھے بہرے، بچے، دوانے، نادار و بے خانمان ہونے کے باوجود ہر دوسرے جماعتی بھائی کو ہمیشہ زیادہ

ایک جمعیۃ (المصلحین) تیار نہیں کرلی گویدیں صورت تکمیل مقاصد بعثت اور اس معیار کے اراکین جمعیت کو ایک سے دو اور دو سے تین چار کرنے میں سالہا سال بلکہ اسکی مدۃ العمر ہی کیوں نہ ختم ہوگئی اور اپنی دعوت کو آفاق و انقطاع عالم تک پہنچانے اور اسے انسانیت گیر بنانے کا سلسلہ سے ایک طویل و غیر معین عرصہ تک یا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سپرد معرض التوا اور نذر طاق نسیاں ہی کیوں نہ کرنا پڑا

چوتھی حقیقت

ابوالآباء انسانیت سے خیر البشر تک اہل الارض کیطرف وقتاً فوقتاً بھیجے گئے صحف احکام و ہدایات الٰہی کے روشن و جلی نیز ابواب و عنوانات جن سے ایک نقطہ بھر کم کیا جاسکتا ہے نہ اس پر شوشہ بھر کے اضافہ ہی کی کسی کو جرأت ہوسکتی ہے وہ حقوق اللہ حقوق العباد، حقوق النفس، حقوق الحیوانات، یا بالفاظ جامع و واضح انسان اور اس کے دل و زبان اور اعضاء و جوارح کو خدا اور بندوں کی مرضی کا اور خود اپنے نیز ہر "ذی کبد" کے حق میں بہتر سے بہتر بنانا ہی ہے یہی علتہ العمل "خلق الموت والحیوۃ" انسانیت یہی درجہ کمال بشریت یہی اعلائے کلمۃ اللہ یہی اقامت دین حق یہی حکومت و خلافت الٰہیہ اور اس کا اہم المقاصد یہی کسی شخص، گھر، گاؤں یا ملک و قوم کی ذہنی علمی اخلاقی تمدنی معاشرتی روحانی باطنی، اقتصادی یا سیاسی غرض ہر قسم کی ترقی کا سدرۃ المنتہیٰ ہے یہی تمام دعاۃ الی اللہ کا متفقہ نصب العین زندگی ہے ہر بادشاہ اپنی رعیت میں ہر آقا اپنے غلاموں میں ہر استاد اپنے شاگردوں میں اور ہر صاحب خانہ اپنے گھر میں خدا کے ہاں اسی کی تعلیم و تربیت یا نشر و اشاعت کا مسئول و مکلف ہے اور یہی کسی شخص یا جمعیۃ کا کسی دوسرے سے دنیا کا سب سے بڑا احسان و شفقت اور انتہائی ہمدردی و خیر اندیشی اور اسے عزت و سعادت دارین کا تخت و تاج دلاتا ہے اور اسی کی فکر و سعی جا بجا گھرانے اور گاؤں میں اعلان و دعوت سے کوئی شخصیت یا جمعیۃ سب سے زیادہ محبوب و مقرب بارگاہ الٰہی ٹھہرتی اور شہید، غازی یا مجاہد و مجدد لقب پاتی ہے۔

بنا بریں از آدم تا ایندم کے داعین الی اللہ سے جس کسی کی تعلیم و دعوت اس ازلی و ابدی اور الہامی و آسمانی نصب العین کے جمیع جزئیات اور تمام تر شعبہ جات کے لئے دوسروں کی نسبت زیادہ

رہنا اسے خود سے بدرجہا بہتر و برتر سمجھنا اور سوجان سے اس پر نثار ہے ایمان کامل رکھنے والے۔

(۲۶) محض خودداری کے پیش نظر نہیں بلکہ دوسرے جماعتی بھائی کے نقصان و تکلیف کے ڈر سے اس سے کبھی قرض و مستعار کی امید و خواہش نہ رکھنے والے اور اضطراراً لے بھی بیٹھیں تو جلد از جلد اور ٹھیک وقت پر واپس کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ بے قرار رہنے والے۔

(۲۷) ہر دوسرے جماعتی بھائی کو حقوق و فرائض وغیرہا سے کسی طرح کی عام قولی یا فعلی بڑی یا چھوٹی ذاتی یا خانگی غلطی و کوتاہی یا اپنے حق میں کسی زیادتی و بدسلوکی کا مرتکب سن پاکر اپنے لڑکے لڑکی ہی کیطرح اس سے اتفاقاً اور سہواً ہی صادر شدہ سمجھتے ہوئے اپنے کسی خاص الخاص سے بھی اسے ذکر کرنا حرام اور اس سے درگذر کرنا اور مدت العمر کیلئے اس پر پردہ ڈالے رکھنا لازمی جاننے والے۔

(۲۸) اس امر کا یقین کامل رکھنے اور ہمیشہ نیز جا بجا بہ اعلان واعتراف کرتے رہنے والے کہ دینی سیادات و معاملات ظاہر و باطن، علم و عقل، تحریر و تقریر، جاہ و نسب، ہمت و جرأت، احسان و خدمت وغیرہ کے لحاظ سے ناچیز و سپاہ زادہ ترین خلائق اور دنیا جہان میں سب سے زیادہ قابل تنبیہ و ملامت و شائستہ اصلاح و تکبیر۔

(۲۹) ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں اس امر کا یقین کامل رکھنے والے کہ بذات خود دوسرے کیلئے وہ نہیں جتنا کہ اُن کا دوسرا جماعتی بھائی اس کے حق میں محسن و مشفق دلدادہ و جانثار اور مداح و مخلص ہے۔

(۳۰) سیر و سفر کھانے پینے، لینے دینے، بیٹھنے اُٹھنے، پڑھنے پڑھانے، نکاح و معاش وغیرہ سے کوئی خانگی یا قومی کام اس کے ظاہری و ذاتی نفع و آرام کی بناء پر نہیں بلکہ فقط اس لئے کہ اسے امام یا مجلس شوریٰ کے حکم اور اجازت سے نیز ملکر کیا گیا ہے بالکل صحیح اور زیادہ سے زیادہ بابرکت سمجھنے والے۔

(الغرض) ہر حیثیت میں دنیا بھر کے اندر لاجواب اور ایک دوسرے سے بڑھکر مقامی امور پر مشتمل اسکی پیدا کردہ چھوٹی یا بڑی جمعیۃ کی جمعیۃ کے رنگ میں خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ نہیں کر لیتے

اس لئے کسی داعی الی اللہ علی الخصوص سید ولد آدم اور رحمۃ للعالمین لقب پانے والے مصلح اعظم عالم نے نہ صرف یہی کہ اگلے زیادہ پرخطر اور دور دراز محاذات اصلاح و تذکیر عالم ہی کی جانب قدم نہیں بڑھایا بلکہ اپنے دار العلوم اور دار الاقامت میں بھی اپنی دعوت کو زیادہ وسیع و عام نہیں کیا جب تک کہ اپنے مقامی، سابق الاطلاع، متعددیوں قریبیوں، ورشاگردوں یا حاشیہ نشینوں وغیرہم پر مشتمل مذکورہ بالا قسم کی

طریقہ یا بالعنوان واضح و مختصر "بادہ کہن جام نو" میں ہی پلاتا اور وسائل اصلاح و تذکیر بھی تعداد میں پہلے سے زیادہ اور نوعیت میں کہیں موثر و کارگر ترین اختیار کرتا رہا ہے۔

پس داعیین الی اللہ کے باہمدگر اس قسم کے اختلاف و مغائرۃ اور ادائے تکمیل فرائض بعثت ذاتی، روحانی، اخلاقی تمدنی، اور باطنی قابلیتوں، سرگرمی و جانفشانی، عزم و استقامت دعا و تضرع میں دوسرے سے بڑھنے کی پرزور اور انتہائی خواہش و کوشش کو اگر آغاز آدم تا ایں دم اصلاح و تذکیر سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے تو آئندہ بھی ابدالآباد کے لئے ان (مذکورہ ہر دو امر) کو قالب اصلاح و تذکیر میں ٹھیک روح ہی کی حیثیت حاصل رہے گی۔

چھٹی حقیقت

کوئی داعی الی اللہ اپنا نصب العین (مصرحہ حقیقت ۲) مفصلہ ذیل طریقوں سے ہی کسی شخص و قوم کے سامنے پیش کر سکتا یعنی ان تدبیروں ہی سے اپنے حلقۂ خطاب کو اپناتا اور شکار کرتا ہے (۱) داعی و مصلح خود کا ذاتی رویہ یا **نمونہ عمل** یعنی افکار و عقائد، عبادات و معاملات خوراک و پوشاک، گفتار و کردار، نشست و برخاست، غسل و حجامت، انفاق و امساک، مرگ و شادی مکان و سامان، ظاہر و باطن وغیرہا تمام ان امور میں جنکی وہ دعوت دے رہا ہے خود اس کا برق و مقناطیس ہوتا (۲) **سپیچ** یعنی جمعہ عیدین یا عام اجتماعات میں تقریر و خطاب (۳) **قلم** و ما یسطرون جیسے چھٹی، اخبارات و جرائد، مضامین و مقالات اور معاہدات وغیرہا جو خواہ دستی ہوں یا مطبوعہ سب شامل ہیں (۴) **اجتماعی نماز پنجگانہ** (۵) بالعموم بچوں، عورتوں اور بچیوں میں باقاعدہ اور روزمرہ نصابی طور پر عقائد، عبادات، معاملات، خورد و نوش، غسل و وضو، نشست و برخاست، حج و زکوٰۃ، حجاب، حقوق و فرائض، حجامت و صفائی وغیرہا جمیع مبانی الاسلام کی درسی (ا) تعلیم (ب) تربیت؛ پڑھاتے اور سکھاتے ہوئے پر اپنی آنکھوں کے سامنے انہیں عمل پیرا اور کاربند کرنا) (۶) کسی کو مرتکب فسق و معصیت دیکھ سن کر یا غیر شرعی کام پر عازم و کمربستہ ہونے کی اطلاع پا کر اس کے گھر پر جا کر یا اپنے پاس بلا کر یا بازار و رستہ میں چلتے پھرتے مختصر و سادہ الفاظ میں انفرادی تذکیر و نصیحہ کرنا (۷) **باطنی تعلیم و تزکیہ**

سے زیادہ وسیع و جامع اور مبسوط و مفصل یعنی ابن آدم کی اذکار و عقائد، عبادات و معاملات سے لیکر لباس و خوراک، نکاح و معاش، غسل و صفائی، مسواک و حجامت، سونے جاگنے، مرگ و شادی، علاج و عیادت، تجہیز و تکفین، بیع و شریٰ، وصیت و وراثت، انفاق و امساک، صلح و جنگ، نشست و برخاست حتیٰ کہ جماع و مباشرت اور بول و براز تک سے ایک ایک شکل و ضرورت کی رہنما و عقدہ کشا ثابت ہوئی وہی ختم ادیان و خاتم النبیین، وہی سب سے زیادہ محسن و غمخوار خلائق اور مستوجب صلوٰۃ و تسلیمات مانا گیا۔

پانچویں حقیقت

(۱) نوع انسانیت کے بلحاظ قد و قامت یا باعتبار عمر و جسم وغیرہا روز بروز بڑھتے یا اذکار و عزائم میں متغیر و مختلف ہوتے جانے اور کسی چیز یا کام سے رغبت و عقیدت میں ایک ہی حال پر قائم نہ رہ سکنے، نظرتاً جدت پرست و نادرہ پسند رہنے کی وجہ سے مادی، معاشی، تکوینی اور جسمانی ضروریات یعنی خوراک و پوشاک، روشنی و صفائی، عمارت و صنعت، رسل و رسائل، سیر و سفر، لکھنے پڑھنے، بود و ماند، زراعت و تجارت، حرب و ضرب وغیرہ کی طرح اس کے ذہنی روحانی اور تشریعی مقتضیات و لوازمات کے آلات و وسائل کا بھی چونکہ انقلاب پذیر اور یوماً فیوماً زیادہ سے زیادہ بہتر و دلکش اور پائدار و نتیجہ خیز ہوتے جانا بالکل یقینی اور ناگزیر تھا (۲) ہر داعی الی اللہ کو دنیا کے نفس و شیطان سے روز بروز بیش از بیش ذہنا ہی ہوشیار تی حیلہ جوئی اور نفس پرستی سیکھتے جانے کے باعث اپنے خلفہ خطاب کی طرف سے اپنی ذات یا دعوت کے خلاف تعداد اور نوعیت دونوں حیثیتوں میں اپنے متقدم کی نسبت کہیں زیادہ شدید و پرزور اور جاندار وزنی اعتراضات و عذرات اور شکوک و شبہات نیز زیادہ سے زیادہ مضبوط و منظم اور ناقابل تسخیر مزاحمت کا خدشہ ہوتا تھا۔

اس لئے ہر داعی الی اللہ دعوت، نصب العین اور مقصد بعثت کے لحاظ سے نہ صرف اپنے متقدم بلکہ تمام تر معشر الانبیاء سے بالکلیہ مشابہ و متحد ہونے کے باوجود اپنے خاص مقامی و عصری حالات کے پیش نظر یا زیر اثر، دنیا کے سامنے اپنی دعوت علی العموم اپنے پیشرو (یا جملہ پیشروؤں) سے کم و بیش یا سرتاسر جدید و مختلف انداز میں زیادہ سے زیادہ جاذب و پرکشش اور معقول و مدلل،

لیکن چونکہ ہر مخاطب دعوت آبادی، فطرتی اور قدرتی طور پر ذہنی، علمی، اخلاقی وغیرہا حیثیات سے متعدد مختلف مذکورہ گروہوں سے کم از کم دو تین گروہوں پر ضرور مشتمل ہوتی ہے اس لیئے اسکی اصلاح وتذکیر یا ترقی اور سعادت دارین کے لیئے بھی ان بیان کردہ نو نیتروں سے کوئی ایک آدھ یا دو چار اور پانچ سات ہی کافی نہیں بلکہ تمام کے تمام یعنی نو کے نو نیتروں کو ہمیشہ ہمیشہ تک کام میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مذکورہ ہر نہ نیتروں اور تدبیروں کو بروئے کار لانے اور ان کے ذریعے کسی جگہ کی کسی طرح کی اصلاح وترقی کا بیڑا اٹھانے اور پھر اس مقصد میں حسب دلخواہ طور پر شاہد کامرانی و عروس شادمانی سے ہمکنار ہونے کے لیئے مبلغ ومصلح شخص یا جمعیت کو درسی واکتسابی علم وفضل، جاہ وتمکنت، سحر نگاری وجادو بیانی کی نہیں جتنی کہ فکر بے چینی اور عزم واستقامت میں لاجواب ویگانۂ روزگار ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ساتویں حقیقت

مصرحہ تحت (ازلی وابدی) وجوہ واسباب کی بنا پر اپنوں یا بیگانوں، عالموں یا عامیوں، بزرگوں یا خردوں، مقامیوں یا اجنبیوں، گھر یا باہر، بیٹے یا بیوی، دوست وشاگرد غرض کسی شخص وقوم کیطرف سے کسی ہادی ومصلح کا اسکی لاجواب شخصیت اور بلند پایہ علمی، عملی، اخلاقی قابلیتوں اور لاتعداد جسمانی، مالی قربانیوں کے باوجود ہر ملک وعہد میں پھولوں کے ہاروں "لبیک لبیک" اور مرحبا مرحبا کی بجائے پتھروں اور قزاقوں ہی کی مانند تحقیر وتکذیب، توہین واتہام بحث وتکرار، شکایات واعتراضات، اخراج واہلاک سب وشتم، تیر وتلوار کے ساتھ اور مجنوں ومفتوں یا شاعر وساحر کے خطابوں سے خیر مقدم ہوتا ہے انہی وجوہ واسباب کی بنا پر ہدایت واطاعت کو اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً، تَرْقٰى فِى السَّمَا يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ، تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا وغیرہا محالات وناممکنات سے مشروط ومعلق کیا جاتا ہے، انہی کی بنا پر کسی شخصیت یا جمعیت کے اصلاحی وتجدیدی ارادوں اور کوششوں کو کبھی کسی اور کہیں کسی انہونی اور ناز یبا اغراض ومقاصد پر محمول کیا جاتا ہے، انہی کی

(۸) اپنے مخاطبین دعوت کے ساتھ سلام و مصافحہ، استقبال و استمزاج ان کی عیادت و تعزیت قرض و مستعار، تحفہ و تحیہ لینے دینے، غسل و جنازہ، کفن و دفن، ولیمہ و عقیقہ میں بلانے اور شامل ہونے ان کے نفع و خوشی میں تبریک و تہنیت، ان کے ساتھ نشست و برخاست اور نکاح و انکاح، ان کے غم و نقصان میں اظہار ہمدردی، ان کا دکھ سکھ سننے وغیرہا امور تو ہیں

حسن معاشرت (۹) اپنی اور مخاطبین دعوت کی سلامت روی، عزم و استقامت ہدایت و ترقی، نجات و مغفرت، صحت و عافیت، معاش و نکاح ہر مہم میں سرخروئی و کامیابی ربط و اتحاد، فصلوں مویشیوں کی حفاظت و فراوانی وغیرہا ہر قسم کی انفرادی یا اجتماعی ضروریات و مشکلات زندگی میں خدا کے ہاں ان کا ترجمان و نمائندہ بن کر اجتماعاً اور انفراداً جلوت و خلوت میں روزانہ ہر وقت اور ہر جگہ **دعا کرنا۔**

چنانچہ اپنے مقصد بعثت میں بھی سب سے بڑھ کر وہی داعی الی اللہ کامیاب ہا وہی خدا اور بندوں کی آنکھوں کا تارا بنا، وہی متمم مکارم اخلاق و خاتم النبیین، رؤف رحیم و سراج منیر وغیرہا القاب و اعزازات سے نوازا گیا جو ان نو تیروں کے ساتھ سب سے زیادہ مسلح ہوا اور بہ تمام و کمال انہیں بروئے کار لایا اور جس نے کہ علی الخصوص اجتماعی نماز پنجگانہ کو اس وجہ سے کہ وہ اکیلی بیک وقت دفعتاً ایک ہی نہیں بلکہ نو تیروں کا مجموعہ ہونے کی بنا پر باقی تیروں کی مانند ایک معمولی تیر ہی نہیں بلکہ پورے ترکش کا حکم رکھتی ہے، کسی جگہ یا شخص و قوم کی ذہنی علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی و سیاسی غرض ہر طرح کی اصلاح و ترقی کا ایک لاجواب ذریعہ ثابت کر کے دکھایا۔ اصلاح و تذکیر کے متذکرہ صدر نو تیروں میں اجتماعی نماز پنجگانہ، درس و جمعہ، قلم و ما یسطرون وغیرہا کچھ تیر تو محض خواص، یعنی سلیم الطبع پہلے ہی سے اور آپ سے کسی قدر اصلاح یافتوں یعنی "خیار فی الجاہلیت" کے لئے باقی کچھ یعنی تعلیم و تربیت، حسن معاشرت، انفرادی و ہنگامی تذکیر و تنبیہ وغیرہا زیادہ تر بیگانوں، بالکل محدود تیرہ بختوں، دہر لحاظ سے پسماندوں اور راہ راست سے منحرفوں دور افتادوں کے لئے اور تیر دیگانہ و بیگانہ، سعید و شقی ہیشہ دوسپا ... دو گروہوں کے لئے مشترک و مساوی طور پر مناسب موثر ہیں۔

وجہ پنجم مصلح و داعی کے مشن و دعوت کے مقبولِ خاص و عام اور زیادہ وسیع و جہانگیر ہونیکی صورت میں اپنی فرعونی وطاغوتی علمی، نسبی یا مالی عظمت و امتیاز کے خاک میں مل جانے اور اس پر خود اس مصلح و داعی کے قابض و مسلط ہونے کا خطرہ۔

وجہ ششم۔ داعی و ناصح کے اپنے مخاطبین دعوت اور ان کے سادات و کبرا کے قدیم و جدی افکار و عقائد اعمال و عادات، طریق بود و ماند وغیرہا پر جرح و تنقید کو ان کا اپنے دین و آئین، بزرگوں اور پیشواؤں کی توہین و تکذیب سمجھنا۔

وجہ ہفتم داعی و مصلح کا آویزہ بگوش و وابستہ دامان ہونے اور اس کا لوہا مان لینے کی صورت میں اپنی مطلقیت و بے راہ روی چھننے اور بات چیت، لین دین، خورد و نوش سونے جاگنے، دیکھنے سننے، مرگ و شادی، نقل و حرکت غرض زندگی کے ایک ایک شعبہ، بات بات اور قدم قدم میں ضابطۂ الٰہی اور خود اس کی پیروی، ذبح نفس و تسخیر جذبات گوناگوں ذمہ داریوں اور جوابدہیوں کی زنجیروں اور شکنجوں میں جکڑا جانے اور انواع و اقسام کی قربانیوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونے یا اپنوں اور بیگانوں سے الجھنے اور ٹکرانے کا خطرہ۔

وجہ ہشتم داعی و مصلح کا اپنے مخاطبین کو مابہٖ فیہ پر مصر و بضد رہنے کی صورت میں ابھی یا کبھی بزود یا بدیر ان پر نازل ہونے والے کسی جسمانی یا مالی، شخصی یا قومی، زمینی یا آسمانی انتقادی یا سیاسی زوال و عذاب اور تباہی و بربادی کی دھمکی دینا اور ان کا اسے اپنے حق میں اس کے تطیر و بد اندیشی یا چیلنج و دعائے بد سے تعبیر کرنا

وجہ نہم برسوں اور پشتوں سے رگ و ریشہ میں سرایت کردہ اور طبیعت ثانیہ و جزو بدن بنے ہوتے خیالات و عادات اور رسم و رواج چھوڑ کر نئے مسلک و عقیدہ کو اپنانے میں ان گنت آزمائشوں، قربانیوں اور مخالفتوں کا خطرہ نظر آنا۔

وجہ دہم داعی و مصلح کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے سے دنیا میں اپنے بالکل بے بس اور علم و عقل یا اثر و رسوخ وغیرہا کے لحاظ سے کمزور و ناچیز مشہور ہونے کا خطرہ۔

وجہ یازدہم۔ یہ خیال کہ دنیا جہاں، ملکوں کے ملکوں قوموں کی قوموں، علم و عقل کے سمندروں، زور و قوت کے پہاڑوں اور ان کے افکار و اعمال یا اخلاق و عادات کے مقابلہ میں ایک تن تنہا

بنا پر اس ہادی (مصلح) کی سمع و طاعت کے ثمرہ میں ہاتھ آنے والی سعادۃ دارین اور اسکی طرف سے پیش کردہ شہد و شکر اور تخت و تاج تک کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی ذلتوں بربادیوں قید ول جلاوطنیوں، محاصروں، قیامت آفریں قسم کے ہولناک تباہ کن نادیدہ و ناشنیدہ عذابوں، زلزلوں، سیلابوں، مسخوں، طمسوں، آتشباریوں، کاسہ لیسیوں، غلامیوں کعش بردار تک کو بخوشی پسند و قبول کیا جاتا ہے، انہی کے پیش نظر کسی لیڈر اور رفارمر کے لئے باقی جملہ معاشی و تکوینی اور مادی یا اقتصادی جنگوں اور کشمکشوں سے فقط ایک اصلاح و تذکیر ہی دنیا جہان کی سب سے زیادہ زہرہ گداز و ہوش ربا ہم و محاذ قرار پاتی ہے۔ اور انہی وجوہ اسباب کی بنا پر اصلاح و تذکیر کا نام سننے بلکہ اس کا خیال تک بھی دل میں لانے سے پہاڑوں، ہاتھیوں شیروں جیسے عظیم الجثہ اور قوی ہیکل رستموں اور بہراموں، غوثوں اور قطبوں، خضروں اور سکندروں کا زہرہ آب آب ہو جاتا ہے اور انہی کی بنا پر صدیوں اور قرنوں کے بعد ہی کہیں جا کر لاکھوں اور کروڑوں بندگان خدا میں بشکل تمام کبھی کوئی ایک آدھ فرشتہ ہمت انسان اس خون و آتش کے سمندر میں کودتا ہے۔

وجہ اول داعی و مصلح کی دعوت (مصرحہ حقیقت عـ) کی ماہیت اور ضرورت و اہمیت سے نادانی علی الخصوص (بظاہر) اس کا انسانی، مادی، معاشرتی اور اقتصادی و تمدنی وغیرہا ضروریا و مشکلات زندگی سعادت و شقاوت اور ترقی و تنزل سے بے ربط نظر آنا۔

وجہ دوم بمقتضائے المرء یقیس علی نفسہ اپنے ناصح و ہادی کے متعلق یہ شبہ و خیال کہ وہ علم و عقل یا کسی اعتبار سے خود کو سب سے بہتر و برتر اور دوسروں کو نادان و نکما سمجھتا ہے۔

وجہ سوم داعی و مصلح کے حق میں یہ سوءِ ظن کہ اسکی ہر قسم کی کوششوں سے اسے دوسروں کی اصلاح و ترقی نہیں بلکہ درحقیقت اپنی ذات یا گھرانے کو مرجع خلائق بنانا، عزت و اقتدار دلانا، پیٹ پالنا، آرام و عیش کی زندگی گذارنا اور دنیا کو اپنے قدموں میں گرانا مقصود ہے۔

وجہ چہارم۔ مخاطب دعوت کا اپنے علم و عقل، جاہ و نسب، عمر و تجربہ، ہمہ دانی و جہان بینی اور مقبولیت و مرجعیت کے گھمنڈ میں یہ خیال کرنا کہ اس کا مصلح و ہادی کس وصف میں ان سے بہتر و برتر یا دنیا جہان میں نرالا ہے کہ اس کے سامنے آمنا و صدقنا کہہ کر گھٹنے ٹیک دے۔

وجہ ہشتدہم۔ دنیا کا طبعاً اور ہمیشہ سے فوق الفطرت پسند، اعجوبہ پرست، نادیدہ و ناشنیدہ چیز نئی و اجنبی شخص و چیز کا شیدائی و دلدادہ ہونا لیکن بخلاف اس کے مصلح و داعی کا شکل و صورت، بول چال کے اعتبار سے بالکل مخاطبین دعوت ایسا، مقامی، یاکل الطعام یمشی فی الاسواق، روز کا دیکھا بھالا ہونا اور بار بار روزمرہ ایک ہی چیز ایک ہی طریق سے پیش کرتے سناتے سمجھاتے اور دہراتے رہنا۔

وجہ نوزدہم یہ خیال کہ کیا دنیا بھر میں سب سے زیادہ سیاہ کار و معصیت شعار بد اطوار و نابکار و سیاہ نامہ و گم کردہ رہ وہی ایک رہ گیا تھا کہ باقی سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو تفہیم و تذکیر اور جرح و تنقید کے لئے مخصوص کر لیا گیا ہے۔

وجہ بستم داعی و مصلح کے خاندان اور بزرگوں سے پرانی عداوت یا اس کے کسی فرد خاندان کے فسق و الحاد، اسکی غلطی و زیادتی یا کسی خرابی و کمزوری کی بنا پر خود اس سے بھی نفرت و ناراضگی رکھنا۔

وجہ بست و یکم معلم و مذکر کیطرف سے اپنے مخاطب دعوت کے کھانے، پہننے، لینے دینے اٹھنے بیٹھنے، ہنسنے رونے، سونے جاگنے، بولنے چالنے، ذکر و عبادت، معاش و نکاح وغیرہا ہر عنوان زندگی میں موشگافانہ و ہادیانہ دخل انداز ہونے اور ہر معاملہ میں امر و نہی کرتے رہنے کو اس کی تنگ نظری، سخت گیری، اپنی گستاخی و دل آزاری بلکہ حسد و بد اندیشی سے تعبیر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اسے اس کا عیش و آرام اور خوشحالی و فارغ البالی گوارا نہیں ہے۔

وجہ بست و دوم۔ یہ خیال کہ اگر یہ دعوت صحیح اور مفید و ناگزیر ہوتی تو اس سے پیشتر بھی کسی ملک و عہد میں کہیں کوئی بندہ خدا اسے دنیا کے سامنے ضرور پیش کرتا۔

وجہ بست و سوم اپنے عیوب و جرائم کے ہمالہ کو رائی لیکن مصلح و معلم کی رائی کو بھی ہمالہ قرار دینا۔

ہر داعی الی اللہ کو اپنے مخاطبین دعوت میں چونکہ انہی وجوہ و اسباب سے زیادہ تر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اسکی طرف نازل شدہ صحیفہ الہامات، اس کی تعلیم و تلاوت، اس کی فکر و بے چینی، عزم و استقامت، دعائیں اور زاریاں ہر قسم کی کوششیں اور قربانیاں در حقیقت انہی کا رد عمل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر وہ یہ سب کچھ اور ہر نہ ہتیر (مصرحہ حقیقت ۶) انہی وجوہ و اسباب مذکورۃ الصدر کو نشانہ اور مرکز و محور قرار دے کر انہی پر فتح پانے اور انہی کی بیخ

یا اس کی مٹھی بھر بے برگ و نوا، ٹوٹی پھوٹی جمعیت، اس کا طرزِ عمل یا دعوۃ و مسلک کس طرح صحیح و قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟

وجہ دوازدہم بذاتِ خود مسندِ داعی پر بیٹھنے یا اپنی مرضی کے کسی اور شخص کو بٹھانے کی خواہش و کوشش یا یہ خیال کہ اس دعوت کی علمبرداری یا ہادیت و مقتدائیت کا حق اس کو نہیں بلکہ میری ذات، میرے گھرانے یا کسی "رجلِ عظیم" ہی کو پہنچتا ہے۔

وجہ سیزدہم داعی الی اللہ کی ابتدائی (کبیت العنکبوت) کس مپرسی، کم علمی، نو آموزی قلیل الاعوانی وغیرہا کے پیشِ نظر اس کے (بلند پایہ) نصب العین اور عظیم الشان عزائم و دعاوی میں کامیابی کی طرف سے مایوسی۔

وجہ چہاردہم مخاطبین دعوت سے ایک ایک کی بھی حد سے بڑھی ہوئی اور ناممکن العمل خواہش کہ داعی (مصلحِ مدت العمر) کے لئے اسی کو سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، ہمدردی و غمخواری، عیادت و تعزیت، قیل و قال، نشست و برخاست، قرض و مستعار، نکاح و انکاح وغیرہا میں بالخصوص مقدم رکھے اور اسی کا ہو رہے اور اپنا گھربار، زن و فرزند، مکان و سامان اموال و مواشی حتیٰ کہ جسم و جان بھی اسی کے حوالے کر دے

وجہ پانزدہم یہ زعم و خیال کہ کسی خود فقیہ و فاضل، حساس و فعال، خادمِ ملک و ملت سرفروش و جانباز، مجاہد و بطلِ حریت، افغان و سید، منبعِ فیوض و مرجعِ خلائق کو اپنے اذکار و عقائد بھر زندگی (یا طریقِ درس و تعلیم) وغیرہا میں دوسرے کی رہنمائی یا کسی کے سامنے سرنگوں ہونے کی کونسی ضرورت ہے۔

وجہ شانزدہم دعوت داعی کے ہر دلعزیز و بار آور ہونے کی صورت میں اپنے جمود و عافیت کوشی، کم نگاہی و بے دماغی اور اسکی فطانت و بالغ النظری، سوز و احساس، سرگرمی و باخدائی کے بے نقاب و شہرۂ آفاق ہونے کا خطرہ

وجہ ہفدہم علاوہ دعوت و مشن کے خود داعی الی اللہ کی ذات کا بھی مخاطبین دعوت کے مقابلہ میں اپنے عقائد و عزائم، شکل و صورت، گفتار و کردار، رسوم و تقاریب اور نشست و برخاست وغیرہا کے لحاظ سے انہیں ایک اچنبھا اور اعجوبۂ روزگار دکھائی دینا۔

جس کی وجہ سے اسکے خلاف اجنبیوں اور بیگانوں کو نہیں جبکہ ترکہ اپنوں قریبیوں اور مقامیوں کو زیادہ تر اعتراضات و شکایات، سوء ظنی اور بگاڑ کے مواقع مل سکتے ہیں۔

(۷) ذات و صفات، شکل و لباس اور کھانے پینے کی طرح دعوت اصلاح و تذکیر بھی عامۃ الطبائع الانسانیہ کو وہی زیادہ تر لذیذ و پر لطف معلوم ہوتی اور ان پر برق و مقناطیس بنکر گرتی ہے جو کبھی کبھار، سال ملے سنی جاتی ہو لیکن وہ بمقابلہ بیگانوں اور غیر مقامیوں کے اپنوں اور مقامیوں ہی کو روزانہ بار بار اور زیادہ سے زیادہ دی جاتی ہے۔

(۸) انسان اسقدر اپنے عمدہ سے عمدہ کپڑے، ہاتھ، منہ، گھر، مال و متاع زن و فرزند اور مصنوعہ و مکتوبہ و غیرہا کو نہیں جتنا کہ کسی دوسرے اور اس کی کسی چیز یا کام کو غور و شوق سے دیکھنے کا عادی ہے اسی طرح اس کے لئے دعوت بھی اسقدر اپنی قریبی و مقامی نہیں جیسا کہ بیگانے اور دور دراز کی اور کسی بیرونی داعی کی پیش کردہ موثر و دلنشیں ثابت ہوتی ہے۔

(۹) کسی داعی الی اللہ کے ذاتی اذکار و اعمال، طرز عمل، طریق کار و غیرہا کے خلاف برمل سے اس کے ساتھ ہمیشہ اور زیادہ سے زیادہ بات چیت، نشست و برخاست اور میل جول رکھنے اور بے خوف و بے تکلف ہو جانے کی وجہ سے اسقدر بیگانوں، اجنبیوں، غریبوں اور سادہ لوحوں کو نہیں جیسا کہ اپنوں، قریبیوں، مقامیوں اور بڑوں کو دور دراز پس پشت جرح و تنقید، گستاخی و موشگافی، اعتراض و اتہام، عیب جوئی، سوء ظنی اور بغاوت و مزاحمت کی جرأت ہو سکتی ہے۔

(۱۰) بہ نسبت اجنبیوں، سادہ لوحوں، غریبوں اور بے علموں کے اپنوں، مقامیوں، قریبیوں اور اولو العلم و ارباب جاہ ہی کو اپنے مصلح و مقتدا کے محاسن و کمالات، قربانیاں اور جانفشانیاں بھی بجائے قابل قدر و تحسین ہونے کے غلطیوں، خرابیوں، فسق و معصیت اور خود غرضی بد اندیشی کی ہی مانند کھٹکتی اور چبھتی ہیں کیونکہ وہ انہیں اسکی عظمت و کامرانی کا پیش خیمہ نظر آتی ہیں

اس لئے ہر داعی الی اللہ نے اپنوں، قریبیوں، مقامیوں اور اہل علم و ارباب جاہ ہی کی اصلاح و تذکیر کو جوئے شیر سے بھی بڑھ کر پر ہول و ناقابل تسخیر ترین مرحلہ ثابت کیا اور انہی کو منافق تر اور سب سے بڑھ کر اپنے مہربہ بیروں (مصرحہ حقیقت ص۶) کا نشانہ بنائے رکھا تھی کی اصلاح

اُڑانے کی غرض سے لکار لاتا ہے۔

چونکہ

(۱) بیان کردہ وجوہ واسباب کا بہ نسبت نوجوان وسادہ لوح طبقۂ انسانیہ کے علی العموم مسن وجہاندیدہ اور بمقابلہ عوام وغربا ذی علم وبا اقتدار از بجائے بیگانوں اور اجنبیوں کے اپنے اور مقامی لوگ ہی شکار ہوا کرتے ہیں۔

(۲) آئندہ زیادہ وسیع و پرخطر محاذاتِ اصلاح وتذکیر عالم کی تسخیر وتکمیل کے سلسلہ میں بجائے بیگانوں اور اجنبیوں، نوجوانوں اور سادہ لوحوں کے اپنوں، قریبیوں، مقامیوں، اور ذی علم وبا اقتدار طبقہ ہی سے ایک مضبوط ومستحکم بنیاد اور لاجواب قسم کا مقدمۃ الجیش بننے، بیش بہا قربانیاں دینے، خود میں بلند پایہ معلمانہ، قائدانہ اور جہانبانانہ، علمی، ذہنی، اخلاقی وغیرہا قابلیتیں پیدا کرنے کا زیادہ تر مطالبہ ہوا کرتا ہے۔

(۳) اپنوں قریبیوں، مقامیوں اور سادت وکبرا ہی کے ذاتی افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، گفتار وکردار، نشست وبرخاست، مرگ وشادی وغیرہا میں بات بات، سانس سانس، اور قدم قدم پر بمقابلہ اوروں، سادہ لوحوں اور کمزوروں کے زیادہ تر کڑی نگرانی اور سختی کے ساتھ باز پرس ہوا کرتی ہے

(۴) کسی دعوت حق کے بار آور ہونے، پروان چڑھنے اور اس کے علمبردار کی امیدیں بر آنے کی صورت میں سب سے پہلے اور زیادہ تر بجائے اس کے بیگانوں، اجنبیوں، کمزوروں اور سادہ لوحوں کے اپنوں، مقامیوں اور بڑوں ہی کو اپنے وقار ومرجعیت کا خاتمہ نظر آیا کرتا ہے۔

(۵) بمقابلہ بیگانوں، کمزوروں اور سعلیوں کے کسی داعی الی اللہ کے اپنے قریبی اور ذی جاہ واولوالعلم ہی خود کو عزت ومرجعیت میں اس سے برابری وفوقیت کا مستحق سمجھتے اور اس کے امیدوار ہوتے ہیں۔

(۶) اپنوں اور قریبیوں یا مقامیوں ہی سے ہر داعی الی اللہ کو اپنی حیات مستعار گزارنے اور قیل وقال یا نشست وبرخاست وغیرہ کا واسطہ رہتا ہے اور وہ اس کی تعظیم، خدمت کی بجائے ہمیشہ اس سے اپنی ہی تعظیم وخدمت کروانے کی خواہش وکوشش رکھتے ہیں۔

اور اپنی (دس) وجوہ واسباب کے زیر اثر عامۃ العلماء والمبلغین ہمیشہ سے اپنوں، قریبیوں مقامیوں، بزرگوں اور ذی علم وبااقتدار شخصیتوں کی اصلاح وتذکیر کا نام تک سن کر اپنے کانوں پر ہاتھ دھرتے اور کوسوں دور ہی سے انہیں سلام کہتے چلے آرہے ہیں۔

آٹھویں حقیقت

ہر عہد و قوم کے داعی الی اللہ نے اپنے نصب العین (مصرحہ حقیقت ۲) کی تکمیل اور فرائض بعثت کی بجاآوری کے لئے اور اپنی دعوت کو زیادہ وسیع وانسانیت گیر بنانے کی غرض سے ہمیشہ آسان سے مشکل، زیادہ ضروری سے کم ضروری، قریب سے بعید اصول سے فروع کیطرف چلو مثبت تھوڑا سہی لیکن ٹھوس ہمیشہ اور لگاتار نیز ایک ہی جگہ کرو کے ماتحت علی العموم او رنا بہ امکان۔

(۱) مدت العمر اپنے زادبوم ہی کو اپنا مرکز دعوت اور دار الاقامت بنائے رکھا۔

(۲) اپنی تمام تر اور ہر قسم کی قابلیتوں، کوششوں، اور قربانیوں اور اصلاح وتذکیر کے نبیوں (مصرحہ حقیقت ۶) کا نشانہ اور مرکز ومحور ہمیشہ کسی ایک ہی خاص ومحدود حلقۂ خطاب کو ٹھہرایا۔

(۳) اپنی ذات، اپنے گھر، اپنے اعزہ واقارب اپنے گاؤں یا اس کے مضافات سے کسی دوسرے یا تیسرے محاذ کیطرف اس سے پہلے کہ (ایک یا زیادہ) محاذ یا محاذات) کی سو فیصدی اور ہر لحاظ سے پوری پوری تسخیر واستحکام اور ابد الآباد تک کے لئے اس کی اصلاح وترقی، کامن وعن انتظام کر کے اسکی طرف سے کلیتہً فارغ البال ہونے کے بعد ہی قدم بڑھایا گو بدیں صورت اپنی موت تک بھی اسے آئیندہ کسی اور محاذ میں قدم زن ہونا تو کیا اس، کی شکل تک بھی دیکھنا نصیب نہ ہو سکی۔

(۴) اپنے مخاطبین دعوت کو سب سے پہلے حقوق اللہ (ان سے اولاً صرف زبانی ذات وصفات باری اور توحید وایمان وغیرہا کی پھر جسمانی یعنی نماز روزہ وغیرہا کی بعد ازاں مالی یعنی عشر وزکوٰۃ وغیرہا کی بعد ازاں جانی مثلاً قتال فی سبیل اللہ کی، پھر حقوق العباد کی (ان میں ابتداً صرف زبانی حسن الخلق سلام واستمزاج کی پھر جسمانی یعنی استقبال مشایعۃ

ترقی کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ اور ناقابل برداشت مشقتیں اٹھائیں اور جانکاہ و لرزہ خیز قسم کی قربانیاں دیں لیکن بایں ہمہ اسکی دعوت پر علی العموم اجنبیوں، بیگانوں، پردیسیوں، سادہ لوحوں، ناداروں، کم علموں، نوجوانوں و پسماندوں ہی نے زیادہ تر سب سے پہلے اور دیوانہ وار لبیک کہا اور اپنے خون دل و جگر سے سینچ کر اس کے لگائے ہوئے پودے کو ہمیشہ سرسبز رکھنے اور بار آور بنانے کی کوشش کی اور اس کے قریبیوں، مقامیوں، اور مسن و ذیجاہ اور عالم و با اقتدار طبقہ نے اس کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور اسکا ساتھ دینے میں مسلسل تنکبر اور تامل و تردد بلکہ پوری پوری اور زیادہ سے زیادہ پرزور و سرتوڑ مزاحمت و مخالفت سے کام لیا اور برابر اسکی دعوت اصلاح و ترقی کو زہر کا پیالہ سمجھے رکھا۔

جب تک کہ:-

اس نے اپنی ہر قسم کی شہرہ آفاق و انسانیت گیر عالمتاب قابلیتوں اور جرأت انگیز و زندہ جاوید کارناموں اور اصلاح و تذکیر کے نو بیزدوں (مصرحہ حقیقت ۲۶) سے مفصلہ بالا تمام وجوہ و اسباب کا نام و نشان تک مٹا کر نہیں رکھ دیا۔

یا باہر اور بیگانوں کیطرف سے اسکی دعوت پر "لبیک لبیک" اور "مرحبا مرحبا" کی فلک شگاف صداؤں نے ان کے کان بہرے نہیں کر دیئے اور ان کے در و دیوار کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دی۔

یا اسکی دعوت کو اپنائے بغیر ان کے لئے بیگانوں اور اجنبیوں کو منہ تک دکھلانا ممکن نہیں رہ گیا۔

یا اسکی دعوت سے انحراف و بغاوت کی صورت میں انہیں تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور خاندانی حیثیت سے بھی اپنا دیوانہ نکلتا اور جنازہ اٹھتا نظر نہیں آ گیا۔

یا ان پر یہ حقیقت روز روشن کی مانند واضح نہیں ہو گئی کہ اب انکی بغاوت و انحراف اور ہر قسم کی مدافعانہ تدابیر اس کا یا اس کے دین و دعوت کا بال تک بھی بیکا نہیں کر سکتیں۔

انہی دس وجوہ و اسباب کی بنا پر ہر داعی الی اللہ کو جہاں اجنبیوں، خردوں، کم علموں، سادہ لوحوں، اور غریبوں کی اصلاح و تذکیر کے لیے ایک یا آدھ، وہاں اپنوں، ذی علموں، قریبیوں، مقامیوں، ارباب جاہ و اقتدار اور بزرگوں کی خاطر ہزار در ہزار مرتبہ ہر نو بیزدوں (مصرحہ حقیقت ۲۶) سے مسلح ہونے، ان سے کام لینے اور ان گنت و بے پناہ قربانیاں دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سے کسی نہ کسی کے ذریعہ کسی نہ کسی امر کے متعلق ضرور تلقین کی۔

نویں حقیقت

ہر قسم کے تکوینی یا تشریعی ذاتی یا خانگی قومی اور سماجی فرائض کی ادائگی اور کسی مہم میں کامیابی کی امید اس قدر نو آموز و مبتدی سے نہیں جیسا کہ ایک آزمودہ کار، کہنہ مشق اور مسن و جہاندیدہ شخصیت سے کی جا سکتی ہے اس بنا پر اتنے ابتدائی یا وسطی ادوار و ازمنہ کے مصلح و داعی نہیں جس قدر کہ معرکہ اصلاح و تذکیر عالم سر کرنے کے سلسلہ میں اپنے متقدم مصلحین و داعین الی اللہ کے سیر و سوانح ان کے طریقہائے کار، ان کی فتح و شکست کے اسباب و ذرائع وغیرہا سے بہت کچھ سیکھ جانے اور تاریخ مدوجزر اقوام سے متعلق ان سے کہیں زیادہ مطالعہ کر چکنے اور مہارت تامہ پا لینے والے آخر الزمان و منتہی انبیاء و مجددین (یا عامۃ العلماء والمبلغین) کسی حلقہ یا قوم اور گاؤں یا خاندان کی اصلاح و ترقی کے معاملہ میں عند اللہ مسئول و مکلف ہو سکتے ہیں

دسویں حقیقت

کسی داعی الی اللہ نے اپنے مقصد بعثت و فرائض منصبیہ سے عہدہ برا ہونے اور اپنا حلقہ خطاب اور دار الاقامت یا مرکز دعوت متعین کرنے میں اپنے ذاتی آرام و آسائش کو ملحوظ رکھا نہ وہاں کے تاریخی، جغرافیائی یا تمدنی و اقتصادی اور سیاسی و غیرہا مفادات و مشکلات ہی کو جانچا نہ اپنی مرضی ہی کی پیروی کی بلکہ وہ خدا کی طرف سے مامور و مکلف ہوتا تھا کہ اپنی ذاتی اور خانگی اصلاح و تذکیر کا محاذ (من وعن یا کچھ نہ کچھ) سر کر چکنے اور اپنی ذات اور اہل و عیال کو ہر اعتبار سے منتہائے کمال تک پہنچا دینے کے بعد اپنی تمام کی تمام عمر، ہر قسم کی قوتیں اور قابلیتیں، کوششیں اور قربانیاں، دعائیں اور زاریاں اپنے زاد بوم ہی کی تسخیر و تکمیل اور اسی کو ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی اور سیاسی و غیرہا غرض ہر لحاظ سے مضافات یا ملک و قوم بلکہ دنیا بھر کے لئے منبع فیوض و برکات اور ایک روشنی کا مینار بنانے کے لئے وقف کر دے اور وہاں سے ترک سکونت کا بھول کر بھی اپنے دل کے اندر خیال تک نہ لائے

یا عیادت و تعزیت وغیرہا کی پھر مالی یعنی خرید و فروخت اور قرض و مستعار اور آخر پر وراثت وغیرہ کی بعدازاں **حقوق النفس** بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے، نہانے دھونے علاج و حجامت صحت و صفائی، بول و براز، سونے جاگنے وغیرہا کی) بعدازاں **حقوق الحیوانات** (مثلاً حیوانات کو گرمی سردی، بھوک، پیاس، بے جا مار پیٹ سے بچانے اور ان کی بساط و خلقت کے مطابق ان سے کام لینے کی) **تعلیم** (سمجھانا بجھانا) و **تربیت** (سمجھائے اور پڑھائے پر اپنی آنکھوں کے سامنے کاربند و عمل پیرا کرنا) کی (لیکن تعلیم و تربیت کی مع الصدر صورت ترتیب و تدریج کی قدر تجدید بھی نہیں جتنا کہ اس نے تبلیغ میں ملحوظ رکھی اور موزوں و موثر ثابت کی)

(۵) اصلاح و تذکیر کی مسند سنبھالتے اور اس کا بیڑا اٹھاتے ہی علاقوں کے علاقوں، ہجوموں کے ہجوموں و اطراف و آفاق عالم تک چھا جانے اور اپنی آواز پہنچانے اور ربع مسکون کو اپنا حلقہ کار قرار دینے اور محض زبانی اور نام کے پیرو بنانے یا حلقہ بگوشوں کی تعداد ہی بڑھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ بجائے اس کے ہمیشہ چھوٹے چھوٹے گھرانوں اور قبیلوں، محدود و مختصر محلوں، بستیوں اور گاؤں کو اپنا نشانہ و حلقہ خطاب بنا کر اپنے کام کو آغاز کیا۔

(۶) اپنے زاد بوم اور دار الاقامت ہی کو ہر اغیار سے دنیا کے لئے روشنی کا مینار بنانا اور اپنی ذات، اہل و عیال، اعزہ و اقارب ہی کو عزائم و عقائد، عبادات و معاملات حقوق و فرائض، علم و فہم ظاہر و باطن، فکر و احساس، ہمدردی و غمخواری، عالی ہمتی و وسیع المشربی فروتنی و جانبازی، سخاوت و یکجہتی، قناعت و استقامت غرض ہر حیثیت سے معراج کمال پر پہنچانا، اپنی زندگی اور تمام تر قوتوں اور قابلیتوں کا محبوب و مقدس ترین مصرف و مشغلہ قرار دیا اور یہیں سے اس نے اپنی زندگی اور ما بعد الموت میں اپنی دعوت کو طول و عرض عالم انسانیت تک چمکا دیا۔ اپنے بلاغ نمنا کو اپنے خون دل و جگر سے سینچا [illegible] اسے شاداب و بارآور رکھنے اور اپنے ہاتھوں اہل عالم کی سعادت و ترقی دارین کے گاڑے ہوئے جھنڈے کو روز بروز اونچے سے اونچا اور نمایاں سے نمایاں کرتے چلے جانے کے لئے دنیا کی بے نظیر و لاجواب ترین شخصیتیں تیار کیں

(۷) اپنے مخاطبین و جماعت میں روزانہ بلاناغہ حسب حالات کہیں نہ کہیں [illegible]

اور نانا دادا وغیرہ ہونے کی حیثیت سے کوئی قریبیوں اور دوستوں وغیرہم کے واسطے سے
بآسانی اور زیادہ سے زیادہ اس کا اثر و رسوخ قبول کر سکتا تھا تو کیا تن تنہا غریب الوطنی
میں اور بزرگوں کی حمایت و سرپرستی سے محروم و بے نیاز ہو کر کہیں اور نیز بالکل بیگانوں میں
اور دور و دراز جا کر کبھی شاہد مراد سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

(۶) جب بظاہر بعد المشرقین رکھنے والے اقوام وانقطاع عالم بھی وحشت وجہالت
میں باہم قریباً مساوی ہوتے ہیں تو محض جائے رہائش اور حلقہ خطاب ہی کی تبدیلی کسی
داعی الی اللہ کی دعوت و مساعی کے بار آور ہونے کا ذریعہ نہیں بن سکتی تیزیہاں (مجھ)
سے نزاع وخلاف کا مبدء ومنبع فقط اصلاح وخیراندیشی ہی ہے تو کیا یہ فریضہ منصبی الہجرۃ
میں جا کر انجام دینے سے بعینہ اس قسم کے حالات طعن واتہام تحقیر وتکذیب وغیرہ کا سامنا
جو یہاں درپیش ہیں وہاں بھی نہ کرنا پڑیگا۔

نیز تا کہ بیگانوں اور اجنبیوں کو ولائی ہوئی دونوں جہان کی سعادتوں اور ترقیوں سے
خود اس کے اپنوں اور زاد و بوم کی محرومی وتہیدستی اس کے لئے ہمیشہ سوہان روح نہ بنی رہے
اور بجائے بیگانوں اور عزیزوں کے خود اس کے اپنے قریبی اور مقامی ہی پہلے سے آخری تک
جملہ محاذات ومہمات اصلاح وتذکیر عالم سر کرنے اور اس سلسلہ میں تمام تراہم وجلیل القدر
ترین فرائض ومناصب سنبھالنے میں اسکی ہمرکابی وسرپرستی کا شرف حاصل کریں۔

اس لئے کسی داعی الی اللہ نے ہجرۃ (اموال وامتعہ اعزہ واقارب مکانات وباغات
وغیرہا کو خیرباد کہہ کر ابدالآباد کے لئے کسی دوسری جگہ سکونت) کا ارادہ کرنا تو کجا اس کا نام تک
سننا گوارا نہیں کیا جب تک کہ:۔

(۱) اسے خدا ہی کیطرف سے حکم ہجرت نے گھر سے نکلنے کے لئے مجبور نہیں کر دیا۔

(۲) اسے مہجر ہی کے اندر مدت العمر مقیم رہنے کی صورت میں سالہا سال کی دیرینہ اور
مسلسل گراں بہا جانفشانیوں اور لاجواب قربانیوں اور شاندار سے شاندار نصب العین
پیش کرنے مدتوں تختہ مظالم وشدائد بنے رہتے اور اسکی اصلاح وتذکیر میں کوششوں اور
سرگرمیوں کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنے کے باوجود حکم خداوندی کے ذریعے وہاں اپنی آئندہ ناکامی

گو فقر و فاقہ اور ناسازیٔ آب و ہوا، شدت گرما و سرما، مخاطبین دعوت کی بے رخی و بغاوت، ملاحدہ و فرعنہ وقت کی طرف سے جانگداز قسم کے جسمانی پامالی، ظالم و تشدد، اس کا ناک ہی میں دم اور خواب و خورش بھی کیوں نہ حرام کئے رکھیں اور اسکی دعاؤں و التجاؤں یا ہر طرح کی کوششوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ بزود برآمد ہو یا بدیر یا بالکل ہی صفر کیوں نہ رہے تاکہ وہ اپنے متعلق اس قسم کے (ہر دوست و دشمن اپنے یا بیگانے عالم و جاہل مقامی یا اجنبی کیطرف سے وارد شدہ) سچے یا جھوٹے خیالات اور اتہامات و اعتراضات سے بالکلیہ محفوظ رہے کہ:

(۱) وہ تن آسان و عافیت کوش بزدد رنج و کم ظرف، دلدادہ عیش و عشرت ہے کسی کے طعن و تشنیع اور تضحیک و گستاخی حذایا بندوں سے کسی طرح کی جسمانی یا مالی زحمت و مصیبت کا ہمیشہ کے لئے پامردی کے ساتھ اور ڈٹ کر مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس کا کہیں ٹھہرنا یا جانا آنا وہاں کی اصلاح و تذکیر کی خاطر نہیں بلکہ محض یا (زیادہ تر) اپنے ذاتی، جسمانی اور مادی آرام و عزت ہی پر موقوف ہے۔

(۲) اپنوں کی تسخیر و تذکیر کے بارہ میں یأس عن روح اللہ ہے۔

(۳) اگر وہ اپنے عزائم و دعاوی میں سچا اور اس کی دعوت، طرز عمل، طریق کار، ذاتی اخلاق و عادات فی الواقع پر کشش و جاذب قلوب ہوتے تو اس کے قریبی اور مقامی ہی کیوں نہ اُسے سر آنکھوں پر بٹھاتے اور وہ خود بھی اپنے جسم و جان اور دست و بازو اپنوں اور مقامیوں کو علی حالہم فقر و ذلت میں ڈبکیاں لیتے اور دم توڑتے چھوڑ کر کیونکر باہر کا رخ کر سکتا۔

(۴) کیا اپنوں کی بجائے بیگانوں اور اجنبیوں کی اصلاح و ترقی کی اُسے زیادہ فکر تھی یا کیا انہی کو اپنے لائے ہوئے اقبال و سعادت دارین سے مشرف و متمتع کرنا اور زاد و بوم ہی کو ہر لحاظ سے قبلہ خلائق و مرجع عالم بنانا کسی اور جگہ یا دیگر خاندان و قوم کی نسبت اس کے لئے زیادہ موزوں و ضروری نہیں تھا۔

(۵) اگر یہ اپنے زاد و بوم ہی کی اصلاح و ترقی میں ناکام رہا ہے جہاں کہ ابا عن جد آباد چلا آرہا تھا اور وہاں کوئی اس کا مصاحب و ہمعصر ہونے کی وجہ سے کوئی باپ، چچا، تایا یا بھائی

یا پورا پورا انتظام نہیں کرلیا۔

(۹) اس نے اپنے مخاطبین دعوت اور رفقائے سفر ہجرت سے قبل از ہجرت کے پروسس (۱۔ جماعت ۲۔ سمع ۳۔ طاعت کے) مراحل بھی علی الترتیب اور پوری طرح طے نہیں کروالئے

علاوہ مصرحہ فوق کمی اور اصطلاحی ہجرت کے دور حاضرہ کے واعظین، مبلغین دین اور اساتذہ مدارس عربیہ کی سی لغوی اور نیم ہجرت کا بھی جس کی متعدد مختلف صورتیں ہیں از انجملہ۔

(۱) کسی جگہ جسمانی اور ظاہری طور پر تو ضرور مقیم و متوطن ہوتا لیکن وہاں کی اصلاح و ترقی میں سرتاسر دل لگاکر اور جم کر یعنی پورے دلی شوق اور تندہی کے ساتھ اپنی جمیع قوتوں اور قابلیتوں سمیت فنا و وقف ہو رہنے کی بجائے جی چاہا تو کبھی وقت بے وقت تھوڑا بہت اور برائے نام سمجھا بجھا یا سنا پڑھا دینا نہیں تو چند یا دن اور صبح کہیں گزارتا اور شام یا رات کسی اور جگہ سمجھانے اور پڑھانے میں بسر کرتا۔

(۲) ایک دو یا چند ایام و شہور یا جب تک جہاں جی چاہا کسی نے دعوت بھیجی غلط درس کرتے رہتا اور جب دل اچاٹ ہوا یا لوگوں نے حکم و اجازت دی واپس گھر کو یا کسی دوسری جگہ چل دیتا۔

(۳) کسی ایک جگہ کا امام نماز، خطیب یا مدرس ہونے کے باوجود غیر مقامی یا مقامی مجالس و تحاریک میں قائد، صدر، عہدیدار یا عام ممبر یا واعظ و سامع کے طور پر حصہ لینا اور ان سے دلچسپی رکھنا۔

(۴) ہمیشہ ایسی جگہ معلمی، امامت نماز یا خطابت وغیرہا کا متمنی رہتا جہاں کسی نصب العین یا لائحہ عمل کو مشعل راہ بنالے، در امارت و جمعیت کے سامنے جوابدہی اور وقت و کام کی مقدار و نصاب وغیرہا کی پابندی یا محاسبہ کار کا کوئی انتظام نہ ہو بلکہ اپنی ڈکٹیٹری اور مطلق العنانی کو برقرار رکھنے اور نشو و نما دینے کا پورا پورا موقعہ مل سکے۔

(۵) ہمیشہ علی الاعلان یہ کہتے رہنا یا دل ہی کے اندر یہ خیال چھپائے رکھنا کہ یہاں ٹھہرنا اور اس جگہ کے فرائض درس و امامت وغیرہ انجام دینا فقط لوگوں کے شوق و دلچسپی اسکی قدر دانی

کا پورا یقین اور اس مہجر، کی ابدی و ازلی شقاوت پر مہر تصدیق ثبت نہیں ہوچکی۔

(۳) مہجر میں اقامت رکھنے کی صورت میں اسے اپنے جلا وطنیں دوام ہی نہیں بلکہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جانے اور اس کے نتیجہ میں اسکی بعثت ہو دنیا کی طرف اس کے لائے ہوئے برکات و فضائل دارین کے ربع مسکوں میں کسی دیگر شخص و قوم کے لئے بھی ذرہ بھر سودمند ثابت نہ ہونے بلکہ کلیتہً رائگاں جانے کا کلی و قطعی یقین نہیں ہوچکا۔

(۴) اس نے مہجر کے اندر فسق والحاد اور وحشت و بربریت کی انتہا درجہ طوفان انگیز دتباہی خیز ٹکروں اور حملوں کے مقابلہ میں خود (اور اپنے جوں کی مختار بڑھنے والے فئتہ قلیلہ مستضعفاً کو کیفیتہً وکمیتہً، تمدناً اور اقتصاداً یا سیاساً، بمنزلہ صفر بیچ زدہ کالعدم ثابت نہیں کرلیا۔

(۵) ہر مہم میں اپنا ساتھ دینے والی ایک جمعیتہ کی جمعیتہ بھی ترک دیار ہی نہیں بلکہ بعد ازاں مہجر و مہجورین کی اصلاح و تسخیر یعنی راہ راست پر آجانے تک قیل و قال، لین دین، آمد و رفت، نکاح و انکاح، غرض ہر طرح سے ان کے ساتھ مقاطعہ کلی کرلے اور بطیب خاطر اپنے املاک و امتعہ سے دست بردار ہونے کے لئے بدل وجان تیار و بقرار نہیں کرلی۔

(۶) مہجر کے اصلاح و تسخیر کے تمامتر تدابیر و ذرائع ختم کر چکنے کے بعد اس کے پاس فقط ایک ترک دیار مقاطعہ اور دار الہجرۃ میں اقامت یعنی خارجی مساعی ہی اس کی اصلاح و ترقی کا ذریعہ باقی رہ گیا۔

(۷) اسے دار الہجرت کیطرف سے وہاں قدم رنجہ فرمائی کی مکرر و مسلسل اور پر اصرار دعوت پر دعوت نے اپنے اعزاز و استقبال میں اس کی طرف سے دیدہ و دل فرش راہ بچھانے اور بود و ماند، لین دین، عیادت و تعزیت، معاش و مکان، تجہیز و تکفین وغیرہا ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی میں مہجراو۔ وہاں کے اپنے خونی اور جدی رشتہ داروں سے بھی کہیں بڑھ کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی میزبانی اور اپنے مقاصد و عزائم کو پروان چڑھانے کے سلسلہ میں ہر طرح کی جسمانی مالی اور جانی بڑی سے بڑی، اور زیادہ سے زیادہ قربانیاں دینے کا پورا پورا یقین نہیں دلا دیا گیا۔

(۸) اس نے دار الہجرت کی طرح مہجر کی اصلاح و تذکیر کا بھی اپنی سرپرستی و نگرانی میں کچھ نہ کچھ

بجائے خود انہی کا فکر و عمل، تہذیب و تمدن اور طرز بود و ماند اپنا لینا۔

(۱۱) اپنی ذات پات، نسب و وطن، علمی قابلیت، مسلک و عقیدہ وغیرہا چھپائے رکھنا یا کچھ کا کچھ بتلانا

(۱۲) یوں تو مدتوں اور پشتوں سے درس و خطابت یا امامت نماز وغیرہا سے کسی نہ کسی منصب اصلاح وتذکیر پر متمکن چلے آنا لیکن مزدوروں، کمیوں، پیشہ وروں اور ارباب جاہ و اقتدار ہی کی مانند دل سے اسے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے رہنا، اپنی خلاف شان بلکہ ایک لعنت و مصیبت سمجھتے رہنا، اس کے اختیار کرنے کی وجہ سے بزرگوں کو بھی طعن و ملامت کرتے رہنا اور ہمیشہ اس سے بہتر کسی دیگر طریق معاش کی فکر میں لگے رہنا۔

(۱۳) درس و خطابت یا امامت نماز کے علاوہ طبابت و زراعت یا تجارت و اجارت وغیرہا کے ساتھ بھی (اعتقاداً یا عملاً) شغف و دلچسپی رکھنا۔

(۱۴) لادینی و گمراہی یا فسق و معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ فقط اس بنا پر اپنے شاگردوں مقتدیوں یا عامة المخاطبین درس و جمعہ کے ہاتھوں شاکی و نالاں رہنا کہ ان کی طرف سے ان کی علمی و منصبی حیثیت، کارکردگی، محنت و جانفشانی اور ذاتی ضروریات زندگی کے موافق قدر و خدمت بجا نہیں لائی جا رہی۔

(۱۵) زیادہ داد و دہش کے خیال سے زاد و بوم کی بجائے کسی دوسری جگہ ہی امامت نماز یا درس و خطابت وغیرہا کی خواہش و کوشش رکھنا۔

(۱۶) اپنے سوا کسی دوسرے خطیب و عالم کو خواہ وہ بحیثیت علم و عمل یا بلحاظ مستعدی و جانفشانی بہتر ہو اتنا ہی اپنی مرجعیت یا عزت و آمدنی میں اسے مخل و سد راہ سمجھنا اور گاؤں میں لمحہ بھر کے لئے اس کی آمد و سکونت گوارا نہ کرنا۔

(۱۷) امامت و خطابت اور اذان وغیرہا کے لئے علمی، روحانی، اخلاقی و منصبی قابلیت اور گاؤں یا محلہ کی طرف سے انتخاب و تقرر لازمی قرار نہ دینا بلکہ موقعہ پر موجود لکھا پڑھا جو بھی چاہے یا کوئی اسے کہہ دے اسی کو اس کا مستحق و شایان شان سمجھنا۔

(۱۸) اپنی خودداری کے پیش نظر اسی شخص کو یا ایسے ہی حلقہ اور گاؤں میں سمجھانا پڑھانا یا تذکیر و تلقین کرنا جس کا بسبب خاطر سننا، برداشت کرنا اور متاثر ہونا یقینی ہو مختصراً یہ کہ بظاہر حافظ و

تعظیم و تواضع تھوڑی سے تھوڑی محنت، کم سے کم فرائض یا کسی دیگر جگہ سے اس سے بھی کمتر اور معمولی سے معمولی فرائض پر زیادہ سے زیادہ معاوضہ اور سر آنکھوں پر بٹھانے کا دعوت نامہ آنے تک ہے۔

(۶) اصلاحی فرائض اور تبلیغی خدمات کہیں انجام دینا اور بیوی بچے وغیرہا کہیں رکھنا جسکی وجہ سے کوئی مصلح و مذکر نہ صرف یہی کہ گھر والوں کی اصلاح و تربیت سے بے نیازی و خالی الذہنی یا غیر تدریجی طریق سے کام کرنے کے ایک ظلم و ذنب عظیم کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اپنے شاہکار اور ذاتی و خانگی نمونہ عمل کے طور پر بھی اپنے مخاطبین دعوت میں کسی کو پیش نہیں کرسکتا)

(۷) اپنے مخاطبین دعوت مقتدیوں شاگردوں، بیگانوں، یا قریبیوں کو ان کے فسق و الحاد یا اپنے اور دوسروں کے ساتھ ظلم و بدسلوکی ہی کی بنا پر "ننگ انسانیت" "شقی ازلی" "ذلیل و نابکار، دشمن ملک و دین حتیٰ کہ ناممکن الاصلاح والتذکیر قرار دینا یا اس لئے ان سے بیزار رہ کر کنارہ ہی ہو رہنا۔

(۸) اپنا حلقہ خطاب اور مرکز افکار و مساعی (گاؤں کے گاؤں یا محلہ کے محلہ کی بجائے) ہمیشہ فقط مسجد و مدرسہ اور درس جمعہ ہی کو قرار دیئے رکھنا محض اتنے بجکر اتنے منٹ تک روزانہ یا ہفتہ وار جا کر نفس پرست پروفیسروں یا سکول ماسٹروں اور افسروں کی طرح درس و خطابت یا امامت نماز کرنے سے زیادہ اپنا کچھ فرض نہ جاننا یعنی اس سے قبل یا بعد از حاضرین درس و نماز کے سوا کسی دیگر کے ڈھونڈنے یا تربیت سے کچھ مطلب نہ رکھنا۔

(۹) دنیا کی تباہ حالی و بے راہ روی سے متاثر ہو کر اسکی اصلاح و تذکیر کے سلسلہ میں اپنا سب کچھ کھو دینے کے خیال سے نہیں بلکہ کچھ پانے ہی کے لئے یعنی اس غرض کے لئے درس و خطابت یا امامت نماز کی مسند پر آنا کہ اس طرح دیگر مروجہ وسائل معاش کی نسبت زیادہ آرام و عزت کی زندگی نصیب ہو گی۔

(۱۰) مخاطب دعوت شخص و قوم کی ناراضگی یا اپنی توہین و تحقیر سے ڈر کر یا ذاتی عزت و آرام چھن جانے کے خوف میں یا اپنے احکام و ہدایات کی تعمیل و اطاعت سے نومیدی کی بنا پر یا اپنی تن آسانی و عافیت کوشی کے پیش نظر انہیں اپنے افکار و اعمال کے سانچہ میں ڈھالنے کی

(۱) جمعیت ہی کا ذاتی نمونۂ عمل از جمعیت ہی کی اپیل و دعوت (ضروریات و مشکلات شخصی یا قومی کے سلسلہ میں باخدا بندوں سے کچھ لینے یا کروانے میں) فطرتی طور پر آسانی اور جلدی سے مؤثر و نتیجہ خیز ہوتی ہے۔

(۲) جمعیت ہی پر کسی حلقہ خطاب کیطرف سے اسکی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں قائم کردہ درسگاہ، دار المطالعہ، بیت المال، اجتماعی نماز پنجگانہ، جمعہ یا دار القضاء وغیرہا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دیانت و استقامت اور پوری سرگرمی و تندہی سے چلانے کا پورا پورا یقین و اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(۳) جمعیت ہی کے طور پر کسی ایک جگہ کی اصلاح و ترقی کا بیڑا اُٹھانے یعنی اقامت نماز پنجگانہ، خطابت، مدرسی، یا قضاء و افتاء یا اذان و محرری وغیرہا فرائض انجام دینے سے خود عہدہ داروں اور کارکنوں میں ہمیشہ باہم دگر دیکھنے، سیکھنے، سننے، صلاح و مشورہ لیتے دیتے رہنے کی وجہ سے بلند پایہ ذہنی، فکری، اخلاقی، فنی، علمی، تحریری و تقریری، مجاہدانہ و قائدانہ اور جہانبانانہ قابلیتیں اور صلاحیتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(۴) جمعیت ہی کا عام فرد و عہدہ دار جواب طلبی کے خوف یا عہد نامہ کے احترام میں پوری سرگرمی اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کر سکتا ہے۔

(۵) جمعیت ہی کے رنگ میں اصلاح و ترقی کا بوجھ اٹھانے والے امام نماز، خطیب، مدرس یا مفتی، قاضی وغیرہم باہمی حسد و رقابت، فخر و بدگمانی، خود غرضی اور شکایت و شکوہ کی لعنتوں سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

(۶) جمعیت ہی کے رشتہ میں منسلک ہو کر کسی گاؤں یا شہر کی اصلاح و تذکیر اپنا مقصد حیات قرار دینے سے وہاں کے بڑے سے بڑے ارباب کار علماء و ائمہ کتنے ہی صاحب اثر و اقتدار ہو کر بھی اپنے حلقہ خطاب کی طرف سے محسود و مبغوض ہونے اور مطلق العنانی، خود رائی، عافیت کوشی، جاہ پسندی، خود غرضی وغیرہا بلکہ ایسے اتہامات تک سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(۷) جمعیت ہی اس حیثیت سے بھی کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اجتماعی رنگ میں ہی کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، کہیں جانا آنا، وغیرہ ہر کام کرنا چاہتا ہے اور اسمیں سرگرمی و مستعدی دکھاتا اور جذبہ مسابقت رُوبکار لاتا ہے کسی جگہ یا قوم کی اصلاح و ترقی کا بیڑا اٹھانے کی شایان شان ہو سکتی ہے۔

ناصرین دین الٰہی، مربی و خادم جمہور اور ورثۃ الانبیاء وغیرہا کہلانا، قوم ہی کا کھانا، پہننا، قوم ہی کے سہارے جینا، قوم ہی کے پروردہ و دست نگر مدارس و مساجد میں پڑھنا اور پھلنا پھولنا لیکن دل سے اس کی بجائے ہمیشہ اور ہر طرح اپنا ذاتی عیش و عشرت یعنی اخرویہ و ابدیہ نعمت و دولت کی نسبت نفع و خیر عاجلہ و فانیہ ہی ملحوظ و مقدم رکھنا۔

کوئی داعی الی اللہ (اسے اپنی عظمت شان اور مقاصد بعثت کے متضاد و منافی سمجھکر اور کسی شخص و جگہ کی اصلاح و تدبیر میں بدیں صورت یقیناً ناکام رہنے بلکہ مسند انذار و تبشیر سے معزول ہی کر دئے جانے کے خوف میں) نام تک نہ جانتا تھا۔

گیارہویں حقیقت

دین اسلام (دینا جہان کے مذاہب میں) ایک بالکل نرالا ہے اور وسیع انسانیت گیر نصب العین (مصرحہ حقیقت ۱۲) کا داعی و علمبردار ہے جس کی رو سے وہ ابن آدم کے دل و دماغ ظاہر و باطن، اعضاء و قوا، جسم و روح، آنکھ اور کان، زبان غرض ایڑی سے چوٹی تک اسکی ایک ایک چیز کی اصلاح و تربیت[۱] اس کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، تمدن، معاشرہ اخلاق و عادات، خواب و خورش، غسل و حجامت، صحت و صفائی، نشست و برخاست حتیٰ کہ بول و براز وغیرہا سے ایک ایک کی تعلیم و تہذیب بہ اسکی ذہنی، اخلاقی، جسمانی، روحانی، اقتصادی و سیاسی وغیرہا جملہ ضروریات و مشکلات زندگی کا مکمل و مستقل انتظام کرنے بلکہ اور اسے حدّا بندوں، حیوانات اور خود اپنے حق میں بہترسے بہتر بنانے کا ذمہ دار ہے اور یہ اظہر کالشمس فی النہار ہے کہ کسی محدود یا وسیع حلقہ میں یا کسی شہر اور گاؤں کو نماز پنجگانہ اجماعی، درس و تعلیم، جمعہ دار المطالعہ، بیت المال، دار القضاء، مہمانخانے، حفظان صحت وغیرہا شعبہ جات کے ذریعے تن تنہا کوئی بڑی سے بڑی عابد و عارف، فرمانروا و کشور کشا، جادو بیان و سحر نگار شخصیت نہیں بلکہ امام نماز پنجگانہ (بحیثیت حاکم فی ما شجر بینہم) کی سرپرستی میں نائب امام، مدرس، خطیب مفتی، قاضی، موذن، محصل اور خازن وغیرہم پر مشتمل ایک جمعیۃ المصلین ہی اس نصب العین تک پہنچا سکتی ہے کیونکہ :—

حیثیت سے اور ہر طرح سید ولد آدم اور یکتائے و بنیظیر خلائق ہونے کے باوجود اپنے مقاصد بعثت کی تکمیل اور فرائض منصبی کی انجام دہی کے لئے جمعیۃ المصلحین کی ضرورت واہمیت کا سب سے زیادہ شعور و احساس ہوا اور بتوفیق الٰہی دوسروں کی نسبت (اسے) بدرجہا کثیر الارکان نیز ظاہر و باطن اخلاق و عادات، فکر و سوز، عبادات و معاملات، عزم و استقامت، سرفروشی و جانبازی غرض ہر اعتبار سے ایک بہترین و بے مثال قسم کی اور ہر مہم و محاذ میں دست و بازو بن کر اور سایہ کی مانند اس کا ساتھ دینے والی جمعیۃ (المصلحین) ہاتھ لگی۔

بارہویں حقیقت

ہر داعی الی اللہ ابن آدم کو خدا بندوں اور حیوانات کے حقوق و فرائض سے عہدہ برآ کرنے یعنی اسے ان کی آنکھوں کا تارا اور اپنی ذات کے لئے بہتر سے بہتر بنانے کا نصب العین لیکر ہی اہل الارض کیطرف بھیجا گیا اس نصب العین تک پہنچنے (احکام و ہدایات آسمانی اور حقوق و فرائض خلاق و خلائق یاد یعنی اعمال و افکار اور اسلامی عبادات، معاملات وغیرہا کو اپنانے، سننے، پڑھنے، سیکھنے، ماننے، محرمات و مشتبہات چھوڑنے) میں دنیا کے لئے اور دنیا کو پڑھانے، سنانے، سمجھانے، نیکی پھیلانے اور بدی ترک کرانے کے لئے محنت و جانفشانی دکھانے ہر نو نیزوں (مصرحہ حقیقت ۶) سے مسلح ہوتے انسے کام لینے اور ہر طرح کی اذیتیں اور مشقتیں سہنے میں خود مصلح و داعی کے لئے (مختصراً یں کہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح و تذکیر دونوں کے سلسلہ میں داعی و مدعو، معلم، متعلم، خطیب و مخاطب دونوں کے لئے) چونکہ ذلالت و علالت بڑھاپے، کم علمی، قید و بند، خاندان، ماحول، بیکسی، گمنامی، رذالت نسبی، کثرت مشاغل محکومی و غلامی، گرمی یا سردی وغیرہا میں اسقدر کوئی دوسری بڑی [illegible] اور پرخطر سے پرخطر چیز یا ہزار ہزار وجوہ و اسباب بھی نہیں جتناکہ تن تنہا ہر دقتی و ہر [illegible] یعنی مار آستین اعدی العدو انسانیت، نفس امارہ سد راہ و دخل انداز ہوتا ہے یا یا [illegible] و [illegible] مختصراً اپنے ادائے فرائض سے انکار یا کوتاہی ہیں مبلغ و مخاطب (دونوں) کے شخصی، قلبی، [illegible] یا زمانی حالات کے تغایر و اختلافات کی بنا پر گو عذر ول، اعتراضوں، بحثوں، مناظروں، سوالوں اور جوابوں کا طول

(۸) جمعیۃ ہی کا جاری کردہ یا زیر تحویل کوئی ادارہ و صیغہ تدریس و تصنیف غیرہا پشتوں اور قرنوں تک دنیا میں مقبول عام اور ضیا بار اور فیض گستر رہ سکتا ہے۔

(۹) جمعیت ہی کی تائید و پشت پناہی حاصل ہونے کی وجہ سے کوئی شخص علم و فہم یا اثر و اقتدار کے لحاظ سے بذات خود کتنا ہی ناچیز و تہیدست ہو کر اور چڑیا کا سا دل گردہ رکھنے کے باوجود مخالف سے مخالف مجمع میں شیر کی مانند گرج کر ببانگ دہل اسے خطاب کر سکتا اور متمرد سے متمرد یا باجبروت سے باجبروت کو بلا خوف و تامل سنا سمجھا بلکہ اسکی کوتاہیوں اور بدعنوانیوں پر اس سے نوٹس تک لے سکتا ہے۔

(۱۰) جمعیت ہی اولوالنہی و الابصار پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اپنا وقار و ثقاہت یا اثر و رسوخ برقرار رکھنے اور بڑھانے کے لئے یہ ضروری سمجھتی اور یہ اہلیت رکھتی ہے کہ دنیا کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں اس کا اٹھایا ہوا (بظاہر غلط سے غلط اور بیوقت سے بیوقت) قدم یا دیا ہوا بیان و فیصلہ یا جاری کردہ شعبہ و محکمہ اس کا نصب العین، طریق کار، معاہدہ وغیرہا موزوں و منتج اور زیادہ سے زیادہ جاذب قلب ہو

(۱۱) جمعیت ہی کے مطابق حکم اور جمعیت ہی کی پیروی میں صرف کردہ وقت و مال وغیرہا یہ اعتماد و یقین رکھنے کی اہلیت رکھتا ہے کہ وہ ضایع نہیں ہوگا بلکہ ٹھکانے لگیگا اور بار آور ثابت ہوگا۔

اسی لئے تمام تر داعیین الی اللہ و علی الخصوص ان میں سب سے زیادہ اولوالعزم شخصیت نے خواہ ان کی دعوت اپنے زادبوم اور دارالاقامت تک ہی ہیں محدود رہی یا انہوں نے اسکی تکمیل و تسخیر کے بعد اس سے آگے زیادہ وسیع و پر خطر اور دور و دراز محاذات اصلاح و تذکیر عالم کی جانب بھی قدم بڑھایا یا اپنے حلقہ کے اندر جا بجا اور ہر کہیں نہیں تو کم از کم اپنے زادبوم میں تو ضرور اپنی قیادت، و سرپرستی میں قائم کردہ جمعیۃ المصلحین ہی کے ذریعے یعنی اسی کے کارکنوں اور عہدہ داروں میں اس کی اصلاح و تذکیر کے مجالس و خطابت، افتاء و قضاء وغیرہا تمام تر عہدے اور صیغے تقسیم و تفویض کر کے اپنے مصلحانہ و مجاہدانہ فرائض انجام دئے۔

چنانچہ سرخیل انبیاء اور ان تاروں میں مہر و ماہ فخر الاولین و الآخرین، خدا اور بندوں میں سب سے زیادہ مستحق صلوۃ و تسلیمات بھی وہی ٹھہرا اور اپنے شاہد مراد سے بھی زیادہ تر وہی ہم آغوش ہو دین قیم کو چار چاند لگا کر بھی وہی پوری طرح چمکا سکا اور اپنی امت کو خیر الامم کا لقب بھی وہی دلا سکا اور اپنی دعوت کو ابدی عالمگیریت بھی وہی بنا سکا جسے ذاتی، ظاہری، باطنی، علمی، اخلاقی

ملک قوم کی ترقی و کامیابی کو قریب تر لا رہا اور شکست و رسوائی کو فتح و شادمانی میں تبدیل کر رہا ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح کسی داعی الی اللہ کا دوسروں کی اصلاح و تذکیر سے پہلے مدتوں فقط اپنی تسخیر نفس و اصلاح ذات میں محو و منہمک رہنا بھی اس وجہ سے کہ دوسروں کی سعادت و ترقی بھی سر تا سر اسکی اپنی ذاتی اصلاح و تکمیل پر موقوف ہے درحقیقت ایک جہاد (بلکہ بمقتضائے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر، اوروں کی اصلاح و تذکیر سے بھی بڑا جہاد) ہی ہوتا ہے۔

چنانچہ سرتاج انبیاء ہی کا معشر الداعیین الی اللہ میں سب سے بامراد و کامگار ہونا اسی کی دعوت کو دنیا کی طرف سے سب سے زیادہ اور سب سے جلدی و آسانی کے ساتھ دیوانہ وار و بیتابانہ لبیک کہا جانا، محاذ ذات اصلاح و تذکیر عالم میں اسی کے پھینکے ہوئے تیر ہائے تدبیر کا ہمیشہ ٹھیک نشانہ پر بیٹھنا، اسی کی ذات و صفات اور سیرت و سوانح، نیز اسی کے لائے ہوئے فیوض و برکات کا دنیا میں ابدی و انسانیت گیر حیثیت پانا اور ہر شعبہ حیات میں لائٹ ہوس تسلیم ہونا بھی اس قدر باقی بڑے سے بڑے صدہا وجوہ و اسباب کا نہیں جتنا کہ اس کے اکیلے جہاد بالنفس (جہاد الاکبر) اور اسمیں سب سے بڑھ جانے کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔

تیرہویں حقیقت

جملہ داعیین الی اللہ علی الخصوص ان میں کے سب سے بڑے ماہر اصول و قواعد اصلاح و تذکیر سب سے زیادہ واجب الاقتداء سب سے زیادہ شادکام و ماہر اور سب سے زیادہ ارحم و اشفق اور سب سے زیادہ دور اندیش و راست رو نے (حقیقت ۱۲ میں مصرحہ تیروں سے مسلح ہو کر) علی العموم اصلاح و تذکیر عالم کا محاذ اول بیوی کو بنایا محاذ دوم جسے سر کرنے کے لئے اس نے اپنی سرپرستی میں اور بیوی کو ساتھ لیکر جمعیۃ المصلحین کے فرائض انجام دئے باقی گھر والوں کو قرار دیا محاذ سوم جس کی تسخیر کے لئے بہ حیثیت امام و سرپرست خود اس نے اس کی بیوی نے اور اس کے گھر والوں نے مل کر جمعیۃ المصلحین کا عہدہ سنبھالا اعزہ و اقارب کو ٹھیرایا محاذ چہارم جس پر فتح پانے کے لئے اس نے بہ حیثیت امیر و قائد خود اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور اعزہ و اقارب سے جمعیۃ المصلحین کا کام لیا اپنے گاؤں کے گاؤں کو تجویز کیا محاذ پنجم جسے اپنانے کی غرض سے

اور رہناؤں کی صورتیں اور قوالب کتنے ہی بدلتے ہیں لیکن روح تو ان میں علی العموم اور بہر حال اسی (نفس امارہ ہی کی) کارفرما ہوتی ہے۔

اس لئے ہر داعی الی اللہ نے اپنی ایڑی سے چوٹی تک کے (دل زبان آنکھ کان وغیرہا) جمیع عناصر و قوائے بشریہ کی ناک میں نکیل ڈال کر انہیں سایہ کی مانند اپنا پیرو بنا کر بھوک، پیاس نیند، دھوپ، سایہ، زیب زینت، عیش و آرام، سیر و تفریح، مکان و سامان، نقل و حرکت وغیرہا (بہ ظاہر حد سے زیادہ ضروری اور مدار زندگی) سے ایک ایک جذبہ و داعیہ نفسانیہ کو پاؤں تلے روند کر اور ہر اپنے یا بیگانے کیطرف سے احسان و خدمت سے بے نیاز ہونے میں، تلخ مزاجی، تند تشددی، شکایت و شکوی، فخر و خود ستائی سے بچنے میں کسی بھی اپنے یا بیگانے، زمین یا آسمان کیطرف سے ہر قسم کے رنج و نقصان کو محسوس نہ کرنے میں دنیوی و مادی نفع و نقصان یا رنج و راحت اور انسانی تعریف و توہین کو یکساں اور خود کو ناچیز ترین خلائق سمجھنے میں غرض (تا بامکان) ہر لحاظ سے مردوں سے مشابہ و مساوی ہو کر اور ہر ممکن العمل کام میں سرتاسر ملاء اعلیٰ کے رنگ میں ڈوب کر اور کھانے پینے، سونے، رہنے سہنے بولنے چلنے تک میں خود کو زیادہ سے زیادہ متصف بصفات اللہ ثابت کر دکھانے یعنی ان امور میں بھی حد سد رمق تک صبر قناعت کا معتاد و مرتاض ہو چکنے یا بالفاظ مختصر فتح نفس اور اصلاح و تسخیر ذات کے بعد ہی اصلاح و تذکیر عالم کے کسی محاذ کیطرف قدم بڑھایا اور گھر یا باہر کسی اپنے یا بیگانے کی تعلیم و تربیت ابتداء کی۔

ایک سطحی النظر عجلت پسند کیلئے تو کسی داعی الی اللہ کی ذاتی اصلاح و تسخیر نفس تک) دوسروں کی اصلاح و تذکیر کے سلسلہ میں مذکورہ تاخیر و تعویق اس کے حلقۂ خطاب کو گمراہیوں اور پستیوں کی اور زیادہ اتھاہ گہرائیوں میں بلکہ ناقابل تلافی حد تک گرا دینے کے وہم و خطر کی بنا پر یا یونہی ضرور باعث شکایت و تشویش ہو سکتی ہے حتی کہ اس کی کم ہمتی و حیلہ جوئی یا جمود و عافیت کوشی تک سے بھی تعبیر کی جاسکتی ہے لیکن ایک دوربین و حقیقت رس نگاہ میں جس طرح ابھی معرکہ کارزار میں اترنے والا سپاہی ہتھیار کی تیزی و صفائی یا سامان کی تیاری میں جتنا بھی وقت و زور صرف کرے اسے ضائع نہیں کر رہا ہوتا بلکہ دراصل اسی وقت سے حاضر میدان جنگ ہوتا اور اس طریق سے اپنی ا

فلک الافلاک تک پہنچانا، انہی کو مرجع عالم و قبلہ خلائق بنانا، انہی کی ذہنی، جسمانی اور روحانی وغیرہا ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنا انہی میں تعلیم و تربیت، بیت المال، فصل القضایا وغیرہ کی داغ بیل ڈالنا، اور انہی میں ان ادارات و شعبہ جات کو زیادہ سے زیادہ مضبوط و شاندار بنائے رکھنا اپنا اہم المقاصد زندگی، مایہ فخر و سعادت دارین، مقدم ترین فرائض منصبی، آئندہ محاذات میں (ابھی یا کبھی) کامیابی کی بنیاد و مدار سمجھا اور مدت العمر اپنی فکر و احساس، سوز و گداز، دلچسپی و جانفشانی، عزم و استقامت، اصلاح و تذکیر کے ہر نہ تیروں (مصرحہ حقیقت ہے) ہر قسم کی مصلحانہ قابلیتوں، مجاہدانہ سرگرمیوں، اور کوششوں، جانبازانہ قوتوں، اور قربانیوں کا سب سے بڑا مرکز و محور قرار دئے رکھا کیونکہ:-

(۱) ایک عام اور معمولی مشت خاک انسان کیطرح داعی الی اللہ کو بھی اپنی زندگی اور بشری، تکوینی، یا جسمانی ضروریات و مشکلات قیل و قال، لین، دین، نشست و برخاست اور بیاری و تنگدستی فقاو جنگ، نکاح و انکاح، دفن و جنازہ وغیرہا تک میں انہی سے سابقہ رہتا ہے اسلئے ذاتی طور پر بھی اسے انہی کی اچھائی و راست روی، تہذیب و شائستگی اوروں سے زیادہ تر مطلوب ہوتی ہے

(۲) وہ (داعی الی اللہ) بذات خود انہی میں نشو و نما پاتا اور انہی میں بولنا، چلنا، اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا وغیرہ سیکھتا ہے اس لئے شکر گذاری اور قدر دانی احسان و تربیت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ حق ادائی و محسن نوازی کے طور پر انہی کی تہذیب و ترقی مقدم سمجھتا اور انہی کیلئے زیادہ دقت و زور دقت و صرف کرتا۔

(۳) عامۂ انسانیت کی طرح ایک داعی الی اللہ کے لئے بھی اس قدر اجنبیوں کی نہیں جسقدر کہ اپنوں اور قریبیوں کی باخدائی و پاکبازی یا خوشحالی و ترقی اور ان کیطرف سے محبت و عقیدت تعریف و تحسین، یا احسان و اطاعت باعث فخر و خوشی ہوتی ہے اسی طرح وہ دوسروں اور بیگانوں کی نہیں جتنا کہ مقامیوں اور قریبیوں کی بداطواری و بے رہروی یا تباہ حالی و پسماندگی سے متاثر ہوتا اور اُسے اپنے لئے موجب ذلت و ندامت خیال کرتا ہے۔

(۴) اسی صورت میں (پہلے سے چوتھے محاذات تک کی اصلاح و تذکیر ہی میں زیادہ وقت و عمر صرف کرنے سے) وہ اجنبیوں یا مخالفین میں جاکر کام کرنے سے ان کی طرف سے اس قسم کے طعون

اس نے اپنی سرپرستی و قیادت میں اپنے اہل و عیال اعزہ و اقارب اور اپنے گاؤں کے گاؤں یا شہر کے شہر کو ایک جمعیۃ المصلحین کی حیثیت دی من حولہا یعنی اپنے مضافات کو بنایا محاذِ ششم جس کو جیتنے کے لئے اپنی سرپرستی و رہنمائی میں اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقارب، گاؤں اور ماحول کے ماحول کو جمعیۃ المصلحین کے طور پر استعمال کیلئے ملک کے ملک اور بعدازاں اس کی پشت پناہی سے دنیا بھر کو محاذِ ہفتم قرار دیا۔

ب

ہر پہلا محاذ علی وجہ الکمال سر کر چکنے، اور اس کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کا ابدالاباد تک کے لئے مکمل و مستقل انتظام کر پانے (خواہ اس میں بظاہر اس کے دوسرے محاذات کی نسبت کتنے ہی ناقابل تسخیر ہونے کی وجہ سے اسے کتنی ہی مدت و محنت کیوں نہ صرف کرنی اور کتنی ہی گراں بہا ان گنت قربانیاں دینی پڑیں) کے بعد ہی دوسرے کی جانب قدم اٹھایا کیونکہ اس ترتیب و تدریج ہی سے جہاں یوماً فیوماً اس کا حلقۂ کار زیادہ سے زیادہ وسیع و کٹھن اور ہولناک و پر خطر ہوتا گیا اور اس کے فرائض اور ذمہ داریاں بڑھتی گئیں توں توں ساتھ کے ساتھ ہر پہلے کی نسبت دوسرے محاذ میں اسے سر کر نے قابو میں رکھنے اور اس کی ہر قسم ضروریات و مشکلات زندگی مثلاً تعلیم تربیت، معاش و حفظان صحت، فصل الفضایا وغیرہ کا انتظام کرنے کے لئے خود اس کی اپنی نیز اس کی جمعیۃ المصلحین کی، اس کے ساتھیوں، حلقہ بگوشوں، اور کارکنوں کی ہمت و قوت، اثر و رسوخ، مصلحانہ اور جہانبانانہ، علمی، عملی، اخلاقی جارحانہ و مدافعانہ قابلیتیں اور قوتیں بھی زیادہ سے زیادہ بڑھتی اور چمکتی جانے کے باعث اسے کامیابیاں بھی جلد سے جلد حاصل ہوتی اور فتحمندیاں بھی بیش از بیش اس کے قدم چومتی گئیں۔

ج

ربع مسکوں کو ہر لحاظ سے اپنے رنگ میں رنگنے اور زیرنگیں کرنے کے عزم و سعی یا کامیابی پر بھی اس نے اتنا باقی زیادہ دور دوراز (چھٹے ساتویں) محاذات اصلاح و تذکیر عالم کے لئے نیز جیسا کہ پہلے محاذ (بیوی) سے چوتھے (زادبوم) یا زیادہ سے زیادہ پانچویں (مضافات) تک کی تیجزہ تذکیر اور اپنی کو علمی، ذہنی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی و سیاسی غرض ہر لحاظ سے

تھوڑا او معمولی سے معمولی تعلق و حصہ رکھنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ بلکہ انتہائی بے نیازی و کنارہ کشی کا سبق ملتا ہے اور **دوسرے پارٹ** کی رو سے بخلاف پارٹ اول اور پہلے گروہ کے، فقط **گروہِ ثانی** کو اپنے نفسانی محرکات اور طبعی جذبات کے اجراء و استعمال کی کہیں (تھوڑی یا بہت) آزادی و بااختیاری حاصل ہے اور کہیں (تھوڑی یا بہت) رکاوٹ اور پابندی عائد کیگئی ہے۔

اس لئے ہر داعی الی اللہ کے اعلان و دعوت، تعلیم و تذکیر، ذاتی نمونہ عمل، ہر قسم کی کوششوں اور قربانیوں سے اس کے مخاطبین کے اندر ہمیشہ یہی دونوں گروہ معرض وجود میں آتے رہے ہیں **گروہ اول** نے اپنے ہادی و رہبر کے مقدم و ارفع پہلو کو مشعل راہ زندگی قرار دے کر اسی کی مانند محض دار آخرت کی اُمید و شوق میں اور عزیمت و اولویت کے منتہائے کمال تک پہنچے خدا اور رسول کی محبت و اطاعت یعنی عبادات و معاملات، نیز اصلاح و تذکیر خلائق کے سلسلہ میں اس کے حکم و مطالبہ سے **پہلے** ہی اس کی خواہش و اندازہ سے بڑھ چڑھ کر سب سے اول اور سب سے زیادہ ہمیشہ اور ہر کام میں زیادہ سے زیادہ بوجھ اٹھایا اور بطیب خاطر گراں سے گراں ذمہ داریوں اور شاق سے شاق قربانیوں کو لبیک کہا اور اپنے وقت اور مال، جسم و جان، دل و دماغ سب سے تمام کا تمام خدا ہی کا اور خدا ہی کے لئے سمجھکر اسی کی راہ میں نثار کر دیا یا بالفاظ دیگر دین ہی کو سمجھنا یا سمجھانا اور دین ہی پر عمل کرنا یا کروانا اپنی زندگی، اپنا اوڑھنا بچھونا، اپنا عیش و خوشی اپنا مال و متاع، اپنی خواب و خورش، اور اپنا زن و فرزند یا سعادت و ترقی **بنالیا** اور محرمات و منکرات کا تو ذکر ہی کیا وہ مشتبہات و مباحات کیطرف سے بھی سو فیصدی بے نیاز رہا حتیٰ کہ کھانے پینے، اور بولنے چلنے یا رہنے سہنے تک میں بھی حد سد رمق سے تجاوز نہ ہُوا۔

لیکن **گروہ ثانی** یعنی شرار فی الجاہلیت، اپنے داعی و رہبر کی دعوت اور ذات و صفات کے بارہ میں مدتوں غور و فکر، تحیر و تذبذب، ادھیڑ بن، جرح و اعتراض میں مبتلا رہ کر سالہا سال کی مسلسل ترغیب و ترہیب کے **بعد** اس کی قولوں اور تربیتوں کو ناقابل تسخیر و مدافعت **سمجھ کر** اسکے حیرت انگیز و قیامت خیز کارنامے اور دائیں بائیں ہر طرف اسی کا **ڈنکہ بجتے دیکھ کر** اپنی ذاتی و خاندانی، دینوی و مادی خیر و سعادت اسی کی تعمیل و اطاعت میں مخفی جانتے ہوئے آخر الامر اس کے جھنڈے تلے پناہ لینے **والوں** نے اپنے طبعی و فطرتی زاویہ نگاہ کے پیش نظر ہمیشہ بجائے مقدم و ارفع کے اپنے داعی و رہبر کے ذاتی نمونہ عمل اور تعلیم و دعوت کے موخر و سہل العمل پہلو کو قبول و اختیار کر کے عبادات و معاملات، شکل و لباس، بیع و شریٰ، غم و شادی

اور اعتراضوں سے کہ "پہلے اپنوں کو تو سنبھالو" محفوظ رہ سکتا تھا۔

(۵) پہلے سے چوتھے یا پانچویں محاذ تک کے اندر یعنی اپنوں اور نزدیکیوں ہی میں فرائض اصلاح وتذکیر انجام دینے سے کوئی مصلح ومذکر خود بھی بیگانوں اور دور و دراز کی نسبت اپنی ذاتی، ملی، ذہنی، اخلاقی اور منصبی غیر یا ہر قسم کی خامیاں اور کمزوریاں رفع کرنے اور اپنے میں بلند پایہ قائدانہ وجہانبانانہ قابلیتیں سمیٹنے کا نادر و بہترین موقعہ پاتا ہے کیونکہ انسان کو اپنوں ہی کیطرف سے انتہائی سختی و بیباکی کے ساتھ اپنے سانس سانس اور قدم قدم پر زیادہ سے زیادہ جرح وتنقید کا خدشہ ہوتا ہے۔

(۶) زاد بوم کے اندر اور مقامیوں ہی میں فریضہ اصلاح وتذکیر انجام دینے سے کسی داعی الی اللہ کا ہر دوست و دشمن اس کے اخلاص و بے نفسی کا بھی اس وجہ سے پوری طرح قائل ہو سکتا ہے کہ اپنوں میں شاذ و نادر ہی؛ سے داد و تحسین یا جاہ و اقتدار نصیب ہوتا ہے۔

چودھویں حقیقت

جسطرح آفرینش و میثاق ہی سے بدل وجان دعوت آسمانی اور احکام و ہدایات الٰہی قبول کنندہ عالم بشریت علی العموم ۱۔ مائل بہ ملکوتیت وقدوسیت ۲۔ مائل بہ بہیمیت و طاغوتیت دو گروہوں میں منقسم چلا آ رہا ہے اسیطرح ہر داعی الی اللہ کی تعلیم و دعوت، ذاتی نمونہ عمل، اس کا قول و فعل بھی درحقیقت دو مستقل پارٹوں پر مشتمل ہوتا ہے **پہلے پارٹ** کے اندر فقط پہلے گروہ یعنی خیار فی الجاہلیت، داعی و موذن کی پہلی ہی صدا کان میں پڑتے اس کی تعلیم و دعوت یا ذات و صفات پر زیادہ غور و تامل یا طول طویل تحقیق وتنقید کئے اور اس سے اپنے ذاتی دنیوی یا مادی، شخصی یا قومی نفع کی امید و خواہش رکھے یا محیر العقول معجزے اور کارنامے دیکھے بغیر اس کے قدموں میں آ گرنے والوں کے لئے اتباع و نصرت دین الٰہی کے سلسلہ میں خود اسی (اپنے داعی و رہبر) کی مانند اپنے ہر قسم کے حیوانی و بہیمی جذبات و محرکات اور اعضاء و قوی نفسانیہ کو بالکلیہ نہیں تو اس کے قریب قریب ختم و فنا کر دینے اور ان سے فقط اپنی انتہائی اور مدار زندگی ضروریات و مشکلات میں حد سد رمق تک ہی کام لینے یعنی کم سے کم گھٹیا سے گھٹیا اور برائے نام سا کھانے پہننے، سونے، بولنے، چلنے وغیرہ اور دنیا و مافیہا میں شرف سے

پہلے (مائل بہ ملکوتیہ و قدوسیہ) گروہ کی اس درجہ شدید اور واضح و مسلم ضرورت و اہمیت کے پیش نظر (نیز اسلیے کہ اُسے معرض وجود میں لائے اور اپنوں یا بیگانوں میں برق و مقناطیس کی مانند پرکشش و جاذب قلوب بنا کر دکھائے بغیر کسی داعی الی اللہ کی دعوت پر صدائے لبیک بلند ہونا نہ ممکن اور دوسرے (مائل بہ بہیمت و طاغوتیہ) گروہ کا پیدا ہونا محال بلکہ ایک دفعہ جنم پاکر راہِ فرار کو از خود اختیار کرکے ابدی موت و ہلاکت کی نیند سو جانا یقینی تھا) کسی داعی الی اللہ نے دوسرا (مائل بہ بہیمت و طاغوتیہ) گروہ پیدا کرنے یا پیدا شدہ دوسرے گروہ کو (علمی، اخلاقی، تمدنی، غرض کسی اعتبار سے) پہلے گروہ کے درجہ پر پہنچانے اور اپنی تعلیم و دعوۃ کو اپنے زاد بوم سے باہر اور دار الاقامت سے آگے زیادہ بعید و بیگانہ اقوام و آفاق عالم تک بڑھانے اور پھیلانے میں تشویش و تعجیل سے کام نہیں لیا تا وقتیکہ اس نے (اصلاح و تذکیر کے نو بہتروں کے ذریعے پہلے، اپنے زاد بوم یا دار الاقامت ہی کے اندر اپنے سابق الاول، مقامی شاگردوں، قریبیوں اور معتقدیوں سے مرکب پہلے (مائل بہ ملکوتیہ و قدوسیت) **گروہ کو**

(۱) افکار و عزائم، عبادات و معاملات، شکل و لباس، احسان و ایثار، وسیع النظرفی، و عالی ہمتی، عفت و عصمت، غیرت و حمیت، عفو و کرم، ہمدردی و غمخواری، غریب آشنائی و مسکین نوازی، حجاب و دراثت، خندہ روئی و ملنساری، صبر و قناعت، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت، ادب و تواضع، صافدلی و حق بیانی، عزم و استقامت غرض تمام ان امور کے لحاظ سے جن کی وہ دوسرے گروہ کو دعوت دینا چاہتا تھا یگانہ روزگار بنا لیا۔

(۲) ان کی قومی، تمدنی، معاشرتی، و اقتصادی وغیرہا ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی عزت و سعادت دارین، حفاظت و ترقی مال و جان کے پیش نظر دوسرا گروہ پیدا کرنے، روز بروز نئی سے نئی اور زیادہ سے زیادہ اقوام و ممالک کو ساتھ ملاتے رہنے کی ضرورت و اہمیت پوری طرح واضح و دلنشیں کر کے اُسے دوسرے گروہ کے استقبال و میزبانی کے لئے دیدہ و دل فرش راہ بنانے کو طیار اور اسے اپنانے کی فکر و شوق میں خواب و خورش تک سے بیزار اور مانند ماہی بے آب بیقرار نہ کر لیا۔

(۳) اپنی اور دوسرے یعنی پرانے اور نئے ہر دو گروہوں کی تعلیم و تربیت، معاش و نکاح، امن و عزت، مکان و سامان وغیرہا ہر قسم کی روحانی یا مادی ضروریات و مشکلات زندگی کا واحد کفیل جوابدہ زار دیکر نئے دوسرے گروہ کے لئے دین الٰہی کو لبیک کہنے کے راستہ میں حائل شدہ ہر قسم کے اور جملہ عذرات

وغیر جمیع عنوانات زندگی اور جملہ ابواب وفصول دین میں رخصتوں اور رعایتوں، آسانیوں اور مباحات و جائزات حتیٰ کہ متنازعات و مشتبہات مسائل سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا اور اپنے طبعی محرکات و نفسانی رجحانات کا پورا پورا احترام بجالائے اور جس چیز، کام کو دل چاہا بلطائف الحیل اور بدلائل منطقیہ مباح و مجاز بلکہ ضروری الاستعمال تک ٹھہرانے میں اپنی کوشش کا ادنیٰ دقیقہ اٹھا نہ رکھا عزائم و فضائل کا تو انہیں خیال و خواب ہی کیا آسکتا تھا فرائض و واجبات بھی وہ افتاں وخیزاں سب سے پیچھے اور برائے نام طور پر ہی ادا کر سکے اور متنازعات و مشتبہات مسائل سے احتراز تو کیا منکرات و منہیات صریحہ سے بھی (ان میں سرتاسر داخل ہو کر نہ بھی تو) ان کی سرحد تک پہنچ کر ہی پیچھے مڑ سکے اسی طرح معاملات یعنی حقوق العباد میں بھی اینٹ مارنے والے کو پتھر نہیں تو اینٹ مارے اور دو سنانے والے کو چار نہیں تو دو سنائے بغیر بھی دم نہ لے سکے مختصراً یہ کہ اپنے وقت و مال اور زور و ہمت وغیرہا سے خدا و رسول اور دین دار عقبیٰ کو کچھ بھی نہ یا کم سے کم خراب سے خراب نیز ہمیشہ سب سے پیچھے دینے کے اور نفس و شیطان یا رسم و رواج کو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ بہتر سے بہتر اور سب سے پہلے دینے دلانے کے متمنی و عادی رہے متذکرہ صدر ہر دو گروہوں سے یہ دوسرا (مائل بہ بہیمیۃ و طاغوتیہ) گروہ باعتبار تعداد و تسلط تو دنیا میں بیشک ہمیشہ ان گنت رہا لیکن دوسروں کی اصلاح تو بجائے خود اپنی ہی اصلاح کے سلسلہ میں وہ اپنے خالق اور داعی و رہبر کی حقیقی اور انتہائی دلی تمنائیں کبھی بر نہ لا سکتا تھا نہ ہی اور نفع لا ہی سکا۔

اگرچہ پہلا (مائل بہ ملکوتیہ و قدوسیہ) گروہ ہر دور میں بلحاظ تعداد و شہرت آٹے کے اندر نمک کی تعداد سے بھی کم تر رہا لیکن ہر داعی الی اللہ اور اس کے مشن و دعوت کی کامیابی اور اس کے ہاتھوں لگائے ہوئے دین الٰہی کے نرم و نازک پودے کا بڑھنا یا پھولنا پھلنا اس کی جڑیں ثریٰ میں اور شاخیں ثریا تک پہنچانا اسی کی ذات و صفات سے وابستہ اور سرتاسر اسی (گروہ اول) کی کوششوں پر ہی موقوف تھا اور اسی نے ہی اپنے داعی و پیشوائے دین کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد اس کے موجودہ زیر کار اور اس کے آئندہ کے لئے پیش نظر ہنوز نا مسخر محاذات اصلاح و تذکیر عالم سر کرنے میں اپنے کو اس کی شایان شان یگانہ روزگار اور جان نثار و قابل اعتماد ترین جمعیۃ المصلحین، خلافۃ الراشدہ انصار و حواریین اس کا دل و دماغ یا دست و بازو بلکہ خود اسی کی ذات والا صفات ثابت کیا۔

کی بنا پر اسے جمہور کے نزدیک سمجھا جاتا ہے۔

(۳) اپنے حلقۂ خطاب کی طرف سے عائد شدہ اصلاحی و تذکیری ذمہ داریوں اور فرائض منصبیہ کے اندر انہماک و محویت اوساں ہیں کامیابی ہی اپنے لئے فخر و سعادت دارین کا بلند ترین مقام، اسی میں زن و فرزند کی سی لذت و خوشی، اسی میں تغافل و ناکامی یا کسی کا فسق و معصیت اور مظلومیت و زبوں حالی اپنی حقیقی ذلت و شقاوت سمجھتا ہو اور بجز اس کے دیگر متاع دنیوی سے کسی چیز کا وجود و کثرت اس کے لئے باعث فخر و فرحت ہو نہ کسی کی تلفی و قلت ہی موجب فکر و پریشانی ہو۔

(۴) اپنی ذاتی، تکوینی اور جسمانی ضروریات زندگی میں نبوی معیار حیات کو سامنے رکھ کر حد سد رمق سے آگے بڑھنے کا کبھی خواہاں و کوشاں نہ ہو یعنی تا بہ امکان اپنے حلقۂ خطاب و زاد بوم کے غریب سے غریب اور ناچیز سے ناچیز طبقہ انسانیت کی طرح مقامی اور قریبی غریب و پسماندہ بھائیوں ہی کے ہاتھوں تھوڑی سے تھوڑی محنت و مدت میں طیار شدہ معمولی سے معمولی گھٹیا سے گھٹیا، اور تھوڑی سے تھوڑی غذا، ادنیٰ سے ادنیٰ لباس، چھوٹے سے چھوٹے مکان اور کم سے کم سامان پر انتہائی خوش دلی سے گذارا و قناعت کر سکے۔

(۵) علی العموم اور تا بہ امکان ایک ہی قسم کے (نمکین یا شیریں) خشک و سادہ کھانے پر، ایک ہی بیوی پر، دن اور رات کے لئے لباس کے موٹے سوٹے ایک ہی جوڑہ پر، کھانے پینے کو مٹی کے دو ایک برتنوں پر اور رہنے کو ایک ہی جھونپڑا نما اور ادنیٰ سے ادنیٰ یک منزلہ مکان پر بدل و جان قانع و مطمئن پایا جائے اور مزید براں از دنیا و مافیہا کے لئے اپنے دل میں کوئی فکر و خواہش نہ رکھتا ہو۔

(۶) سوال و احتیاج اور کسی کے نقصان و دل آزاری سے اس درجہ نفور و مجتنب ہو کہ کسی دوسرے (اپنے بیوی بچے اور حقیقی بہن بھائی تک) کی چارپائی، کرسی، یا بستر پر بیٹھنا، دیوار سے ٹیک لگانا، کسی کی جگہ میں چلنا پھرنا، بیٹھنا، اٹھنا، ستانا، بول و براز کرنا، کسی سے نہانے پینے یا وضو وغیرہ کے لئے پانی تک مانگنا، لکھنے پڑھنے کو کتاب، کاغذ، قلم و دوات، پنسل یا اخبار وغیرہ لینا، سفارش کے طور پر کچھ لکھوانا یا دستخط تک کروانا، کسی کا نام و مقام اور وقت و تاریخ پوچھنا بھی با دل ناخواستہ گوارا کرے۔

(۷) بشرط صحت جسمانیہ ہمیشہ شدید سے شدید سردی میں سادہ و تازہ پانی سے بخوشی غسل و وضو کر سکے۔

(۸) روزمرہ کے معمولی مقامی یا ملکی واقعات و حوادث جن کا اس کے منصب اور نصب العین سے تعلق

دخطرات کو قلع قمع کرنے اور انہیں اپنانے کے بعد اپنے درجہ پر لانے کے لئے ان (گروہ اول) سے درس گاہ دارالقضاء، بیت المال، مہمانسرائے کنویں وغیرہا سے ایک ایک کا انتظام نہیں کروالیا۔

پندرہویں حقیقت

کوئی داعی الی اللہ جمعیت اپنی تعداد یا علم وفضل، تحریر وتقریر کے لحاظ سے ایک بحر ناپیدا کنار اور مادی وعسکری یا سیاسی حیثیت میں نیز اپنی بیش بہا قربانیوں کے اعتبار سے لاجواب و یگانہ روزگار ہونے کے باوجود اسلامی والہامی نصب العین (معرجہ حقیقت ۱۲) کے مطابق دور ودراز قوموں یا اجنبی اقوام اور پڑوسی ممالک تو کیا خود اپنے ہی زاد وبوم بلکہ خاندان تک کو تسخیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ اسے زیادہ نہیں تو ایک یعنی امیر (و امام نماز) ۲ مامور (نائب امام نماز) یا کم از کم ایک (امیر و امام نماز) ہی اس قسم کی متخلق باخلاق اللہ، فاتح النفس والشیطان شخصیت کی سرپرستی وقیادت نصیب نہیں ہوتی جو:—

(۱) جمیع ما فی الاسلام مشتمل بر افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، تہذیب وتمدن، شکل ولباس ظاہر وباطن، ایثار واحسان، ہمدردی وغمگساری، صاف دلی وخیر اندیشی، عجز وتواضع، عفت وعصمت حلم وحیا، عالی ہمتی ووسیع النظرفی، عزم واستقامت، خموشی وکم گوئی، غریب نوازی و مسکین پروری استقبال وشائستگی، عیادت وتعزیت، قائم اللیلی وصائم الدہری، غسل ومسواک، کم خوری و سادہ پوشی، پاکبازی وبے نفسی وغیرہا (غرض) ان جملہ امور میں جن کی کہ اس (کی زیر قیادت جمعیۃ المصلح) کی طرف سے دعوت دیجارہی ہے دنیا بھر نہیں تو اپنے حلقہ خطاب یعنی گاؤں کے گاؤں میں تو ضرور (تا بامکان) اس درجہ بلند وبرتر مقام رکھتا ہو کہ کسی فاضل سے فاضل، انقی سے اتقی، بداندیش سے بداندیش اور موشگاف سے موشگاف کو بھی اس کے قول وفعل کے خلاف حرف گیری ولب کشائی کا موقعہ نہ مل سکے (۲) دل سے لگھر کے اندر اور تنہائی میں بھی خدا اور بندوں کے حق میں یعنی نماز روزہ، بولنے چلنے کھانے پینے، غسل وصفائی، سونے جاگنے، دیکھنے سننے، ذکر وخوف خدا، لینے دینے، بیٹھنے اٹھنے وغیرہا ہر لحاظ سے وہی کچھ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر متبع کتاب وسنت ہو جیسا کہ اس کے ظاہر وجلوت یعنی بات چیت، شکل ولباس، علم وفضل، تحریر وتقریر اور فکر وجوش اصلاح وتبلیغ یا اس سلسلہ میں دوڑ دھوپ

ب۔ خود اسکی اپنی ذات اور ہر چیز اسکی نہیں بلکہ اس کے خالق و مالک کی ہے اور کسی چیز کا خالق و
مالک اس سے جو چاہے کرے ہیں مختار و حق بجانب ہوتا ہے۔

ج - اس قدر خوشحالی، فارغ البالی یا لغمتیں اور آسائش نہیں جسقدر کہ آفتیں، تلخیاں اور
ہر قسم کی جسمانی، مالی یا روحانی آزمائش انسان کو راہ راست پر لاتی اور فرائض و احکام الٰہیہ
کی بجا آوری کے لئے سرگرم و مستعد رکھتی ہیں -

د - اکرم واَدحم لعبادہٖ من الام بولدھا تو کیا ایک ادنیٰ انسان بھی اپنی چیز کو
تکلف و نقصان نہیں پہنچاتا پس ایک سطحی النظر جسے تکلیف و نقصان سمجھتا ہے درحقیقت وہ بھی
ابھی یا کبھی کی راحت و کامرانی ہی کا مقدمہ ہوتا ہے۔

س۔ کسی مقصود و محبوب کی راہ میں پیش آنے والی سختیاں، دشواریاں اور قربانیاں ہی اس
کے طلبگاروں اور نام لیواؤں سے ریاکار و خود غرض اور عاشق صادق و مخلص میں تمیز کرا سکتی ہیں۔

(۱۳) خدا اور کسی اپنے یا بیگانے کی طرف سے پہنچے ہوئے صد ہزار مصائب و آفات کو بھول جاتے اور
قدرت العمر کی فقط چند ایک بھلائیوں کو ہمیشہ یاد رکھے -

(۱۴) کسی کے ہاں آنے جانے، کسی کی شادی و غم میں شامل ہونے کسی کو اپنے ہاں بلانے یا اپنی
کسی تقریب میں شامل کرنے کسی کے ساتھ سلام و مصافحہ، نشست و برخاست، ملاقات و ملازمت
وغیرہا کی صورت میں حسن معاشرت (نمبر ہشتم از تدابیر لستعہ مصرعہ حقیقت ۱۷) سے سب سے بڑی اور
پہلی غرض اصلاح و تذکیر ہی رکھتا ہو -

(۱۵) اپنے پرائیویٹ سے پرائیویٹ امور اور ذاتی و خانگی معاملات کی انجام دہی یعنی زمین و مکان وغیرہا کی
خرید و فروخت، طلاق و خطبہ، نکاح و انکاح، سیر و سفر، وقف و ہبہ کسی سے وصل و قطع وغیرہا بھی
اپنی جمعیۃ المصلحین اور مجلس مشاورت کی اطلاع و اجازت کے بغیر عند اللہ سرتاسر مبغوض مردود
اور منحوس خیال کرے -

(۱۶) شاذونادر ہی مسجد و مدرسہ یا گھر اور مجلس شوریٰ کے بغیر کہیں کھڑا بیٹھا، چلتا پھرتا، بولتا سنتا
اور اپنی زندگی اور اعضاء و قویٰ جسمانیہ سے بجز اصلاح و تذکیر خلائق کوئی کام لیتا نظر آئے -

(۱۷) علاوہ کتاب و سنت قرون اولیٰ سے عہد حاضرہ تک کے مصلحین و مجددین اسلام کی

ہو، پوچھے اور پڑھے سنے یا معلوم کئے بغیر رہ سکے۔

(۹) اپنے قومی وانفرادی یا خانگی وخاندانی، جسمانی ومالی، ہنگامی یا دائمی مشکلات ومصائب زندگی بیماری وتنگدستی، تجرد ولاولدی، شدت گرما وسرما، تکان سفر وکاروبار، عدیم الفرصتی، امساک یا کثرت باراں، بڑھاپے، ضعف سمع وبصر، طوفان، قحط وسیلاب نیز اپنوں یا بیگانوں اور زن وفرزند یا خسرو داماد اور بہن وملازم وغیرہم کیطرف سے بسلسلہ کی وناحق ادائی اور طعن وملامت یا جبر وجور سے کتنا ہی نڈھال وپامال کیوں نہ ہو خدا کے سوا کسی اپنے یا بیگانے سے جلوت وخلوت میں اس کے خلاف فریاد واستغاثہ تو کیا عادۃً اور معمولی طور پر بھی ذکر وشکایت نہ کرے نیز اور نواور زن وفرزند یا والدین اور بھائی بہن تک سے بھی اپنی عیادت واستمزاج، استقبال ومشایعت، ہمدردی وغمگساری، قرض ومستعار لینے، یا کسی طرح کے احسان وتعظیم کا روادار اور امیدوار نہ ہو۔

(۱۰) بات چیت، لین دین، شکل ولباس، مکان وسامان، مرگ وشادی، مہر وجہیز، غسل وحجامت مہمانی ومیزبانی غرض ہر چیز اور ہر کام سے خود کو ایک رئیس اور خوشحال، چٹورا، نفس پرست وعیش پسند اور شاہ خرچ، یا داد وتحسین کا بھوکا نہیں بلکہ بالکل ناچیز وہیچمیرز ثابت کرے اور ایسا ہی کہلانے کا خواہاں وکوشاں رہے۔

(۱۱) ہر طرح کا زبانی، جسمانی، یا مالی وغیرہا احسان وامداد حاصل کرنے میں قریبی سے قریبی (حتیٰ کہ زن وفرزند) کو بھی اجنبی سے اجنبی لیکن خود ادب وتعظیم، استقبال ومشایعت، سلام واستمزاج عیادت وتعزیت، ہمدردی وخیر اندیشی، تجہیز وتکفین، تعریف وتحسین کرنے یا قرض ومستعار دینے میں اپنے حلقہ خطاب کے غیر سے اور اجنبی سے اجنبی کو بھی لخت جگر سمجھتا ہو۔

(۱۲) خود پر نازل شدہ ہر قسم کی بھوک پیاس، گرمی وسردی، قحط وسیلاب، خلاکت اور بوڑھاپا نقص الاموال والثمرات والانفس وغیرہا مصائب کا بھی نعمتوں اور مسرتوں ہی کی طرح انتہائی خوش دلی وخندہ روئی سے استقبال کرے کیونکہ:۔

ا۔ کسی بڑے گھر یا اپنے محبوب ومطلوب کے ہاتھوں حاصل شدہ حنظل وزہر ہلاہل شہد وشکر سے، کانٹا پھول سے، لگڑ ہاتھ تخت وتاج سے، پیتل سونے سے اور سنگریزہ وخرمہرہ لعل بدخشان اور درعدن سے بہتر ہوتا ہے۔

زیادہ ان کے ذریعے دوسروں کی تعلیم و تذکیر بھی مقصود ہے۔

(۱۹) اپنے حلقہ بگوشوں علی الخصوص اپنی زیر قیادت جمعیۃ المصلحین کے (بزعم عوام اور بظاہر ذلیل سے ذلیل اور ناچیز سے ناچیز) عہدہ داروں اور کارکنوں یعنی نائب امام، موذن اور معلم یا مفتی و قاضی وغیرہم (اور اصلاح و تذکیر کے معاملہ میں سرگرم و جانباز ترین ممبروں) ہی سے زیادہ تر سلام و مصافحہ، استخراج و استقبال، نشست و برخاست (مفت یا قرض و مستعار وغیرہا کے طور پر) لین دین، عیادت و تعزیت نکاح و انکاح وغیرہا علائق رکھنا اور پیدا کرنا، انہی کے ساتھ کھانا پینا، انہی کی تعلیم و تواضع، انہی کے بڑھاپے یا بیماری میں دستگیری، انہی کا بول و براز تک صاف کرنا، انہی کا جوتہ تک اٹھانا، انہی کا پس خوردہ تک نوش جان کرنا، انہی کا غسل و دفن، انہی کے ہر ذاتی یا خانگی کام میں ہاتھ بٹانا، اپنی عزت و سعادت دارین کا واحد ذریعہ اور بلند ترین مقام سمجھے اور علاوہ ان شخصی امور و حالات کے مقامی جماعتی اور رفاہی ادارات و مراکز یعنی مسجد و مدرسہ، بیت المال، دارالاجتماع، کنویں، نالی یا حمام سرائے پل وغیرہا کی تعمیر و صفائی یا حفاظت و ترقی کے سلسلہ میں ذاتی، جسمانی، مالی یا زبانی امداد و اعانت میں اپنی بساط کے مطابق ہمیشہ پیش پیش رہنا، خود اینٹ گارا سر پر اٹھانا، بدست خود جھاڑو دینا یا کدال تک چلانا اپنی ہر دلعزیزی اور کامیابی کا ایک لاجواب اور کارگر ترین ذریعہ خیال کرے۔

(۲۰) اپنے حلقہ خطاب بھر کے (افکار و عقائد، عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، علم و عقل، مال و نسب وغیرہا ہر لحاظ سے) پست سے پست، ذلیل سے ذلیل اور بد سے بدتر اچھوت و کمین، ملکی یا غیر ملکی، ملحد سے ملحد اور خونخوار سے خونخوار حتیٰ کہ (خود اپنے حق میں بھی) بڑے سے بڑے بداندیش و دشمن جان کو سعید الازلی، صحیح الفطرت، گدڑی میں لعل اور اپنی، کوششوں اور پرتو تدبیروں (مصرعہ حقیقت ۶۲) سے مستقبل قریب میں خالد و سلمان کا رتبہ پانے والا سمجھ کر اس کی ذہنی، علمی یا اخلاقی غرض ہر طرح کی اصلاح و ترقی کے بارہ میں خدا کے ہاں سے زیادہ سے زیادہ امیدوار و پریقین رہے اور اپنے دل میں کسی بھی شخص و گھر کے لئے نفرت و بدگمانی یا ناامیدی و بے اعتنائی کو لمحہ بھر کے لئے جگہ نہ پانے دے اور کسی بڑے سے بڑے ظلم و معصیت پر بھی کسی کو لعنت و دعائے بد سے یاد نہ کرے۔

(۲۱) اپنی ذاتی، علمی، عملی یا اخلاقی وغیرہا کوتاہی یا کسی فیصلہ اور ادائے فرائض میں خامی و کمزوری

سرگزشتوں، تاریخ مدو جزر اقوام ماضیہ، مشاہیر و اکابر ملت کے سیر و سوانح کا مطالعہ، غذا جسمانی ہی کی مانند بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لازمی سمجھتا ہو کیونکہ ایک سطحی النظر و کم ظرف یا قلیل العلم اور معمولی پایہ کے انسان کو ایک آتش بجان و سر بکف مصلح و مجاہد کا رتبہ دلانے اور مہم اصلاح و تدبیر خلائق سر کرنے کے لئے شیر کا سا دل گردہ عطا کرنے میں جس چیز کو سب سے بڑھ کر دخل و اثر حاصل ہے اور وہ اس عظیم الشان تعمیر میں خشت اول کا حکم رکھتی ہے وہ اس کا اپنے اس منزل کے ہمسفر پیشروؤں کے سوانح حیات کا مطالعہ ہی ہے یہی وجہ ہے کہ ابو البشر سے خیر البشر تک کوئی داعی الی اللہ ایسا نہیں گذرا جسے ذریعہ وحی آسمانی اس کے متقدم رفقائے سفر کی سیرتوں، سرگذشتوں، اور طریقہائے تکمیل فرائض سے مجملاً یا مفصلاً ہمیشہ آگاہ نہ کیا جاتا رہا ہو چنانچہ مصلح اعظم عالم ہی کے معشر الانبیاء میں سب سے بڑھ کر ماہر کامل فن اصلاح و تدبیر خلائق، دقیق النظر و عالی ہمت مشہور و مسلّم ہونے اور شادکام و بامراد جانے کا بھی علاوہ دیگر وجوہ و اسباب کے ایک سب سے بڑا، نمایاں ترین اور بنیادی سبب (متاخر العہد ہونے کی وجہ سے) اس کا اپنے پیشروؤں کے حالات زندگی سے اوروں کی نسبت زیادہ سے زیادہ صحیح و مفصل علم و واقفیت کا موقعہ پانا اور نماز و جمعہ، جلوت و خلوت غرض ہر مقام و تقریب میں ہمیشہ، روزانہ بار بار ان کی تلاوت و اعادہ کرنا اور انہیں مدار و اصل الاصول کامیابی قرار دینا ہی ہے۔

(۱۶) گھر یا باہر، اپنوں یا بیگانوں میں غرض جہاں کہیں اور جس کسی کے سامنے ہو اپنی مصلحانہ و معلمانہ حیثیت کبھی فراموش نہ کرے یعنی اپنے حقوق و فرائض، عبادات و معاملات، لین دین، محاسب و وراثت، نشست و برخاست، غم و شادی، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، خوراک و لباس، نکاح و طلاق، سلام و مصافحہ، استقبال و میزبانی، بول چال، تجہیز و تکفین، مسواک و حجامت، غسل و صفائی حتیٰ کہ بول و براز وغیرہا میں بھی ہمیشہ مطابق کتاب و سنت حد درجہ احتیاط و اہتمام کے ساتھ اور انتہائی دلنشین و پرکشش طریق سے عہدہ برا ہوا کرے تاکہ اس کے متعلقین اور دیکھنے سننے والے بھی اس کی زبانی افہام و تفہیم کے بغیر ہی امور مذکورہ میں اس کے نقش قدم پر چلیں اور یہ بھی یاد رکھے کہ اسے قدرت یا شریعت کی طرف سے ان امور کے لئے مجبور و مکلف کئے جانے سے اس کی ذاتی یا خانگی اور تکوینی فرائض و ضروریات زندگی سمجھ کر بجا لانا ہی نہیں بلکہ سب سے

ست تنگ ہونا، روکھا سوکھا کھانا، ٹوٹے پھوٹے برتن استعمال میں لانا، تنگ و تاریک مکان میں رہنا پھٹے پرانے بستر یا چارپائی وغیرہ پر سونا، کسی مزدور، وغریب کا فرزند و قریبی یا دنی سے ادنیٰ خاندان کا ہمبر اور تحریر و تقریر یا کسی علم و فن سے تہی مایہ ہونا، کسی اپنے یا بیگانے ناچیز و کس مپرس اندھے بوڑھے کا بوجھ یا جوتا بلکہ خود اسی کو سر پر اٹھانا، اس کے ہاتھ پاؤں دھونا، اس کی جوئیں تک نکالنا، یا اس کی حجامت تک کرنا، اس کے ساتھ بیٹھنا، اٹھنا، اور کھانا، پینا، کسی مقصد میں ناکام رہنا، یا کہیں شکست کھانا اپنی زبانی کسی پر ظاہر کر دینا یا از خود لوگوں میں مشہور ہونے پر اتنا ہی فخر و خوشی محسوس کرے، جیسا کہ ایک خود بین و نفس پرست باعثِ عار و ندامت سمجھتا ہے

(۲۶) محض سواری کیلئے اونٹ، گھوڑا، اور فقط دودھ گھی کی خاطر گائے، بھینس رکھنا، اپنے لئے حد درجہ مضر و باعث کسرِ شان سمجھے کیونکہ :۔

(ل) اس سے اس کا اپنے حلقہ خطاب میں اول تو لگاؤ نہیں تو فخر و تعیش اور غرور و تجمل سے متہم اور مبغوض و محسود یا ایک عام بازاری، جاہ پسند، آوارہ مزاج اور عیش پرست و نفس پرور یا چھچھورا وغیرہ مشہور ہونا یقینی ہے۔

(ب) اس صورت میں اس کے دل و دماغ، ذکر و فہم اور رغبت و دلچسپی کا رخ جو کہ من و عن اور بتمام و کمال اصلاح و تذکیر اور منصبی فرائض کی تکمیل ہی میں صرف و وقف ہونے سے بمشکل تمام نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں، متعدد حصص و مقاصد میں منقسم و منتشر ہو رہنا ناگزیر ہوگا

(ج) حیوان کے ساتھ حیوان بن کر ہی اس کی حفاظت و تربیت کا پورا پورا حق ادا کیا جا سکتا ہے۔

(د) کسی حیوان کے ساتھ دائمی غلط ملط کے باعث اس کے مربی و متولی کے لئے اس کے جذبات و عادات سے شعوری یا غیر شعوری طور پر کچھ نہ کچھ اپنانا ناگزیر ہے جس کے متعدد دلائل سے یہاں صرف اسی ایک ہی دلیل کا اظہار کافی ہے اور وہ یہ کہ بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کے چرواہے، باہم مختلف العادات اور متغائر الجذبات ہوتے ہیں۔

(س) بدیں صورت اس کے لئے اور نو اور اپنے عام اور معمولی ذاتی حقوق و فرائض انسانیہ عبادات و معاملات وغیرہا سے بھی حسبِ دلخواہ طور پر عہدہ برآ ہونا ناممکن ہوگا۔

(۲۷) تحفہ و تحیہ کے طور پر خود بخود اور مفت حاصل شدہ کوئی چیز بھی اپنے حلقہ خطاب کی طرف سے اپنے حرص و طماعی یا بھیک و الحاح سے متہم اور مبغوض و محسود ہونے کے ڈر سے تا بامکان چھپا کر ہی

کے خلاف کڑی سے کڑی نکتہ چینی یا ادنیٰ سے ادنیٰ شخص کیطرف سے اسکی ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی سے متعلق بھری مجلس میں سخت سے سخت اور گستاخانہ سے گستاخانہ لہجہ میں ناجائز سے ناجائز اور بالکل غیر منصفانہ مطالبہ یا شکایت والزام بھی انتہائی فراخدلی و خندہ روئی کے ساتھ سنے اگر شاکی و معترض حق بجانب ہے تو اعترافِ قصور، اس کی شکرگذاری، اظہار معذرت، غلطی کے تدارک، سائل کی مشکل و ضرورت کے انسداد میں، اگر خود حق پر ہے تو بھی حد درجہ شفقت آمیز و دلنشیں طریق پر اسکی تسلی، و دلجوئی کرنے میں ذرہ بھر عار و تامل سے کام نہ لے۔

(۲۲) علم و عمر یا جاہ و نسب وغیرہا کے اعتبار سے کتنا ہی بڑے سے بڑا حتیٰ کہ کسی کا خسر و استاد یا باپ بھائی اور ہر لحاظ سے یکتائے دہر یا فدائے ملک وملت ہونے کے باوجود اتنا دوسرے خود سے ذلیل سے ذلیل، چھوٹے سے چھوٹے شاگردوں، بیٹوں، دامادوں، مزدوروں، اور غلاموں کو اپنی طرف سے ان پر عائد شدہ ہر قسم کے حقوق کے بارہ میں نہیں جسقدر کہ خود ان کی طرف سے اپنی ذات پر واجب الادا حقوق و فرائض سلام و استمزاج، استقبال و مشایعت، تعظیم و تواضع، عیادت و تعزیت، احسان و شفقت اپنی دلیمہ و عقیقہ میں بلانے یا ان کے ہاں جانے یا قرض و مستعار و تحفہ و تحیہ دینے کا مسئول و جوابدہ سمجھے۔

(۲۳) نہ صرف یہی کہ اپنی زبانی اپنا عالم و عاقل، کسی کسب و ہنر کا ماہر کامل، حافظ و حاجی، ایڈیٹر و مصنف کسی مشہور و معزز بزرگ یا خاندان کا چشم و چراغ، کسی کا استاد اور محسن و مربی، صائم و متہجد ہونا کسی مہم میں فتح پانا، کسی امیر و افسر سے دوستانہ مراسم رکھنا، کسی کی طرف سے ممدوح و معزز یا کسی کا خسر و داماد ہونا، کوئی شخصی و قومی، مادی یا روحانی احسان خدمت کرنا۔ بن پوچھے خود کسی پر ظاہر نہ کرے، بلکہ کسی اور کے ظاہر کرنے یا خود بخود لوگوں میں مشہور ہو جانے پر بھی حد درجہ رنج و نفرت محسوس کرے

(۲۴) شاندار و پرتکلف لباس پہننا، زیادہ اونچے اور دلکش و پرفضا مکان میں بننا یا ٹھہرنا، قیمتی بستر میں سونا، لذیذ و مرغن غذائیں کھانا، اپنے ہاں بکثرت اموال و مواشی رکھنا، یا رسٹ واچ، صابن دانی اگالدان، مچھر دانی، تھارج، فونٹین پن، زیادہ تر دودھ گھی، گوشت یا انڈوں وغیرہ کا التزام اپنے لئے اتنا ہی باعث ذلت و شقاوت سمجھے جتنا کہ ایک عیش پسند و نفس پرست اور دنیا دار و محب العاجلہ اپنے لئے موجب فخر و سعادت قرار دیتا ہے۔

(۲۵) جاہ و نسب، آمدنی یا جائداد کے لحاظ سے اپنا کتنا ہی پست و ناچیز اور غریب و نادار بلکہ فاقہ

کو اسی کا مستحق و شایانِ شان سمجھے اور یہ بھی ذہن نشین رکھے کہ اس کا سا وجیہہ و قوی، خوشحال، باعزت صاحب زن و فرزند دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے اور جو چیز اسے نہیں دی گئی یا ایک دفعہ دے کر چھین لی گئی ہے اس کا نہ ہونا ہی اس کی عزت و سعادت دارین کے پیشِ نظر اس کے حق میں موزوں و مناسب تھا بلکہ جس قدر بھی، ان فانی و مادی اور عاجلہ مقاصد و منافع میں کم سے کم بہرہ مند اور بظاہر بے نصیب و پسماندہ ہے اتنا ہی خود کو محبوب و مقرب بارگاہ الٰہی، خوش بخت و سعادت مند، مستوجب حمد و ثنا اور خدمت خلق و نصرت دین کا مسئول و مکلف خیال کرے۔

(۳۲) اپنی ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی کی وجہ سے اپنی کھوئی اور چھینی ہوئی سابقہ جسمانی صحت و عافیت، مادی و دنیوی جاہ و عزت، بینائی و شنوائی، جوانی و توانائی، اموال و مواشی، زن و فرزند شہرت و منصب، رونق و آبادی کی یاد و خیال تک بھی کبھی بھولے سے دل و زبان پر نہ لائے۔

(۳۳) کسی اپنے یا بیگانے کی طرف سے سلام و استقبال، عیادت و تعزیت، تعظیم و تواضع، احسان، شفقت کسی ترجیحی و امتیازی برتاؤ سے محروم رہنا اپنے لئے وجہ شکایت و دلیل بدبختی نہیں بلکہ موجب فخر و نشانِ سعادت خیال کرے۔

(۳۴) احیاناً و سہواً اپنا کبھی عزائم و فضائل میں غافل و فاتر ہو کر صغیرہ تک کا مرتکب ہونا کسر نفسی کے طور پر یا کسی اور وجہ سے کسی قریبی سے قریبی اور رازدار سے رازدار پر بھی ظاہر نہ کرے کیونکہ اس سے سننے والے کا ترک فرائض و واجبات اور ارتکاب منکرات و منہیات تک کے لئے بھی طیار و بیباک ہو جانا یقینی ہوگا۔

(۳۵) اس قسم کی روٹی، مٹھائی، کھانڈ، گڑ، شکر، گھی، دودھ، برف، سوڈا واٹر، معجون، لسی، پھل سبزی، ترکاری، مرکب و سیال ادویہ، اسی طرح کی دیگر اشیاء بازاری خریدنے، کام میں لانے، اور اس قسم کا تحفہ، نذرانہ اور ضیافت قبول کرنے کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے جس کے بارے میں اسے کلی وقطعی طور پر علم و یقین نہ ہو کہ اس کے بننے، بکنے، اور اس کے پاس پہنچنے تک کے جملہ مراحل مطابق کتاب و سنت طے کئے ہیں۔

(۳۶) بزعم خود اصلاح و تذکیر کے بہترین تیروں (مصرعہ حقیقت ۲۶) سے من و عن مسلح ہونے اور سالہا سال تک پوری جانفشانی کے ساتھ ان سے کام لیتے رہنے پر بھی اگر حسب دلخواہ نتیجہ برآمد نہ ہو (جو کہ ناممکن ہے)

ٹھہر جائے اور حقیقتہً استعمال میں لائے بلکہ جلد از جلد بیچ ڈالے یا وقف و ہبہ ہی کر دے۔

(۲۸) دنیوی عیش و آرام، نقد و جنس، مکان و سامان، جاہ و اقبال، زن و فرزند، تحسین و تعظیم ضیافت و عیادت، تہنیت و تعزیت، سلام و استمزاج، استقبال و مشایعت، تحفہ و نذرانہ حتیٰ کہ تخت و تاج وغیرہا سے اپنے حلقۂ خطاب سے گروہ ثانی (مصرحہ حقیقت ۱۴۱) یعنی عامۃ الناس کو زیادہ سے زیادہ اور سب کچھ لیکن اپنی ذات اور دوسروں کی اصلاح و تذکیر کا بیڑا اٹھانے والی اپنی زیر قیادت جمعیۃ المصلحین یعنی گروہ اول (مصرحہ حقیقت ۱۴۱) کے لئے سد رمق سے زیادہ کا خواہاں کوشاں نہ ہو۔

(۲۹) یہ بخوبی جاننا اور پوری طرح سمجھنا ہوگا "کسی مذکر و مصلح کی ہزاروں اور لاکھوں بڑی سے بڑی علمی، عملی، اخلاقی، ظاہری یا باطنی خوبیاں بھاری سے بھاری اور ان گنت جانفشانیاں، شخصی یا قومی، دستی، زبانی، مالی یا جسمانی قربانیاں اس کی دعوت پر لبیک کہلانے اور اسے ہر دل عزیز و قرۃ العین بنانے میں موثر و کارگر نہیں ہوتیں جس قدر کہ عبادات، معاملات، تشکل و لباس، کھانے پینے وغیرہا میں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بے ڈھنگی و عارضی سی خامی یا کوتاہی (مثلاً ترکِ غسل جمعہ یا ننگے سر بازار اور سوتے جاگتے وقت ذکر و دعا نہ کرنا) وغیرہ مدت العمر کے لئے اس کے حلقۂ خطاب میں لوگوں کے دلوں پر کالنقش فی الحجر رہتی اور اس کے خلاف آتش نفرت و ناراضگی مشتعل کرنے میں بارود کا حکم رکھتی ہے" جہاں ایجابی پہلو سے ہر قسم کے محاسن و کمالات سمیٹنے اور عزائم و فضائل کے لحاظ سے صف اول میں نظر آنے کے لئے بے تاب رہے وہاں سلبی پہلو سے (صغائر تو کیا) متنازعات و متشابہات میں ادنیٰ سے ادنیٰ کی بھی خود کو ہوا تک نہ لگنے دے۔

(۳۰) اپنی ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی، اعضاء و قوائے جسمانیہ، روٹی کپڑے، مکان و سامان، رزق و مال، یا زن و فرزند اور اپنے یا بیگانے کے برتاؤ وغیرہا میں بہتر سے بہتر معدوم پر اس قدر مغموم و نالاں نہیں جتنا کہ گھٹیا سے گھٹیا اور قلیل سے قلیل موجود پر (اس کے "اقل الحساب" یا تکمیل فرائض و مقاصد مبلغانہ میں موئد و سازگار ہونے کی وجہ سے) مسرور و مطمئن پایا جائے۔

(۳۱) شکل و صورت، قد و قامت، صحت و قوت، مکان و سامان، وطن و مسکن، آب و ہوا، گرمی یا سردی قلت و کثرت باراں، بیوی، بچوں، لباس و خوراک، آنکھ کان، ہاتھ پاؤں، ناک دانت، رنگ روپ رزق و معاش، اپنوں یا بیگانوں کے کسی احسان و بدسلوکی یا توہین و تعظیم سے جو درجہ یا حالت بھی رکھتا ہے خوش

زندگی بھر کے لیے ملتزم مسجد و مدرسہ ہو کر گلہ بانوں کا ایک گمنام و کس مپرس بچہ آسمان شوکت و جلالت کا درخشندہ ترین ستارہ بلکہ بدرِ اعظم بنکر ربع مسکون پر چھا جاتا ہے۔

ب - معاش کے رائج الدہر ذرائع میں کوئی سا ذریعہ بھی اختیار کرنے سے اپنے قریبی اور خاص الخاص مخاطبین دعوت سے بھی لین دین کرنا، اور اس کے نتیجہ میں ان سے بحث و جدال اور فی الواقعہ خود غرضی جھوٹ، بخل و حرص، غبن و خیانت و غیرہا کا شکار ہونا نہیں تو ان سے متہم ہونا اور اعتماد و ثقاہت کھو بیٹھنا تو یقینی ہے -

ج - کوئی شخص اپنے چوبیس گھنٹوں میں زمینداری، تجارت، دکانداری، یا کاتبی، و معلمی وغیرہ سے جس میں اپنے دو ایک ہی گھنٹے نہیں بلکہ سارے کا سارا وقت، اپنی زیادہ تر فکر و محنت اور اکثر ترین حصہ دل و دماغ صرف کرتا ہے - دکاندار، زمیندار یا معلم وغیرہ سے وہی کچھ ہوتا اور کہلاتا ہے، اس لحاظ سے اگر کوئی تحصیلدار تھانہ کے اندر یا کوئی زمیندار تحصیل میں چند گھنٹے گذار کر تھانیدار یا تحصیلدار نہیں بن سکتا تو دن بھر نذر معاش کیے اور دکان و دفتر یا کھیت وغیرہ میں رہ کر صرف دو ایک گھنٹہ روزانہ یا ہفتہ کے بعد ایک دفعہ امامت و خطابت کرنے سے بھی کوئی دکاندار دفتری یا زمیندار وغیرہ مصلح و داعی الی اللہ نہیں ہو سکتا -

د - کسی مصلح و مذکر کے اصلاح و تذکیر حلقہ (کی امامت نماز یا درس و خطابت وغیرہا) کے ساتھ معاش کا کوئی اور ذریعہ بھی اختیار کرنے یا ذاتی طور پر اس سے دلچسپی رکھنے سے اس کے معتقدوں اور شاگردوں وغیرہم کے لیے اس کے حق میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کی نظر میں اصلاح و تذکیر اور اظہار و اقامت دین الٰہی زیادہ محبوب و متبرک اور قابل قبول ہے یا دولت کمانا، پیٹ پالنا اور عیش اڑانا، بلکہ وہ یہ سمجھ کر کہ اگر یہ در حقیقت اور من کل الوجوہ ان سے بہتر و برتر ہوتا اور دل و جان، فکر و احساس اصلاح و ترقی رکھتا تو کبھی ان کی طرح سے ایک عام پیشہ ور اور ابن البطن کی حیثیت کو نہ اپناتا، اور بجائے اس کے اپنی ہر قسم کی اور تمام تر خداداد ذہنی، علمی، اخلاقی، داعی تحریری اور تقریری قابلیتیں دنیا جہان کے سب سے زیادہ ممتاز و مقدس اغراض و عزائم کے کام میں لاتا اور اصلاح و تذکیر ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا"، سے ہر اعتبار سے اپنے اور اس کے باقی ہم پیشہ بھائیوں جیسا اور ایک عام بازاری و کاروباری شخص ہی قرار دینے کیلئے مجبور ہوتے ہیں -

تو بھی حلقۂ خطاب کی بدبختی و سیاہ باطنی پر محمول کرنے کی بجائے اسے اپنی (یا اپنی زیر قیادت جمعیۃ المصلحین ہی کی) کسی طرح کی ظاہری یا باطنی، عباداتی یا معاملاتی، تحریری یا تقریری یا فکری خامی و کوتاہی یا طریق کار و طرز عمل کی غلطی و خرابی کا ثبوت و نتیجہ سمجھتے ہوئے انہی تیروں سے مسلح ہونے اور ان ہی سے کام لینے میں بیش از بیش اور زیادہ سے زیادہ چاق و چوبند ہوتا جائے۔

(۳۷) انسان کے بہیمی و نفسانی جذبات کو ابھارنے، بھڑکانے اور زیادہ نشوونما دینے اور زندگی کو پرلطف و شاندار بنانے والے عصر حاضرہ کے پیدا کردہ اور تہذیب جدیدہ کے لائے ہوئے بہ ظاہر حد درجہ مفید و ضروری بلکہ مباح اور واجب الاستعمال، ایجادات و آلات اور تقاریب و مراسم لٹریچر و فرنیچر بلکہ اغذیہ و البسہ سے زیادہ سے زیادہ محترز رہے۔

(۳۸) ذات الٰہی کے فضل و کرم غیر متناہی پر یقین و اعتماد کامل رکھتا ہو کہ اس کے حلقۂ خطاب کی اصلاح و تذکیر اور اس کی ہر قسم کی یعنی ذہنی، اخلاقی، علمی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی یا سیاسی، شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے میں اس کی جد و جہد، عزم و استقامت، دعائیں تمنائیں، آہیں و زاریاں، تحریریں یا تقریریں، قربانیاں اور جانفشانیاں ابھی یا کبھی رنگ لا کر رہیں گی۔

(۳۹) سطحی النظر، کم ظرف و مادہ پرست، اور محب العاجلہ طبقۂ انسانیہ کی نگاہوں سے گرنا، مورد طعن و تضحیک بننا، اور گرسنگی و برہنگی تک بطیب خاطر گوارا کرے، لیکن وادی پر خار اصلاح و تذکیر خلائق میں قدم زن ہونے کے بعد بغیر اصلاح و تذکیر خلائق کے (زراعت، تجارت، ملازمت، مزدوری، گلہ بانی وغیرہا) مروجہ تمام تر وسائل معاشی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کلیتہً کنارہ کش ہو رہے کیونکہ:۔

(۱- ایسے اشخاص و مقامات کے ساتھ اختلاط، آمد و رفت، اور بود و باش کی وجہ سے، نیز ان اعمال و افعال یا اقوال و حرکات سے انہماک و دلچسپی کے نتیجہ میں جو کسی پیشہ میں جسم و جان کی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں، اس قدر نسب و وطن، یا کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں جیسا کہ کوئی وسیلہ معاش اپنے اختیار کنندہ کے ذہن و ضمیر، بو خو، عزائم و عقائد، اخلاق و اطوار، شکل و لباس تہذیب و تمدن کو بنانے یا بگاڑنے میں دخل و اثر رکھتا ہے، یہی سبب ہے کہ سید و قریش کا نونہال پولیس یا فوج اور اس قسم کے دیگر نا قابل ذکر محکموں کی ملازمت اختیار کر کے، اور فساق و فجار سے میل جول رکھ کر بھیڑیا اور فرزند نبی بکہ ڈھوروں سے بدتر ہو سکتا ہے، اور مسند نشین تعلیم و تذکیر خلائق یا

دوسرے اس سے متعلق اس امر کا پورا یقین اور فیصلہ کر سکیں کہ اقامت دین الٰہی اور اصلاح و تذکیر خلائق کی مہم کے اندر پیش آنے والی آئندہ زیادہ دشوار و پرخطر مصیبتوں، قربانیوں، جانکاہیوں، قید و بند، ہجرت و جلاوطنی، مارپیٹ، طعن و توہین اور دار و رسن کو لبیک کہہ سکے گا یا نہیں۔

ف - جب پیشہ ور اور کسان و تاجر گروہ انسانیت محض اٰبًا عن جدٍ فنا فی المعاش ہونے کی وجہ سے ذاتی اصلاح و ترقی کے باب میں یعنی علم و عقل، تہذیب و ترقی اور حقوق و فرائض کی معمولی اور آسان سی مہم سر کرنے میں ناکام نیز ہر قسم کی سعادتوں اور ترقیوں سے محروم چلا آرہا ہے تو دوسروں کی اصلاح و ترقی میں جس کے لیے کہ ذاتی اصلاح و تذکیر کے مقابلہ میں ہزار در ہزار ظاہری، باطنی، علمی، ذہنی۔ اخلاقی، غرض ہر قسم کی قوتوں، قابلیتوں اور لاجواب دل گردہ، انتہائی یکجہتی اور بے پناہ عالی ہمتی اور ان گنت جانفشانیوں کی ضرورت ہے ایک معاشی کاروباری اور ذو الوجہین بیچے ادھر بیچے ادھر امام و مدرس وغیرہ کس طرح شاہد مراد سے ہم آغوش ہو سکتا ہے۔

ق - کسان و زمیندار یا ملازم و تاجر طبقہ انسانیہ کی بجائے ہر ملک و عہد میں اور ازل سے بے زر و زمین، از کار رفتہ اور قشر و فضلہ قوم نیز ہر ذریعہ معاش سے کنارہ کش لوگوں کا مسند اصلاح و تذکیر خلائق یعنی درس و امامت نماز وغیرہا سنبھالے چلے آنا ہی اس امر کی واضح و روشن ترین دلیل ہے کہ ایک ہی شخص کے لئے ایک طرف منصب اصلاح و تذکیر یعنی امامت و خطابت وغیرہا کا اور دوسری جانب طبابت، یا تجارت و زراعت وغیرہا کا نتیجہ خیز طور پر نباہنا ممکن نہیں ہے۔

ک - امامت یا درس و خطابت کے علاوہ اس کے ساتھ کسی دیگر معاشی کام سے بھی تھوڑا یا بہت لگاؤ رکھنے کی صورت میں دونوں کے ساتھ مساوی اور خاطر خواہ رغبت و انہماک نہ نباہ سکنے کے باعث بلکہ ہر دو میں خود کو ناکام رہنے؛ کیونکہ کوئی امام و خطیب دوسرے درحقیقت اور عند الخواص لعنت و شقاوت دارین لیکن بظاہر انتہا درجہ شاندار، سہل العمل اور کثیر المنافع کام کو نہیں بلکہ علی العموم پہلے کام یعنی منصب اصلاح و تذکیر ہی کو کم ضروری، کم معتبر، زہر کا گھونٹ، اور جوئے شیر قرار دے کر خیرباد کہا کرتا ہے۔

ل - ذریعہ معاش اور کسب حلال کی اجازت و فضیلت اگر کتاب و سنت کو بغور و خوض مطالعہ کیا جائے تو آئمہ و اساتذہ یعنی مصلحین و مبلغین کے لئے نہیں بلکہ عامۃ الناس ہی کے واسطے معلوم ہوتی ہے اور اگر کسی

ر۔ کسی شخص و مقام کی (حقیقت ۷۴) میں معرضہ نصب العین کے مطابق اور حقیقت ۷۶ میں مذکورہ قیود کے (فیصلے) اصلاح و ترقی سے بڑھ کر نا قابل تسخیر و پرپیچ ترین دنیا کے اندر کوئی دوسری مہم اور اس میں فتحمندی کے برابر ربع مسکون میں کوئی اور کامیابی و سرفرازی نہیں ہے جس کے باعث دنیا کے کسی دیگر بڑے سے بڑے مادی و سیاسی محاذ یا معرکہ میں نہیں جس قدر کہ اس کے لئے مصلح و مذکر کو انتہا درجہ فکر و سوز، عزم و استقامت، قربانی و جانفشانی، استغراق و محویت اور بلند پایہ ذہنی، علمی، اخلاقی، ظاہری اور باطنی قوتیں اور قابلیتیں درکار ہیں لیکن کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنے کی صورت میں ان قوتوں اور قابلیتوں کا عشر العشر بھی اصلاح و تذکیر کے لئے باقی رہ جانا ممکن اور ان کا من و عن اسی (فکر معاش) میں وقف و ختم ہو جانا یقینی ہے۔

س۔ مشہور و مروج تمام تر وسائل معاش میں کوئی سا بھی اختیار کرنے سے افسروں، ماتحتوں، سائلوں گاہکوں، مزدوروں، مالکوں کے ساتھ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے پیش نظر بڑے سے بڑے انسان کے لئے بھی خوشامد، نازبرداری، ابن الوقتی، مبالغہ، اظہار و اختیار خلاف ما فی الضمیر ناگزیر ہے۔

ص۔ معاش کا کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جائے ترک معاش کی نسبت اسی میں کثرت مال اور فرط اشغال یقینی ہے اور یہ حقیقت کسی ذہن و صاحبدل سے مخفی نہیں کہ اصلاح و تذکیر خلائق (بلکہ عام حقوق زن زائد خلاق و خلائق) کے باب میں ان سے زیادہ کوئی دیگر چیز مضر و مخل نہیں ہو سکتی۔

ض۔ جس ذریعہ معاش (زراعت، تجارت، ملازمت وغیرہا) سے اسے تعلق ہو گا اس کے بارہ میں تو اس کے سرتاسر عیوب و نقائص (بلکہ صراحتہً حرام و باطل تک بھی) ہونے کے باوجود اس سے کبھی جرح و تنقید کی جا سکے گی نہ اپنے حلقہ خطاب کو اس سے نفرت ہی دلائی جا سکے گی۔

ط۔ ہر ذریعہ معاش اپنے اختیار کنندہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض و دنیوی مفاد کی بنا پر اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، انفاق و امساک، تشکل و لباس، لین دین، غم و شادی خوراک یا بود و ماند اور اصلاح و تذکیر وغیرہا سے متعلق لغت الجبل (اپنے یا اوروں کے لئے) فرض و واجب یا اہم و ضروری اور صحیح و مفید کو معمولی یا غلط و ناجائز بلکہ مضر و مہلک اور ناجائز و غیر ضروری یا مشکوک و مشتبہ کو اہم و ضروری بلکہ فرض و واجب قرار دے۔

ع۔ ترکِ معاش ہی وہ پہلا امتحان ہے یا ایک ایسی چھلانگ ہے جس سے کوئی شخص اپنے حق میں

ابن الوقت وجاہ طلب، نیز مادی احسانات ہی نہیں بلکہ عیادت و تعزیت اور تجہیز و تکفین تک بھی اسی کی جوان کے مذکورہ مواقع میں حاضر و شامل ہے، یا جس سے خوف و طمع ہو کرنے والے۔

(۴) ہر اچھے یا برے، اپنے اور بیگانے سے ہمیشہ بدگمان اور بیزار و شاکی پائے جانیوالے۔

(۵) فخر و غرور، خودکامی و تنہا خوری، بے ضمیری و بد عہدی، حسد و رقابت، ریاؤ تصنع اور تلون و تذبذب کے مجسمہ، زبانی ہر ایک کے دست بستہ غلام، لیکن دل میں صرف اپنے مطلب سے کام رکھنے والے۔

(۶) سلام و استقبال، استمزاج و مشائعت یا احسان و ایثار کرنے کی بجائے ہمیشہ خود ہی دوسروں سے کرانے کے خواہاں و کوشاں رہنے والے ..ب دوسرے کو دیتے وقت ہمیشہ کم سے کم (خراب سے خراب اور زیادہ سے زیادہ دیر کر کے بلکہ قطعاً کچھ بھی نہ دینے کے لیکن خود لیتے وقت زیادہ سے زیادہ (اچھے سے اچھا) حق واجبی سے کہیں بڑھ کر نیز جلد سے جلد لینے کی کوشش کرنے والے۔

(۷) ملاقات یا عیادت و تعزیت وغیرہ کی غرض سے کسی کے ہاں چل کر جانے کی بجائے ہمیشہ اور ہر حالت و موقعہ پر دوسرے ہی کو اپنے ہاں بلانے اور منگوانے والے۔

(۸) منت و الحاح، تعظیم و تواضع، تعریف و تحسین، قدمبوسی و کفش برداری ہی کی ہر کسی سے خواہش اور امتیاز اور افتخار کی ہمیشہ زیادہ سے زیادہ بھوک رکھنے والے۔

(۹) ایک اپچہ یا لمحہ بھر کیلئے دور اور بے نیاز ہونیوالے سے مدۃ العمر بلکہ پشتوں تک کیلئے کوسوں دور بھاگ جانیوالے۔

(۱۰) اپنے سوا کسی کی تعریف و تحسین، استقبال و استمزاج، عیادت و تعزیت، تعظیم و تواضع، جاہ و منصب اور عزت و افتخار ایک آنکھ نہ دیکھ سن سکنے والے۔

(۱۱) قتل و اغوا تک کا بھی ارتکاب کر کے مظلوم و معصوم سے معافی لینے کی بجائے خود اسی کو اپنے قدموں میں گرانے کی امید و خواہش رکھنے والے۔

(۱۲) علم و عقل، عبادات و معاملات، افکار و عقائد، تمدن و سیاست غرض ہر لحاظ سے انتہا درجہ تہی مایہ و پسماندہ ہونے کے باوجود دوسروں ہی کو پڑھنے پڑھانے، حقوق و فرائض کا بوجھ اٹھانے ذاتی یا قومی ذمہ داریاں قبول کرنے، قربانیاں دینے اور جانفشانیاں دکھانے یا اختیار خیر و اجتناب شر کے بارہ میں مکلف و جوابدہ قرار دینے والے۔

(۱۳) کسی کو علماً یا عملاً وغیرہ ہر لحاظ سے فلک الافلاک تک پہنچا ہوا اوتار و فرشتہ، خدا اور اس کے دین الحق

نبی و مرسل نے اس سے کہیں تھوڑا یا بہت تعلق رکھا بھی ہے تو اس سے بھی اسے فقط اپنے عامۃ المتقدین کو اس کا ڈھنگ سکھانا یا ان پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ وہ ان کے لئے ناجائز نہیں ہے۔

چنانچہ معشر الداعین الی اللہ میں بازی اصلاح و تذکیر خلائق کے اندر گوئے سبقت لے جانے اور سب سے شادو کام و بامراد رہنے والا بھی وہی ہو سکا جو کسب معاش کی طرف سے فکراً کلیتہً خالی الذہن اور عملاً سو فیصدی کنارہ کش رہا۔

(۴۰) و اور تو اور اپنے گھر والوں تک سے بھی نہ صرف یہی کہ اپنی ذاتی ضروریات زندگی یعنی کھانے پہننے یا نہانے، دھونے وغیرہا میں کم از کم خدمت لینے کا روادار ہو بلکہ خود مذکورہ اور علاوہ ازیں دیگر خانگی امور میں زیادہ سے زیادہ ان کا ہاتھ بٹائے۔

(۴۰) ب۔ امامانہ، قائدانہ اور جہانبانانہ قابلیتوں کا منتہائے کمال اور ان کا لب لباب ہرنہ نیز (مصرحہ حقیقت ۲) ہی سمجھتا ہو آاُن سے مسلح ہونے اور ان سے زیادہ سے زیادہ کام لینے میں ہی اپنی جملہ کوششیں اور تمام تر قوتیں مرتکز رکھے اور اپنے گاؤں کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں فکر و بے چینی یا استقامت وغیرہ (مصرحہ حقیقت ۲۰) کے لحاظ سے خود کو لاجواب ثابت کرے

سولہویں حقیقت

ہر داعی الی اللہ کو ۱ ذہنی، اخلاقی، علمی، اور باطنی غرض ہر حیثیت میں انتہا درجہ نالائق و نیچا بنا دیا گیا ہے۔

ہر داعی الی اللہ کو ۱ ذہنی، اخلاقی، علمی، اور باطنی غرض ہر حیثیت میں انتہا درجہ نالائق و پیمانہ، احکام و ہدایات آسمانی اور مطالبات و مقتضیات دینی، نیز حقوق و فرائض خلاق و خلائق کی طرف سے کلیتہً بے نیاز بلکہ انہیں قطعی لایعنی اور شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی میں مخل و سد راہ سمجھنے والے۔

(۲) اپنے اذکار و اعمال یا عزائم و مشاغل کے خلاف جرح و تنقید سننے، عبادات و معاملات، تہذیب و تمدن، شکل و لباس، یا مرگ و شادی وغیرہ سے متعلق کچھ سیکھنے، سننے، ماننے، یا کرنے، چھوڑنے سے ہمیشہ بحد درجہ نفور و گریزاں رہنے والے۔

(۳) زیادہ سے زیادہ غلط اندیش و کوتاہ نظر، بدبین و کور باطن، سفاک و سیاہ دل، موشگاف و نکتہ چین، کم ظرف و تنگدل، گستاخ و بدمزاج، مطلق العنان و خودسر، خوشامد پسند و نفس پرست

اپنے کو پرایا اور پرائے کو اپنا، آسان کو مشکل اور مشکل کو آسان کہنے سمجھنے والے

(۲۲) باتوں باتوں میں غیبت و اشتغال میں آکر اپنی اور دوسرے کی عزت پامال و حیا ان سے ایک ایک پرکھیں جانے والے۔

(۲۳) بڑوں اور بدوں کے ساتھ ہمیشہ لومڑی اور بکری کا اور چھوٹوں یا شریفوں سے شیر و گرگ کا سا رویہ اختیار کرنے والے۔

(۲۴) اپنی خودسری یا تکبر و تذبذب کے باعث کوئی زبانی، جسمانی، یا مالی کار خیر بھی ہمیشہ ٹھیک وقت و مقام پر دلجمعی کے ساتھ اور اس کی صحیح و کامل مقدار و نوعیت سے یعنی کما حقہٗ نہیں بلکہ بادل ناخواستہ، ہزار منت و سماجت اور پس و پیش کے بعد فخر اور ریا تو یا مال و اولاد اور جاہ و منصب میں ترقی کی امید و طمع سے یا مقدمہ و بیماری اور جنگ و سیلاب کے دنوں میں یا اوروں کی دیکھا دیکھی، جب، جتنا، جہاں اور جس طرح کہ خود ان کا دل چاہے کرنے والے۔

(۲۵) فقط برادری، اکابر ملک و قوم یا رائے عامہ ہی کو کسی کام کا دلدادہ یا اس سے نفور دیکھ کر اسے اچھا یا برا کہنے اور کرنے یا چھوڑنے والے۔

(۲۶) اپنا وقت و مال، فکر و فہم، اثر و رسوخ، جہد و جہد، محبت و عقیدت اور جوش و خروش بجائے دینی یا قومی، فرضی اور واجبی یا مفید و ضروری کے ہمیشہ بالکل لغو و بے معنی بلکہ مضر و ممنوع اور حرام و باطل مشاغل و مقامات اور نااہل لوگوں پر صرف کرنے والے۔

(۲۷) غلط و مضر اور خلاف کتاب و سنت کاموں میں بد سے بد برادری یا والدین اور بزرگوں اور ملک و قوم کی تقلید و حمایت کا دم بھرنے لیکن مفید و صحیح اور موافق کتاب و سنت امور میں متذکرہ اشخاص یا گروہوں میں سے کسی ایک (اچھے سے اچھے) کی بھی نہ سننے ماننے والے۔

(۲۸) شریفوں اور کمزوروں کے حقوق پر رہا کانہ قابض رہنے اور ناجائز خصوصیات و امتیازات حاصل کرنے کے لیے ہر قیمت پر حکام و امرا سے بنا کے رکھنے والے۔

(۲۹) کوئی کیسی اور کتنی ہی نیکی یا بدی کرے یا کوئی تحریک و جمعیت کچھ ہی کتنی کمائی بھرے جب تک کہ وہ ان کے دنیوی و مادی مفاد سے نہ ٹکرائے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنے والے۔

(۳۰) مسجد و مدرسہ، منبر و مصلیٰ، اذان و جماعت، تعلیم و تدریس، اور اقامت دین حق میں اپنا اثر و تدبیر

کی راہ میں بھوکا ننگا، اور بے خواب وخور تک رہتا دیکھ کر بھی اس کی عظمت وجلالت شان کا لوہا نہ ماننے والے۔

(۱۴) اپنے پہاڑ کے برابر فسق ومعصیت کو رائی سمجھ کر خود کو پھر بھی دنیا جہان میں سب سے زیادہ قابل تعریف وتحسین منوانے والے لیکن دوسرے کے رائی جتنے اور فقط خلاف اولیٰ تک کام کو پہاڑ بنا کر اسے صفحۂ دہر سے مٹا دینے اور کہیں کا نہ چھوڑنے کی کوشش کرنے والے۔

(۱۵) اپنے بڑے سے بڑے اور کتنے ہی ناقابل عفو وتلافی جرم ومعصیت پر بھی کسی بڑے سے بڑے کی زبان سے غیظ وغضب کی حالت یا تنبیہ وتفہیم کی صورت میں نکلا ہوا ایک حرف تک بھی نہ سن سکنے والے۔

(۱۶) شریفوں، مصلحوں، کمزوروں، حق پرستوں اور غریبوں کا آخری قطرہ خون تک چوسنے والے۔

(۱۷) فقط اپنی وحشت وخونخواری، جہالت ونادانی، جوانی وخوبروئی، زن وفرزند، باغات ومحلات ان گنت وبے پناہ اور قیمتی ساز وسامان یا کثرت اعوان وانصار ہی اپنی شرافت وسعادت سمجھنے اور اسی کے بل پر کسی کو خاطر میں نہ لانے والے۔

(۱۸) بجائے داعیان خیر وفلاح اور علماء واساتذہ کے (افکار واعمال، وحشت وجہالت اور فسق والحاد یا مال ودولت وغیرہ کے لحاظ سے) اپنے جیسوں یا اپنے سے بھی بڑھے ہوؤں ہی سے ہمیشہ میل جول، نشست وبرخاست، مہمانی ومیزبانی، سلام ومصافحہ، یا نکاح وانکاح وغیرہ علائق گانٹھنے اور رسم وراہ رکھنے، نیز ہر کام میں انہی کی سننے ماننے والے۔

(۱۹) فقط اپنے مطیع ومودب یا محسن وجاں نثار، مداح وقصیدہ خواں اور خوشامدی وکاسہ لیس ہی کو (گو عند اللہ اور عند الناس کتنا ہی قابل نفرت وحقارت کیوں نہ ہو) دنیا جہان میں قابل قدر وتحسین اور اپنے سے علیحدہ اور مستغنی رہنے والے ہی کو (گو وہ قائم اللیل وصائم الدہر یا غوث وقطب ہی کیوں نہ ہو) سب سے زیادہ نااہل اور مستحق طعن وملامت سمجھنے والے۔

(۲۰) کسی بندہ خدا کی مدۃ العمر میں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش تک کے پہاڑوں اور سمندروں جتنے عظیم لاتعداد انفرادی احسانات یا قومی خدمات پر پانی پھیر دینے والے۔

(۲۱) اپنی غلط سے غلط اور محال سے محال منوانے لیکن دوسرے کی صحیح سے صحیح اور آسان سے آسان ٹھکرا دینے، نیز دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست، خرد کو جنون اور جنون کو خرد، عزت کو ذلت اور ذلت کو عزت، نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع، حق کو باطل اور باطل کو حق، اچھے کو برا اور برے کو اچھا

اور گستاخی و سوء ادبی کو دعاؤں اور صلوات و تسلیمات ہی کی مانند بطیب خاطر سن، سہ کر (۱۰) ان کے پڑھانے، سکھانے اور ان کی شخصی و قومی ضروریات میں اسقدر ان سے لے کر نہیں جتنا کہ اپنا وقت و مال اور جسم و جان لٹا کر (۱۱) شاگردوں اور مقتدیوں کو پڑھانے، سمجھانے میں اپنا وقت، جگہ اور محنت صرف کرنے کی بنا پر ان سے قدر و تحسین کروانے کی بجائے ان کے حاضر مسجد و مدرسہ ہونے اور اُن کے سننے، پڑھنے، سیکھنے وغیرہ پر وقت صرف کرنے کے احسان و شفقت کے صلہ میں خود ان کی زیادہ سے زیادہ قدر دانی و شکر گذاری کر کے (۱۲) خود بھوکا ننگا اور ہمیشہ زیادہ سے زیادہ بیدار و بے قرار رہ کر اور انہیں سیر و سرشار اور فارغ البال میٹھی نیند سلا کر (۱۳) ان کی بے حسی و بے اعتنائی کی اپنے شوق و اصرار سے ان کی نخوت و حسد کی اپنے عجز و عقیدت سے ان کی نفرت و عداوت کی اپنی محبت و مدارات سے ان کے غیظ و غضب کی اپنے رفق و رافت سے ان کی تردید و تحقیر یا گستاخی و بدسلوکی کی اپنے ادب و تعظیم اور استقبال و مشایعت سے ان کی طرف سے پہاڑوں جتنے بڑے سے بڑے صدموں اور نقصانوں کی اپنے صفح و عفو سے اور ان کے بغض و بدنیتی کی اپنی غمخواری و ہمدردی سے ان کے قطع و نفاق کی اپنے وصل و خلوص سے اور ان کے تحیر و تذبذب کی اپنے ثبات و استقامت سے مدافعت کر کے عروس کامرانی سے ہمکنار ہو سکا۔

چنانچہ معشر الداعین الی اللہ میں خدا اور بندوں کے ہاں عزت و عقیدت کے مدارج و مراتب عالیہ نے بھی سب سے زیادہ اسی کے لئے دیدہ و دل فرش راہ بنایا اور ہر طرح کی کامیابیوں نے بھی زیادہ تر اسی کے قدم چومے جس نے اپنے معلمانہ و جہانبانانہ فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے اور اصلاح و ترقی عالم کی ناقابل تسخیر مہم سر کرنے میں اس ادفع السیئۃ بالحسنہ کے ہتھیار سے اپنے پیشروؤں کی نسبت بدرجہا بڑھ کر کام کیا۔

سترہویں حقیقت

اگر یہ صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ بقیہ خلائق کے مقابلہ میں ابن آدم کو خدا، بندوں، حیوانات اور جنات و ملائکہ میں مجد و شرف کا جو بلند و برتر مقام حاصل ہے وہ اس قدر اس کے نطق و فہم، قد و قامت یا شکل و صورت یعنی ظاہری خوبصورتی یا جسمانی برتری کی بنا پر نہیں جس قدر کہ خدا، بندوں، اور حیوانات، یا

امور حقائق، فضل القضایا یا سیاست مدن وغیرہ میں علماء و ائمہ کا ذرہ برابر حق اور حصہ تسلیم نہ کرنیوالے۔

(غرض ہر لحاظ سے **انسان نما حیوانوں** (درندوں) سے سابقہ پڑتا آیا ہے۔

جن کی تسخیر و تذکیر در اصلاح و ترقی کے باب میں وہ اتنا کسی اور طریق سے نہیں جتنا کہ **دفع السیئۃ بالحسنۃ** کے کاری ہتھیار سے یعنی ان میں کے ہر بڑے یا چھوٹے ادنیٰ یا اعلیٰ برے یا بھلے دوست یا دشمن کیلئے۔

(۱) اپنی خودداری و نفسانیت، خواب و خورش، تکلف و تعیش، زیب و زینت کو پاؤں تلے روندکر (۲) اپنے حلقہ خطاب کے کوڑی کے ذلیل سے ذلیل اور نابکار سے نابکار لوگوں کی انتہا درجہ ذلت آمیز اور جگر خراش قسم کی بدعنوانیوں کے باوجود اپنا جام آب حیات جاوید بار بار بلا ناغہ اور مدت العمر خود ان کے گھروں میں لے جاکر (۳) خود سید الخلائق اور اشرف الشرفا عالم ہونے کے باوجود شاگردوں، مزدوروں بلکہ غلاموں اور بھیک مانگوں کی مانند ان کے قدموں میں گر کر اور ان کے پاؤں دھو کر (۴) غالبانہ و مغلوبانہ اور عسر و یسر دونوں حالات کے اندر ان کے ساتھ سلام و معانقہ، امتزاج و استقبال، عیادت و تعزیت رحم و احسان، تعظیم و تواضع میں ہمیشہ پیش پیش رہ کر (۵) اپنے وقت و مال، صحت و جوانی، ارکان و سامان اور اولاد و بنات تک سے ایک ایک چیز انہی کی نذر کر کے (۶) ان کی نظروں میں محسود و مبغوض ہونے سے ڈر کر انتہائی ذاتی و خانگی ضرورت و مشکل کے باوجود ڈیوڑھوں اور چھتوں کے سے تنگ و تاریک مکانوں، گھٹیا سے گھٹیا کھانے، اور دریدہ و بریدہ کپڑوں، ناچیز سے ناچیز اور تھوڑے تھوڑے سامان میں بسر اوقات کر کے، مباحات و مجازات سے بھی کم سے کم بہرہ اندوز ہو کر اور ان کے حق میں اپنے شرعاً اور عرفاً ہر حیثیت میں واجبی حقوق و مطالبات تک سے بھی دست برداری کا اعلان کر کے، (۷) ان کی طرف سے پیش کردہ صلح و اطاعت کے کڑے سے کڑے حد درجہ جابرانہ و غیر منصفانہ تو با لکلیہ ناقابل قبول اور بے مثال قسم کے ذلت آمیز شرائط و مطالبات کے سامنے پوری خوش دلی و خندہ روئی کے ساتھ سرنگوں ہو کر (۸) ان کی طرف سے نت نئی ان گنی اور ان دیکھی چیرہ دستیوں، تباہ کاریوں سفاکیوں، اور خونخواریوں کے باوجود ان کی حفاظت مال و جان اور ذہنی، اخلاقی، علمی و اقتصادی یا سیاسی غرض ہر قسم کی ترقی و سعادت کے لئے اپنی ذات اور گھر ہی کی مانند ہمیشہ ہر جگہ جلوت و خلوت میں دعاء و التجا از زبان و جوارح سے زیادہ سے زیادہ وقف و شاغل کر (۹) پڑھانے، سکھانے، سمجھانے میں، انہیں ڈانٹنے، سخت و سست کہنے، کوسنے، اور طعن و ملامت کرنے کی بجائے خود ان کی زجر و توبیخ

لحاظ سے ہی دنیا جہان کے اندر اس کا بے عدیل دیکتا ئے روزگار ہونا ہی نہیں بلکہ اس کا دوسروں میں مذکورہ امور کی تعلیم و تلقین یعنی اصلاح و تذکیر خلائق کی جدوجہد اور مصلحانہ خصوصیات اور جہانبانہ کارناموں میں باقی سب کو پیچھے چھوڑ جانا بھی ہے۔

اٹھارویں حقیقت!

دنیا کی معاشی، اقتصادی یا سیاسی غرض کو ئی سی ہم سرکرنے علی الخصوص (لفضب العین معرصۂ حقیقت کے مطابق) اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقارب، اپنے گاؤں یا مضافات اور ملک و قوم وغیرہا سے کسی محدود یا وسیع آسان یا پرخطر حلقہ کی ذہنی، اخلاقی، علمی، عملی، ظاہری اور باطنی اصلاح و ترقی کا بیڑا اٹھانے اس کے لئے ہمیشہ اور ہر حالت میں پوری طرح اور زیادہ سے زیادہ سرگرم کار رہنے اور کامیاب ہونے میں وہ دخل و اثر بلکہ اس کا عشر العشر بھی داعی الی اللہ کے کسی بڑے سے بڑے وصف اور عمدہ سے عمدہ خوبی و قابلیت یعنی درسی و اکتسابی علم و فضل، تحریر و تقریر، ذکر و عبادت، سحر نگاری و جہاد دنیا بانی، زہد و ریاضت، انفاق و ایثار، دوڑ دھوپ، دعا و التجا، حتیٰ کہ سرفروشی و جانبازی تک کو بھی نہیں جو تنہا **فکر و بے چینی** کی سب نایاب و گراں قدر موہبۃ الٰہیہ کو حاصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہی (فکر و بے چینی) ہر داعی الی اللہ میں اس کے باقی صفات و خصوصیات کیطرح ایک عام اور معمولی صفت کی حیثیت سے نہیں بلکہ اسکی عین ذات اسکی روح و قالب، اس کا دل و دماغ اور گھر یا باہر اٹھتے یا بیٹھتے، سوتے یا جاگتے، کھاتے اور پیتے ہمیشہ اس کا اوڑھنا بچھونا بنی رہی ہے اور اسے اسکی کسی دیگر صفت و خوبی یا کارنامہ (اور اسمیں کمی بیشی) کے پیش نظر نہیں جتنا کہ فکر و بے چینی (اور اس کے اندر بیش و کم رہنے کے) مطابق خدا اور بندوں کیطرف سے عزت و سعادت کا اعلیٰ یا اوسط وغیرہا درجہ نصیب ہوتا رہا ہے۔

انیسویں حقیقت

و۔ ہر داعی الی اللہ کے ترکش اصلاح و تذکیر سے جاری ہونے والے تیر کا پہلا محاذ **بیوی** دوسرا **باقی گھر والے**، تیسرا **اعزہ و اقارب** چوتھا اس کا اپنا **گاؤں** یا شہر پانچواں **من حولہا** یعنی مضافات و متصلات چھٹا اس کا **ملک** اور ساتواں یعنی آخری **دنیا بھر** تھا۔

ذات خود کی طرف سے عائد شدہ حقوق اور ہر قسم کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے اور بنا ہے یا بالفاظ دیگر **"تحمل امانت"** اور اسی معیت و باطنیت کی وجہ سے ہے تو اس فیصلہ کے خلاف بھی کسی حق بین و با بصیرت کو مجال تعاقب اور جرأت لب کشائی نہیں ہو سکتی کہ عامۃ المومنین کے مقابلہ میں معشر الداعین الی اللہ کا بارگاہ الٰہی میں برتر از وہم و قیاس مقام عزت و جلالت پا کر ہر دوست و دشمن کی آنکھوں کا تارا بننا اور پھر ایک دوسرے سے بڑھ جانا بھی اتنا صرف ان کے ذاتی افکار و عقائد، وہبی یا کسبی علم و فضل فہم و فراست، توحید و ایمان، عصمت و عفت، صبر و توکل، عبادات و معاملات، صائم الدہری یا قائم اللیلی اور ان امور میں عامۃ المومنین سے یا باہم گوئے سبقت لے جانے کی بنا پر نہیں بنتا کہ دوسروں (بیوی اہل و عیال، اعزہ و اقارب، زاد بوم، مضافات اور اس سے آگے جہاں تک کہ ان کیلئے ممکن تھا) کو ان مذکورہ امور کی تعلیم و تلقین کرنے، احکام و ہدایات الٰہی پہنچانے اور نصب العین مصرحہ حقیقت ۳ میں اور حقیقت ۶ میں مقصدہ نوبیتوں کے ذریعے) اصلاح و تذکیر خلائق یا بالعنوان واضح (اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامت دین الحق) نیز اس سلسلہ میں بڑی سے بڑی جانفشانیاں دکھانے اور بھاری بھاری قربانیاں دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اس لئے ہر داعی الی اللہ اپنی ذاتی، ذہنی، ظاہری یا باطنی غرض ہر طرح کی اصلاح و ترقی اور صحیح سے صحیح، پاک سے پاک اور بلند سے بلند عزائم و مقاصد کو اپنے عبادات و معاملات، گفتار و کردار، شکل و لباس، رحم و ایثار، ہمدردی و غمگساری وغیرہ میں منتہائے کمال تک پہنچنے، ہر قسم کی بہتر سے بہتر خوبیاں اور خصوصیات اپنے اندر سمیٹنے اور ہر لحاظ سے برق و مقناطیس بن کر دکھانے سے بھی فقط ذاتی حقوق و فرائض خالق و خلائق سے عہدہ برا ہونا ہی نہیں بلکہ اس (اپنے ذاتی نمونہ عمل) کے ذریعے زیادہ تر دوسروں کی اصلاح و تذکیر ہی مقصود بالذات رکھتا ہے، اسی وجہ سے ایک داعی الی اللہ اور عامۃ المومنین کی ذات و صفات، اقوال و اعمال اور توحید و ایمان کے درمیان موثر و متعدی اور جاذب و پرکشش ہونے کے لحاظ سے بھی ہمیشہ اصل و نقل، مقناطیس و آہن، عرش و فرش اور آفتاب و ذرہ کا سا فرق برقرار رہتا ہے **چنانچہ** معشر الداعین الی اللہ میں سید الرسل ہی کے سب سے زیادہ محبوب و مقرب بارگاہ الٰہی ٹھہرنے اور بندوں میں "احب الیہم من نفسہم" کا درجہ پانے کا سب سے بڑا سبب بھی صرف اپنے ذاتی افکار و عقائد یا عبادات و معاملات، صبر و عفو اور انفاق و ایثار

کہنا مبالغہ نہیں ہے یا بالفاظ مختصر جو چیز اس عظیم الشان تعمیر میں ایک سنگ بنیاد اور ستون مرکزی کی حیثیت رکھتی ہے وہ تو (معروضہ حقیقت ۱۸) فکر و بے چینی ہے لیکن اس کے بعد پہلے درجہ میں **نصب العین** (معروضہ حقیقت ۱۹) دوسرے درجہ پر **طریق کار** تیسرے درجہ پر (۱۔ ان ہر سہ امور (فکر و بے چینی ۲ نصب العین ۳ طریق کار) میں ب مخاطبین دعوت کی بے حسی و بد سلوکی زمین و آسمان کیطرف سے ہر قسم کی بے پناہ گردشوں، صدموں، بھوکوں، پیاسوں ابتلاؤں لعنوں، ملامتوں، بہتانوں اور افراد ثانی نیز نفس و شیطان کے مقابلہ میں ج۔ مدت العمر کے لئے ایک ہی مرکز دعوت و حلقہ خطاب میں **استقامت** کو بھی کم اہمیت نہیں دیجا سکتی یعنی علاوہ فکر و بے چینی ۱ نصب العین ۲ طریق کار ۳ استقامت کے اعتبار سے بھی خود کو یگانہ روزگار ثابت کرکے ہی اصلاح و تذکیر کا کوئی محاذ سر کرنے کے لئے کسی داعی الی اللہ کی ہر طرح کی قابلیتیں ٹھکانے لگ سکتی اسکی سرگرمیاں رنگ لاسکتی اور قربانیاں اور جانفشانیاں بار آور ہوسکتی ہیں۔

اس لئے ہر داعی الی اللہ نے سب سے زیادہ اپنی خصائص چہارگانہ میں خود کو بے مثال و یگانہ روزگار بن کر دکھایا اور اسی کی قلت و کثرت کی بنا پر وہ خدا یا بندوں میں زیادہ یا کم محبوب و معزز یا مستحق سلام و صلوۃ ٹھہرا اور کثیر الاتباع یا قلیل الامت ہوا۔

اکیسویں (۲۱) حقیقت

کسی داعی الی اللہ نے عصر جاریہ کے سجادہ نشینوں اور **مشائخ طریقت** کی طرح اپنے مریدوں اور حلقہ بگوشوں کو سال بسال بلکہ عمر بھر میں فقط دو چار ہی مرتبہ کچھ سکھا رٹا کر یا کچھ دنوں انہیں جد بیں لاکر اور محض مریدوں کے رجسٹر میں ان کا نام و نشان درج کرکے **یا علماء واعظین** کی مانند جب، جہاں، جس طرح اور جتنی مدت جی چاہا کسی کو سمجھا بجھا کر یا فقط ایک دو گھنٹہ روزانہ درس دیکر اور جمعہ پڑھا کر **یا لیڈروں** اور **اسپیکروں** کی طرح دو چار ایام کے لئے ہنگامہ برپا کرکے اور دھواں دھار و قیامت خیز تقریروں سے عرش و فرش کے قلابے ملا کر کانفرنسیں اور میٹنگیں منعقد یا چند ایک قرار دادیں پاس کرکے تحصیلوں طول طویل اور صدہا گھوڑوں اور ہاتھیوں سے مزین جلوس نکلوا کر یا **مدرسین و اساتذہ** کی طرح شاگردوں کو جامع المنقول والمعقول بنا کر **یا مصنفین و**

ب۔ چونکہ ہر پہلے محدود و آسان سے ہر دوسرے وسیع و پرخطر اور طویل و صبر آزما محاذ کا رخ کرنا پہلے محاذ کی پوری پوری تسخیر و استحکام اور اسی (پہلے) آسان و محدود محاذ ہی کے اندر آئندہ بڑے اور زیادہ وسیع و ہولناک محاذ کے لئے تیار و کمربستہ ہو چکنے اور اسے جیتنے کی شایان شان ہر قسم کی قوتیں اور قابلیتیں بہم پہونچانے ہی سے ممکن تھا (۲) ہر مصلح اور مبلغ خود اپنی بیوی اور گھر والوں سے، اور گھر والوں کا اعزہ و اقارب سے اور اعزہ و اقارب کا گاؤں کے گاؤں یا شہر کے شہر سے اور گاؤں یا شہر کا دیہات و ممالک سے قیل و قال، آمد و رفت، رسل و رسائل، لین، دین، افادہ و استفادہ، جذب و انجذاب ناگزیر اور یقینی تھا اس لحاظ سے اسکی بیوی اور گھر والوں کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی یا تباہی و پستی، اعزہ و اقارب سے اور اعزہ و اقارب کی گاؤں سے اور گاؤں والوں کی معاملات اور ملک کے ملک پر منوط و مشروط تھی (۳) آئندہ دوسرے یا تیسرے الی آخرہا زیادہ پرخطر محاذ (یا محاذات) کی تسخیر و تکمیل کے عزم و تصور ہی سے اسے موجودہ پہلے محاذ (یا محاذات) کی تسخیر و استحکام کے سلسلہ میں اس کے شایان شان زیادہ سے زیادہ سرگرمی جاں فشانی دکھانے اور ہر قسم کی بہتر سے بہتر علمی، اخلاقی، ذہنی، روحانی وغیرہا مصلحانہ و قائدانہ قابلیتیں پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہو سکتی تھی۔

اسی لئے ہر داعی الی اللہ کو ہر پہلے محاذ کی تسخیر و تکمیل سے اور اس سلسلہ میں ہر طرح کی جد و جہد اور سرگرمی و تندہی سے جہاں بعد ازاں کے دوسرے محاذ میں قدم زن ہونا مقصود تھا وہاں ہر دوسرے اور آئندہ محاذ کی تسخیر و تکمیل اور اس کے لئے عزم راسخ و سعی پیہم سے ہر موجود یا پہلے محاذ کی تسخیر و استحکام بھی پوری پوری اور زیادہ سے زیادہ مد نظر تھی۔

بیسویں حقیقت

کسی داعی الی اللہ کا بمقابلہ عامۃ المومنین عند اللہ و عند الناس زیادہ سے زیادہ ممدوح و مقرب ہونا بلند سے بلند مراتب پانا، اپنے پہلے سے آخری تک ہر محاذ و معرکہ کی تسخیر و تکمیل میں عروس کامیابی کو اپنے قدموں پر گرانا، سب سے زیادہ جس چیز اور اس کے جس وصف و کمال پر منحصر ہے اور جسے یہ مہم جیتنے کے لئے باقی تمام تر مصلحانہ قابلیتوں اور جہانبانانہ قوتوں کی جڑ یا مغز و روح

بائیسویں ۲۲ حقیقت

خدا، رسول، اولوالامر، ہرسہ شخصیتوں کے متفقہ طور پر ایک ہی نصب العین کے داعی وعلمبردار نیز کتاب سنت کے ابدی والنسانیت گیر ہونے کے باوجود دنیا کو خدا کے ساتھ، رسول کی، اور رسول کے بعد، ابدالدہر کے لئے اولی الامر کی اتباع واطاعت کا بھی مامور ومکلف کر دینا جبھی عقل سلیم اور طبع مستقیم کو اپیل کر سکتا اور پھر ہی دنیا کو نوبنوہمن گھڑت، خود غرضانہ، طبقاتی، انتقامی اور جذباتی نظریات وقوانین، نیز خطوات شیطانیہ، نظامہائے طاغوتیہ، اور تذکریات نفسانیہ کی ایجادپرستی سے بچا سکتا اور اسے روزمرہ کی ہر قسم کی ضروریات ومشکلات زندگی میں ایک بہترین دستگیر و لاجواب ترین مشعل راہ کا کام دے سکتا ہے کہ :—

۱۔ دنیا کی ہر جگہ اور سرآبادی میں امام نماز پنجگانہ ہی اس کی طرف سے خلیفۃ اللہ رسولہ اور حاکم فیما شجر بینہم کا شپالیس قیادتیں ایکی ہر قسم کی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، جسمانی، اقتصادی وسیاسی وغیرہا ضروریات ومشکلات زندگی (تعلیم وتربیت، نکاح، معاش، فصل القضایا وغیرہا) حل کرنے اور ان میں درسگاہ، بیت المال، افتاء وعدالت وغیرہا شعبہ جات یا شفاخانہ وکوئیں وغیرہ کے قیام واستحکام کا جوابدہ ہو۔

(ب) علاوہ صریح قطعی، بین الاقوامی، دائمی، عالمگیر، اصولی وبنیادی احکام الٰہی اور ہدایات آسمانی کے ہر ملک وعہد کے کھانے پہننے — علاج ومعالجہ، مرگ وشادی، زیب وزینت آرام وآسائش، تہذیب وتمدن، رسل ورسائل، سیر وسفر، حمل ونقل، لین، دین، تحریر وتقریر زراعت وتجارت معاش تعلیم وغیرہا امور عادیہ یا عبادیہ ۲؎ ان کی نئی پیدا شدہ مقامی، ہنگامی اور خصوصی صورتوں میں ۳؎ مصنوعات وایجادات حاضرہ اور مسائل مباحات ومسکوتات عنہا سے کسی کے غلط وصحیح، گناہ یا ثواب، قابل اخذ وواجب الترک قرار دینے میں ۴؎ فصل القضیۃ اور کسی سے وصل وقطع، نکاح وانکاح، مہر وجہیز، خرید وفروخت، آمد ورفت، وغیرہا اپنے خالص ذاتی اور خانگی معاملات میں ۵؎ مختلف فیہا من الآیات والاحادیث کی تشریح وتفسیر احکام دین سے کسی کو مقدم العمل واہم یا موخر وکم ضروری جاننے میں بھی اسی امام نماز پنجگانہ کے ذاتی یا باجلاس شوریٰ

اربابِ قلم کی طرح روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ مضامین و مقالات لکھ کر اور اپنی دعوت یا افکار و مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے اخبارات و جرائد جاری کر کے یا مناظرین کی مانند چند ایک مباحثات و مناظرات کے ذریعے نحو لیفن کو نیچا دکھا کر یا مدت العمر کے لئے اپنی زبان و قلم تحریر و تصنیف ہی میں وقف و صرف کر کے یا عامۂ مبدعین کی طرح کبھی کبھار چلتے پھرتے یا بیٹھتے اٹھتے کسی معاملہ میں کسی کو تنبیہ و تفہیم کر کے یا عام مدعیانِ نصرتِ دین و علمبردارانِ اصلاحِ خلق اہلِ علم و قلم یا اصحابِ جاہ و مال کی مانند اپنے اہل و عیال اور اعزہ و اقارب اور گاؤں یا علاقہ کو اصلاح و ترقی کے لئے ہیجان و تشنہ کام اور علمی، اخلاقی، اقتصادی یا سیاسی غرض کسی لحاظ سے ذلت و گمنامی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبکیاں لینے اور دم توڑنے چھوڑ کر باہر اور بیگانوں میں جہاں دل چاہا اور آرام و فائدہ نظر آیا علم و عرفان کی ندیاں بہا کر اور فلک بوس مساجد و مدارس یا شفا خانے اور لائبریریاں کھول کر اور پل، کنویں وغیرہا تعمیر کر کے حتیٰ کہ ملک کے ملک کو بھی ایک دفعہ زیرنگین لا کر اور وہاں دینِ الٰہی کو عرشِ عظیم کی بلندیوں تک پہنچا کر بھی خود کو اپنی ذات پر خدا کے ہاں سے عائد شدہ مصلحانہ و جہانبانانہ فرائض و مقاصد اور قومی ذمہ داریوں سے سبکدوش یا عنداللہ اور عندالناس مستحقِ تحسین و آفرین قرار نہیں دیا بلکہ مذکورہ سب کچھ بے معنی اور ایک کھیل تماشا سمجھا اور ہنوز اپنے کو وادیِ اصلاح و تذکیر میں قدم زن بھی خیال نہ کیا جب تک کہ اس نے اپنے زاد بوم اور دارالاقامت ہی کے اندر اور اپنے بالکل مقامی، قریبی ہم وطنی بھائیوں کی جملہ علمی، ذہنی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی و سیاسی ضروریات و مشکلاتِ زندگی سے متاثر و لرزہ براندام ہو کر انہیں ہر لحاظ سے فلک الافلاک تک پہنچانے اور انہی کو دنیا کے لئے روشنی کا مینار بنانے کی غرض سے بذاتِ خود امامِ نماز بہ حیثیت حاکم بنا نیز بہ ہمہ اپنی زیرِ قیادت (نائب امام، موذن، محرر، مفتی، قاضی، مدرس وغیرہم پر مشتمل) ایک جمعیۃ المصلین کی داغ بیل ڈال کر اور وہاں ابدالآباد کے لئے اجتماعی نماز پنجگانہ، درسگاہ، فصل القضایا، بیت المال کا بہترین اور پورا پورا انتظام کرنے کے سلسلہ میں (اپنی جمعیۃ المصلین سمیت) اپنی ہر قسم کی اور جملہ ذہنی، علمی، زبانی، جسمانی، مالی، بچاؤ روحانی قوتوں اور قابلیتوں کو جوانی و پیری صبح و شام ہر فرو مشیوں اور جانبازیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی اور وہیں کا ہی نہیں کر رکھا

پہلی حیثیت کے تقاضا میں وہ اہل وعیال، اعزہ واقارب اپنے گاؤں (اور اس سے آگے جہاں تک اس کے لئے ممکن ہو) کی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی اور سیاسی غرض ہر طرح کی اصلاح وترقی کے بارہ میں عنداللہ وعندالناس مکلف ومامور اور جوابدہ ہوتا ہے۔

دوسری حیثیت کی رو سے وہ فقط اپنے ذاتی افکار وعقائد، اعمال و افعال، اخلاق و عادات حقوق و فرائض، عبادات ومعاملات، گفتار وکردار، یعنی خدا، بندوں، اپنی ذات اور حیوانات سے جملہ تعلقات کے بارہ میں مسئول و ذمہ دار ہوتا ہے۔

تیسری حیثیت کے پیش نظر اپنی مادی وتکوینی ضروریات ومشکلات زندگی خوراک، لباس مکان وسامان، خرید وفروخت، آمد ورفت، لین، دین، حمل ونقل، علاج وعیادت، غسل وحجامت، صحت وصفائی، تجہیز وتکفین وغیرہا میں اپنے ابنائے جنس، والدین بزن و فرزند، ملازموں، دکانداروں، کسانوں، مزدوروں، کمینوں، پیشہ وروں، بڑوں یا چھوٹوں، استادوں افسروں، درزیوں، معماروں، بڑھیوں، طبیبوں اور ان کی طرف سے بہتر سے بہتر سلوک ادب واطاعت، تعظیم وتواضع، رحم واحسان، محبت ومدارات اور امن وحفاظت کا ضرورتمند اور امیدوار ہوتا ہے۔

ب ۔ نصب العین صورۃ حقیقت کے مطابق) اصلاح وتذکیر عالم کا منصب سمبھالنے، بندوں کو خدا، اور ابنائے جنس کی مرضی کے مطابق اور پابند احکام وہدایات آسمانی نیز اپنی ذات کے حق میں بہتر سے بہتر بنانے اور ہر لحاظ سے فلک الافلاک تک پہنچانے یعنی اپنی پہلی حیثیت کو بروئے کار لانے ہی سے کوئی داعی الی اللہ اپنی ہر سہ حیثیات محفوظ وبرقرار رکھ سکتا اور بوجہ احسن ان کے مقاصد ومقتضیات پورے کر سکتا ہے۔

کیونکہ اس (پہلی منصبی، اور معلمانہ وقائدانہ حیثیت کو) بروئے کار لائے **بغیر** (پہلی حیثیت کے مطالبات ومقتضیات کے پیش نظر) اس کا مقصد بعثت پورا ہو سکتا ہے نہ خدا اور بندوں میں وہ داعی اور مصلح کہلا سکتا ہے بلکہ جہاں تک اس سے متعلق دنیا کی ٹھوس ودائمی زندگی اور اس کے روحانی ضروریات کا تعلق ہے اس کی زندگی ہی سرتاسر عبث جاتی ہے۔

۵ (دوسری حیثیت کے مطابق) بذات خود اور تن تنہا وہ خود، اپنے گھر، اپنی برادری، اپنے گاؤں،

(مشتمل برنائب امام، موذن، خطیب، مدرس، مفتی وغیرہم) اور کتاب وسنت کی روشنی میں جاری کردہ حکم وہدایت (یا اس کے ذاتی نمونۂ عمل) کو ٹھیک خدا ہی کا فیصلہ، اور اسی کی مرضی کیطرح قطعی، آخری اور (بلا لیت ولعل) واجب الاطاعت سمجھا جائے۔

تیئیسویں حقیقت ۲۳

اصلاح وتذکیر عالم کے محاذاتِ سبعہ (بیوی[۱]، گھر والے[۲]، اعزہ واقارب[۳]، گاؤں[۴]، مضافات[۵]، ملک[۶] کا ملک، دنیا بھر[۷]) سے ہر دوسرے پہلے سے زیادہ وسیع و پرخطر (ایک) محاذ (یا متعدد محاذات) کی تسخیر وتکمیل چونکہ سرتا سر اور سو فیصدی اس سے پہلے کے (نسبتاً محدود و آسان) ایک محاذ (یا متعدد محاذات کے جزو) سرنہ پیتروں (مصرحہ حقیقت[۱۶]) سے مسلح ہونے اور ان سے باقاعدہ کام لینے پر موقوف ہے، اس لئے ہر دوسرے یا اس سے آئندہ کسی (ایک) محاذ (یا چند محاذات) سرنہ ہونے یعنی اسکے (یا ان کے) اصلاح وترقی سے محروم اور احکام وہدایاتِ آسمانی سے نا آشنا رہنے کی جوابدہی عنداللہ (وعندالناس) خود اس کے علاوہ اس سے پہلے ہر اس (ایک) محاذ (یا متعدد محاذات) پر یعنی داعی الی اللہ شخصیت (یا جمعیت) کے اعزہ واقارب کی اس کے ایسے گھر والوں پر اور گاؤں کی اس کے ایسے اعزہ واقارب پر اور مضافات کی اس کے ایسے گاؤں پر اور بیگانوں کی اس کے ایسے اپنوں پر اور اس کے ملک کی اس کے مضافات ومفصلات پر اور دنیا بھر کی اس کے اس قسم کے ملک ووطن پر جو مذکورہ پیتروں سے محروم ہے یا ان سے کام نہیں لیتا یا فکر وبے چینئ اصلاح وترقی عالم سے عاری ہے عائد ہوتی ہے۔

چوبیسویں حقیقت ۲۴

۱۔ ہر داعی الی اللہ کی ذات عالی صفات تین حیثیات کا مجموعہ ہوتی ہے۔

(۱) منصبی یعنی معلمانہ وقائدانہ
(۲) عام مومنانہ ومکلفانہ
(۳) معمولی انسانی وتمدنانہ

ذلیل وپسماندہ یا (بزعم خود) مہذب وپیشرفتہ اکثریتوں یا اقلیتوں، فرعون المزاج و گرگ صفات اقوام
وسلاطین یا سیاسی تحریکوں و انقلابی جماعتوں اور پارٹیوں کیطرح کسی داعی الی اللہ شخصیت یا جمعیت
نے اپنے خونخوار سے خونخوار، اجنبی سے اجنبی، ملحد سے ملحد، بداندیش سے بداندیش، جابرہ و تمردہ اپنی
ذات یا ملک و قوم پر مسلط، ظالم سے ظالم اور طاغی سے طاغی اور سفاک سے سفاک رئیس و حکمران اور
برے سے برتر سرمایہ دارانہ یا ڈکیٹیٹرانہ، طاغوتی وشیطانی نظام بادشاہت اور برے سے برے حلقہ خطا
کے ساتھ بھی (۱) ہجرت یا نیم ہجرت (۲) انفعال و انجذاب (عقیدۃً یا عملاً، ظاہراً یا باطناً، کلاً یا جزاً)
اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا اور ان کا آئین و مسلک حیات اپنا لینا) (۳) انکی ہلاکت و ذلت
اور اخراج و بیخکنی کی دعا و تمنا کرنا اور ان کی مصیبت و بربادی یا شکست و ناکامی پر گھی کے دئیے جلانا،
(۴) ان کا تختہ الٹنا، ان کا تخت و تاج چھیننا، ان کی فوجوں، قلعوں، خزانوں، محلوں، باغوں
جاگیروں، عہدوں اور منصبوں پر قابض ہونا (۵) گھر، دوستوں، ہمچشموں، اپنوں یا بیگانوں کے
اندر یا پریس اور اسٹیج کے ذریعے پر اشتعال و غضبناک طریق پر ان کے افکار و اعمال کے خلاف
نفرت پھیلانا، (۶) ان کے خلاف خفیہ سازشیں یا ریشہ دوانیاں کرنا اور دنیا کو آئینی و غیر آئینی
جنگ وجدال پر اکسانا اور ابھارنا، (۷) ان کے مختلف گروہوں کو باہم لڑا اُلجھا کر اور گتھم گتھا
کر کے ان کی بنیادیں کھوکھلی کرنا (۸) انھیں علمی، ذہنی، اخلاقی و اقتصادی، اور تمدنی یا سیاسی
وغیرہا صورتوں میں پامال و نیچا ان اور بے دست و پا کر کے اپنا ریزہ چین، و کفش بردار بنانا (۹) ان
سے حکومت خود مختاری یا ملکی یا صوبائی طور پر علیحدگی کا مطالبہ کرنا، اور اپنا اقتدار اور اپنی برتری
وبرابری منوانا، (۱۰) انہیں ننگ انسانیت، شقی ازلی، ذلیل و نابکار، دشمن ملک و دین، اور
بالآخر نا قابل اصلاح و تذکیر سمجھنا، اور ان سے غیظ و عناد کے جوش میں اندھے ہو کر ان کی خوبیوں اور
مہربانیوں پر پانی پھیر دینا بلکہ انہیں بھی خود غرضی و بدنیتی پر محمول کرنا اور بجائے اس کے ان کے معائب
ومظالم کو مدت العمر یاد رکھنا، اور انہیں ایک سے سو بنا کر دنیا میں پھیلانا اور چمکانا وغیرہا سے کسی چیز
کا کبھی نام تک بھی نہیں لیا، کیونکہ وہ دنیا کے اندر بجائے "لعان و فتان" کے داعیاً و رحمۃً مبعوث
ہوتا اور سرچشمہ فیوض ابدی و منبع برکات سرمدی بن کر آتا ہے، بلکہ ہمیشہ یعنی غائبانہ اور مغلوبانہ ہر
دو حالتوں میں مذکورہ تمام تر ناپاک ارادوں اور ذلیل حرکتوں سے کلیتہً بیزار و برکنار رہ کر اور ان کی

کے ذریعہ و مروجہ اذکار و اعمال یا رسم و رواج کے خلاف علم جہاد و بغاوت بلند کر کے خود پر عائد شدہ خدا یا بندوں کے حقوق و فرائض یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج، تلاوت و مطالعہ، انفاق و ایثار، حجاب و وراثت، وصل یا لقطع، احسان الیٰ من اسا، وقف و ہبہ، کھانے، پہننے، اور مکان و سامان وغیرہا میں قناعت و سادگی، نکاح و انکاح وغیرہا سے ٹھیک مطابق کتاب و سنت اور سو فیصدی بالا بہ اطمینان و یکجہتی، نیز دل کھول کر عہدہ برآ ہو سکتا ہے نہ بیگانوں میں تو کیا اپنوں میں اور باہر تو کجا گھر کے اندر بھی دل و دماغ کو حرام و باطل اور غلط و ناپاک کی خواہش و توجہ سے آنکھ کان کو اس کے سننے، دیکھنے سے منہ، پیٹ اور بدن کو منفعت یا معاوضتہً اس کے کھانے پہننے وغیرہا سے بچا سکتا ہے یعنی اصلاح و تذکیر ذات ہی کا محاذ سر کر سکتا ہے، بلکہ ابھی یا کبھی اور آخر کار ظاہرًا یا باطنًا، عقیدۃً یا عملًا، کلًا، یا جزوًا، تہذیبًا یا تمدنًا وہ خود دوسروں اپنوں یا بیگانوں میں جذب و مدغم اور راہی کے رنگ و مسلک کو اپنا کر رہتا ہے کیونکہ ایسی حالت کے اندر اپنے ماحول کی کان نمک میں اسے ہمیشہ اور ہر جگہ ہر کسی کے قول و فعل اور شکل و صورت سے خلاف کتاب و سنت حرام و باطل، فسق و معصیت، جمود و تعطل اور نفس پرستی اور لادینی ہی کی تحریک و ترغیب ہوتی رہتی ہے نہ (تیسری حیثیت کے بموجب) اسے قیل و قال، نشست و برخاست، بود و ماند، خورد و نوش نکاح و انکاح، مزدوری و ملازمت وغیرہا میں مطیع و مودب، ایماندار و بادیانت، باخدا و حق آگاہ جاں نثار و غمگسار، فرض شناس و قدر داں **زن و فرزند**، اہل و عیال، بہو ساس، خسر، و داماد، اعزہ و اقارب، پڑوس اور معالج و تیماردار، دکاندار و پیشہ ور، دوست و ہمنشین مزدور و مزارع، حتیٰ کہ غسال و گورکن ہی کبھی میسر آسکتے ہیں، نہ وہ اپنا مال و جان اور عزت ہی دوسروں، اپنوں یا بیگانوں کے حسد و رشک، فخر و غرور، گالی گلوچ، شکایت و شکوی، بدمزاجی و گستاخی، بداندیشی و سوء ظنی، بلکہ چوری اور ڈکیتی وغیرہا سے محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے۔

۲۵ پچیسویں حقیقت

اس عہد کے غلط اندیش، ناخود شناس، دنی الطبع، دین باختہ اور شوریدہ سر، کم ظرف و دون ہمت مادہ پرست و ابن الوقت، محب العاجلہ، فرقہ پرست، گرفتار و بغض و شیطان لیڈر، [illegible]

جرح و تنقید یا تردید و مخالفت کا کبھی شکار نہیں ہوتا۔

(۳) ہر متاخر مصلح و داعی الی اللہ (طریق کار، دعاؤں، التجاؤں، قربانیوں وغیرہا میں) اپنے متقدم ہی کے تلمذ و تتبع کا دم بھرنے، اسی کے خرمن اسباق و ہدایات سے خوشہ چینی کرنے سے اور اسی کے ہاتھوں رکھی ہوئی بنیاد پر ہی اپنی عمارت بلند و استوار کرتا ہے۔

(۴) ہر داعی الی اللہ اپنے متقدم آنجہانی و جنت مکانی بزرگوں کے اذکار و احکام، فضائل و خصوصیات کارنامے، سیرتیں، سرگزشتیں، قربانیاں، فتحمندیاں سنا کر نیز خود کو انہی سے اور انہی کے مشن کا حامل و علمبردار ثابت کر کے ہی اپنے مخاطبین کو اپنی دعوت و نصب العین کے قریب لاتا اور ان سے اپنی عظمت و صداقت کا لوہا منواتا ہے۔ چنانچہ ہر ملک و عہد میں اور اس زمانہ کے اندر بھی پاکبازی و باخدائی، احسان و ایثار، محبت و اطاعت، عدل و انصاف، ہمدردی و غمخواری، علم و عقل، فکر و احساس، قربانی و جانفشانی، عزم و استقامت، رعایا پروری و جہانبانی، اتحاد و یکجہتی وغیرہا کا جو کچھ بھی اسم و رسم باقی ہے وہ اتنا عصر جاریہ کے نہیں جس قدر کہ از آدم تا ایندم کے مصلحین و مجددین کی کوششوں، قربانیوں، دعاؤں اور زاریوں کا رہین منت ہے اس لئے یہ کہنا سو فیصدی حقیقت ہے کہ ہر داعی الی اللہ (مصلح و مجدد، نبی و مرسل، امام و معلم، مصنف یا مجتہد وغیرہم) دنیا سے شاد کام و بامراد جاتا اور راضیاً مرضیاً خدا سے ملاقی ہوتا ہے گو اس کی زندگی کے اندر اس کے ملک و قوم گھر یا گاؤں اپنوں یا بیگانوں میں اسکی دعوت پر کسی ایک شخص کیطرف سے بھی صدائے لبیک بلند نہ ہوئی ہو اور وہ ایک سطحی النظر کے خیال سے کتنی ہی گمنامی و کس مپرسی کی حالت میں عالم عقبیٰ کو سدھارا ہو۔

ستائیسویں (۲۷) حقیقت

ہر داعی الی اللہ کا نخل آرزو اسکے مؤید بروح من اللہ، ذہنی، عملی، ظاہری و باطنی غرض ہر لحاظ سے یکتائے عالم ہونے اور زیادہ سے زیادہ باخدا و جاں نثار ترین جمعیتہ المصلحین کی ہمنوائی و پشت پناہی کیساتھ وجود فی الفور بیج بوتے اور دنوں یا مہینوں کے اندر دیکھتے ہی دیکھتے پورے امن و عافیت اور سکون و اطمینان کے ساتھ بآسانی و جلدی نہیں بلکہ سالہا سال تک باد مخالف کے بے پناہ جھونکے اور حشر آفریں تھپیڑے سہہ کر، صدہا مرتبہ گر گر ابھر کر، لاتعداد انقباض کن و حوصلہ شکن طوفان اور آندھیوں سے دوچار

ہنی، اعتقادی، علمی، اخلاقی، غرض ہر قسم کی تباہی و پستی سے اپنی ہی تباہی و پستی کیطرح متاثر ہو کر بلا امتیاز بد و نیک اور ملکی و غیر ملکی یا یگانہ و بیگانہ انہیں اپنا نور نظر، لخت جگر، جسم و جان، اور گندگی میں عل سمجھ کر اور شیر کا سا دل و گردہ لے کر (ہر نہ بیتروں مصرعہ حقیقت ۲۶ کے ذریعے) اپنی شایان شان خدائی نصب العین (مصرعہ حقیقت ۲۶) کے مطابق ان کی اصلاح و ترقی یعنی انہیں خدا اور بندوں کی مرضی اور اپنی ذات اور ہر ذی روح کے حق میں بہتر سے بہتر بنانا، اور علمی، ذہنی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی وسیاسی غرض ہر اعتبار سے بام کمال تک پہنچانا ہی اس نے اپنا اوڑھنا بچھونا، اپنا مقصد وحید زندگی سمجھا اور اپنی جملہ علمی، دماغی، ظاہری اور باطنی، تحریری یا تقریری تو نوں قابلیتوں، عملوں، کوششوں اور قربانیوں کا مرکز و محور قرار دیا۔

چھبیسویں ۲۶ حقیقت

ہر داعی الی اللہ (نبی و مرسل، مصلح و مجدد، امام و استاد، مصنف و مجتہد وغیرہ) کے تیرہائے اصلاح و تذکیر (مصرعہ حقیقت ۲۶) اس کے اسباق و ہدایات، اس کے بیسردسوز نخ، اسکی ہر قسم کی اور جملہ قربانیاں اور جانفشانیاں محض اسکی اپنی ہی قوم یا فقط اپنے ہی وقت و عہد کے لئے نہیں بلکہ اس کا روئے سخن اپنے وقت و عہد سے لیکر ابد الآباد تک کی ہر قوم اور دنیا کے ہر دور و عہد کیطرف ہوتا ہے اور اسکے بعد کے ہر پہلے، دوسرے، تیسرے حتی کہ آخری سے آخری داعی الی اللہ کی زندگی بھی درحقیقت خود اسی کی زندگی اور اس کے بعد کے پہلے، دوسرے، تیسرے یا کسی نمبر کے داعی الی اللہ کا کوئی تعلیمی تقریری، اصلاحی یا تعمیری فوجی اور عسکری وغیرہا کارنامہ یا کامیابی بھی فی الواقعہ اسی کا کارنامہ اور اسی کی کامیابی ہوتی ہے **کیونکہ**

(۱) ہر متاخر داعی الی اللہ اپنے متقدم ہی کے بنائے ہوئے نقشہ میں رنگ بھرتا، اسی کی تیار کردہ زمین میں بیج ڈالتا یا اسی کے لگائے ہوئے بیل بوٹوں کو نشو و نما دیتا اور بار آور کرتا ہے۔

(۲) ہر متاخر داعی الی اللہ اپنے متقدم کی سالہا سال یا مدۃ العمر کی کوششوں، قربانیوں، عملوں، تقریروں یا تعلیموں ہی کی بدولت اپنی دعوت اور اپنے لئے ہوئے افکار و ہدایات اور طرز زندگی وغیرہا کے خلاف اپنے مخالفین کیطرف سے اس (اپنے متقدم) جتنے حیرت و استعجاب

بلکہ کمسنی و ناتمامی کی حالت میں چھوڑ جانے سے ہی (بہ نسبت بارآور حالت کے) اس کے جانشینوں کو
ن کے بڑھانے اور سرسبز و شاداب رکھنے کے لئے اپنے خون دل و جگر سے سینچنے کی ضرورت پیش آتی ہے

(۷) ہر ملک نہد کے اندر دادی پر خار اصلاح و تنظیم میں اترنے والے یہ سمجھ کر کہ اس محاذ کی تسخیر
تکمیل بچوں کا کھیل نہیں ہے بلکہ دور طول طویل اور غیر منتہی بھول بھلیاں ہیں، کڑاکے کی سردیاں
رمیاں، اپنوں بیگانوں کیطرف سے قیامت خیز و لرزہ انگیز قسم کی مخالفتیں و زیعتیں سہنے کیلئے
بٹان کا سا دل گردہ مانگتا ہے اس میں قدم زن ہونے سے پیشتر ہی اپنے ذہن و قلب اور جسم و جان کو
س کے شایان شان طور پر تیار کر سکیں -

(۸) وہ اپنی چند سالہ محنتوں، کاوشوں، تحریروں یا تقریروں، دلسوزیوں اور جانفشانیوں کا
ہنوز اور بظاہر کچھ بھی یا حسب دلخواہ نتیجہ برآمد ہونے اور اپنی (عارضی چند روزہ اور کبیت العنکبوت)
ناکامی کے باوجود (بیچ آخری یا ہمہ ہمیں یا ابدالآباد تک کبھی نہ کبھی تو اپنے کسی جانشین کے ہاتھوں اپنی آمد و کل
میں پوری پوری کامیابی کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ پر امید رہے نیز خوشدلی کی حالتیں میں رخصت ہو

اٹھائیسویں (۲۸) حقیقت

اصلاح و تذکیر عالم کے باب میں جن امور و ارکان کو سب سے زیادہ اہمیت بلکہ مفرد درجہ کی
حیثیت حاصل ہے حتی کہ انہیں کے بل بوتا پر اس میدان میں قدم رکھا اور آگے بڑھایا جا سکتا ہے
وہ (مصرحہ حقیقت ۲۰) ۱۔ فکر ۲۔ جیتی ۳۔ تسبب العین ۴۔ طریق کار ۵۔ استقامت ہی ہے
اس لحاظ سے عہد جاریہ کے منبر و خود سر ابن الوقت و صد رنگ، خوش پوش و عیش پسند علماء
و مبلغین، یا ائمہ و اساتذہ جو آج آگ ہوتے ہیں تو کل برف بن جاتے ہیں
کسی وقت ثریا تک جا پہنچتے ہیں اور کبھی ثری پر آ گرتے ہیں۔ صبح مسجد میں امامت نماز فرماتے
ہیں تو دوپہر کو کسی کسی سٹیج پر محرک و موئید یا صدر وغیرہ کی شکل میں جلوہ گر ہیں۔ اگر آج تبرائی
ہیں تو کل مدح صحابہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں لکھنؤ روانہ ہونے والے جتھہ کے سالار اعظم ہیں
شروع سال میں خطیب و معلم کا عہدہ سنبھالے ہوئے ہیں تو آخر سال میں حجرہ یا خانے کے
چلہ کش ہیں پچھلے دنوں جمہوریت اور پبلک یا حکومت خود اختیاری کے گن گاتے ہیں اور کتاب و سنت

رہ کر اپنے باغبان کو عیش و صحت، وقت و مال، خواب و خورش غرض ہر چیز سے محروم و بے نیاز کر دینے اور اس سے بھوکوں، پیاسوں، ضربوں اور زخموں طعنوں اور ظلموں کے متعدد و ناپیدا کنار سمندر عبور کروانے نفس انسان کو زہر ہلاہل دکھائی دینے والے قیامت خیز مہمات و لرزہ خیز حالات سے گذروانے اور تلخی و ناسازی ماحول و موسم کے باعث مدتوں افسردہ و نیم جان رہ کر اس کے بالکل آخری حصہ عمر بلکہ وصال الی اللہ کے بعد اس کی پہلی، دوسری یا قیامت تک کی کسی نہ کسی خلافت میں جاکر ہی حسب دلخواہ طور پر پھلتا پھولتا یعنی برگ و بار لاتا ہے یا بالفاظ دیگر ہر داعی الی اللہ کی ذات و صفات و فضائل و خصوصیات اسکی دعوت اور نصب العین یا افکار و ہدایات سالہا سال کے بعد ہی دنیا میں واضح و مسلم ہوتی اور اسکی دعائیں، کوششیں یا قربانیاں یعنی اصلاح و تذکیر خلائق کے محاذ میں پھینکے، ہوئے ہر قسم کے تیر (مصرحہ حقیقت ۷۵) بھی مدتوں کی جانکاہیوں کے بعد ہی نشانہ پر گرتے ہیں تا کہ :-

(۱) اس کا دل شائبہ فرح و فخر سے جوں کا توں محفوظ رہے -

(۲) اپنی دعوت و نصب العین (مصرحہ حقیقت ۷۵) کو زیادہ سے زیادہ مقبول و ہر دلعزیز بنانے کے سلسلہ میں اس کی تندہی و گرم جوشی کمزور نہ پڑنے پائے اور عزم و استقامت کوششوں اور قربانیوں دعاؤں یا التجاؤں، بیتابی و تضرع، اور اپنے اندر ذہنی و اخلاقی یا علمی و عملی غرض ہر قسم کی بلند پایہ مجاہدانہ قابلیتیں اور جہانبانہ صلاحیتیں پیدا اور جمع کرنے کی رفتار میں اس کے دم آخریں تک ذرہ برابر سرد مہری و بے اعتنائی کو دخل و اثر کا موقعہ نہ مل سکے بلکہ وہ روز بروز تیز سے تیز تر زیادہ سے زیادہ سرگرم و مستعد کار اور چاق و چوبند ہوتا جائے .

(۳) وہ اپنوں یا بیگانوں کے طعن و دشنام، توہین و اتہام، درد و کرب، حسرت و الم، خون اور کیچڑ گرد و غبار سے لتھڑے ہوئے دریدہ بریدہ چیتھڑوں میں ہی اصل بحق اور لسانی یا سنانی ضربوں اور زخموں سے چور نحیف و ناتواں جسم ترک کر کے ملحق بالرفیق الاعلیٰ ہو -

(۴) اس کی جسمانی یا روحانی کوفت و اذیت، تشویش و اضطراب نہ صرف برقرار رہے بلکہ ہمیشہ بڑھتی رہے اور اس بنا پر وہ عند اللہ زیادہ سے زیادہ مستحق اجر و ثواب قرار پائے اور عند الناس قدر و تحسین کا بلند سے بلند مقام حاصل کر سکے

(۵) اس کے خلفاء و ورثاء اس کے لگائے ہوئے پودے کی پرورش و آبیاری کیلئے اس سے بہت کچھ سیکھ سکیں -

دلنے، گھر اور باہر، بیوی یا بچوں، عیش و آرام، نقل و حرکت، وحشت و خودسری، وغیرہا چیزسے ہجرت ہی کا مجموعہ ہے۔

روزہ بھی نماز کے مقابلہ میں طویل مدت کے لئے لیکن اس سے کسی قدر کم افعال و اشیاء سے ہجرت ہی کی تعبیر ہے۔

حج بھی جسمانی، زبانی اور روحانی حیثیت سے نماز اور روزہ کی نسبت کہیں زیادہ وقت و مسافت لیکن مہجورات کی تعداد کے لحاظ سے ان کے مقابلہ میں کمتر افعال و اشیاء سے ہجرت ہی سے عبارت ہے۔

زکوٰۃ سے بھی اپنے نقد و جنس اور متاع عزیز سے ہجرت ہی مراد ہے۔

حجاب بھی گھر سے باہر کے اور بیگانے حسن و جمال، لطف و عیش، باغ و بہار، شادیوں، تماشوں، تھیٹروں وغیرہا ہر قسم کی دلچسپیوں اور رونقوں سے دل و زبان، آنکھ، کان، اور دست و پاکی، نفرت و بیزاری اور دل برداشتگی (ہجرت) ہی کا ملخص ہے۔

قتال فی سبیل اللہ بھی اپنے سب سے زیادہ، سب سے بڑے اور سب سے محبوب و نایاب ترین متاع انسانی یعنی جان عزیز تک سے ہجرت ہی ہے۔

بنابریں ہر داعی الی اللہ نے؛ عام اس سے کہ وہ عملاً تارک الوطن بھی تھا یا نہ) امن و خوف، عسر و یسر شادی و غم، جوانی و پیری، فتح و شکست اور سفر و حضر غرض ہر قسم کے حالات زندگی میں جمیع ماسوی اللہ یعنی گھر بار، کھانے پہننے، اموال و مواشی، مکان و سامان حتیٰ کہ چارپائی و بستر تک دنیا کی نعمتوں اور خوشیوں میں نہ صرف غیر ضروری ولایعنی بلکہ ایک مادہ پرست و ظاہر بین کی نظر میں انتہا درجہ ناگزیر و جزو زندگی ضروریات سے بھی ایک مہاجر و عابر السبیل کا سا نیند لانہ، کان لم تکن یعنی فقط اسی قدر تعلق رکھا اور محض اتنا ہی استفادہ کیا جس کے بغیر اس کے لیے نہ صرف اپنے مقاصد بعثت و فرائض منصبی بلکہ عام انسانی حقوق و فرائض خلاق و خلائق یعنی عبادات و معاملات وغیرہا سے سبکدوش ہونا اور زندہ رہنا تک بھی ناممکن تھا۔

کی روشنی میں اس ملک عہد کے اندر خالص اسلامی طرز حکومت اور اس کے عزم و دعوت کو مجذوب کی بڑ قرار دے رہے تھے تو آج حکومت الٰہیہ کے شوق و امید میں خواب و خورش تک حرام کر چکے ہیں کبھی احرار یا کانگرس کی صناکاری میں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے تو ان دنوں مسلم لیگ سٹیج کی اداکاری میں سرتاسر وقف و نثار ہیں یا باہر اور بیگانوں کی تعلیم و تذکیر کے لئے تو ایک بحر دخار زبان و قلم کے تاجدار، ایک کے ہزار برق و باد کے گھوڑے پر سوار **بلکہ** ۲ آندھے، بہرے اور گونگے بنے رہتے ہیں اور فکر و بے چینی، نصب العین، طریق کار اور استقامت کا نام تک نہیں جانتے بارگاہ الٰہی میں امام و قائد تو کیا **ایک** ادنیٰ چپڑاسی یا اردلی کی سی بھی قدر و قیمت نہیں رکھتے۔

انتیسویں ۲۹ حقیقت

ہجرت یعنی سب سے زیادہ محسن و با اختیار ہستی کے لئے دنیا و ما فیہا سے علیحدگی و بے نیازی ہی **تشابہ بالخالق** ہے یعنی، وقتی ہجرت، تعلق بفنا فی اللہیت کا منتہائے کمال، عامہ انسانیت سے مساوات و مشابہت اور ہر ادنیٰ یا اعلیٰ کی تسخیر و تالیف، ہر اپنے یا بیگانے کے ساتھ بغض و عناد یا فخر و حسد شکایت و شکوئی اور خود غرضی و بد اندیشی اور ان کے اہتمام تک سے بچنے اور خود ہر کسی کی طرف سے بغض و حسد سے نجات پانے کا ایک لاجواب ذریعہ ہونے کی وجہ سے کسی شخص و مقام کی اصلاح و ترقی کا اصل الاصول اور علی الخصوص کسی داعی الی اللہ شخصیت یا جمعیت کا اہم اصلاح و تذکیر سر کرنے کے لئے ایک کارگر ترین ہتھیار ہے اس لئے صحیفہ اسلام کے آ یعنی لا الہ الا اللہ سے لے کر اس کی ی یعنی قتال فی سبیل اللہ تک کے جملہ ابواب و فصول (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قتال وغیرہ) میں جو عنوان بار بار سب سے زیادہ جلی و نمایاں اور مڑ مڑ کر آنکھوں کے سامنے گردش کرتا ہے۔ (گو کہیں وہ فقط زبانی، کہیں صرف قلبی کبھی جسمانی، کہیں معمولی اور خفی، کہیں زیادہ وزنی، مہیب و جانکاہ اور ہمہ گیر ہو، کہیں مجمل ہو اور کبھی مکمل، کہیں تھوڑے وقت کے لئے ہو، اور کبھی زیادہ دیر تک یا عمر بھر کے واسطے، کبھی اشارۃً ہو اور کبھی صراحتہً کبھی منکرات سے ہو اور کبھی مباحات سے) وہ **ہجرت ہی** ہے چنانچہ کلمہ طیبہ توحید بھی فقط زبانی لیکن جمیع ماسوی اللہ سے ہجرت ہی کا دوسرا نام ہے۔

نماز بھی کچھ عرصہ کے لئے زبانی، جسمانی، اور باطنی و روحانی طور پر کھانے، پینے، دیکھنے، سننے

لہذا پہلا گروہ تو خود داعی الی اللہ (امام نماز) نائب امام نماز، مدرس، مفتی و قاضی، موذن وغیرہم پر مشتمل، دوسرے گروہ یا جمعیت المصلین کے ذاتی و قومی امور اسکے فرائض و اختیارات، احکام و ہدایات، طریق کار و طرز عمل نیز ہا کے خلاف جرح و تنقید، بحث و اعتراض، کسی چیز یا کام کو صحیح و غلط یا مضر و مفید کہنے کے اختیار سے کلیتہً محروم اور ان امور میں گا ہے ماہے معمولی طور پر فقط اظہار رائے یا فقط اپنی ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی یا استفتا وغیرہا میں مختار لب کشائی ہوتا ہے۔

لیکن دوسرا (جمعیۃ المصلین کا) گروہ اپنے میں سے ایک ایک رکن یعنی موذن، معلم و خطیب مفتی و قاضی، نائب امیر و ہم حتیٰ کہ خود امام نماز کے ذاتی اذکار و اعمال، عبادات و معاملات جماعتی و قومی احکام و ہدایات، اس کے طرز عمل اور طریق کار، نماز جمعہ میں دیر سویر، کسی عہدہ دار کے عزل و نصب، بیت المال کے انفاق و امساک، کسی شعبہ کے اجرا و تخفیف وغیرہا اور جماعتی فیصلوں اور مشوروں میں بحث و تمحیص یا جرح و اعتراض اور ترمیم و تنسیخ کا (مگر تا بامکان کھلے بندوں اور اجلاس عامہ کے اندر نہیں بلکہ علیحدگی یا زیادہ سے زیادہ مجلس شوریٰ میں) من عند اللہ پورا پورا مجاز و حقدار ہوتا ہے۔

چنانچہ قرون اولیٰ کے علمبرداران اصلاح و ترقی عالم کے ہماری نسبت تعدادی، مادی اور عسکری وغیرہا ہر حیثیت میں ایک فئۃ قلیلہ و مستضعفہ نیز درسی و اکتسابی علوم و فنون کی طرف سے یکسر بے بہرہ و تہی مایہ ہونے، تہذیب و تمدن کا نام تک نہ جاننے، نشر و اشاعت کے کم سے کم اور معمولی سے معمولی بلکہ نہ ہونے کے برابر ذرائع رکھنے، اپنی دعوت و نصب العین کو دنیا میں پیش کرنے اور اس سے لبیک کہلوانے کی راہ میں حد وہم و گمان سے بڑھ کر مہیب و ناقابل تسخیر رکاوٹوں اور قدم قدم بلکہ سانس سانس پر زہرہ گداز قسم کی اور پہاڑوں سے عظیم و شنیدہ نادیدہ و ناشنیدہ مصیبتوں سے دوچار ہونے کے باوجود ذہنی اخلاقی، تمدنی اور سیاسی غرض ہر اعتبار سے دنیا کا صدیوں اور قرنوں کا ریکارڈ مات کر دینے اثر و کشش کے لحاظ سے برق و مقناطیس سے قوی تر ثابت ہونے، ایام معدودات میں بحر و بر سے اپنی جلالت و صداقت کا لوہا منوا لینے کا باعث بھی درحقیقت ان کا ان تین ۳ حقائق کو بخوبی سمجھنا، بلکہ ان کا معلم و موجد ہونا، انہیں بہ تمام و کمال بروئے کار لانا،

تیسویں حقیقت

ہر داعی الی اللہ (جو کہ مربی و داعی خلائق بھی ہوتا ہے) کا حلقۂ خطاب اپنی ضروریات، اس (داعی الی اللہ) سے تعلقات اور اپنے فرائض و اختیارات کے اعتبار سے ہمیشہ دو گروہوں میں مشتمل ہوتا ہے۔

پہلا یعنی فقط اپنا آپ سنبھال سکنے والا گروہ۔

اس گروہ کو اپنے داعی الی اللہ کے ساتھ سوال و جواب، بات چیت، آمد و رفت، نشست و برخاست، بحث و تنقید، عذر و اعتراض، اجتماعی نماز یا جمعہ وغیرہا اجتماعات میں شمولیت وغیرہا سے زیادہ تر اپنی ہی ذاتی (روحانی، ذہنی، علمی، اخلاقی، جسمانی و مادی) ضروریات و مشکلات زندگی تعلیم و تربیت، روٹی کپڑا، علاج و عیادت، مکان و سامان، امن و انصاف، نکاح و معاش وغیرہا سے عہدہ برآ ہونا مقصود ہوتا ہے دوسرا یعنی بلند پایہ (ذہنی، علمی، اخلاقی اور روحانی وغیرہا) قائدانہ و جہانبانہ قابلیتوں سے آراستہ اور اس بنا پر (اپنے علاوہ) پہلے گروہ کی اصلاح و ترقی یعنی اس کی مذکورہ ہر دو قسم (مادی و روحانی) کی ضروریات و مشکلات زندگی میں اپنے امام و امیر (داعی الی اللہ) کا دست و بازو بننا، جسم و جان بن کر اپنے تمام کے تمام وقت و مال سے اس کا ہاتھ بٹانا اور اسکی (زندگی اور بعد الموت بھی) خلافت و جانشینی کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے والا خود داعی الی اللہ یا عوام و جمہور کا مقررہ و منتخبہ اور نمائندہ ذہنی، اس کی مجلس شوریٰ، اس کے سابق الاول، جانباز و سرکف حواریین اور نائب امام موذن و مفتی و قاضی یا خطیب وغیرہم پر مشتمل) مصلحین کا گروہ جس کے ساتھ داعی الی اللہ (امام نماز و امیر جمعیت) کے زیادہ تر سوال و جواب، نشست و برخاست، گفت و شنید، آمد و رفت، ملاقات، لین دین حتی کہ نکاح و نکاح غرض ہر قسم کے اور تمام تر گہرے سے گہرے علائق و روابط قائم کرنے، ان سے شیر و شکر ہو رہنے اور ان کو سر آنکھوں پر بٹھانے اور دل و جان کا رتبہ دینے سے (داعی الی اللہ کو) خود ان کی تذکیر و تسخیر کے علاوہ ان سے اپنے مقصد بعثت کی انجام دہی یعنی دنیا کی اصلاح و ترقی کا کام لینا اور انہیں اس (پہلے گروہ) کی ہر دو (مادی و روحانی) قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی کا بذات خود بیڑا اٹھانے کے قابل بنانا مقصود ہوتا ہے۔

باجبروت سے باجبروت حکومت سے ٹکرا سکتا ہے، طرفۃ العین میں ربع مسکون کو زیروزبر کر سکتا ہے
خود کو لعلوں کے ساتھ تلوا سکتا ہے، ہزار در ہزار جی حضوریئے، کاسہ لیس، قدمبوس اور کفش بردار پیدا
کر سکتا ہے، اشارۂ چشم و ابرو سے اپنے پیروؤں کو خون و آتش تک کے سمندر میں چھلانگیں لگوا سکتا ہے
دنیا کے دل و دماغ میں قیامت صغریٰ برپا کر سکتا ہے، اپنے اعزاز و استقبال میں میلوں طول طویل اور
شاندار سے شاندار جلوس نکلوا سکتا ہے، اپنے زور بازو سے جمہوری و خود اختیاری طرز حکومت حاصل کر کے
پریذیڈنٹ اور ڈکٹیٹر تک بن سکتا ہے لیکن منشا الٰہی، کتاب و سنت اور (از آدم تا ایندم کے)
داعیین الی اللہ کے متفقہ نصب العین زندگی (مصرحہ حقیقت ۱۲) کے موافق نمونہ کا کوئی ملک کا ملک
اور علاقے کا علاقہ تو کیا ایک گاؤں یا چھوٹی سے چھوٹی جمعیت بھی (اگر اب تک نہیں تو آئندہ ہزار
یا لاکھ سال تک بھی) تیار کر کے نہیں دکھا سکتا بلکہ ایک حقیقت بین و عقابی النظر کو تو ادعائے مصلح و قائد
بذات خود فسق و معصیت، مادیت و مغربیت اور الحاد و دہریت کے اسی قیامت خیز طوفان
وہلاکت انگیز "سَیْلُ العرم" کے اندر جو ساری دنیائے عوام کالانعام کے جدی و سلفی عزت و وجاہت
اور خاندانی، علمی و روحانی یا تبلیغی و تجدیدی روایات کے سرسبز و پر بہار باغات اور سر بفلک محلات
کو ایک عرصہ سے کھنڈروں اور ویرانوں میں تبدیل و پیوند زمیں کرتا چلا آرہا ہے کلاً یا جزواً، عقیدۃً یا
عملاً کچھ تو بہہ چکا اور رہا سہا امروز فردا تک بہا کہ بہا نظر آرہا ہے چنانچہ فی زمانہ اور تو اور خود مصلح و مجدد
دوراں خاندانوں اور اعاظم رجال کے اوراث و اخلاف کے اندر بھی ہر جگہ نیکی کی بجائے بدی، دین
کی بنسبت دنیا، زمانہ سے ٹکر لینے والوں کی بجائے اس کے دوش بدوش چلنے والے اور مصلحین و مجددین
کے مقابلہ میں جامد و مداہن ہی کار فرما نظر آتے ہیں کیونکہ ابن آدم اصلاً، نسباً یا تلمذاً خواہ کوئی اور
کہیں کا ہو لیکن فکراً و عملاً تو ازل سے ماحول ہی کا ہوا کرتا ہے فالی اللہ المشتکی ثم الی اللہ المشتکی
جس کی وجہ سے دور جاریہ کا کوئی بڑے سے بڑا فقیہ و فلاسفر، نامی و گرامی مجاہد و غازی، مشہور سے مشہور
مصنف و ایڈیٹر، باخدا سے باخدا عارف و صوفی، قابل سے قابل شاعر و انشا پرداز، سر فروش سے سر فروش
اور جانباز سے جانباز قائد و لیڈر گو حکومت وقت یا کسی دوسری سیاسی تحریک و جمعیت سے ٹکرانے
اور کسی مہم میں فتح پا لینے، مرن برت، بھوک ہڑتال، یا قید و بند کی بے پناہ سختیاں جھیلنے کی وجہ سے خود
کو کتنا ہی محسن و غمخوار ملک و ملت کیوں نہ سمجھتا ہو اور عوام کالانعام میں کیسا ہی مقبول و معزز کیوں نہ ہو

اور انہی کی روشنی میں تیار کردہ لائحہ عمل کو اپنا نا تھا۔ پس اب (یا کسی اور زمانہ میں) بھی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی یا اقتصادی و سیاسی وغیرہا ہر لحاظ سے پستی و زبوں حالی کے عمیق ترین غاروں میں گری ہوئی، تہذیب و تمدن کے اعتبار سے کسی قسم اور کسی پایہ کے باشندوں پر مشتمل و خونخوار سے خونخوار حکمرانوں کے ہاتھوں ظلم و استبداد کی مضبوط سے مضبوط زنجیروں میں جکڑی ہوئی فکر و احساس میں مردوں سے بدتر اور فسق و الحاد کے فولادی قلعوں میں چاروں طرف سے گھری ہوئی کسی آبادی کے گاؤں یا شہر کو ہر حیثیت میں ٹھیک خیر القرون کا ہم پلہ بنانا قطعی اور یقینی ہے بشرطیکہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کسی ایسے پروگرام سے کام لیا جائے جس کی ترتیب و تکمیل نیز امام، عہدہ داروں اور کارکنوں کے انتخاب و تقرر کے وقت متذکرۂ صدر نفیس حقایق کو پیش نظر رکھا گیا ہو اور اس قسم کا پروگرام اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ باحسان و توفیق الٰہی یہی اور فقط یہی ہے گو سر دست دنیا جہان کے اندر چند مٹھی بھر ادارہ وہ بھی سرے کے حق آگاہ و دیدہ ور اور با خدا و مشروح الصدر ربزرگ ہی اسے کما حقہٗ صحیح و واجب التسلیم اور نتیجہ خیز یقین کر سکیں اور بغیر اس پروگرام کے محض درس و تعلیم، وعظ و خطبہ، نماز و جمعہ، تحریر و تصنیف، جرائد و رسائل، روحانی و باطنی تعلیم و تزکیہ، بیعت و ارادت لفنون و طریقیت کا نفرنسوں اور جلوسوں، مناظروں، اور بحثوں چیلنجوں، پریڈوں، ریزولیوشنوں اور اپیلوں، ستیہ گرہوں، بھوک ہڑتالوں، عدم تعاونوں، بائیکاٹوں اور احتجاجوں، برسیوں اور نقاب کشائیوں یا پرچم آرائیوں، دار العلوموں، لائبریریوں، اکاڈیمیوں، یونیورسٹیوں اور کالجوں، جشنوں اور عید میلادوں یا پرزور سے پرزور تحریکوں، شاندار سے شاندار مظاہروں، دلفریب سے دلفریب اسکیموں یا کونسلوں یا اسمبلیوں، بیش بہا سے بیش بہا جسمانی یا مالی اور جانی قربانیوں غرض رائج الوقت جملہ تدابیر و ذرائع سے کوئی فقیہ و فلاسفر، عارف و صوفی، شاعر یا ایڈیٹر، معجز بیان و سحر نگار مفکر و لیڈر، عقل و فکر کے اندھوں، مادہ پرستوں، ہنگامہ پسندوں، رند مزاجوں، نادانوں اور سادہ لوحوں کی طرف سے بیشک چند ایام کے لئے جتنا جی چاہے واہ واہ و اہ واہ اور زندہ باد، زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کروا سکتا ہے، گلے میں لاکھوں اور منوں پھولوں کے ہار ڈلوا سکتا اور سرتا سر گلدستہ بن سکتا ہے، بطل حریت، فدائے ملت، شہید وطن وغیرہا سنہری القاب بھی حاصل کر سکتا ہے، اگلی اور شیر و شہد بلکہ عطر و عنبر سے پاؤں دھلوا سکتا ہے اپنی یادگار کے طور پر سونے کے بت نصب کروا سکتا ہے

کی رہنمائی میں اور اس میں مندرجہ افکار و ہدایات کو بتمام و کمال اپنا کر کام کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔

یا

خدارا سرے سے عزم و ادعائے اصلاح و تذکیر خلائق اور امامت نماز خطابت لیڈری ایڈیٹری شاعری، تصنیف و تدریس وغیرہا سے جس منصب پر بھی مامور و متمکن ہیں اس سے قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم کے حق میں ہمیشہ کے لئے دست کش ہو کر سر تا سر محض دنیا اور اسی کی بہاروں زینتوں اور دلفریبیوں ہی کو ظاہراً و باطناً اپنا اکبر الہم ٹھہرائیں اور اسی کے ہو رہیں اور بدیں غرض غیر الٰہی و طاغوتی مغربی یا مشرقی علوم و فنون، بلند پایہ و کثیر المعاوضہ سروسوں اور زراعت و تجارت وغیرہ کی راہ لیں اور حکام وقت کے دفتروں اور اخباروں کی جاروب کشی، سیاسی لیڈروں کی ریزہ چینی، و حاشیہ نشینی یا نوابوں اور راجاؤں کی قصیدہ خوانی و کفش برداری کی سعادت آبائیہ سے بہرہ اندوز ہونے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ مصلحانہ، جہانبانانہ اور قائدانہ قابلیتوں سے بے بہرہ یا نیم ادھر ہو کر کام کرنے کی صورت میں اور اصلاح و تذکیر خلائق کے مروجہ طریقوں پر مصر و قانع رہنے اور موجودہ دورخی و سرد مہری کو برقرار رکھنے سے صرف تباہی ملک و ذلت دین الٰہی ہی یقینی نہیں بلکہ مستقبل قریب میں اچھوتوں، شودروں، اور گھسیاروں کی کوئی قدر و پرسش رہ جائے تو ممکن ہے لیکن خود ان سے بڑھ کر ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کی دنیا کے اندر کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔

لیکن اگر خدانہ کردہ مذکورہ ہر دو گذارشات سے وہ کسی ایک پر بھی کان نہ دیں تو ان کے حلقہ بگوشوں، حاشیہ نشینوں، عقیدت مندوں، ان کی جادو بھری تحریروں یا تقریروں "بصیرت افروز" وعظوں یا خطبوں، کیف آور نظموں یا مضامین و مقالات سن کر سر دھنتے اور عش عش کرنے والوں شاگردوں مقتدیوں، مریدوں اور ناظرین کتب و اخبارات کے لئے لازمی ہے کہ وہ ان سے معروضہ صفحات آئندہ پروگرام کے اعتصام یا بصورت تردید و انکار اس سے بہتر (لیکن مذکورہ نفس حقائق کی روشنی میں بنا کردہ) کوئی دوسرا لائحہ عمل خود مرتب کرنے اور اسی کو مشعل راہ قرار دینے کی درخواست کریں اگر مذکورہ ہر دو راستوں سے بھی وہ کوئی سا راستہ قبول و اختیار کرتے نظر نہ آئیں تو ان پر کوئی وزرد

یا دہانتا، دہر ماننا، اور سحبان العالم یا حسان الہند ہی کے القاب و اعزازات سے سرفراز ہوجاتے حتیٰ کہ اڑ کر عرش عظیم کو بھی چھو آئے، اپنے سفاک سے سفاک، ملحد سے ملحد اور پسماندہ سے پسماندہ مخاطب دعوت شخص، گاؤں یا حلقہ کو بھی (اس کی طرف سے اپنی دعوت کو لبیک نہ کہلا سکنے یا اس میں اپنے مشن و نصب العین کو بار آور نہ کر سکنے کی بنا پر اسے) برا بھلا یا غبی و شقی کہنے یا اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناقابل اصلاح و انفعال قرار دینے وغیرہا کی بجائے خود (مصلح و قائد) اس کی طرف سے جتنا بھی کوسا، مورد طعن و ملامت اور نشانہ جرح و تنقید بنایا اور جس قدر بھی غبی و کم فہم، متلون و مذبذب، ناآشنائے مزاج و منشائے دین، بے بہرہ مقتضیات وقت و ماحول، خود سر و بے راہ رو، خود غرض و نفس پرست تن آسان یا عافیت کوش، مداہن و کوتاہ بین، بے رحم و کور باطن سمجھا جائے کم ہے تاوقتیکہ وہ مروجہ من گھڑت و خانہ زاد، فرسودہ و زنگ خوردہ، خلاف کتاب و سنت اور انسان کی ذہنی، اخلاقی، روحانی و مادی یا مقامی و ملکی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی سے کلیتہً بے جوڑ تمام تر لوائح عمل و طرق اصلاح و ترقی خلائق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر مذکورہ تیس حقائق کی روشنی میں تیار کردہ لائحہ عمل کو اپنا حرز جان بنا کر اس سے مشعل راہ کا کام لینا شروع نہ کردے بنا بریں اس زمانہ کے اندر کہیں بھی رہنے اور بسنے والے ہر قسم کے داعیین الی اللہ، مدعیان اصلاح و ترقی عالم علمبرداران اقامت دین و احیائے ملت، طلبگاران حکومت الٰہیہ و خلافت الراشدہ اماموں، واعظوں خطیبوں، مدیروں اور انشا پردازوں، سجادہ نشینوں اور مشائخ طریقت، لیڈروں، پروفیسروں محدثوں اور مفسروں، مساجد و مدارس کے مدرسوں، ناظموں اور منتظموں سے انتہائی عقیدت و دلدادگی (حتیٰ کہ ان کے پاؤں دھو کر پینے میں اپنی عزت و عافیت دارین مخفی سمجھنے کے) باوجود ان سے حد درجہ عجز و الحاح کے ساتھ پرزور سے پرزور طریق پر اپیل کی جاتی ہے کہ اگر وہ اپنے ہمدردی ملک و غمخواری دین و قوم کی عزائم و دعاوی میں سچے اور اپنے علم و عقل، فکر و احساس، اثر و رسوخ، تحریر و تقریر وغیرہا جملہ قوتوں اور قابلیتوں کو ٹھکانے لگانا، اور ٹھیک اسی مصرف میں لانا چاہتے ہیں جس کے لئے وہ خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہیں نیز فی الواقع دین الٰہی اور اس کے اغراض و مقاصد کو کالشمس فی النہار درخشندہ و تابندہ یعنی محیط بحر و بر دیکھنے اور خود مجاہد و مجدد دوران اور وارثۃ الانبیاء کہلانے اور مقربان بارگاہ الٰہی کی صف اول میں جگہ پانے کے متمنی ہیں تو آج اور ابھی سے سچ کو

باسمہ سبحانہ

پروگرام ہذا

مشتمل بر دوازدہ ١٢ تدبیر

یہاں سے شروع ہوا

مرتبہ

عبد الغفار غفر لہ

احقر عزیز محمد نشتر کاتب

دوہاں نہیں بلکہ عین منشار کتاب وسنت ہوگا کہ وہ فی الفور اور بلا تامل انکی قیادت ومرجعیت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کردیں یعنی ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان سے درسی تعلیم وفیض باطنی حاصل کرنا، ان کی لکھی ہوئی کتابیں یا اخبارات وجرائد خریدنا یا پڑھنا، ان کی دعوت پر کسی مذہبی یا سیاسی تحریک واجتماع یا وعظ ودرس وغیرہا میں شامل ہونا، دامے، درمے، یا قدمے کسی کام میں انکا ہاتھ بٹانا اس لئے کہ یہ سب کچھ جمود وقعود اور پانی بلونے پر تعاون، ہاتھ پیر ٹھونکنے اور حوصلہ افزائی کا مترادف اور بدیں جہت دینداری یا کار خیر نہیں بلکہ ان پر نیز قوم ودین سے ایک ظلم عظیم ہوگا یکسر اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں اور خدا کا نام لے کر اس پروگرام کے اذکار وہدایات کے مطابق خود کام کرنے کو آگے بڑھیں کہ کسی گاؤں یا شہر ومحلہ کی اصلاح وترقی اور اسکی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی یا سیاسی، روحانی یا مادی غرض ہر قسم کی ضروریات ومشکلات زندگی حل کرنے اور اس سلسلہ میں امامت نماز، قضاء وافتاء، مدرسی، محرری یا موذنی یعنی ایک جمعیۃ المصلین کے فرائض انجام دینے کے لئے فکر واحساس، عزم واستقامت، تندہی وجانفشانی، ہمدردی وغمخواری اور پھر اس مہم میں کامیابی وفتحمندی کی پوری پوری توقع اس قدر غیر مقامی الاصل، متغائر النسب، اجنبی، تنخواہ دار قابل سے قابل ترین علامہ زمان اور حبر المتبحر ناموں یا مدرسوں (جن کے ساتھ کشوئی قسمت سے آج تک انہیں پالا پڑتا آرہا ہے) کی ذات سے نہیں جتنا کہ مقامی الاصل وہم نسب، غیر تنخواہ دار، محنت ورضا کارانہ کام کرنے اور صرف حسب ضرورت مادری وملکی زبان میں تحریر وتقریر کی معمولی سی قابلیت رکھنے والے امام نماز اور مقامی جمعیۃ المصلین یعنی خود ان سے کی جاسکتی ہے۔

کو اس کی ہر قسم کی مادی یا روحانی، تمدنی و سیاسی ضروریات و مشکلات زندگی سے بوجوہ احسن عہدہ برآ کرنے اور دنیا و عقبیٰ میں اسے بلند سے بلند مراتب دلانے کا بیڑا بھی کوئی بڑی سے بڑی تحریری یا تقریری کوشش، خدمتیں اور قربانیاں یا بے پناہ مادی و عسکری قوتیں، فوجیں، قلعے اور خزانے، دعائیں یا وظیفے اور بلند پایہ سے بلند پایہ شخصیتیں نہیں بلکہ یہی اور فقط یہی اٹھا سکتی ہے **بشرطیکہ**:—

فکری پہلو سے

(۱) **دل میں بھی** اجتماعی نماز پنجگانہ ہی کو (الف) اسی کے کتاب و سنت میں سب سے زیادہ اور ہر حالت میں مفروض و موکد اور موجب اجر و ثواب قرار دیے جانے (**ب**) اسی کے سب سے بڑھ کر نیز انتہا درجہ دشوار و شدید قواعد و شرائط سے مشروط ہونے (**ج**) اسی کے ترک و غفلت پر سب سے زیادہ لرزہ خیز، ہوش ربا قسم کی وعیدیں سنائے جانے (**د**) اسی کے باقی اعمال و احکام کی نسبت زیادہ سے زیادہ روزانہ و بار بار ادا کروانے **کی بنا پر** باقی جمیع اعمال و فرائض دینیہ یعنی روزہ، حج و زکوٰۃ، تعظیم و اطاعت والدین، قیام اللیل، قتال فی سبیل اللہ، درسی و کتابی علوم و فنون، تعلیم و تعلم، درس و جمعہ تحریر و تقریر، جلوس و اجتماع، ریاضتوں، چلہ کشیوں، دعاؤں، مراقبوں، تخلیوں، وظیفوں و مطالعوں سخاوتوں اور فیاضیوں وغیرہا کے مقابلہ میں (ہر خاص و عام) کے لیے ہزار درجہ بڑھ کر اہم **و ضروری** (ہ) ہر مشکل و ضرورت انسانی کے لیے **موثر و کارگر ہتھیار** خدا یا بندوں، اپنوں یا بیگانوں، گاؤں یا خاندان شہر یا ملک و قوم اور اعزہ و اقارب یا امام و امیر سے محبت و عقیدت، ہمدردی و خیر اندیشی، نظم و اتحاد، **کی واحد دلیل یہ مقدمہ** دیگر فرائض و ارکان دینیہ و احکام و ہدایات الٰہیہ کے لیے بھی شوق و ہمت ابھارنے، تتمیم اخلاق و تکمیل انسانیت، تسخیر جذبات و ذبح نفس و شیطان، خدا کے ہاں بیماری و تنگدستی، مظلومی و بیچارگی، تجرد و للہ دلی وغیرہا ہر قسم کی مشکلات و ضروریات زندگی دائر کرنے اور حل کروانے، زندگی و روشنی دل، ذہنی، اخلاقی، روحانی، تمدنی، و اقتصادی شخصی یا قومی اصلاح و ترقی کا سہرا اپنے یا بیگانے کو مرغوب و متاثر کرنے کا لاجواب ذریعہ و بہترین زاد المعاد، ملاقات و مناجات الٰہی کا ایک پرسکون و دلکشا ترین کمرہ، زندگی اور جمیع اعضاء و قوٰی انسانیہ اور تمام تر جسمانی یا روحانی قوتوں اور قابلیتوں کا بہترین مصرف، موزوں و محبوب

پہلی تدبیر

اجماعی نماز پنجگانہ اور قیادت و اقتداء

کی

ماہیت اور ضرورت و اہمیت

اور ان

کی

تشریح و تفہیم، انہیں ان کی صحیح و واقعی سطح پر لانا
یعنی ان سے وہی کام لینا جس کے لئے وہ

مشروع ہیں!

اگر یہ صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ کسی قوم، برادری یا آبادی کے جمیع ارکان و عناصر کا زیادہ سے زیادہ اور منظم و باقاعدہ اجتماع، میل، ملاپ، باہمدگر کہنا سننا، امر و اطاعت، یکرنگی و ہم آہنگی اور مرکزیت ہی اس کی زندگی کا **ثبوت** اس کی دائمی و ابدی ترقی کا راز، اس کی صدیوں اور پشتوں کی برباد شدہ، چھپی ہوئی یا مطلوبہ عزتوں، دولتوں، برکتوں اور شادمانیوں کی **کنجی** نیز علمی، ذہنی، اخلاقی، اقتصادی، یا سیاسی غرض ہر طرح کی منزلت و ترقی کی خواہ گہرائیوں سے نکال کر ہر حیثیت میں اسے **فلک الافلاک** تک پہنچا دینے کی **سیڑھی** اور اس کے انتہا پر پہنچا رہنے کے لئے برقی و مقناطیسی جذب و اثر پیدا کرنے کا واحد **ذریعہ** ہے اور یہ ظاہر بین نشانی بتلاتا ہے کہ مذکورہ تمام صفات و محاسن کی [illegible] **اجتماعی نماز پنجگانہ** کے سوا دنیا میں کوئی دوسری چیز نہیں ہے تو کسی شبہ [illegible]

اخلاقی، جسمانی یا مالی، اقتصادی یا سیاسی، شخصی، خانگی یا قومی ضروریات ومشکلات زندگی کے سلسلہ میں اس کے ذریعہ احکام و ہدایات الٰہیہ پڑھنے، سننے، **سیکھنے د**۔ اس کے بند کرنے پر بند اور آزاد کرنے پر آزاد **ہو جانے** یا کھڑا کرنے پر کھڑا ہونے یا اس کے بٹھانے پر بیٹھنے وغیرہ **سے**

و۔ اسے (امام نماز کو) ماں باپ زن و فرزند، مال و متاع، مکان وسامان غرض خدا کے بعد ہر شخص و چیز حتی کہ جان سے بڑھ کر عزیز و جلیل القدر، نیز علم وفضل، اخلاق و عادات، ظاہر و باطن ذہانت و فراست، حق آگاہی ودیدہ وری اور عالی ہمتی غرض ہر اعتبار سے ایک فقید المثال ولاجواب ہستی پیروں کا پیر اعظم اور حاکموں کا حاکم اعلیٰ تسلیم کرنا **ب** اپنے ہر تشریعی یا تکوینی، ذاتی یا خانگی، عادی یا عبادی معاملہ حتی کہ معاش ومسکن کے ترک واخذ، سیر وسفر، بیع وشریٰ، مرگ وشادی، انفاق وامساک، نکاح وانکاح، فقہی واجتہادی اور متنازعہ فیہا من المسائل اور اپنی ہر قسم کی معاش، تعلیم نکاح، مکان وسامان، فصل القضایا وغیرہا ضروریات ومشکلات زندگی میں اسی (امام نماز پنجگانہ) کی جانب رجوع اور اسی کے منشوے یا حکم واجازت کا اسے منجانب اللہ ورسولہ سمجھکر پابند رہنا **ج** اپنی یا اپنے گاؤں یا حلقہ کی اصلاح وترقی یا قومی ضروریات وشخصی خدمات، رفاہ عامہ وغیرہا کے سلسلہ میں اس امام نماز پنجگانہ کے (ذاتی یا باجلاس شوریٰ) حکم یا اشارہ چشم وابرو پر ہر ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ حتی کہ جاروب کشی تک سنبھالنے، نالی تک صاف کرنے، گوبر یا پاخانہ تک سر پر اٹھانے اور اپنے وقت ومال تو کیا جسم وجان سے دست بردار وبے اختیار ہونے کے لئے ہمیشہ طیار وبے قرار رہنا **مقصود سمجھا جائے**۔

(۴) نماز میں امام اور مقتدیوں کے باہم گر ہر سہ تعلقات یعنی **ا**۔ امام کی قرأت احکام قرانیہ اور تلاوت ہدایات الٰہیہ اور مقتدیوں کے انہیں سننے **ب**۔ امام کے حکم وعمل اور مقتدیوں کے قولاً یا جسماً اس کی اقتدا اور اطاعت کرنے **ج** امام کے فیوض قلبی اور اثرات وتجلیات باطنیہ ڈالنے اور مقتدیوں کے انہیں اپنانے **د**۔ نماز کے جملہ اور ہر قسم کے آداب وقواعد یا ارکان وشرائط (وضو نیت، استقبال قبلہ، بدن اور کپڑوں کی صفائی وغیرہا) **سے ا**۔ اپنے ذہنی، علمی، اخلاقی، مادی یا روحانی، منزلی، یا سیاسی، شخصی یا قومی وغیرہا ہر قسم کے ضروریات ومشکلات زندگی، اور افکار وعقائد

ترین غذائے روح و دل نیز (کسی شخص کی) توحید و ایمان، حق آگاہی و باخدائی، خودشناسی و باغیرتی
ذہانت و طباعی، پاکبازی و بےنفسی، قدر و شکر انعامات الٰہی، بہادری و اولوالعزمی، ہوشمندی و
دیدہ وری **کا تنہا ثبوت** اور اس کی بے مثال درسگاہ چوری یا زنا، قتل اور ڈکیتی وغیرہا سنگین
سے سنگین جرائم اور بڑے سے بڑے فسق و معصیت الٰہی **کا بہترین مداوا اور کفارہ**
ہر قسم کی مادی یا روحانی جسمانی یا مالی، شخصی، خانگی یا قومی مشکلات و ضروریات زندگی میں
انسان کے لئے آغوش مادر کا سا **مفر و مامن**، سب سے زیادہ قابل اعتماد و باوفا ترین رفیق حیات
و ممات، انسان کے اندر ادب و عقیدت یا اطاعت و فرض شناسی وغیرہ وہ تمام خوبیاں و خصلتیں
پیدا کرنے کا جو خدا اور خود اس کے جمیع متعلقین یا ملک و قوم کو مطلوب ہیں **ایک یگانہ روزگار معلم**
سمجھا جائے اور **اسی** (اجتماعی نماز پنجگانہ) کے **ترک و ناحق ادائی** کو ہی کفر و شرک اور
قتل و زنا وغیرہا سے بڑھ کر كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ موجب خزی و خذلان دارین، نااہلی و بدبختی کی
روشن ترین دلیل، ہر قسم کی شخصی یا قومی، خانگی و اقتصادی یا سیاسی اور جسمانی یا روحانی ذلتوں
ناکامیوں اور پستیوں، قحطوں، سیلابوں، وباؤں اور جنگوں، حکومت وقت اور دوسری قوموں یا
بیگانوں اور گھر یا باہر کی طرف سے ہر قسم کے نقصانوں اور تکلیفوں، کسی کی نظر میں ذلیل و حقیر، محسود
و مبغوض یا معتوب و متہم ہونے کا **سب سے بڑا سبب** اور غباوت و کج فہمی جمود و بےحسی، خودی
و مطلق العنانی، کم ظرفی و تنگ دلی، غیبت و سوء الظن، بدمزاجی و ترشروئی، فخر و حسد، نزاع و نفاق
خود غرضی و تنہا خوری، دنائت و بےحمیتی، نفرت و بیگانگی، چوری اور قتل و زنا یا کذب و افترا
وغیرہا جملہ رذائل و خبائث **کا حقیقی مبداء و منبع** اور (مقامی امیر جمعیۃ المصلین) اور تمام مقامی جماعتی
بھائیوں کی توہین و تحقیر، ان سے بیگانگی و بدگمانی یا بغض و بغاوت نیز اپنے ذلیل و نابکار اور بد اخلاق
و بےحس ہونے کا حقیقی اور سب سے بڑا **ثبوت و سبب** نیز (کسی شخص گھر یا خاندان اور محلہ) کی
اچھائی اور برائی، سعادت یا شقاوت اور فعالیت و نابکاری، مستحق نفرت و عداوت یا شایان
عزت و عقیدت ہونے کا **معیار واحد** قرار دیا جائے (۳) ہر بزرگ و خرد، عالم و عامی اور شاہ و
گدا کے امام کے پیچھے دست بستہ کھڑا ہونے سے - قیام و قعود، رکوع و سجود غرض ہر حالت و ہیئت میں
اور نماز و مسجد کے اندر اس کے قول و فعل کی **پوری پوری اور انتہائی پیروی کرے** - اپنی ذہنی، علمی

بی و عجمی، غرض ہر درجہ و طبقہ کے نمازیوں کا زندگی کے جملہ معاشی و تمدنی حالات و تقاریب میں شیر و شکر یلی کنبہ کے افراد، ٹھیک باپ بیٹے، بھین بھائی، جسم و جان بن کر رہنا بلا پس و پیش باہم گر ملکر کھانا پینا، گھر جا کر عیادت و تعزیت کرنا (آگے بڑھ کر اور پہلے) سلام و مصافحہ، استمزاج و استقبال بھائی و میزبانی، نکاح و انکاح کرنا، دوسرے کو خود سے بہتر و برتر سمجھنا، برابر بیٹھنا بٹھانا، دوسرے کا بوجھ بلکہ جوتا تک اٹھانا، دوسرے کو بدست خود پنکھا تک جھلنا، دوسرے کی بدست خود تجہیز و تکفین، غسل و گورکنی کرنا، دوسرے کو دعوت دینا اور خود اس کی دعوت قبول کرنا، سوال و جواب و بات چیت میں ہمیشہ منہ سے پھول بلکہ موتی بکھیرتے یعنی ہنس مکھ رہنا اور فی الجملہ مذکورہ امور سے اپنے لئے فخر و سعادت کا باعث کوئی چیز قرار نہ دینا۔

ب۔ ہر دوسرے نمازی کو دل سے اپنی ہی طرح ذہین و فہیم، عالی ہمت و وسیع الظرف، مخلص و پاکباز اور اپنی ہی مانند واجب التعظیم، اپنی ہی طرح دنیا کی طرف سے سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت ضیافت و میزبانی، عزت و اقبال، بلند سے بلند منصب و عہدہ اور بہتر سے بہتر گھر یعنی افغان و میتک سے رشتہ لینے کا مستحق و شایان شان جاننا۔

ج۔ دوسرے نمازی بھائی کی غیبت و شکایت، تحقیر و توہین، اتہام و سوء الظن، حسد و فخر، ظلم و زیادتی کو اپنے ہی ساتھ دشمنی و بداندیشی سے تعبیر کرنا۔

د۔ نمازی بھائی کے ہاتھوں بڑے سے بڑا زبانی یا جسمانی و مالی وغیرہ نقصان و تکلیف اٹھا کر بھی اس کے ساتھ صلح و وصل کی پالیسی پر برقرار رہنا۔

ہ۔ اپنے دل اور آنکھ کو ہر نمازی بھائی کے لئے آئینہ کی مانند صاف و بے ضرر بنائے رکھنا اور اس کے لئے دست و زبان سے ہمیشہ پھول اور موتی برساتے رہنا۔

س۔ اپنے خالق و مالک کے علاوہ ہر دوسرے نمازی بھائی کے سامنے بھی (اس کا بڑا سے بڑا بزرگ و محسن یا عالم و افسر ہونے کے باوجود) ایک ممنون و محتاج اور مزدور و مسکین ہی کی طرح ہمیشہ زانوئے تلمذ و اطاعت خم رکھنا۔

ص۔ اپنے دوسرے نمازی بھائی کے نفع و خوشی سے اپنے ہی نفع و خوشی اور اسکے رنج و نقصان سے بالکل اپنے رنج و نقصان کی طرح ظاہراً و باطناً متاثر ہونا۔

عبادات و معاملات، شکل و لباس وغیرہا کے بارہ میں احکام و ہدایات الٰہی حاصل کرنا **ب** (امام نماز اور مقتدیوں کے اندر وہ تمام تر ذہنی، اخلاقی، روحانی اور باطنی قابلیتیں، جملہ اوصاف و کمالات ملکوتیہ اور جمیع اوصاف و اطوار حسنہ **پیدا کرنا** جن کا زندگی کے تمام تر ادوار و مراحل یعنی **تہذیب نفس**، **تدبیر منزل و سیاست مدن**، کسب معاش، زراعت، تجارت، ملازمت و خدمت اور جوانی یا پیری، ازدواج و تجرد، غنا و تنگدستی، مہمانی و میزبانی، سفر و حضر، بیماری و تندرستی، بزرگی و خوردی افسری و ماتحتی، حفاظت و ترقی مال و جان، فرمانروائی و جہانبانی، جہاد و اصلاح و تذکیر خلائق وغیرہا کے سلسلہ میں۔ نیز کامل و اکمل انسان اور ایک نمونہ مسلمان بننے کے لئے ہر شخص بذات خود **ضرورت مند** اور اسکی طرف سے اسکا خالق و مالک، استاد و والدین، بیوی، بچے، اعزہ و اقارب، ماتحت و افسر، کمین و پڑوسی، مزدور و ملازم اور ہر بڑا یا چھوٹا **امیدوار** ہے۔ **ج** انہیں (امام اور مقتدیوں کو) ان جملہ امراض باطنیہ اور قولی یا فعلی رذائل و خبائث سے بچانا جو اس کے خالق و مالک اور ہر اپنے یا بیگانے کی نظر میں مبغوض و مردود اور خود اس کے لئے مضر و تباہ کن ہیں۔ **د** ان (امام اور مقتدیوں) کا اپنی جملہ اور ہر قسم کی روحانی یا مادی، دنیوی یا اخروی، انفرادی یا اجتماعی، جسمانی یا مالی، مقامی یا بین الاقوامی ضروریات و مشکلات زندگی بارگاہ الٰہی میں پیش کرنا اور وہاں سے حل کروانا **مقصود سمجھا جائے**

(۴) حلقہ مسجد اور نماز کے اندر ہر ادنیٰ و اعلیٰ، پیر و برنا، شاہ و گدا، اور عالم و عامی کے **ا**۔ ایک ہی شخص کو اپنا رہبر و قائد تسلیم کرنے **ب** ایک ہی صف میں **ج**۔ ایک ہی جانب منہ کر کے **د**۔ ٹخنہ سے ٹخنہ، کندھے سے کندھا، اور گھٹنے سے گھٹنہ ملا کر **ی** بیک وقت کھڑے ہونے، اکھٹے بیٹھنے اٹھنے، بولنے سننے **س** مساوی مرتبہ اور ایک ہی جیسا پڑھنے **ص** مرۃً واحدۃً کچھ شروع یا ختم کرنے **ط** قیام و قعود اور رکوع و سجود وغیرہا ہر حالت و ہیئت میں بنیان مرصوص اور جسم واحد بنے رہنے **ع** ہر ایک مقتدی کے دوسرے کے مساوی و متوازی یعنی اس جیسی اور اسی جتنی جگہ پانے **ف**۔ ایک کے حرکت میں آنے پر یا بلند و پست ہونے سے تمام کے تمام مقتدیوں اور جمعیت کی جمعیت کے متحرک و متاثر ہونے۔ سے **ا** تمام بڑے یا چھوٹے، عالم و کم علم، نجیب و رذیل، مزدور و سرمایہ دار، مالک و مزارع، افسر و ماتحت، وجیہہ و کریہہ، قوی و ضعیف، افغان و سید،

رجحانات، ضروریات و مشکلات سے (ان کے قریب سے قریب ہو کر ہمیشہ اور پورے غور و تفصیل کے ساتھ) آگاہ رکھنا۔

ق۔ ہر دوسرے نمازی کے مکان و سامان، کھانے پینے، صحت و توانائی، معاش و نکاح، تعلیم و تربیت، عزت و اقبال کی بھی اپنی ہی طرح فکر رکھنا اور اسکی مشکل و ضرورت حل ہونے تک خود بھی باطمینان نہ بیٹھنا بلکہ اسی کی مانند دعا و سفارش وغیرہا کی صورت میں اور ہر ممکن طریق سے ہمیشہ بیتاب و سرگرم جد و جہد رہنا حتیٰ کہ اُسے کھلانے، پہنانے، اور اس کی ضرورت پورا ہونے اور اسے آرام دلانے کے بعد ہی خود کھانا، پہننا، سونا، چین پانا وغیرہا۔

ک۔ علم و عمل یا نسب و منصب وغیرہا کے لحاظ سے بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود لباس و خوراک اور مکان و سامان وغیرہا میں (دوسرے نمازی بھائیوں کی دلجوئی کی غرض سے) کاحد من الناس بن کر رہنا اور سلام و استقبال، استمزاج و مشایعت، عیادت و تعزیت، تعریف و تحسین یا احسان و خدمت وغیرہ کی دوسرے نمازی بھائیوں سے بڑھ کر کبھی خواہش و کوشش کرنا۔

ل۔ نمازیوں کی جماعت کی جماعت یعنی ان میں کے تمام بڑوں یا چھوٹوں، عوام و خواص امرائو غربا کا تشکل و لباس، مہر و جہیز، مکان و سامان، خرید و فروخت، مرگ و شادی وغیرہا کی مقدار و نوعیت، کسی شخص و چیز سے وصل و قطع اور رغبت و نفرت یا اس کے ردّ و قبول میں باہمدگر زیادہ سے زیادہ موافق و مشابہ رہنا، ایک ہی جگہ اٹھنا بیٹھنا، ایک ہی درسگاہ میں پڑھنا ایک ہی جگہ سے سودا سلف خریدنا یا علاج کروانا اور پانی یا غلہ وغیرہ ضروریات حاصل کرنا ایک ہی کمین اور پیشہ ور سے خدمت لینا، اور فصل القضایا نیز اپنی ذاتی روٹی، کپڑا، معاش و نکاح اور مکان و سامان وغیرہا ضروریات زندگی حل کروانے، عشر و زکوٰۃ دینے، یا وقف و ہبہ کرنے، کسی چھوٹے یا بڑے (مثلاً تعلیم معاش، نکاح و انکاح یا بیع و شریٰ وغیرہا) ہر کام میں حکم و مشورہ لینے، اپنی جسمانی و مالی یا تحریری و تقریری قابلیتیں اور خدمتیں خرچ کرنے میں ایکہی نمازی مسجد امام نماز یا مجلس شوریٰ کیطرف رجوع ہونا۔

م۔ بڑے سے بڑے عالم و عاقل، نمازی حتیٰ کہ خود امام نماز (امیر جمعیت) کا بھی اپنی (یا اپنے زیادہ سے زیادہ قریبی یعنی باپ بیٹے، بہن، بھائی وغیرہم کی) مرضی سے جہاں، جب

ط۔ نسبی، وطنی، یا پیشائی تعلقات کی بجائے ایک ہی مسجد کے اندر نماز پڑھنے کی بنا پر نمازی بھائی کے ساتھ ہی نشست و برخاست، لین، دین، گفت و شنید اور نکاح و انکاح کرنا، اسی سے ہی اجرت پر کوئی کام کروانا، اسی سے کچھ خریدنا، اسی کو زمین زراعت اور مکان کرایہ پر یا کچھ مفت و مستعار دینا، یا کوئی چیز بیچنا، اسی کو ولیمہ و عقیقہ وغیرہا پر بلانا، یا ایسی دعوت دینا، اسی کی عیادت و تعزیت، اور غسل و تکفین کرنا، اسی کی مشکل و ضرورت کا سب سے زیادہ خیال رکھنا۔

ع۔ حد درجہ مفلس و تنگدست، ایچ پیز و نابکار، مزدور و کمین، ضعیف و ناتواں ہونے کے باوجود فخر پابند اجتماعی نماز پنجگانہ ہونے کی بنا پر ہی) خود کو بڑے سے بڑے ارباب جاہ و عالی نسب لوگوں سے کسی حیثیت میں بھی کمتر نہ جاننا، معدودان کے برابر ہی ہر قسم کے حقوق و مناصب نشست و برخاست یا بود و ماند بلند سے بلند عہدوں کا اور خدا یا بندوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ مستحق اعزاز و تکریم جاننا اور اعلیٰ سے اعلیٰ سید و افغان لوگوں تک سے رشتہ لینے اور ہر طرح کی تمدنی، اقتصادی اور سیاسی وغیرہا ترقیوں اور سعادتوں کیلئے امیدوار رہنا۔

ف ا۔ کبھی نمازی بھائی کی شکایت و شکوی، اس سے فخر و حسد یا اس کی گستاخی و بے ادبی ہی نہیں بلکہ اس سے قرض و مستعار تک مانگنا، اس کے قریب پڑی کسی چیز کا اس سے اپنے تک پہنچانے کا مطالبہ کرنا، اسکی دیوار سے ٹیک لگانا، اس سے کتاب، قلم و دوات یا اخبار وغیرہا لیکر استعمال کرنا اس کی کسی چیز کو چھونا، اس کی زمین میں ٹھہرنا یا ستانا، اس سے وقت و تاریخ یا کچھ اور غیر ضروری و دنیوی بات پوچھنا تک بھی اس کی دل آزاری وایذا رسانی سمجھنا۔

ف ۲۔ دنیا کے اندر یہ حقیقت واضح و دلنشین کرنا کہ کوئی شخص نسل و رنگ یا جاہ و منصب کی بنا پر دوسرے سے بڑا یا چھوٹا اور بیگانہ نہیں ہے۔

ف ۳۔ بڑوں کے دل سے چھوٹوں کے لئے نفرت و غیریت اور چھوٹوں کے دل سے بڑوں کی جھجک اور مرعوبیت دور کرنا، اور انہیں ضروریات زندگی کے اندر حقیقی بھائیوں کی مانند بلا تامل و تردد امتیاز نسل و رنگ باہم گر عیادت و تعزیت کرنے، استقبال و مشایعت، بولنے چلنے، بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے (رشتہ تک) لینے دینے کے قابل بنانا۔

ف ۴۔ عزبار و رؤسا، افسروں یا ماتحتوں کو ایک دوسرے کے حالات، خوبیوں یا کمزوریوں، عادات

بیٹھنے، پڑھنے اور رکوع و سجود وغیرہا کا) ذاتی نمونہ دینے کے علاوہ اس (امام نماز) کا خدا کے ہاں مقتدیوں کا وکیل و ترجمان اور ایک نمائندہ بن کر (۱)۔ ان کی طرف سے نذرانۂ حمد و عقیدت پیش کرنا (ب) ان کے عرائض اور ہر قسم کی (جسمانی، روحانی یا مالی وغیرہا) ضروریات و مشکلات زندگی گزارنا ہی سب سے بڑی **غرض سمجھا جائے** (کیونکہ ہر دربار و سرکار میں وکیل اور ترجمان و شافع سائلوں کی گزارش عدالت یا بادشاہ تک پہنچانے اور اس (عدالت و بادشاہ) کی طرف سے سائلوں کو احکام و ہدایات اور جوابات لانے والا ان اغراض و فرائض کی تکمیل کے لئے ہمیشہ سائلوں کی اگلی طرف ان کی جانب اپنی پیٹھ کر کے اور عدالت و افسر کی طرف منہ رکھ کر ہی کھڑا ہوتا اور اس سے گفت و شنید کرتا ہے اور یہی بزرگوں اور بلند شخصیتوں سے سوال و جواب یا ان کے ہاں چھوٹوں اور کمزوروں کی فریادیں، شکایتیں اور ضرورتیں پیش کرنے کی معقول و موزوں ترین اور ازلی و ابدی شکل یا تدبیر ہے نیز اس (امام) کے مقتدیوں کی جانب پیٹھ اور سامنے (یعنی خدا کی طرف منہ کرنے) سے ہر عالم و عامی اور ادنیٰ و اعلیٰ پر یہ حقیقت بھی واضح کرنا **مقصود سمجھا جائے** کہ علاوہ نماز ہر شعبۂ زندگی میں بھی اسی طرح امام نماز کی پیروی کرنا اور اسے اپنا حاکم اعلیٰ اور مختار کل ماننا ہی مقتدیوں کی ہر قسم کی شکایتوں، ضرورتوں اور دکھوں کا علاج نیز تمام طرح کی کامیابیوں اور ترقیوں کی جڑ ہے۔ (۷) اپنی ہر قسم کی جسمانی یا روحانی، انفرادی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی پیش کرنے اور حل کرانے کے لئے نماز کے اندر اور خدا کے عین سامنے نیز قریب ترین امام نماز کے خود کھڑے ہونے، اپنی ٹھیک پشت پر اور قریب تر اولوالاصلاح و النہیٰ یعنی اپنی جمیعۃ المصلیین (مشتمل بر نائب امام، موذن، مدرس و مفتی و قاضی) کو اور بعد ازاں عامۃ المسلمین کو دوش بدوش اور تختہ بہ تختہ جگہ دینے سے یہ بتانا **مقصود سمجھا جائے** کہ:-

(۱)۔ جہانبانی اور خلافت الٰہیہ کا عہدہ سنبھالنا، جاہلی طرز زندگی اور طاغوتی نظم حکومت کو مٹانا یعنی کسی گاؤں یا حلقہ کی اصلاح و ترقی اور اسے علمی، ذہنی، اخلاقی غرض ہر لحاظ سے بام کمال تک پہنچانا بھی اسی طرح امام نماز کی حکومت و سرپرستی قبول کرنے اور ہر شعبۂ زندگی اور ایک ایک صیغہ حکومت کے اجرار و انتظام میں اولوا الصلاح و النہیٰ کے اس کی جمعیۃ المصلیین کے طور پر سایہ کی مانند اور اس کا دست و بازو بن کر اسکی ہمنوائی و پشت پناہی ... غرض تمام

اور جس طرح جی چاہا یعنی اپنی ذاتی یا گھر والوں کی عقل و خواہش اور صوابدید کے مطابق نہیں بلکہ آئینی اور جماعتی طور پر اور اپنے تمام بھائیوں علی الخصوص امام نماز پنجگانہ یا اجلاس شوریٰ (منتظر مؤذن، مدرس، مفتی، قاضی اور نائب امام وغیرہم او الامر والنہی) کے حکم و اجازت سے کیا ہوا کوئی تشریعی یا تکوینی کام یعنی خرید و فروخت، تعلیم و تعلم، حج و زکوٰۃ، صوم و افطار، خطبہ و لباس پوشاک یا مکان و سامان بنانا، نکاح و انکاح، مہر و جہیز، وقف و ہبہ، کسی چیز کا ترک و اخذ وغیرہا ہی صحیح و متبرک، اپنے اور ملک و قوم کے لئے باعث رحمت و سعادت دارین اور عند اللہ مقبول و مشکور یقین کرنا۔

ن۔ اپنے نمازی بھائیوں کے استقراب و استئلاف کی مساعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا از انجملہ اسی غرض سے اپنے چہرے، بدن، بالوں، کپڑوں اور ہر چیز کو ہمیشہ پاک صاف بلکہ معطر و معنبر رکھنا۔

و۔ مقتدی کو زندگی کے ہر شعبہ یا ملکی و قومی اور دینی مہمات امور میں اطاعت امیر، وقت و ہمت وغیرہ کی قربانی دینے اور باہم عقیدت و اتحاد اور دوش بدوش کھڑے ہونے کی مشق و طیاری کرانا اور نظم و ضبط سکھانا۔

ھ۔ بذات خود کتنا ہی کمزور و علیل یا مصروف کار اور بڑے سے بڑا ہو کر اپنے ہر عام اور معمولی نمازی بھائی (علی الخصوص علم و عمر میں بزرگ و برتر یا ضعیف و نابینا وغیرہ) کو اپنا یا کسی اور کے لئے کوئی وقت و طلب، خلاف شان یا ہمت سے بڑھ کر کام کرتے دیکھ کر بے چین ہو جانا اور وہ کام خود کر کے اسے فارغ البال کر دینا وغیرہا **مقصود سمجھا جائے**۔

(۵) نماز کے لئے شرطیت وضو سے علاوہ دیگر وجوہ و اسباب کے نمازی کو کم سے کم کھانے اور سونے کا عادی بنانا اور اس کے نتیجہ میں اس کو زیادہ سے زیادہ وقت و عمر اور نقد و جنس دوسرے نمازی بھائیوں کی مادی یا جسمانی خدمت و اعانت یا ان کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت (یا بالفاظ دیگر اقامت دین و تبلیغ حق) میں صرف کرانا بھی ایک **اہم الاسباب سمجھا جائے**۔

(۶) بخلاف درس و خطبہ یا تعلیم و تقریر کے اجتماعی نماز میں امام کے مقتدیوں کی جانب پیٹھ کئے منہ کے پیٹھ کئے رکھنے سے اس (امام نماز) کے مقتدیوں کو احکام و ہدایات الٰہیہ پہنچانے اور دلاتے

نہ صرف اپنی ذات سے بلکہ علقہ بھر میں سب سے بڑھ کر اور بلند پایہ شخصیت یا وکیل و ترجمان (جس کے بغیر کہ انسانی و دنیوی سرکاروں درباروں ہی کی طرح اس کا بامراد پھرنا محال ہے) کیونکہ افسروں اور دنیوی حکمرانوں کی مانند خداوند علیم وخبیر کے ہاں بھی کسی جمعیۃ کے مطالبہ کو ان میں کے ہر لحاظ سے بہتر برتر نمائندہ کے ذریعہ پیش کرنا ہی زیادہ موزوں و قابل غور سمجھا جاتا ہے) کی سرپرستی و رہنمائی نیز اولوالاحلام والنہیٰ کی معیت و ہمنوائی کا میسر آنا ہی **یقین کیا جائے**۔

(۱۰) ا۔ کوئی شخص (ذاتی و قومی جملہ امور میں) جس قدر امام نماز پنجگانہ کا مطیع و جاں نثار بن کر دکھائے، اس کی ضروریات و مشکلات زندگی، حفاظت مال و جان اور اس کے ادائے فرائض میں اس کا ہاتھ بٹائے، اس کے ساتھ قیل و قال، اعتماد و عقیدت اور نشست و برخاست وغیرہ رکھے، اس کی ہر سخت و سست سُنے سہے اور (مسجد میں) اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے رہے مقامی جمعیۃ المصلین کے قائم کردہ مسجد و مدرسہ وغیرہ تمامتر شعبوں کی زبانی، جسمانی اور مالی ہر طرح کی حمایت و اعانت کا دم بھرے، اپنے عبادات و معاملات اور ہر قسم کی ذاتی یا خانگی ظاہری یا باطنی اصلاح و ترقی کے باب میں اس سے پوچھنا، سیکھنا، سننا رہنا اپنا وظیفہ حیات قرار دے دینی و قومی نیز اصلاحی و تعمیری وغیرہ مسائل میں دلچسپی لے اتنا ہی مقیم الصلوٰۃ سمجھا جائے۔

(۱۰) ب۔ امام نماز کو حلقہ بھر کے ہر بڑے سے بڑے غنیبہ و عالم، ذہین و عاقل، افغان و سید رئیس و افسر، محدث و مجتہد، مصنف و مفسر، مشہور و مسلم زباں دانوں اور شہرہ آفاق اہل الرائے کی طرف سے دنیا جہان کے سب سے بلند و برتر مقام خلافت الٰہیہ پر بشوق و رغبت تمام کھڑا کرنا اس کے اعزاز و احترام یا ذاتی علمی فضائل و محاسن اور فقط چند منٹ کے لئے اور کچھ مرتبہ ہی نہیں جسمانی طور پر اور بظاہر اٹھانے بٹھلانے یا احکام و ہدایات قرآنیہ کی قرأت و تلاوت ہی کی بنا پر نہیں بلکہ سب سے زیادہ اور دراصل اسکے اپنے حلقہ خطاب سے ہر بد و نیک اور ادنیٰ یا اعلیٰ مقتدی نماز کو اپنا لخت جگر سمجھنے اور اس طریق سے اسکی تعلیم و تربیت، نکاح و معاش، مکان وسامان، علاج و عیادت، حفاظت مال و جان کا بیڑا اٹھانے اور اس غرض سے اپنے حلقہ خطاب میں درسگاہ، بیت المال، مہمان خانے، دارالمطالعہ اور قضا و افتاء وغیرہا کا قیام عمل میں لائے اور ہر اعتبار سے اسے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچانے کی وجہ سے سمجھا جاتے۔

دینے اور (نماز و مسجد کی طرح باہر بھی) ہمیشہ اور ہر معاملہ میں ان (امام نماز اور اولوالاحلام والنہیٰ) کے باہم شیر و شکر اور جسم و جان بنے رہنے یعنی انہی کے زیادہ سے زیادہ باہمی تعاون واشتراک عمل، اتفاق وعقیدت یا قال وقیل اور اصلاح و مشورہ ہی سے ممکن ہے۔

ب۔ جس ترتیب و ہیئت سے وہ (امام، اولوالاحلام والنہیٰ اور عامۃ المقتدین) نماز میں کھڑے ہوتے ہیں وہی نسبت ہراج انہیں باہر گر خدا کے ہاں قرابت و قبولیت لگاؤں کی اصلاح و ترقی اور ان کی مقامی (تعلیم و تربیت نکاح و معاش، صحت و صفائی، فصل القضایا وغیرہا) ضروریات و مشکلات زندگی کی ذمہ داری و جوابدہی، قوم میں انکی ضرورت و اہمیت، فکر و احساس ذاتی افکار و اعمال، قوم کے محسن و مربی یا اس کی طرف سے مطلع و محروم ہونے، ذہنی، علمی اخلاقی، تمدنی اور سیاسی شعور و قابلیت اپنے فرائض و اختیارات قوم وحلقہ خطاب یا عامۃ المسلمین سے کسی معاملہ میں نوٹس لینے یا ان سے کچھ کروانے (غرض ہر لحاظ سے) حاصل ہوتی ہے۔

(۸) نماز کے لئے وضو و غسل وغیرہا کی صورت میں بدن اور کپڑوں کی صفائی کہ وقت اور جگہ کے تعین وغیرہا قواعد و شرائط سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود سمجھا جائے کہ نماز محض ذکر و عبادت الٰہی ہی نہیں (کیونکہ محض ذکر و عبادت الٰہی کے لئے تو ان شرائط کی کچھ زیادہ ضرورت معلوم نہیں ہوتی) بلکہ وہ درحقیقت اور سب سے زیادہ بارگاہ امامت یعنی اپنے وکیل و ترجمان کے ہاں حاضری اور ایک عظیم الشان اجتماع برادری میں چل کر شامل ہونے، بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ اور ٹخنہ بہ ٹخنہ کھڑا ہو کر بنیان واحد بنے یا ہم گر دکھ درد کہنے سننے، امر و اطاعت امیر یا تعلیم و تعلم اور اپنی ضروریات و مشکلات زندگی کے بارہ میں صلاح و مشورہ اور گفت و شنید کا نام ہے۔

(۹) اجتماعی نماز پنجگانہ کے جملہ وجوہ تاکید و فضیلت: دو انفرادی یا گھریلو نماز کے مقابلہ میں نمازی کے لئے اس کے عنداللہ بدرجہا زیادہ قابلقدر بہترین اور موجب ترقی و سعادت دارین، حد سے بڑھ کر باعث اطمینان اور دلفریب وجاذب نظر ہونے کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب اس میں (بخلاف انفرادی و خانگی نماز کے) نمازی کا **و**۔(امام نماز کے ذریعے) احکام و ہدایات الٰہیہ سننا اور (اٹھنے، بیٹھنے وغیرہا میں) نمونہ عمل حاصل کرنا۔ **ب**۔ اپنے لئے اپنی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی کا بار اٹھانے اور اپنی غرضیاں اور شکایات خدا کے ہاں گزارنے کے لئے اور ہر لحاظ سے

معصیت شماروں کی کوتاہیوں اور زیادتیوں کی گرد وغبار عالم پاک کی طرف اور شعلہ ہائے غضب وعتاب الٰہی ان کی جانب آنے کی راہ میں ایک مضبوط و ناقابل گزر حجاب یا سد سکندری پیدا کرتا ہے **ج** - امام نماز خدا اور بندوں کا مشترک بار بردار و قاصد دونوں کے مشن کی نمائندگی و ترجمانی کے فرائض انجام دیتا ہے دونوں کی آنکھوں کا تارا دولتوں کا سب سے زیادہ امین و راز دار دونوں جہان کے اندر دونوں کے ہاں معزز و مقبول ترین شخصیت، ذات باری کا ارشد ترین شاگرد اور بندوں کا مشفق ترین استاد یا باپ ہے اور ہر خدا کے ہاں بندوں کی جسمانی و مالی دنیوی و اخروی، شخصی یا قومی درخواستیں، شکائتیں اور ضرورتیں فارورڈ کرتا اور کراتا ہے خدا سے سیکھتا اور بندوں کو سکھاتا ہے - **د** - خدا کے ہاں بندوں کا اپنی ضروریات و مشکلات زندگی پیش کرنا اور حل کروانا، احکام و ہدایت ... برکات ... مستفید ہونا، کچھ مانگنا اور لینا، نیز مناجات و باریابی ... امام ... تعظیم و اطاعت کی سفارش اور پروانہ خوشنودی مزاج ... حاصل کرنے پر ... منحصر ہے

(۱۴) پہلی (امام کے ساتھ کی) صف کے تمام نمازیوں سے پر ہوجانے پر اور دوسری صف میں کھڑا ہونے کی کوئی جگہ باقی نہ رہ جانے کی صورتیں تیسری قطار کے اندر مقتدی کے تن تنہا کھڑے ہو کر نماز شروع کر دینے کی **ممانعت** سے اور پہلی صف سے ایک مقتدی کو اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے پیچھے کھینچنے پر پہلی صف میں پیدا شدہ خلا کو اپنی (پہلی صف والوں) سے پر کرانے سے **یہ بتانا مقصود سمجھا جائے** کہ اجتماعی نماز پنجگانہ کی روح رواں، اصل و مغز اقتدار امام و نماز ظاہری و باطنی ربط و اتحاد کا نایاب و لاجواب ترین نسخہ، ہر طرح کی روحانی یا مادی، ذہنی و اخلاقی، تمدنی یا سیاسی ترقیوں اور سربلندیوں کا **زینہ** قرأت و تلاوت سننا، قیام و رکوع اور اذکار و تسبیحات نہیں جبکہ مقتدی بھائیوں کا باہم کر ٹخنہ سے ٹخنہ اور شانہ سے شانہ ملائے ہوئے اور کیفن واحد بنے رہنا ہے جبھی تو مذکورہ (قرأت و تلاوت، قیام و سجود اور ذکر و تسبیح وغیرہا) سب کچھ ہونے چھوڑ کر سب سے پہلے اور زیادہ تر یہی لازمی قرار دیا گیا ہے -

(۱۵) نماز اور مسجد کے اندر امام نماز کے اٹھنے بیٹھنے وغیرہا میں کسی طرح کی فروگذاشت پر بالخصوص نمازیوں علی الخصوص اس کے پیچھے اور قریب تر کھڑے ہوئے اولو الاحلام و النہی ہی کو اسے (امام نماز) متنبہ کرنے کی تاکید و اجازت اور امام نماز کے خود کو حق بجانب سمجھ کر اسے قبول نہ کرنے بلکہ اپنی غلطی پر مصر رہنے کی

(۱) صفِ مسجد اور نماز کے اندر یعنی رکوع، سجود، قیام و قعود میں امام نماز انبیاء سے کہ اپنی شکل، لباس، مکان و سامان، بود و باند، بول چال، نقل و حرکت، سونے جاگنے، کھانے پینے، غسل و حجامت، بول براز، بیع و شری، مرگ و شادی، مہر و جہیز، ولیمہ و عقیقہ، تجہیز و تکفین، عیادت و تعزیت، ذکر و عبادت، حجاب و دراثت، رنج و رحمت، انفاق و ایثار، قناعت و سادگی، خندہ جبینی و خوش خوئی، صبر و استقامت، ادب و تواضع، تحریر و تقریر، طرزِ لحن، قرأت و تلاوت، فکر و احساس، خموشی و کم گوئی، اصلاح و تدبیر، خلائق کے درد، فروتنی و جانبازی وغیرہ سے لے کر ہر ایک چیز میں امام نماز کی پوری پوری مشابہت و متابعت کر کے اسی کے رنگ میں ڈوبنے اور ہر لحاظ سے اسی کے مقام تک پہنچنے ہی خود کو اس کا مقتدی نماز **سمجھنا مراد لیا جائے۔**

(۳) نماز کے پیچھے جانے کے مقابلہ میں مقتدی کے تکبیر تحریمہ ہی سے شامل جماعت ہونے کی حد بیان و شمار سے بڑھ کر تاکید و فضیلت فقط ذاتی طور پر اس کے اپنا پورا پورا وقت وقف نماز کرنے یا مطلقاً زیادہ سے زیادہ ارکان و ہیئات میں حصہ لینے یا زیادہ پڑھنے سننے ہی کی بنا پر نہیں بلکہ زیادہ تر اور درحقیقت اس کے

ا - زیادہ سے زیادہ دیر تک اپنے امام کی پیروی و قیادت اور بھائیوں کی معیت و مصاحبت یعنی ان کے شانہ سے شانہ اور ٹخنہ سے ٹخنہ ملا کر ان کا ہم دھیان بننے کی سعادت حاصل کرنے۔

ب - خدا اور بندوں کے ہاں دنیا کی سب سے زیادہ محسن و با اختیار خلائق شخصیت سب سے بڑے شفیع اور ایک لاجواب وکیل و ترجمان یعنی امام نماز نیز اولو الاحلام والنہی بھائیوں کے اسے افتتاح نماز ہی میں حاضر جانب دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈا کرنے اور اسی وقت سے خدا کے ہاں دعا و التجا نیز اپنی عرضیاں اور درخواستیں گذارنے میں اسے شامل کر لینے

ج - اس (مقتدی) کے اپنے صدر نماز ہی میں شامل جماعت ہونے کے چشم دید اور (امام اولو الاحلام و النہی) جیسے معتبر و معتمد ترین گواہ حاصل کرنے کی وجہ سے **سمجھی جائے۔**

(۴) امام نماز کے اپنا منہ سامنے اور پیٹھ بندوں کی جانب کرنے سے یہ **بتانا مقصود سمجھا جائے کہ:-**

ا - امام نماز کے سامنے پروردگار منعم، خالق و حکمرانِ کائنات، حاجت روا و مشکل کشائے عالم اور مرشد و معلم خلائق کی ذات والا صفات ہوتی ہے اور وہ اس (امام نماز) کے روبرو رکھنے اور رہنے کی ہی مستحق ہے اور اس (امام نماز) کے پیچھے (اس کی نسبت کہیں زیادہ) گنہگار و کمتر، نادان و کم علم، ماتحت و محتاج اور شاگرد دیا بیٹے ہوتے ہیں اور وہ اس کے پیچھے کھڑے ہونے یا کئے جانے ہی کے مستحق ہیں۔ **ب** - امام نماز گنہگاروں اور

مقصود سمجھا جائے کہ علاوہ نماز و مسجد بھی امام نماز اور اس کی (نائب امام، موذن، معلم، مفتی وقاضی وغیرہم پر مشتمل) جمعیۃ المصلین علی الخصوص اور عامۃ المسلمین علی العموم کی اجازت و سرپرستی یا حکم و مشورہ سے اپنے کسی ذاتی یا خانگی (معاش و نکاح، خرید و فروخت، نسبت، خطبہ یا وقف و ہبہ وغیرہا) معاملہ میں بھی بے نیاز رہنا گو وہ چند منٹ کیلئے ہنگامی اور ظاہرۃً کتنا ہی مستحسن وضروری کیوں نہ ہو کتاب و سنت، امام و امیر و مقامی حکومت الٰہیہ اور جمعیۃ المصلین کی توہین و بغاوت نیز قومی یا دینی بھائیوں سے شذوذ و انفرض کی وجہ سے درحقیقت اور عند اللہ ابھی یا کبھی منحوس و پر خطر ہی ثابت ہے (۱۸) اجماعی نماز کے پاس کھڑے، بیٹھے ہوئے یا قریب تر وضو کرنے اور ابھی مقتدی بننے والے تک کی بجائے شروع نماز ہی سے شامل جماعت ہونے والے اور امام نماز کے ٹھیک پیچھے کھڑے ہو کر اس کی پشت پناہی کے فرائض انجام دینے والے ہی کو امام نماز کی (اٹھنے بیٹھنے یا پڑھنے وغیرہا میں) واقع شدہ کسی طرح کی غلطی پر اسے متنبہ کرنے کا مجاز و مستحق قرار دینے سے یہ بتانا مقصود سمجھا جائے کہ کسی اصلاحی و صدائی جمعیۃ المصلین کے کسی کارنامہ، فیصلہ، اس کے ذاتی افکار و اعمال، اس کی علمی، اخلاقی، تحریری یا تقریری، فقہی یا اخلاقی خامیوں اور بے اعتدالیوں پر اس کے روبرو یا پس پشت جرح و تنقید یا تادیب و جواب طلبی کا استحقاق فقط اس کے سابق الاول اور آئینی طور پر اسکی رکنیت قبول کرنے والے اس کی اغراض و مقاصد کی توسیع و تقویت میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ وقت و مال کی قربانیاں دینے والے اور سفر و حضر و عسر و یسر میں سایہ کی مانند اس کے امام و قائد کا دست و بازو بن کر ساتھ دینے والے بزرگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

(۱۹) لہسن، پیاز، مولی، حقہ، سگریٹ وغیرہا ماکولات و مشروبات استعمال کرکے یا غلیظ و بدبودار جسم و لباس کے ساتھ شامل نماز و حاضر جماعت ہونے کی ممانعت سے یہ بتانا مقصود سمجھا جائے کہ جس طرح اپنے بھائی کو ایک بظاہر بالکل معمولی، بے جسم و غیر مرئی رنج و نقصان دینے سے انسان کی نماز ٹھکرا دی جاتی ہے اسی طرح دست و زبان کے ذریعے نمازی کو کوئی اذیت پہنچانے والا تو کیا اپنے دل تک کو اس کے لئے بغض و عناد یا (اپنی شکل و نسب، زور و ہمت اور علم و عقل وغیرہا کی بنا پر) فخر و حسد اور غیظ و غضب یا کدورت و بد اندیشی اور سوء الظن سے ناپاک رکھنے والا بھی عند اللہ کبھی نمازی نہیں ہو سکتا۔

صورت میں مقتدی ہی کو (حق بجانب ہونے کے باوجود) اس (امام نماز) کے سامنے گھٹنے ٹیکنے اور بہرحال اس کی پیروی کرنے کے حکم سے یہ بتانا **مقصود سمجھا جائے** کہ مسجد سے باہر اور نماز کے پہلے پیچھے بھی یعنی ہمیشہ جملہ ذاتی یا قومی امور و مسائل میں عامۃ المقتدین نہیں بلکہ امام نماز پنجگانہ کی اولوالامر والنہی یعنی نائب امام، موذن، مفتی و قاضی وغیرہم پر مشتمل جمعیۃ المصلین رہا ان میں سے کوئی ایک شخصیت ہی علی العموم امام نماز کو کوئی مشورہ دینے یا نماز میں دیر و سویر کے طریق کار و ادائے فرائض وغیرہا میں جرح و تنقید یا اعتراض و رہنمائی کا حق رکھتی ہے اور اگر اس کے کہنے اور سمجھانے کے باوجود امام نماز خود کو حق بجانب سمجھ کر اپنی غلطی ماننا اور اس سے رجوع ہوتا نظر نہیں آتا تو وہی اپنی صحیح سے صحیح اور مفید سے مفید رائے سے دست بردار ہو کر اس (امام نماز) کے (بظاہر) غلط سے غلط اور مضر سے مضر طرز عمل یا حکم و مشورہ کے سامنے بطیب خاطر اپنا سر تسلیم خم کر دے۔

(۱۶) کسی جگہ فقط دو ہی نمازیوں کی حاضری و موجودگی کی صورت میں تیسرے یا چوتھے کسی اور کی زیادہ امید کئے اور انتظار کئے بغیر انہیں ایک جمعیت قرار دئے جانے اور جمعیۃ ہی کی مانند باہم کر مقتدا و مقتدی بن کر نماز ادا کرنے کی تاکید و فضیلت سے علاوہ کسی دیگر امر کے سب سے زیادہ یہی بتانا **مقصود سمجھا جائے** کہ دنیا جہان کے اندر جس گاؤں یا محلہ بھر میں زیادہ نہیں فقط دو ہی نمازی یا مسلمان موجود ہوں وہاں درحقیقت ایک جمعیۃ المصلین موجود اور زندہ ہوتی ہے یعنی وہ دونوں باہم دیگر امیر و مامور ہوتے ہیں اور وہ فقط اجتماعی نماز پنجگانہ یعنی مسجد اور محدود ذکر و عبادت ہی کے نہیں بلکہ وہاں کی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی اقتصادی یا سیاسی غرض اصلاح و ترقی کے لئے اور اسی غرض سے وہاں درس روزانہ، جمعہ، دارالمطالعہ، بیت المال مع السرائے و دارالقضاء، صحت و صفائی وغیرہا تمام شعبے اور صیغہ ہائے مقامی حکومت قائم کرنے اور جاری رکھنے کے بارہ میں عنداللہ مکلف و جوابدہ ہوتے ہیں اور اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہو سکتے ہیں نیز حالت مذکورہ میں مقتدی کو بجائے امام کے پیچھے یا اس کی بائیں طرف کے دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کرنے سے یہ بتانا بھی **مقصود سمجھا جائے** کہ اسے امام کے سر کی تنزیح و تکمیل یا اس کے ذاتی و جملہ قسم کی قومی ضروریات و مشکلات زندگی اور فرائض امامانہ سے سبکدوش کرنے میں ٹھیک اس کے دست راست یعنی خود اسی کا پارٹ ادا کرنا ہوگا۔

(۱۷) اقامت صلوٰۃ مکتوبہ سے قبل و بعد اس کے پاس اور سامنے ہی نماز ادا کرنے کی **ممانعت** سے یہ بتانا

دارو گیر، یا کسی اور طرح کی اجتماعی یا انفرادی، ہنگامی یا دائمی پریشانی یا نقصان مال وجان و تنگدستی و مظلومی اور غلامی وغیرہا کو محل و مانع یا باعث تاخیر و تخفیف قرار دینے کی بجائے اسی کے ترک و غفلت یا ناحق ادائی کا نتیجہ اور اسی (اجتماعی نماز پنجگانہ) میں بیش از پیش سرگرمی و ستعدی دکھلانے کو ان سے نجات پانے اور ان کے جبر و تلافی کا واحد اور سب سے زیادہ کارگر اور سریع الاثر ترین ذریعہ سمجھا جائے۔

(۲۴) اجتماعی نماز پنجگانہ کے ترک و ناحق ادائی کو اس وجہ سے کہ وہی مسلم برادری میں باہم دلی حقیقی عقیدہ و اتحاد کا رشتہ مستحکم کر سکتی ہے اور وہی انہیں حسد و فخر، بغض و عناد، خود غرضی و بداندیشی وغیرہا رذائل و خبائث سے پاک کر سکتی ہے فقط خدا ہی کی نہیں بلکہ بندوں کی بھی ایک سب سے بڑی بغاوت اور ان سے ظلم عظیم یا اس کا یقینی پیش خیمہ و سرچشمہ سمجھا جائے۔

(۲۵) نماز میں مقتدی کے امام کے پیچھے دست بستہ، پابہ زنجیر، سرافگندہ، صموت کالموت، و سجدہ کی حالت (جو عجز و تواضع اور تسلیم و اطاعت کی انتہا ہے) میں جو کچھ نرم و سخت اور آسان و مشکل جس طرح اور جتنی دیر تک وہ سنائے کرائے بطیب خاطر کرنے سننے رہنا لازمی قرار دینے سے (علاوہ دیگر مقاصد کے) بعد از نماز اور بیرون مسجد مدۃ العمر زندگی کے ہر گوشہ و مسئلہ اور اپنی اصلاح و تذکیر نیز جسمانی یا مالی وغیرہ ہر طرح کی خدمت و اعانت دین و قوم کے باب میں بھی اس کے ہر نرم و سخت، آسان یا مشکل بڑے یا چھوٹے حکم کو ٹھیک اسی طرح سے سننا ماننا لایک، اہم المقاصد سمجھا جائے۔

(۲۶) نماز میں مقتدی کے اپنا منہ سامنے کئے رکھنے اور زیادہ سے زیادہ منیب و متوجہ رہنے سے (علاوہ دیگر امور کے) سب سے زیادہ یہ امر واضح و دلنشین کرنا مقصود سمجھا جائے کہ:۔

ا۔ اس کے آگے پہلے منبر پر اس کا امیر و حاکم (فیما شجر بینہم) یا استاد و مرشد اور دوسرے پر اس کا خالق و مالک یا مشکلکشا و حاجت روا ہے۔

ب۔ وہ (مقتدی) ان دونوں سے بالواسطہ یا براہ راست اپنی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی یعنی عزت و سعادت دارین سے متعلق کچھ سن سیکھ اور مانگ رہا ہے۔

ج۔ بزرگوں مشفقوں اور ذی اختیار شخصیتوں کے روبرو (کہنے، سننے، مانگنے، سیکھنے وغیرہا جیسے اوقات و حالات کے اندر) ان کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا یا بیٹھنا اور ہمہ تن عجز و خشوع بنے رہنا ہی صحیح و موزوں اور ان سے عقیدت و جانثاری کا بین ترین ثبوت یا مقدمہ و پیش خیمہ تسلیم و اطاعت ہے۔

(۳۰) نماز کے اندر نمازی کی چشم بندی، گوش بندی، لب بندی، عجز و خشوع، ٹخنہ سے ٹخنہ اور کندھا سے کندھا ملانے، ایک ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، پیروی امام، بدن اور کپڑے پاک و صاف رکھنے، ٹخنے سے گلے تک پورا بدن ڈھانپنے، لہسن و پیاز، مولی سے بچنے، ریح فاسدہ چھوڑنے وغیرہا آداب و شرائط نماز پر ہی ذات باری سے تقرب اور مناجات و ملاقات مشروط و موقوف کر رکھنے سے یہ بتانا مقصود سمجھا جائے کہ مسجد سے باہر اور نماز سے پہلے پیچھے ہمیشہ اور ہر جگہ زندگی کے تمام تر شعبوں، عسر و یسر شادی و غم، جلوت و خلوت میں اور بڑوں یا چھوٹوں، اپنوں یا بیگانوں، والدین یا امام وغیرہم کے ساتھ بھی تا امکان اسی طرح رہنا خدا اور بندوں کی خوشنودی نیز انتہائے کمال بشریت، ہر قسم کی ترقیوں اور کامیابیوں کی جڑ، مقتضائے کتاب و سنت، معیار تہذیب و شرافت اور سب سے زیادہ وجہ عزت و ناموس ہے۔

(۳۱) نماز کے اندر تکبیرات انتقال سے اور ان میں امام نماز کے بجائے اٹھو بیٹھو وغیرہا کسی اور لفظ کے بار بار اللہ اکبر اللہ اکبر پکارنے سے مقتدیوں کو کرۃً بعد کرۃٍ یہ سمجھانا یاد دلانا اور ذہن نشین کرانا مقصود سمجھا جائے کہ وہ امام نہیں بلکہ خود ذات باری ہی سامنے کھڑی انہیں اٹھا بٹھا رہی۔ ان کی ہر قسم کی دینی، ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی اور اقتصادی معاشرتی وغیرہا مذہبیات و مشکلات زندگی سے متعلقہ احکام و ہدایات سنا رہی، ان کی شکایتیں اور درخواستیں سن رہی ہے۔ وہ (پھر سے) ایڑی سے چوٹی تک کے جمیع اعضاء و حصص جسمانی باہم ملا کر اور بندگی اور حمد عقیدت سے اپنی عرضیاں اور گزارشیں پیش کرتے اور احکام و ہدایات الٰہیہ سننے کیلئے تیار و متوجہ ہو جائیں۔

(۳۲) باقی حمد و ثنا و شرائط دین کے مقاصد میں بھی بالخصوص نماز (و ما فیہا) ہی کے سمجھانے سکھانے پڑھانے کیلئے امام کے مقتدیوں کو جیسے (پیغمبر) روزانہ) جیسے اس (نماز) کا زبانی حکم دیتے پھر بذات خود اسی طرح کر کے دکھا دینے اور سمجھا دیں مقتدیوں سے اسی نقل کر دینے (کی) ایک جواب و مستحکم ترین طرز تعلیم و تفہیم) سے یہ بتانا بھی مقصود سمجھا جائے کہ اس وقتی کی ترقیوں اور نشاد کامیوں کا واحد ذریعہ ہونے کی بناء پر اجتماعی نماز پنجگانہ کے برابر دنیا میں کوئی دوسرا (تشریعی یا تکوینی) کام اہم اور ضروری نہیں ہے نیز یہ کہ یہی (اجتماعی) طریق اس (نماز) کی حق ادائی کی صحیح و کامل صورت ہے

(۳۳) اجتماعی نماز پنجگانہ میں علالت طبع، عدیم الفرصتی خرابی موسم، شدت گرما و سرما، فساد و فتنہ

وغیرہا میں بھول چوک یا تقدیم و تاخیر سے بچ سکتے ہیں (**لہذا** غیر ندرتی، ناممکن العمل، یا تکلیف مالایطاق وغیرہا کہہ کر اس (ٹخنہ سے ٹخنہ اور کندھا سے کندھا وغیرہ ملانے) کے باب میں تساہل و بے اعتنائی سے خود کام لینا یا اس متقول و مسنون طریق عمل کی بنا پر کسی کو طعن و تضحیک کرنا، کسی شخص کی نادانی و کوتاہ نظری کی انتہا ہے۔ م

(**۲۹**) ارکان ظاہریۂ نماز مثلاً بیٹھنے اٹھنے وغیرہا میں اور قرأت و تلاوت کے لحاظ سے مقتدی نماز کی اصلاح و تربیت کے امام نماز کی اقتدا پر موقوف ہونے سے مسجد کے باہر اور اسکی فی الجملہ ہر قسم کی ذہنی و روحانی اخلاقی وغیرہا ترقی و کامیابی کو بھی امام نماز کے خود ہر لحاظ سے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار انسانیت و معرفہ حقیقت (۱۵) پر پورا اترنے سے وابستہ قرار دینا **مقصود سمجھا جاوے**۔

(**۳۰**) اور فی الجملہ (بمقابلہ انفرادی کے) اجماعی نماز پنجگانہ ہی کو (ا) ہمیشہ پورے شوق و احتیاط اور غور و فکر سے اور بنا سنوار کر نیز بحقو تنہا اوقات تنہا نماز پڑھنے (ب)۔ مقامی احباب و اخوان سے زیادہ سے زیادہ عقیدۃ و اتحاد عملی باہمی میل و ملاقات اور ان سے اپنا یا قومی کام لینے دینے، سکھ دکھ سننے سنانے۔ (ج) ان نیز امام نماز سے عقائد، عبادات، معاملات، قیل و قال، نشست و برخاست، تمدن و تہذیب، بیع و شریٰ وغیرہ سے متعلق سننے، سمجھنے، سیکھنے و ہر طرح کی ذہنی، اخلاقی اور عملی وغیرہ غلطیاں نکلوانے (د) مقامی، ملکی شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی سے **واقف** اور متاثر رہنے نیز ان سے متعلق سوچنے سمجھنے گھر پر نماز ادا کرنے والے زن و مردان دِہ کو بھی نماز یاد دلانے اور پڑھوانے (ن)۔ ضروریات و مشکلات ملکی و قومی کے سلسلہ میں وقتی، جسمانی یا مالی قربانی کا احساس دلانے اور اس کی مشق و طیاری کرنے۔ (س) ہر کار خیر کے لئے جوش عمل پیدا کرنے (ص) اطاعت امر سیکھنے (ط)۔ دیکھنے سننے والے اپنوں یا بیگانوں کو عظمت و سطوت دین الٰہی جتانے اور اپنی طرف کھینچنے (ع)۔ ہر قسم کی شخصی یا قومی، مقامی یا ملکی ضروریات و مشکلات منسلکہ بارگاہ الٰہی میں گذارنے اور حل کروانے (ف) امام اور جمعیۃ المصلیین نیز خدا کے گھر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ربط و ضبط رکھنے کے باعث) طوعاً و کرہاً فحشاء و منکر سے بچنے کی بہترین (بلکہ واحد) صورت **سمجھا جاوے**۔

عملی پہلو سے

(۱) **تسویہ صفوف**، قرأت، ایک سے دوسرے رکن کیطرف **انتقال و ما یتعلق بہا** کے بعد

(۲۷ الف) تکبیر تحریمہ کے بعد قومہ یا جلسہ اور رکوع وسجود وغیرہا کسی حالت میں بھی شامل جماعت ہونیوالے کو تلافی مافات کی بجائے اقتدار امام اور تائید ومشابہت اخوان نماز کا مامور ومکلف کرنیسے **یہ بتانا مقصود سمجھا جائے** کہ اجتماعی نماز پنجگانہ کا مغز وروح، اصل الاصول اور اہم المقاصد اتنا ذکر وعبادت نہیں جتنا کہ جملہ ضروریات ومشکلات زندگی کا واحد حل ہونے کے باعث نماز اور اس کے باہر ہمیشہ ہر معاملہ وشعبۂ زندگی (شکل ولباس، تعلیم ومعاش، نکاح، خرید وفروخت، لین دین وغیرہا) میں سو فیصدی اقتداء واطاعت امام نماز اور نمازی بھائیوں سے موافق ومشابہ رہنا ہو سکتا ہے۔

(۲۷ ب) اجتماعی نماز پنجگانہ (اور اس کے لئے اذان) کے ذریعے لوگوں کو اپنے اخلاق اکبر، مرکز قومی امیر القوم، (امام نماز) اور مقامی برادری کے ساتھ عقیدت ودل بستگی، اطاعت امیر، ربط واتحاد، ہجرت اور ایثار وقربانی وغیرہ کی ٹریننگ دینا اور یہ امتحان کرنا بھی کہ وہ مذکورہ صفات، موجودہ یا آئندہ قومی ملکی اور بین الاقوامی مہمات الامور کے احساس وشعور اور ان کی انجام دہی کی قوتوں اور قابلیتوں کے لحاظ سے کس درجہ میں ہیں **اہم المقاصد** سمجھا جائے۔

(۲۸) نماز میں جو مقتدیوں کے باہمد گر ٹخنہ سے ٹخنہ اور پنجہ سے پنجہ وغیرہا جمیع اعضاء وحصص جسمانیہ ملائے رکھنے پر اس درجہ زور دئے جانے کہ نماز کی ستی سرتا سر اور مجسمہ استغراق ومحویت "مخ العبادات" میں (بخلاف کسی اور بڑی سے بڑی غلطی کے) ٹخنہ سے ٹخنہ نہ ملانے اور کیفیتِ واحدی نہ بننے کے ذنب عظیم پر ساتھ کے نمازی کو بدست خود تنگ پکڑ کر اسکی اصلاح ورہنمائی کر کے اپنے ساتھ ملانے کا حکم اور تاکید شدید ہے اس سے علاوہ دیگر مقاصد کے ایک سب سے زیادہ اہم وارفع ترین مقصد تو یہی **سمجھا جائے** جو مصافحہ معانقہ اور عند الملاقات بوسہ دینے سے ہے (کیونکہ دو ہمجنسوں مرد مرد یا عورت عورت یا مرد عورت) متشابہ الشکل والنوع اعضاء وحصص جسمانیہ (مثلاً ہاتھ سے ہاتھ، منہ سے منہ، سینہ سے سینہ، وقس علیٰ ذالک الیٰ آخرہا) کا باہم ملانا ہی دو شخصوں کی باہمی عشق وعقیدت کا منتہائے کمال، شیفتگی ودلدادگی کا واضح ثبوت نیز قیام استحکام، ربط واتحاد کا ایک موثر ویقینی ذریعہ ہے **دوسرا مقصد** اندھے بہرے اور نو آموز کمسن مقتدیوں کو بحضور تنہا نماز کے ظاہری اور جسمانی ارکان وہیأت سے عہدہ برآ کرنا **سمجھا جائے** کیونکہ اس طریق سے وہ (اندھے بہرے وغیرہم) سوا آنکھوں اور صحیح السمع مقتدیوں کے برابر بیک وقت اور انہی کی طرح قیام وقعود کر سکتے، مستقبل القبلہ رہ سکتے ایک سے دوسرے رکن نماز کی طرف منتقل ہو سکتے، اٹھنے بیٹھ

وغیرہ کے درمیان بھی اسی کے موافق فاصلہ رکھا کریں۔

تاکہ :—

(۱) نائب امام اپنے امام کی زندگی اور بعد الموت کے اندر اس کی خلافت وجانشینی کیلئے اور اس کے مشن ومقاصد کو بار آور کرنے یعنی اصلاح وترقی عالم کا بیڑا اٹھانے کی غرض سے اس سے بہت کچھ سیکھ سکے خود میں اسی کی مانند زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر ذہنی، علمی، اخلاقی، ظاہری وباطنی تحریری، تقریری، پیرانہ وخطیبانہ قوتیں اور قابلیتیں جمع کرسکے نیز قرأت وتلاوت، خشوع وخشیت الٰہی اور ذاتی نمونۂ عمل کے لحاظ سے خود کو امام کا ہم پلہ بنا سکے۔

(۲) ابھی سے مقتدیوں کے دل ودماغ میں (علاوہ موجودہ امام نماز کے) مستقبل قریب میں منصب امارت پر متمکن ہونے والے (موجودہ نائب امام) کی اطاعت اور ادب وعقیدت کا جذبہ پیدا ہو اور سکہ بیٹھنا شروع ہو جائے۔

(۳) امام نماز کے حادث ہونے پر اس کی جانشینی یا اسکی کسی طرح کی بھول چوک کے موقعہ پر اس کی رہنمائی کا سوال خود امام یا مقتدیوں کے لئے باعث تشویش وبدحواسی نہ ہو۔

(۴) ہر مقتدی کے اندر علاوہ امام نماز اور نائب امام نماز ہر دوسرے مقتدی بھائی کو بھی اپنا استاد ومبشر وسمجھنے یعنی اس سے عقیدت رکھنے اور اسکی اطاعت بھی کرنے کا جذبہ مستحکم ہو۔

۵- جملہ مقتدی بلا امتیاز ادنیٰ واعلیٰ قیام ورکوع میں دوسرے بھائی کے پنجہ سے پنجہ، ایڑی سے ایڑی اور پنڈلی سے پنڈلی قعود وتشہد میں ٹانگ سے ٹانگ، گھٹنے سے گھٹنہ، کندھے سے کندھا اور کوہنی سے کوہنی سجدہ میں گھٹنے سے گھٹنہ اور کوہنی سے کوہنی نیز اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جانے آنے وقت یعنی بہر حال (تا بامکان) بال بھر کا خلا یا جدائی برداشت کئے بغیر زیادہ سے زیادہ اعضاء وحصص جسمانیہ پورے غور وشوق اور التزام کے ساتھ باہم دگر ملائے رکھا کریں۔

۶- تمام مقتدی بیک وقت بیٹھنا، اٹھنا، پڑھنا کوئی عضو جسمانی دھرنا یا اٹھانا وغیرہ شروع یا ختم کیا کریں

۷- جملہ مقتدی زیادہ نہیں تو ہر تکبیر انتقال پر علاوہ انتقال ہیئت جسمانیہ یا تبدیلی ذکر وعبادت باہم دگر ٹخنہ سے ٹخنہ، گھٹنہ سے گھٹنہ، کندھے سے کندھا اور کوہنی سے کوہنی غرض ایڑی سے چوٹی تک کے زیادہ سے زیادہ اعضاء وحصص جسمانیہ بھی ضرور ایکدفعہ ملا لیا اور نائب امام کے مطابق (حصوصاً بالا طریق سے)

میں ہدایات مصرحہ ذیل کی پابندی کی جائے۔

و۔ امام و مقتدی قیام یا رکوع و قعود وغیرہا کسی حالت نماز میں صف کے اندر) اپنے دھڑ یا پیٹھ کی چوڑائی سے کمتر جگہ پر قانع یا اس سے زیادہ پر کبھی قابض نہ ہوں یعنی ان کے دونوں پنجوں، دونوں ایڑیوں، دونوں گھٹنوں کا درمیانی فاصلہ پیٹھ کی چوڑائی (جو ۱۶ تا ۱۸ انچ ہو سکتی ہے) سے انچ بھر کم و بیش نہیں بلکہ اس سے بالکل مساوی رہا کرے۔

ب (نائب امام، موذن، مفتی، اور قاضی یا محرر وغیرہم پر مشتمل) امام نماز کی مجلس شوریٰ یا رننگ کمیٹی یا جمعیۃ المصلین بن چکے ہوئے یا عنقریب بننے والے علم و فضل، ذکر و احساس، اثر و رسوخ یا تحریر و تقریر یا دولت و مال کی قربانیوں اور جانفشانیوں وغیرہا کے اعتبار سے حلقہ یا گاؤں میں دوسروں سے بلند و برتر حیثیت رکھنے والے اُولوالاحلام والنہی اور زیادہ سے زیادہ مقیم الصلوٰۃ بزرگ ہمیشہ امام نماز کے بالکل پیچھے ٹھیک سیدھ میں پہلی قطار کے اندر اکٹھے اور امام کے قریب تر کھڑے ہوا کریں۔

ج۔ اولوالاحلام والنہی اور مقیم الصلوٰۃ بزرگوں (یعنی امام کی جمعیۃ المصلین) میں کا سب سے بہتر و برتر اور سرنکلے سے شایان شان خلافت و نیابت امام نماز (نائب امام) ٹھیک امام کے پیچھے یعنی اسکی سیدھ اور پہلی صف کے عین وسط میں امام نماز کے دائیں پاؤں کے سامنے اپنا دایاں اور اس کے بائیں پاؤں کے محاذ میں اپنا بایاں پاؤں جما کر (اور تسویہ صف وغیرہا کی غرض سے یا اُٹھتے بیٹھتے وقت انچ بھر دائیں بائیں یا آگے پیچھے بڑھے گھٹے بغیر) اپنی جگہ پر امام نماز ہی کی طرح میخ کی مانند گڑا رہے اور اپنے دائیں یا بائیں طرف والے مقتدیوں کی بجائے امام نماز کو دیکھکر ہی اسی کے پاؤں کے درمیانی فاصلہ کے مطابق اپنے پاؤں رکھے یا آگے پیچھے بڑھا گھٹا کرے اور باقی صف کی صف یعنی اس (نائب امام نماز) کی دائیں طرف کھڑا ہونیوالا ہر مقتدی نماز (اپنے دوسرے دائیں طرف والے بھائی کی بجائے) نائب امام ہی کو منزل مقصود قرار دیتا ہوا اس تک پہنچنے کی غرض سے **بائیں طرف والے** سے اور نائب امام نماز سے بائیں طرف والا ہر مقتدی (اپنے بائیں طرف والے مقتدی بھائی کی بجائے) نائب امام سے ملنے کی غرض سے اپنی دائیں طرف والے مقتدی کیطرف بڑھا اور اسی سے ملا کرے اور اس (نائب امام) سے دائیں یا بائیں دونوں طرف والے تمام مقتدی قیام و رکوع اور قعود یا افتتاح نماز میں اسی نائب امام کو دیکھکر قطار سیدھی کیا اور آگے بڑھا یا پیچھے ہٹا کریں اور اپنے دونوں پاؤں، گھٹنوں، ہتھیلیوں، پنجوں، ایڑیوں

درہاتھوں کے مابین ہونا ہے اسی طرح رفع الیدین کے بعد دونوں ہاتھ نیچے آکر مروجہ طور سے دیر تک آگے پیچھے ہلتے رہنے کی بجائے جلد ہی اپنی اصلی (رانوں کے ساتھ) اور پہلی جگہ پر آکر ٹھہر جایا کریں۔ علیٰ ہذا رفع الیدین کے لئے ہاتھ رکوع سے قبل و بعد دونوں مرتبہ (سر کے نیچے لیجاتے وقت نیچے لے جانے اور اوپر سر اٹھاتے ہوئے اوپر اٹھانے کی بجائے) ہمیشہ رکوع کے لئے نیچے سر جھکانے سے پیشتر اور قومہ کے لئے سر اوپر اٹھا چکنے کے بعد ہی اوپر اٹھ کر نیچے کو گرا کریں۔

ط۔ سجدہ میں شروع سے آخر تک مقتدیوں کے پاؤں اپنے پنجوں اور ایڑیوں کے اسی درمیانی فاصلہ کے ساتھ جو قیام و رکوع میں بمقابلہ حس و حرکت ادھر ادھر نیچے اوپر کئے یا ہلائے جلائے بغیر عموداً سیدھے کھڑے ہوئے اور پنجے رو بقبلہ طے کردہ فاصلے زور کے ساتھ زمین سے جمے رہیں، نیز ہتھیلیوں، ناک، پیشانی، پنجوں اور گھٹنوں وغیرہا تمام تر اعضاء پر جسم کا زور اور دباؤ بالکل مساوی ہوا کرے، گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے مقام اقسام کے مابین ہمیشہ کم از کم ایک فٹ کا فاصلہ ضرور رکھا جائے اور کہنیاں کبھی زمین پر بچھنے یا گھٹنے اور رانوں سے نہ لگنے اور چھونے پائیں بلکہ زمین سے اونچی اور گھٹنوں سے بالکل علیحدہ اور دور رکھی جائیں نیز پچھلی طرف سے پنڈلیوں اور رانوں کا درمیانی کونجوں والا زاویہ بھی تا بامکان قائمہ ہی ہوا کرے۔

ظ۔ باوضو ہونے کی حالت میں کچھ نمکین یا شیریں وغیرہ چیز کھانے کے بعد ہمیشہ کلی کے ذریعہ اچھی طرح لب و دہن صاف کرکے ہی نماز ادا کی جایا کرے۔

ع۔ حالت رکوع میں جماعت کی جماعت کی ٹانگیں، سر، کندھے، کمر اور پشت زمین سے مساوی اور ایک جیسی بلندی پر اور بمعہ بازوؤں کے تیر کی مانند سیدھی، زور سے کسی ہوئی اور دائیں بائیں کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو ایسی سیدھ میں نظر آئیں حتیٰ کہ صد ہزار نمازیوں پر مشتمل قطار بھی ایک ہی شخص اور بنیان واحد معلوم دے اور کہنیاں بھی دائیں یا بائیں طرف نکلی ہوئی نہیں بلکہ مانند تیر سیدھی اور زور کے ساتھ کسی اور کھچی ہوئی، ایڑیاں اور پنجے پورے اور کافی زور کے ساتھ زمین سے جمے رہیں نیز کمر سے بالائی حصہ بدن یعنی دھڑ آگے مگر نیچے کو اور ٹانگیں اور بازو پیچھے کی طرف زور سے کسے اور کھچے رہائیں ہر مقتدی کی کمر اور سر ہمیشہ زمین سے یکساں فاصلہ پر اور مثانہ کا زاویہ (حادہ یا منفرجہ نہیں بلکہ) قائمہ ہی ہوا کرے

غ (۱) مقتدیوں کے ہاتھوں کی انگلیاں نماز کی ہر حالت (رکوع، سجود، قعود، قومہ وغیرہا) میں باہم بالکل جڑی رہیں کہ (علاوہ دیگر مقاصد و فوائد کے) انگلیوں کے سو فیصدی رخ بقبلہ رکھنے کا (بھی) اس سے بہتر

نظارِ سجدہ ہی کرلیا کریں۔

ز۔ نمازی مسبوق ہمیشہ داخل مسجد ہوتے ہی (قریب جماعت لمحہ بھر کھڑے ہوئے اس کے بیٹھنے اٹھنے وغیرہ کا انتظار کئے بغیر) اس کے موجودہ سے دوسرے رکن نماز کیطرف منتقل ہونے سے پیشتر ہی فی الفور شامل جماعت ہوجایا کرے۔ ژ۔ ہر نماز کے شروع میں اقامت کے موقعہ پر امام نماز یا نائب امام بذات خود صفوں کے آگے پیچھے پھر کر اور مقتدیوں سے زبانی کہہ کر بلکہ ان میں ایک ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر دائیں بائیں یا آگے پیچھے کیا کرے۔ س۔ مسجد میں آتے آتے یا اپنی دائیں یا بائیں جانب یا سامنے کیطرف دیکھتے دیکھتے یا کچھ اور کرتے کرتے فی الفور ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہکر نماز شروع کر دینے کی بجائے ہمیشہ کم از کم ایک آدھ منٹ تک مسلسل ہاتھ اٹھا کر اور سجدہ گاہ پر آنکھیں جمائے ہوئے کھڑے رہ کر تکمیل و استحکام نیت کر چکنے کے بعد ہی نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہا کرے۔ ش۔ جماعت کی جماعت افتتاح نماز اور قیام و رکوع میں اپنی ایڑیاں ہمیشہ چٹائی یا فرش میں صف کے بنائے ہوئے نشان کے ٹھیک کنارہ پر مضبوطی سے جمائے رکھا کرے۔ ص۱۔ قیام و رکوع اور قعود و تشہد نیز قومہ میں مقتدیوں کی نگاہ ٹھیک مقام سجدہ یعنی پیشانی رکھنے کی جگہ پر جمی رہے تاکہ جماعت کی جماعت کے سر اور گردنیں بھی آگے پیچھے یا دائیں بائیں سے دیکھنے والوں کو ایک ہی سیدھ میں اور زمین سے مساوی بلندی پر نظر آئیں۔

ص۲۔ کوئی مقتدی اپنے دوسرے پڑوسی مقتدی نماز بھائی کیلئے اس کے اپنی کم شدہ جائے قیام کو پورا کرنے کی غرض سے اسکی طرف اپنا پاؤں بڑھانے میں مانع ہونے بڑھی ہوئی جگہ کو گھٹانے کے قصد سے اس کے خود اپنی طرف اپنا پاؤں لے جانے پر اپنا پاؤں اس کی طرف لے جاکر اس کے پاؤں سے ملانے میں لمحہ بھر کا تامل و توقف روا رکھے۔ ص۳۔ پچھلی صف میں کھڑا ہونے والے اپنی پہلی صف والوں کے پوری طرح دوسرے رکن کے اندر داخل ہو چکنے کے بعد ہی ہمیشہ اس رکن کیطرف منتقل ہوا کریں۔

ض۔ افتتاح نماز کی یا کسی بھی رفع الیدین کی حالت میں ہاتھوں کی تمام انگلیاں ہمیشہ باہم ملی ہوئی ہتھیلیاں قبلہ رخ ہاتھ تمامتر زور کے ساتھ کسے رہیں۔ اور اس امر کے لئے استعمال بھی فقط کہنیوں تک ہی ہوا کریں اور نیچے بھی کنپٹیوں یا کم از کم کندھوں تک اونچے ہو کر بلکہ انہیں قریباً چھو کر اور لمحہ بھر وہیں ٹھہرے رہ کر ہی گرا کریں۔ نیز کندھوں کیطرف پشت کئے ہوئے بالکل ان کے متوازی رہا کریں تاکہ ان کا درمیانی فاصلہ اس وقت بھی اسقدر رہے جتنا قیام اور رکوع یا سجود میں دونوں پاؤں کے درمیان

اپنی قولی یا جسمانی خامیاں اور کوتاہیاں دور کر لیا کرے۔

(۲) بزرگ و عالم جاہل و کم علم کی بڑا بچہ چھوٹے بچہ کی اور شنوا و بینا بہرہ و نابینا کی فروگذاشتیں اور ان کے حرکات و سکنات یا اذکار و تسبیحات وغیرہ کے لہجہ یا رفتار و مقدار پر پوری پوری اطلاع پا سکے اور ان کی جانچ پڑتال کر سکے۔

(۳) کوئی نمازی بلا وجہ اور زائد از ضرورت دست و پا ہلانے کھجلانے، اونگھنے اور مبتلائے خیالات فاسدہ ہونے نہ پائے

(۴) بزرگ ذی علم سے مرعوب ہو کر اور خود جاہل کی تعلیم و تصحیح کا خود کو ذمہ دار قرار دیکر بزرگ عالم باہم دگر سمجھانے دکھانے کی غرض سے انتہائی احتیاط و اہتمام کے ساتھ قیام و قعود اور اپنی قرأت و سماعت وغیرہا سے عہدہ برآ ہوا کریں۔

گ۔ امام نماز علاوہ جہری کے سری رکعات نماز اور جہری نماز میں علاوہ قیام (و تکبیرات انتقال) باقی جملہ ارکان نماز یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ وغیرہا کے اذکار و ادعیہ، فاتحہ، سور و آیات اور اذکار و تسبیحات بھی کم از کم اتنی نمایاں اور شنوا آواز سے ضرور پڑھا کرے کہ زیادہ نہیں تو اس کے قریب ترین اور پیچھے استادہ اولوالاحلام والنہیٰ پر ساتھ ساتھ واضح ہوتا جایا کرے کہ کیا کچھ کتنی مرتبہ اور کس رفتار و لہجہ سے پڑھا جا رہا ہے۔

فائدہ:۔

(۱) وہ علاوہ اٹھنے بیٹھنے کے پڑھنے، سننے (کی رفتار و مقدار وغیرہ) میں بھی پورا پورا حق اقتدا و اتباع امام ادا کر سکیں

(۲) وہ پڑھنے یا اٹھنے بیٹھنے وغیرہا میں امام نماز سے تقدیم و تاخیر کے گناہ عظیم سے محفوظ رہیں۔

(۳) وہ ہر رکن نماز کی مقررہ و مسنونہ عبادات و اذکار امام نماز کے ساتھ ہی بخیر و خوبی شروع و ختم کر سکیں

(۴) خود امام نماز کے مشروعہ و مسنونہ معیار سے کم و بیش یا سست و تیز پڑھنے یا قرأت و تجوید کے لحاظ سے بے ادبی اور صرفی و نحوی طور پر غلطی و کوتاہی کرنے کی صورتیں (بعد نماز) اسے متنبہ و مطلع کر سکیں۔

(۵) ان کی توجہ دل و دماغ ادھر ادھر یعنی کسی کار و چیز دیگر میں محو و منہمک نہ ہونے پائے بلکہ وہ جہری کی طرح سری نماز و رکعات میں بھی "کانک تراہ" یا "فانہ یراک" کی تفسیر کامل بن کر، امام کے ساتھ ساتھ اس کے نمونہ کے عین مطابق پڑھتے، سنتے اور زیادہ سے زیادہ خاشع و متوجہ الی اللہ رہیں۔

ل۔ امام نماز ہر رکن نماز (قیام، رکوع، قومہ، جلسہ وغیرہا) اور اس کی مقررہ و مسنونہ مقدار ذکر

کوئی طریق نہیں ہے۔

ع ۴ ہر رکن نماز علی الخصوص قومہ وجلسہ کی حق ادائی کے لئے ان کی مقررہ ومسنونہ ادعیہ تمام وکمال پڑھنے پڑھانے کا زیادہ سے زیادہ التزام کیا جائے۔

ف ۱ قعدہ اور جلسہ میں مقتدیوں کے پاؤں ایڑیاں اور کندھے، شمالاً جنوباً ایکی سیڈ میں ہیں۔

ف ۲ ہر رکن نماز کے اذکار وادراد اٹھتے اٹھتے یا بیٹھتے بیٹھتے یعنی ساتھ ساتھ نہیں بلکہ ہمیشہ اٹھنے بیٹھنے سے فارغ ہو کر دوسرے رکن میں پوری طرح داخل ہو چکنے کے بعد پڑھنا شروع کئے جایا کریں۔

ف ۳ سجدہ کو جاتے ہوئے، عین سجدہ میں، اوپر اٹھتے وقت پوری ہتھیلیاں (ان کی تمام تر سطح آگے سے پیچھے تک بمعہ ان کے درمیانی انگلیوں کی جڑوں والے حصہ کے) ہمیشہ خاصے زور کے ساتھ زمین سے جمی رہا کریں نیز نماز کے اندر قیام و رکوع یا قومہ وجلسہ اور رفع الیدین وافتتاح وغیرہ کسی وقت بھی مقتدی اپنی کمر کے اوپر کے حصۂ بدن (مع سر) کو اپنے آگے پیچھے کی یا دائیں بائیں جانب نہ جھکائے بلکہ اسے ہمیشہ اوپر کو اپنے پاؤں، ٹانگوں اور کمر کی بالکل سیدھ میں ہی کھا کرے۔

ف ۔ عالم وناخواندہ، بڑے یا چھوٹے، خاص وعام، صحیح الاعضاء وناقص الخلقت وغیرہم ہر قسم کے مقتدیوں کے مل جل کر، بے ترتیبی سے اپنی مرضی کے مطابق جہاں دل چاہا یا موقعہ ملا یا دو دو تین تین اندھوں اندھوں، بہروں بہروں، عالموں عالموں، یا نادانوں نادانوں کے اکٹھے اور شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی بجائے زیادہ تر صحیح وبہتر اور مفید ومنتج یہی قرار پائے کہ ہمیشہ نائب امیر سے دائیں جانب والے بڑے مقتدیوں میں ہر ایک بزرگ وعالم کے دائیں پہلو پر بڑی عمر کے بے علم وگنوار اور بینا کے ساتھ اندھے اور شنوا کے ساتھ بہرے کو اور نائب امام کی بائیں طرف کھڑے ہونے والے **چھوٹے** مقتدیوں میں ہر بڑے اور ذہین مقتدی کے بائیں پہلو پر اس سے غبی وخورد کو باہم استاد وشاگرد قرار دے کر استفادہ کیا جایا کرے اور ہر بزرگ وخردیا گنوار وعالم مقتدی کافی نمایاں طریق پر نیز خاصے بلند یعنی کم از کم اپنے ساتھی کو سنائی دے سکنے والی آواز سے تسبیحات واذکار ادا کیا اور سجود ورکوع وغیرہا بجا لایا کرے۔

تاکہ:۔

(۱) عالم وبزرگ کو نادان وجاہل اور بڑے بچے کو چھوٹا بچہ اور بینا وشنوا کو نابینا وبہرہ دیکھ سن کر

۵ (۱) تکبیرِ تحریمہ اور اقامتِ نماز سے پیشتر حاضرِ مسجد ہونے والا مقتدی نماز شروع ہونے تک مسجد کے کسی دوسرے کمرے یا دور دراز گوشہ میں بیٹھکر محو ذکر و تسبیح رہنے یا کسی اور (دوسری یا تیسری وغیرہا) صف میں "تحیتین" ادا کرنے کی بجائے ہمیشہ اور شروع ہی سے صفِ اولیٰ ہی میں آکر بیٹھا اور وہیں (صفِ اولیٰ میں ہی) ذکر و درود اور تحیتین ادا کیا کرے تاکہ وہ خداوند تعالیٰ اپنے امام نماز اور نمازی بھائیوں کا بہترین جانثار و مشتاق دیدار اور حقیقی و عملی طور پر نماز کے لئے سب سے بڑھ کر بیتاب سمجھا جائے اور اپنے وکیل و ترجمان یعنی شفیع و نمائندہ (امام نماز) اور ذات باری کے قریب سے قریب ہوکر احکام و ہدایات سماویہ سننے، امام نماز کے ارکان و ہیئات نماز یا طرز و طریق قرأت و تلاوت وغیرہا کی صورتیں اس کے ذاتی نمونہ عمل یا اس کے روحانی و قلبی تجلیات سے مستفیض ہونے، اپنی عرائض و مشکلات زندگی خدا کے ہاں گزارنے اور منوانے، امام سے کچھ پوچھنے یا اپنی غلطیاں نکلوانے، متخلق باخلاق اللہ بننے، خود میں بلند پایہ علمی، عملی، روحانی، اخلاقی، تقریری، خطابتی، معلمانہ و جہانبانانہ توپتیں اور قابلیتیں جمع کرنے کا پچھلی دوسری، تیسری وغیرہا صفوں کی نسبت زیادہ سے زیادہ اور بآسانی موقعہ پا سکے (کیونکہ جوں جوں وہ پہلی سے دوسری اور دوسری سے تیسری صف کیطرف پیچھے ہٹتا جائیگا توں توں ذات باری اور امام نماز کے درمیان اسکی غیریت اور تکلف کے حجابات بھی زیادہ بڑھتے جائیں گے مقاصد نماز سے دوری و محرومی اور اس کے عرائض و ضروریات کی سماعت سے بے توجہی بھی ترقی کرتی جائے گی خود اس کے خشوع و انابت میں بھی کمی و کمزوری نیز (اپنے وکیل و ترجمان سے بعید و غائب ہونے کی بنا پر) اپنی گزارشات و ضروریات زندگی خدا کے ہاں گزارنے، احکام و ہدایات الٰہیہ سے مستفید ہونے، علمی و اخلاقی وغیرہا قابلیتیں حاصل و پیدا کرنے کے لئے جرأت و حوصلہ اور شنوائی و کامیابی کی امید و یقین میں بھی زیادہ سے زیادہ ضعف و پستی دخل انداز ہوتی جائیگی)

(۲) ہر نمازی اجماعی نماز سے زائد و باقی پہلے یا پچھلے موکدہ یا غیر الموکدہ نوافل بھی اقرب الی اللہ والامام ہونے اور مذکورہ باقی امور کے پیشِ نظر وہیں (صفِ اول ہی میں) امام کے مصلّے کے قریب سے قریب ادا کیا کرے۔

(۳) ہر نمازی صفِ اول میں جب تک شخص واحد کے لئے بھی جگہ باقی ہے ہمیشہ اسی میں امام یا

و تسبیح وغیرہا ختم کر کے بے یقین کئے بغیر کہ نادان و کم علم بوڑھے اور کمزور و ناتوان غرض ہر قسم کے
اور تمام منز مقتدی بھی مقررہ و مسنونہ مدت رکن و مقدار ذکر بآسانی پوری کر چکے یا اچھی طرح بیٹھ اٹھ چکے
ہوں گے کبھی دوسرے رکن نماز کی طرف منتقل نہ ہوا کرے۔

م ۔ تکبیرات انتقال، افتتاح و اختتام نماز اور رکوع و سجود وغیرہا کے لئے امام نماز کی زبان مبارک
اور جسد مقدس با ہمدگر لمحہ بھر کی تقدیم و تاخیر کے بغیر یعنی اکٹھے ہی ہمیشہ سکون و حرکت کیا کریں
اور مقتدی بھی امام نماز کے ایک یعنی پہلا رکن نماز ختم کر کے دوسرے رکن میں سرتاسر داخل ہو چکنے
اور تکبیر کا آخری حرف بھی زبان سے نکال کر بالکل خاموش و ساکن ہو جانے تک ذرہ برابر
تیزی اور بیقراری دکھائے بغیر اٹھنے بیٹھنے، کچھ شروع و ختم کرنے وغیرہ میں پورے صبر و توقف سے
کام لیا کریں ورنہ امام نماز کے حکم یا عمل سے کسی ایک کی سارے کے سارے نہیں تو کسی قدر
اور علی الخصوص اندھے، بہرے اور کمسن و سادہ لوح نمازی تو ضرور ہی خلاف ورزی اور کچھ
تقدیم یا زیادہ تاخیر کر بیٹھیں گے۔

ن ۔ ۹۔ امام نماز کے وَلَا الضَّالِّیْنَ کہتے ہی نہیں بلکہ خود اس کے بھی "آمین" کہہ چکنے کے بعد
ہی مقتدی بیکبارگی یکساں لیکن امام نماز سے کچھ پست یا زیادہ سے زیادہ اس کے برابر آواز سے
آمین پکارا اور اسے اکٹھے ہی شروع و ختم کیا کریں اور یہ جبھی ممکن ہے کہ خود امام نماز بھی ہمیشہ ولا الضالین
کہتے ہی زیادہ دفعہ کئے بغیر علی الفور اچھی نمایاں و شنوا اور لمبی آواز سے آمین کہنے کا ملتزم ہو۔

ن ب ۔ جہری نمازوں میں امام نماز عام قرات کی نسبت فاتحۃ الکتاب ہمیشہ اتنے زیادہ
فرق و اہتمام سے ٹھہر ٹھہر کر نیز آہستہ آہستہ پڑھا کرے کہ دو آیتوں کا درمیانی وقفہ ایک آیت کی
مدت قرات کے برابر ضرور رہتا کہ مقتدی بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کے ہر آیتہ پڑھ کر فارغ ہو
پر اس دفعہ میں اس کے مفروضہ کی نقل و تقلید کی سعادت حاصل کرتے جایا کریں۔

و ۔ امام نماز کے پوری طرح دوسرے رکن نماز میں داخل ہو چکنے (بلکہ اس کی طرف منتقل ہونا شروع
ہی کر دیتے) کے بعد مقتدی پہلے رکن کے اندر لمحہ بھر تک کے لئے ٹھہرنا اور ایک حرف تک بار
سے نکالنا اپنے پر حرام کرے گو ابھی اس کے لئے مقررہ و مسنونہ ذکر و تسبیح سے کتنا ہی تھوڑا سے تھوڑا
زیادہ سے زیادہ ادا کرنا کیوں نہ باقی ہو۔

پر درد و دلگداز لہجہ اور انتہا درجہ رقت انگیز و لرزہ خیز بھرائی ہوئی لے میں قرارت کیا کرے جو سامعین اور خود اس کے دل و دماغ پر تیر و نشتر بن کر گرے نیز حروف و الفاظ کو اس طرح تول تول کر اور ٹھہر ٹھہر کر موتیوں کی مانند ایک ایک کر کے پڑھے کہ نفسِ طریق و اندازِ قرارت و تلاوت ہی سے مقتدیوں پر مراد و فائل احکام و ہدایات کی اہمیت و نوعیت، ان کے جبر و ضعف نفی و اثبات، ان کی تاکیدی یا تخفیفی، اقراری یا انکاری، سوالی و جوابی، اخباری یا انشائی، شرطی یا جزائی، ودعائی یا سخطی **حیثیت** کا نقشہ خود بخود کھنچتا چلا جائے کیونکہ (نماز پڑھاتے وقت) جس طرح امام کی ذات و التفات (خدا کے ہاں مقتدی کی وکیل و راسنا دو حیثیتوں کا مجموعہ ہوتی ہے اسی طرح اسکی قرارت و تلاوت یا ذاتی نمونہ عمل بھی دو مقاصد سے مرکب ہوتا ہے۔ ۱- بندوں کی ہر قسم کی مشکلات و ضروریات زندگی خدا کے ہاں گزارنا ۲- خدا کے احکام و ہدایات مقتدیوں تک پہنچانا اور انہیں تدبیر منزل، تہذیب نفس اور سیاست مدن وغیرہا کی تعلیم و تلقین کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ دونوں قسم کے اغراض و مقاصد امام نماز بلند آواز اور تیزی کے ساتھ یا الحان و ترنم یا اصول و قواعد قرارت و تجوید کو ملحوظ رکھنے سے نہیں جیسا کہ ٹھہر ٹھہر کر ڈر ڈر کر، رک رک کر اور گڑگڑا کر قرارت و تلاوت کرنے سے بوجوہ احسن پورے ہو سکتے ہیں کہ کسی بارگاہ عالیہ میں کوئی سائل یا اس کا وکیل و ترجمان بھی اس طرح کوئی درخواست و عرض داشت گزارتا ہے اور مشفق و مہربان استاد بھی نادانوں اور کم علموں کو مذکورہ طریق سے (ٹھہر ٹھہر اور رک رک کر) کچھ سنایا، سکھایا اور سمجھایا کرتا ہے۔

۳- امام و مقتدی دوران قرارت و تلاوت میں ہمیشہ اس امر کو ذہن نشین رکھا کریں کہ یہ محض اسلافِ کبار اور عباد اللہ المخلصین کے فضائل و مکارم اپنی کی مقدس سیرتوں کا نامہ و سرگذشتوں کا آئینہ یا قدیم العہد کفار و فساق کی سیاہ کاریوں اور بدعنوانیوں کا ریکارڈ نہیں یا اس کا روئے سخن دیگر گذشتہ یا موجودہ فراعنہ و سامرہ اشخاص یا اقوام یا اوروں ہی کی طرف نہیں بلکہ خود اسی کی غلط اندیشیوں یا ارذیل یعنی اعمال و عقائد سیئہ کا کچا چٹھا ہے اور مقتدیوں نے سر دلبراں در حدیث دیگراں کسی خاص شخص، قوم یا عام انسان کا نام لیکر یا کسی تمثیلی واقعہ کے ذریعے درحقیقت اسی سے خطاب ہو رہا ہے یعنی وہی سب سے زیادہ ان مذکورہ اعمال و افکار یا عادات و اقوال سے ملوث سمجھا گیا ہے اور اسی کو سب سے زیادہ کم علم و نادان اور گم کردہ راہِ ہدایت بیان کر کے اسی کو ہر قسم کی ذہنی، اخلاقی وغیرہا ضروریات و مشکلات زندگی کے بارہ میں سنایا سمجھایا جا رہا ہے اسی کو قرارت میں محمودین و مقبول بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور

اس کے مصلے کے قریب سے قریب کھڑا ہو کر اجماعی نماز پڑھا کرے بلکہ اس سے قبل و بعد بھی ہمیشہ صف اول ہی میں ذکر و تسبیح یا انتظار نماز وغیرہا کے لئے بیٹھا یا انفرادی و نفلی نماز ادا کیا کرے۔

(۴) ہر مقتدی یہ ذہن نشین رکھے کہ ہمیشہ صف اولی میں ذات باری کے قریب تر اور امام نماز کے زیر سایہ کھڑے ہونے والے ہی سب سے زیادہ مہبط فیوض و برکات الٰہیہ کا ساتھی اور اس منبع علوم و عقل ظاہریہ و باطنیہ سے جرعہ نوش ہونے کے باعث اپنی ذاتی اصلاح و ترقی کے بارہ میں یا اپنے ہادی و رہبر کے اغراض و مقاصد کو جو پکانے اور اس کی زندگی یا بعد الموت میں انہیں ربع مسکون تک پھیلانے میں پیش پیش رہے ہیں۔

(۵) اذان کے بعد زیادہ دیر کر کے اور قریب اقامت حاضر مسجد ہونے والے نمازی مسجد کی گھڑی سے (اقامت تک باقی ماندہ) وقت کا پتہ کئے یا امام نماز سے پوچھے بغیر کبھی قبل از فرضی نماز کی مسنونہ یا نافلہ نماز پڑھنا شروع نہ کریں اور جو کبھی بیٹھیں وہ پہلی صدائے تکبیر کان میں پڑتے ہی کسی بھی حالت میں ہونے کے باوجود علی الفور اسے خیرباد کہہ کر شامل جماعت ہو جایا کریں۔

۶) امام نماز تلاوت ہونے والی سور و آیات قرآنیہ روزانہ گھر ہی سے اپنے دل میں متعین اور انکے تمام پہلوؤں پر پورا پورا غور و فکر کر کے اور ان پر عوام و خواص یا موافق و مخالف کی طرف سے وارد شدہ ہر قسم کے (صوری یا معنوی، ادبی و لغوی، فقہی یا اجتہادی) شکوک و اعتراضات کے جوابات سوچ سمجھ کر آیا کرے۔

ی- جہری نمازوں میں حتی الامکان وہی سور و آیات تلاوت کی جایا کریں جو ۱ مسنون متداول اور مختصر ہوں ۲ جن کے معانی، شان نزول اور تفسیر بالمختص و مدعا پر مقامی درسگاہ (مصرحہ تدبیر) میں اچھی اور پوری طرح روشنی ڈالی جا چکی ہو (۳) جو حاضرین نماز کی خصوصی، مقامی (اعتقادی، عباداتی معاملاتی، تمدنی و معاشرتی، ظاہری یا باطنی) خرابیوں یا کمزوریوں، اور ضروریات و مشکلات زندگی سے نمایاں اور گہرا تعلق یعنی اپنے اندر زیادہ تر اور خاص طور پر انہی کی اصلاح و ترقی اور تذکیر و تربیت کا سامان رکھتی ہوں۔

۵- امام نماز اصول و قواعد قرأت و تجوید اور حروف و مخارج یا مد و قصر کی ظاہری رعایت و اہتمام اور الحان و ترنم کے ذریعے مقتدیوں (یا خود) کو مسحور و مفتون اور مسرور و محظوظ کرنے اور ان کے نغمہ پسندانہ و سرود پرستانہ جذبات کی تسکین و سرشاری کی بجائے اس قسم کے معلمانہ و ناصحانہ و مبشرانہ و منذرانہ

ہے بڑھ کر کوئی ادنیٰ مگا مورد و مستوجب نہیں ہو سکتا۔

جنت و ما فیہا کی خبر اور تعریف و تعظیم سنتے وقت امام و مقتدی خود کو ابھی سے بالکل ان کا داخل و وارث محسوس کرنے لگے اور دوزخ و ما فیہا کا حال سنتے ہوئے (امام و مقتدی) ایسا ہی سمجھے کہ وہ ٹھیک اسی کے دروازے پر کھڑا ہوا اور دم کے دم میں اس کے اندر گرنے کو طیار ہے۔

ھ۔ امام نماز نظم و ترتیل قرآن کے اصول و مقتضیات کا احترام بجا لاتا ہوا فاتحہ میں الرحمن الرحیم اھدنا الصراط المستقیم نیز سورہ نبا، جن، اعلیٰ، غاشیہ، انشرح، فلق، ناس وغیرہا کی ایک ایک آیت پر ٹھہرا اور فاصلہ و قافیہ کی پوری پوری رعایت کیا کرے۔

ز۔ دنیا و عقبیٰ کے اندر مومن و عامل الصالحات طبقۂ انسانیت کی قابل رشک عزت افزائی یا مستوجب فتنہ و تکین افکار و عادات اور ان کے کارناموں یا جنت و راحت کا حال سن کر امام و مقتدی اپنے لئے بھی خدا کے ہاں سے ان کا سوال زبانی صراحتہً کئے اور عذاب و عقاب یا اہل کفر و فسق کے ناقابل بیان و لرزہ خیز ... ناگفتہ بہ مسلک و نتائج کے ذکر پر اعوذ پڑھے بغیر کبھی آگے نہ بڑھا کریں۔

ط۔ امام اور مقتدی مقروءہ کے ہر پہلے جملہ و آیہ کے مفہوم و مقصود اور اس کے ہر پہلو پر پورا پورا غور و فکر کر چکنے سے اچھی طرح اپنے دل و دماغ کے اندر بٹھا لینے بلکہ اسے جزو بدن کی حیثیت دے دینے اور اپنی ذاتی، ذہنی، اخلاقی تمدنی، ظاہری و باطنی حیثیت سے اس کا موازنہ کرنے اور اپنی زندگی اپنے افکار و اعمال، بود و ماند، لباس و خوراک وغیرہ کے لئے اس کے ذریعے ایک ہنگامہ خیز و انقلاب انگیز اثر و نتیجہ حاصل کرنے کے بعد ہی آگے آئندہ آیہ و جملہ کی جانب بڑھا کریں۔

س۔ دریوں اور چٹائیوں کا انتظام ہو یا نہ بہر کیف تمام کمروں اور صحن مسجد کے فرش پر کم از کم ۲۴ تا ۳۶ انچ کے یکساں فاصلہ سے نشانہائے صفوف کے طور پر سرخ، سفید یا سیاہ رنگ کے نصف (یا پورا) انچ چوڑے نہایت پختہ و نمایاں خطوط کندہ و کشیدہ ہوں کہ انہی کے ذریعے جلدی اور آسانی کے ساتھ صفوں کی سدھائی ممکن ہے۔ نیز امام نماز کا مصلی اور مقتدیوں کی صف اول باہم اسقدر ملحق و متصل ہوں کہ ان کے مابین کبھی ایک آدھ انچ بھر کا فاصلہ بھی گوارا نہ ہو۔

(۲) ہر سری یا جہری دو رکعتی نماز میں علی العموم (۱) قیام و رکوع یا سجود و تشہد وغیرہ اتنے آہستہ اور طویل ہوں (۲) اذکار و تسبیحات اتنی مرتبہ اور قرأت و تلاوت قرآن اس رفتار سے ٹھہر ٹھہر کر حرف بحرف اور جملہ بجملہ ہونٹوں کی

مردود و مغضوب لوگوں کی راہ سے منحرف و مجتنب رہنے کی تنبیہ و تلقین کی جا رہی ہے اور اسی کو اس کی تباہیوں، زیادتیوں اور غلط کاریوں پر ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ اسی کو خزی و خذلان دارین سے بچنے کی تدابیر سمجھائی اور راہ نجات و سعادت ابدی دکھائی جا رہی ہے اسی کی درخواستیں اور ضرورتیں امام از اس کی قرأت و تلاوت کے ذریعے خدا کے ہاں گذاری اور سب سے اول اور سب سے زیادہ مسموع و مقبول ہو رہی ہیں اور اسی کو اس کے خلق و رزق، سمع و بصر، زن و فرزند اور شمس و قمر، باغ و بہار، باد و بارش وغیرہا کے دنیوی و اخروی فیوض و احسانات، لذات و انعامات یاد دلائے جا رہے ہیں۔

(۲) اہل سعادت کی ہر قسم کی خوبیوں، قربانیوں اور کارگزاریوں کی بنا پر ان کی دنیا و عقبیٰ میں حاصل شدہ یا وعدہ کردہ برتر از وہم و قیاس عزتوں، سعادتوں، کامیابیوں، نعمتوں اور خوشیوں کا حال و خبر سن کر (امام و مقتدی کا دل) خوشی سے بلیوں اچھلنے لگے اور وہ اس بارہ میں حد سے بڑھ کر پر یقین ہو کہ دنیا جہان میں وہی سب سے بڑھ کر ان کی طرح محبوب و مقرب بارگاہ الٰہی سعید و روشن بخت اور مدارج و نعم عالیہ سے مستفیض ہوگا۔

(۳) اہل فسق و شقاوت کی غلط اندیشیوں، بدعنوانیوں اور سیاہ کاریوں، ان کے غضب و عتاب اور دنیا و عقبیٰ میں ان کی تباہی و بربادی یا ذلت و رسوائی کی خبر سن کر اس (امام و مقتدی) کا زہرہ آب آب ہو جائے اور وہ سمجھے کہ وہی سب سے زیادہ خطاکار و پر معاصی اور اپنے اعمال و عقائد کی رو سے انہی کا مساوی و مشابہ اور سب سے بڑھ کر ان کی طرح مستوجب لعنت و خزی و خذلان دارین ہوگا۔

(۴) (امام و مقتدی) قرأت میں ماموره و موکده اذکار و اعمال اپنانے اور اہل رشد و سعادت کی راہ پر گامزن ہونے اور قرأت میں ممنوعہ و مکروہہ اذکار و اعمال اور ارباب جہل و شقاوت کے مسلک سے سو فیصدی منحرف رہنے کا عزم بالجزم کر کے یعنی خدا اور بندوں (نیز اپنی ذات اور حیوانات) اپنوں یا بیگانوں، بڑوں یا چھوٹوں کے لئے اپنے دل و زبان اور دست و پا کے ذریعے ان کی آنکھوں کا تارا اور کلیجہ کی ٹھنڈک بن کر ہی نماز سے فارغ ہوا اور مسجد سے باہر قدم نکالا کریں۔

(۵) امام و مقتدی مذکورہ احکام ارشادات الٰہی سے رحیمانہ و غفورانہ صفات و کلمات یا روح پرور و دل افزا مواعید و وانعامات سن کر پر امید ہو کہ اپنے اعمال و عقائد حسنہ کی بنا پر وہی سب سے زیادہ ان سے بہرہ مند ہوگا اور پر غیظ و منتقمانہ صفات و کلمات یا لرزہ خیز و زہرہ گداز مواعید و وانعامات سن کر یقین کرے کہ اس

شریعت کم یا زیادہ حصہ بدن ننگا رکھنے یا ڈھانپنے، اٹھنے بیٹھتے وقت کوئی عضو بدن اوپر یا نیچے، سیدھا یا ٹیڑھا رکھنے، مسجد میں آنے جانے یا ٹھہرنے کے آداب و قواعد، سنن و نوافل نماز کی مسنونہ رکعات، ان کے اوقات و مقامات ادا اور جو کچھ جتنی مرتبہ ان میں پڑھا جاتا ہے۔ غرض تمام شرائط ظاہری یا باطنی قواعد شرائط نماز کے بارہ میں تنبیہ و تلقین کیا کرے ج (۲) اسی موقعہ پر (فرضی نماز سے پہلے یا پیچھے) وہ کبھی کبھار نابالغ اور نوجوانوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے انہیں قیادت و اقتدار، تسویہ صفوف، قیام و رکوع و سجود، اذکار و تسبیحات، قومہ و جلسہ وغیرہ کی عملی مشق بھی ضرور کرایا کرے۔

د- اسی موقعہ پر مقروءہ حصہ قرآن کے مفہوم و ماحصل سے مقتدیوں کو خالص ملکی و مادری زبان میں مفصل و عام فہم طریق پر آگاہ و مستفید کیا اور اس سے متعلق انکے شکوک و استفسارات سنا اور تسلی بخش طور پر ان کا جواب دیا کرے ر- اسی جگہ نماز سے مسبوق و پسماندہ نمازیوں کی تاخیر و غفلت پر ان سے باز پرس و جواب طلبی کیا کرے س- اسی موقعہ مقتدیوں کا استمزاج و عیادت کیا اور ان کی ظاہری یعنی بدن کپڑوں وغیرہا کی صفائی نیز ان کی ہر قسم کی اجتماعی یا انفرادی ضروریات و مشکلات زندگی کا از خود یا ان کی درخواست پر جائزہ لیا کرے۔ ص- اسی وقت وہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ آیا مقتدی دوران نماز میں ذہناً بھی مسجد کے اندر اور محو و مشغول نماز رہے ہیں یا کہیں اور نیز انہوں نے قرأت سے کچھ حاصل بھی کیا ہے یا نہیں ان سے اس قسم کے سوالات کہ فلاں رکعت میں کون سورت تلاوت کی گئی ہے اور فلاں میں کیا وغیرہ بھی کبھی کبھار ضرور کرتا رہا کرے۔

(۴) نماز کے لیے حد سے بڑھی ہوئی فکر و شوق کی وجہ سے ہر نمازی (خواہ وہ کہیں اور کیسی حالت میں ہو) کا کان ہمیشہ اذان کے لئے بجنا، آنکھ دن کو سورج، رات کو تاروں اور صبح کو افق پر جمی ہوئی اور دل بہر حال معلق بالمسجد رہا کرے اور وہ دو نمازوں کا درمیانی (پہلی کے فراق اور پچھلی کے انتظار والا) وقفہ ہمیشہ اسی طرح گزارا کرے کہ گویا وہ آگ کی بھٹی میں، کانٹوں کے بستر اور تختہ دار پر یا ماہی بے آب ہے۔

(۵) ا- ہر نمازی ۶ نہیں تو ۷ سال کی عمر سے تو ضرور اپنے بچے کو بھی نماز کے لئے اپنے ہمراہ بالالتزام مسجد میں لایا کرے۔

(۵) ب- ہر نمازی اپنے علاوہ ہر اپنے پاس بیٹھے سوئے ہوئے یا اذان سے بے خبر اور نماز سے بے فکر گھر یا باہر کے یا رستہ میں ملنے والے وغیرہ کو بھی اذان و اقامت کی اطلاع دینے اور اپنے

مانہ علیحدہ علیحدہ کرکے ہوا کرے۔ نیز تحریمہ سے ثنا کے درمیان اور ثنا سے فاتحۃ الکتاب کے درمیان اور فاتحۃ قرأت تک اور پھر اختتام قرأت سے رکوع جانے تک (غرض ہر رکن کے آخر پر اور دوسرے رکن نماز میں داخل ہونے اور نیا ذکر و تسبیح شروع کرنے تک) ہر دفعہ چند سیکنڈوں کا یعنی اس قدر وقفہ و سکتہ کیا جایا کرے کہ ان میں مجموعۃً زیادہ نہیں تو کم از کم $\frac{1}{15}$ منٹ ضرور صرف ہوا کریں۔

(۳) امام نماز ہر نماز کے وقت اقامت سے آدھ گھنٹہ نہیں تو کم از کم پندرہ منٹ پیشتر ضرور حاضر مسجد ہو جایا اور قریبًا اتنی ہی مدت تک بعد از تسلیم بھی وہیں ٹھہرا کرے اور اس موقعہ پر مقتدیوں سے ایک ایک کرکے (اجماعی نماز سے پہلے یا پیچھے پڑھی جانے والی نفلی و انفرادی نماز کے) قیام و قعود اور رکوع و سجود، قومہ و جلسہ وغیرہا کا بہ نیت نظر مطالعہ کیا اور یہ دیکھا کرے کہ آیا وہ کتاب و سنت اور خود اس کے حکم و ہدایت نیز روزمرہ دیے گئے ذاتی نمونۂ عمل کے مطابق جمیع ارکان و ہیأت نماز سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں یا نہیں اور غلط کاروں میں سے ایک ایک کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر نہ صرف زبانی سمجھانے پر قانع رہے، بلکہ بذات خود اپنا نمونہ دیکر اور پھر اپنی آنکھوں کے سامنے دو ایک مرتبہ اسی طرح اپنی نقل و تقلید کرایا کرے۔

ب- اس اثنا میں نماز کے آداب و شرائط، ارکان و ہیأت، ان کے شرعی اور اصطلاحی ناموں، ہر رکن نماز کے اذکار و اوراد وغیرہا سے متعلق ایک ایک نمازی سے پوچھ کر ان کی واقفیت کا امتحان کیا کرے اور اچھی یا پوری طرح ان کے نہ بتا سکنے پر خود اسی طرح پڑھ کر بتایا اور دو ایک بار اس سے بھی کہلوایا کرے۔

ج- اسی دوران میں امام نماز اپنے مقتدیوں کو ان کے مخل خشوع اور نواقص نماز امور اور ہر عمر کی مرزد ہونیوالی کوتاہیوں اور بے ضابطگیوں مثلاً (بلا اہم و اشد ضرورت کے) مسلسل کھجلانے، کھانسنے بار بار ناک سے سانس کھینچنے اور چھوڑنے، زبان کو منہ کے اندر یا باہر ادھر ادھر پھرانے، ہونٹوں کو بند کرنے یا کھولنے، طویل و بلند آواز سے اور زیادہ منہ کھول کر جمائی لینے اور ڈکاریں مارنے، جلدی یا غلط طریق سے اٹھنے بیٹھنے اور رکوع و سجود یا قومہ و جلسہ وغیرہ کرتے اور یونہی اور بار بار داڑھی، ناک، کان، سر، آنکھوں وغیرہا کی جانب ہاتھ لے جانے اور پھر ہاتھ کو اس غرض سے کہ آیا وہ غلاظت گوش و بینی یا آنکھ کی کیچ وغیرہا سے کچھ ساتھ لایا ہے یا نہیں؟ مسلسل دیکھتے رہنے اور لمبا وقت رکن کا رکن یعنی رکوع کا رکوع یا قومہ کا قومہ وغیرہا ہی اسی طرح ختم کر دینے، بلا وجہ ہاتھ پاؤں رکھنے اٹھانے، ہلانے، جلانے یا ان سے اور منہ ناک وغیرہا سے کسی طرح کی آواز نکالنے اور ہاتھ پاؤں کو کھجلانے وغیرہا کی غرض سے متواترہ

ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" کہا کرے۔

(۸) لوگوں کے نہانے، دھونے، پانی پینے یا بھرنے، کھانسنے، ناک صاف کرنے، بولنے چلنے، وضو اور مسواک واستنجا کرنے یا خود بخود پانی گرنے یا چرخی چلنے وغیرہا کی کوئی نہ کوئی آواز ضرور محل خشوع و انابت اور مقتدیوں کے لئے امام کی قرأت یا تکبیرات انتقال یا اولوالاحلام والنہیٰ کے امام کی غلطی پر اسے متنبہ کرنے یا امام کے اسے سننے میں ہمیشہ سدراہ رہتی ہے نیز بجائے گھر کے مسجد میں آکر وضو یا غسل ومسواک اور استنجا وغیرہا کرنے کی صورت میں نمازیوں کا کہیں زیادہ وقت ومحنت صرف ہونا بلکہ لباس اور ذات نماز سے بالکل ہی رہ جانا ان کا اپنے گیلے پاؤں اور پانی کے قطرات ٹپکاتے ہوئے اعضاء اور کپڑوں سے فرش مسجد، چٹائیوں اور دوسروں کے بدن اور کپڑے سے آلودہ کرنا نیز ان کے بول و استنجا وغیرہا کی غلاظت وتعفن کا دور دور حتیٰ کہ خود امام محراب مسجد اور نمازیوں تک پھیلنا بلکہ نجس ومنحوس بے نمازیوں اور شریر وآوارہ لڑکوں کی کثرت آمد ورفت کے باعث ہمیشہ سامان مسجد کی چوری اور عمارات مسجد کی شکست وریخت اور شور وفساد برپا ہونا یقینی ہے اس لئے مسجد کی چاردیواری کے اندر بلکہ ۱/۲ گز اس کے قریب تک بھی کنوئیں، حمام، غسلخانہ یا پمپ اور پیشاب گاہ وغیرہا بنانے کا کبھی خیال تک بھی دل میں نہ لایا جائے۔

(۹) وہی پیر فرتوت، ضعیف ولاغر اور مریض ونیم جان یا بڑے سے بڑا عدیم الفرصت جس کے لئے سر تک کھجلانا قدم تک اٹھانا اور سانس تک لینا بلکہ ایک انچ تک ادھر ادھر سرکنا ناممکن اور دوبھر ہو چکا تھا نماز کا وقت آنے پر اپنے محبوب ومطلوب دارین کیطرف سے مژدہ جانفزا کان میں پڑتے ہی (اس سے استغاثات واستغاثہ اور ملاقات ومناجات کے شوق میں) اس کی بارگاہ عالی میں حاضری کے لئے برق وباد کے گھوڑے پر سوار، رائی سے پہاڑ، بکری سے شیر، رستم وبہرام بچوں اور نوجوانوں سے بڑھ کر چاق وچوبند اور ایک کا دو چار بلکہ صد ہزار نظر آئے۔

(۱۰) دربار الٰہی میں حاضری، اقامت نماز اور اعلائے کلمۃ اللہ نیز ایک سنسان وجامد فضاء عالم میں زندگی اور عمل کی روح پھونکنے کی بنا پر ساماۃ المقتدین کے مقابلہ میں موذن کو عنداللہ امتیاز و فوقیت کا وہی بلند وبرتر مقام حاصل ہے جو کسی کار خیر میں مدعو کی نسبت داعی، مدلول کی نسبت دال، تابع کی نسبت بادی اور پیرو کی نسبت پیش رو کو نصیب ہوتا ہے اس لئے امام اولوالاحلام

ہمراہ مسجد میں لانے اور شامل نماز کرنے کا ہمیشہ پورا پورا ذمہ دار و جوابدہ ہو۔

(۶) زندگی بھر اور ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم (اور علی الخصوص) قحط و جنگ یا وبا و سیلاب غیرہا ہولناک زلزلہ خیز قسم کے مقامی، عصری یا قومی آفاقی حوادث و نوازل کے دنوں میں تو ضرور روزانہ اور بلاناغہ نماز فجر میں (دعائے) قنوت کا التزام کیا جایا کرے۔

(۷) ہر نمازی یہ ہر سہ اُمور **ذہن نشین** کر رکھنے کے بعد کہ (ا) کسی شخص کیطرف سے دوسرے کو دینے کا بہتر و برترین نایاب و قیمتی انعام و تحفہ، انتہائی دلی عقیدت جانفدا دگی کی روشن ترین دلیل اور حقیقی پروانۂ خوشنودی مزاج سلام و رحمت ہی ہے چنانچہ خالق و مالک ملکوت السمٰوات والارض و ملاء اعلیٰ کے ہاں سے بھی محبوب و مقبول ترین خلائق بندوں حتیٰ کہ سید ولد آدم کو مدۃ العمر کی بے مثال قربانیوں اور لاتعداد جانفشانیوں پر بھی سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ سلام علی نوحٍ، سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ سلام عَلٰی موسیٰ وھارون، السَّلام عَلَیْکَ اَیُّھا النَّبِیُّ وغیرہا الفاظ و عبارات میں ہمیشہ اور سب سے زیادہ یہی موہبت و مرحمت ہوتی رہی ہے۔

ب۔ انفرادی کے مقابلہ میں اجتماعی نماز پنجگانہ کی اہمیت و فضیلت اور عامۃ مصلین کی نسبت اجتماعی نمازیوں ہی کے زیادہ معزز و باوقار اور عالی صفات و ذی وجاہت ہونے کے وجوہ و اسباب میں ایک سب سے بڑی اور اہم ترین وجہ و سبب (اس کے اندر دوران تسلیم یعنی اختتام پر جم غفیر کا) ایک دوسرے کو سلام و رحمت کے آب حیات جاوید سے شادکام و سرشار کرنا بھی ہے۔

ج۔ اختتام نماز پر سلام اس لئے بھی مشروع اور ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس موقعہ پر نمازی بھائی روحانی و باطنی طور پر ایک دوسرے سے علیحدہ اور کافی دیر تک محروم قیل و قال اور مقیم عالم بالا رہنے کے بعد پھر سے ملاقی ہوتے ہیں۔

نماز ختم کرتے اور دائیں بائیں منہ پھیرتے وقت اپنے دائیں بائیں والے بھائی کو مخاطب سمجھ کر اور ٹھیک اسی کی طرف اپنا منہ کئے ہوئے آہستہ آہستہ اور اسے بخوبی سنا سمجھا کر (نماز سے پہلے* پیچھے اور مسجد سے باہر کیطرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، مدت سے بچھڑا ہوا پھر سے ملا تصور کر کے التزاماً انتہائی شوق و تپاک اور عشق و عقیدت بھرے لہجہ میں) اپنے ماں باپ بیٹے ہی کی مانند نیز اپنے دل میں اس السَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ کے مقاصد و معانی کا پورا پورا تخیل قائم رکھتے ہوئے ہی السلام علیکم

بے دردانہ کلام الٰہی یاد و یا بلا سلیقہ اصلاح کے نتیجہ میں اور نہیں تو نقلیۃً ایسی) تلاوت قرآن اور اسمیں اپنی غلط فہمیوں اور فرو گذاشتوں کی اصلاح و نیز کیا لکھ و کیا نماز کے بارہ میں تفصیلی معلومات بہم پہنچانے اور اپنے علم و فکر یا شعور و احساس) دین میں اضافہ و ترقی وغیرہ کی صورت میں مسجد و ما فیہا کے قرب و جوار سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(١٢) اذان و اقامت کے مابین علی العموم بلکہ ہمیشہ ایک ہی جتنا کم از کم $\frac{1}{10}$ اور زیادہ سے زیادہ $\frac{1}{4}$ منٹ کا یعنی اس قدر وقفہ ضرور ہوا کرے کہ نمازی اذان سے زیادہ نہیں تو اپنے پہلے سے شروع کردہ وضو و غسل، مسواک و استنجا، بول و براز، کھانے، تبدیل لباس، حجامت وغیرہا معمولی ضروریات ذاتی سے باطمینان کامل فراغت پاکر تکبیر اولیٰ ہی سے شامل نماز ہو سکے اور کسی نمازی کے لئے جماعت سے رہ جانے یا زیادہ دیر تک اس کی انتظار میں بیٹھا رہنے کی بنا پر اعتراض و شکایت کا موقع باقی نہ رہے۔

(١٣) افتتاح نماز کے موقعہ پر از تکبیر تحریمہ سے پہلے کبھی مقتدی یا امام نماز بجز اَللّٰہُ اَکْبَرُ (مروجہ لفظی نیت نماز یا اِنّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ الخ وغیرہ سے) ایک حرف تک بھی اپنی زبان سے نہ نکالے۔

(١٣) تکبیر اقامت ہمیشہ کم از کم اس قدر بلند و طویل آواز سے ہوا کرے کہ مسجد کے تمام کمروں بلکہ اس کے پڑوسیوں اور گرد و پیش کے لوگ ضرور اسے سن سکیں۔

(١۴) تکبیر تحریمہ کے بعد کسی بھی رکن و رکعت میں شامل نماز ہونے والا بزرگ و خورد مقتدی صف کے اندر اپنی مطابق مرضی جگہ پانے کا مجاز نہ ہو بلکہ بجائے اسکے ہمیشہ امام نماز کے ٹھیک پیچھے ہو کر دیکھے سے اس کے دائیں یا بائیں طرف سے جدھر بھی اسے نسبتاً کم نمازی نظر آئیں وہیں اور اگر برابر ہوں تو اس کی دائیں جانب کھڑا ہوا کرے۔ اور افتتاح نماز کے وقت بھی "توسطوا الامام" کی تعلیم و تاکید نبوی سے کبھی نہ چوکا جائے گو بدیں غرض کبھی (اضطراراً) نابالغ بچوں ہی کو امام کی دائیں جانب کیوں نہ کھڑا ہونا پڑے۔

(١۵) اذان (بجز رمضان المبارک میں فجر و مغرب کے) ہمیشہ نماز کے اصل و اوّل وقت سے بھی چند منٹ پیشتر ہی ہوا کرے۔

(١٦) کوئی شخص، گھر یا آبادی جسقدر زیادہ بیماری، تنگدستی، قید و بند، قحط و جنگ، شدۃ گرما و سرما سفر و محنت کی تکان، طوفان و سیلاب، ضرب و زخم، تجرد و لاولدی وغیرہا جسمانی و مالی، انفرادی یا

دالیٰنی او عامۃ المقتدین کیطرف سے سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت اور عیادت و تعزیت غرض ہر طرح کی دلجوئی و احسان و تعظیم اور قدر دانی و عزت افزائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے

ب- تمام نمازی اذان کا پہلا ہی کلمہ کان میں پڑتے لمحہ بھر کا توقف کئے بغیر طرفۃ العین میں گولی کی تیزی کے ساتھ اختتام اذان سے پیشتر ہی با وضو مسجد میں پہنچ جایا کریں۔

ج- بجز موذن یا اس کے مجاز و محکوم کے کسی دیگر شخص کو شرف تکبیر اقامت سے کبھی بہرہ اندوز نہ ہونے دیا کریں۔

د- اقامت کی پہلی ہی تکبیر کا الف ہی (موذن) کے منہ سے نکلتے تمام نمازی اپنا ہر قسم کا انفرادی نفلی یا فرضی ذکر و عبادت یک قلم چھوڑ کر سر و قد صف بستہ کھڑے ہو جایا کریں

س- جملہ نمازی اس کی اذان و اقامت کا اعلان و پیغام ہمیشہ انتہائی خوشی اور دل دادگی کے ساتھ سنا اور اس کی حرف بحرف زبانی تائید و تقلید کیا کریں۔

(أ) اذان و اقامت، اپنے امام و میرہ، اپنی مسجد کے **اعزاز و احترام** اور اس سے دلی عقیدت و وابستگی نیز اہل مسجد اور ان کے فکر و عمل سے پوری پوری موافقت و کلی ہمنوائی ظاہر کرنیکی غرض سے گھروں کے اندر نماز پڑھنے والے معذور، عورتیں اور بچیاں بھی گھر کے اندر ہی سہی انہی تکبیرات امام پر اور خود کو حاضر المسجد، امام کے پیچھے، اس کا مقتدی، بھائیوں کے دوش بدوش اور ان کے ٹخنہ سے ٹخنہ ملائے ہوئے سمجھ کر ہی ہمیشہ **ٹھیک** اسی وقت، اسی خشوع و خضوع انہی کے سے آداب و قواعد انہی کے سے اہتمام و احتیاط، اسی ذکر و اذکار تسبیحات، انہی آیات و سور سے نماز ادا کیا اور انہی کے برابر عرصہ تک مشغول نماز اور انہی کے ساتھ مبتدی یا منتہی نماز ہوا کریں اور اس طریق نماز پر زیادہ نہیں تو قریب مسجد بسنے والے گھر تو ضرور عمل پیرا ہوں کیونکہ بجائے دور و دراز گھروں کے قریب مسجد کے لوگ علاوہ بہتی اور اصلی اذان کے، اقامت، قرات جہرا، تکبیرات انتقال وغیرہ کی شکل میں معتدد اذانیں اور اعلانات سننے اور ان کے ذریعے ترغیب و تذکیر کرواتے رہنے کے باعث٭ اوروں سے کہیں زیادہ نماز کے اس طریق سے ادا کرنے کے مکلف و جوابدہ ہیں اور اس لئے بھی کہ مسجد و ما فیہ کے رونق و آبادی؛ نو بنو مواعظ و خطبات، صحیح وقت و یوم سے آگاہی وغیرہ کے سے مفت کے فیوض و برکات سے متمتع رہنے کا موقعہ بھی ہمیشہ انہی کو حاصل رہتا ہے اور دیہی گاؤں کے باقی (مسجد سے دور و دراز) گھروں کی نسبت کہیں زیادہ امام و مدرس یا عام مقتدیوں اور طلبہ وغیرہ سے

٭ اذانیں زیادہ سے زیادہ

قائدگی کو بھی اپنے زن و فرزند، مال و متاع اور جسم و جان کی تباہی و پامالی اور کبائر و فواحش کے ارتکاب ہی کی مانند زہرہ گداز و جگر خراش، شرم و حسرت میں ڈوب مرنے اور کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہنے کا مقام اور دنیا جہان کا سب سے زیادہ ناقابل تلافی و فراموشی صدمہ اور خسارہ قرار دیتا ہوا اسمیں شامل ہونے کے لئے اتنا ہی بے قرار و وارفتہ نظر آئے جس قدر اپنے زن و فرزند کے ڈوبتے یا جلتے وقت اس کے بچانے کے لئے ہوا کرتا ہے۔

(۲۰) امام نماز تکبیرات انتقال ہمیشہ اور ہر دفعہ اس یقین سے کہا اور مقتدی بھی بار بار اسی غرض سے سنا اور تقلید کیا کریں کہ دنیا جہان میں فقط ذات باری ہی محبوب و معبود، خالق و رازق، رفیق و ہمدم، چارہ ساز و مشکل کشا، مرجع و ملجا، دینے یا چھیننے، بنانے یا بگاڑنے والی۔ حاکم و ہادی، ضار و نافع معز و مذل، حافظ و ناصر، منعم و محسن، مستعان و متکفل ہے تاکہ (ا) وہ نماز اور مسجد کے اندر یا باہر کبھی اور کسی حال کے اندر غیر خدا کسی دلکش سے دلکش، عزیز سے عزیز چیز یا زبردست سے زبردست قوت سے مرعوب یا اس کے دلدادہ عاشق زادہ اور دست نگر، کسی بڑی سے بڑی شخصیت یا جمعیت کی آقائی یا کسی کے آئین و مسلک کی سچائی و برتری کے قائل و معترف، کسی کڑی سے کڑی مشکل و ضرورت یا کام کاج سے جو مخل خشوع و انابت ہو سکتا ہے متاثر و متفکر، کسی اپنے یا بیگانے، بڑے یا چھوٹے رئیس و افسر، ولی و نبی سے استعانت و استغاثہ کے روادار اور اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، مرگ و شادی، لینے و دینے، کھانے، پینے، بولنے، چلنے، خوشحالی و تنگدستی، امن و جنگ، سفر و حضر، جلوۃ و خلوت وغیرہ میں لمحہ بھر کے لئے اس کے حکم و ذکر سے غافل و باغی ہو سکیں نہ اسمیں بے توجہی اور تاخیر و تعجیل ہی سے کام لیں بلکہ بجائے ظاہری یا مادی اسباب و ذرائع کے عبادت و اطاعت الٰہی (علی الخصوص اجتماعی نماز پنجگانہ) ہی کو اپنی ہر مشکل و ضرورت کا آلہ کار بنائے رکھیں (کیونکہ اجتماعی نماز یا دیگر عبادت و اطاعت میں گرمی، سردی، بھوک، پیاس، علالت و کمزوری جسمانی یا روحانی آکم یا تکلیف کہنہ کار و بار ہی باعث غفلت و بے توجہی ہوتی ہے اور یہ سب چیزیں خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کی عبادت و اطاعت (علی الخصوص اجتماعی نماز پنجگانہ) کے ذریعے حاصل یا دور ہو سکتی ہیں)
ب۔ وہ اپنے عبادات و معاملات، بود و ماند، شکل و لباس، مرگ و شادی، وراثت و سیاست وغیرہ جملہ مسائل زندگی اسی کے احکام و ہدایات کے موافق انجام دیں۔

اجتماعی مصائب یا عدیم الفرصتی اور مہمات الامور میں مبتلا ہو تو انہی خود کو خدا کی نظر کرم، امام نماز کی سرپرستی اور نمازی بھائیوں کی رہنمائی یا نصرت وحمایت کا محتاج و مفتقر سمجھ کر اجتماعی نماز پنجگانہ میں شرکت وحاضری اس کے قواعد و شرائط کی پابندی اور ارکان و ہیئات خشوع وخضوع، قیام و قعود قرات و تلاوت، تسویہ صفوف وغیرہا کے اہتمام کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ اور بیش از بیش سرگرمی و مستعدی سے کالحکیم نماز ہمیشہ خود کو ایک انتہا درجہ ضرورت مند یا مبتلائے مصیبت سمجھ کر ہی ادا کیا کرے۔

(۱۷) ہر مقتدی نماز قربانی کے بکرے یا ایک سر بکف اور جاں باز سپاہی کی مانند ہر کٹھن سے کٹھن محاذ میں اتر نے، کسی اسلامی و دینی کام میں مال و جان کی بڑی سے بڑی قربانی دینے حتیٰ کہ کنوئیں نک میں یا پہاڑ سے چھلانگنے یا اپنی قدیم سے قدیم اور پیاری سے پیاری عادت و خواہش نفسانیہ یا صحیح سے صحیح عقیدہ چھوڑنے اور دوسرا دنیا جہان سے سو فیصدی مخالف اور شاق سے شاق، عقیدہ و طرز عمل) اختیار کرنے یا کسی ہنگامی کام کے کرنے یا اس سے رکنے میں ہمیشہ امام نماز کے اشارہ چشم و ابرو کا منتظر پایا جائے۔

(۱۸) ہر اجتماعی نماز پنجگانہ کو اس دنیا میں ذات باری، اپنے استاد و مرشد اعظم (امام نماز) اولوالعلم والنہی رجمعیۃ المصلین) یعنی سب سے زیادہ مہربان و مشفق ترین قوم شخصیتوں سے (پہلی اور) آخری ملاقات ومناجات، نفس و شیطان پر آخری تیر، چشمہ فیوض و برکات غیر متناہیۂ الہیہ سے آخری گھونٹ سمجھ کر اس یقین واثق سے کہ دنیا وعقبیٰ کی ابدی و سرمدی، مادی یا روحانی دولتوں، برکتوں اور سعادتوں سے جو کچھ حاصل ہونا ہو، اس کی ہر قسم کی درخواستوں، عرضداشتوں اور شکایتوں کی شنوائی و پذیرائی، اعلیٰ یا ادنیٰ نمازی کا لقب پانا جس قدر آج اور اس (نماز) میں ممکن بلکہ یقینی ہے وہ اس سے پہلے یا آئندہ ہی مدت العمر تک کبھی ہوگا انتہا درجہ پابندی آداب قواعد کے ساتھ اور ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے اسی میں محو و مشغول رہنے حتیٰ کہ اسی حالت (نماز) میں یعنی ساجدًا وراکعًا ہی دنیا سے سدھارنے اور ملحق بالرفیق الاعلیٰ ہونیکے عزم وقصد سے ادا و انجام کیا جایا کرے۔

(۱۹) ہر نمازی مدۃ العمر میں ایک اجتماعی نماز پنجگانہ تمام کی تمام تو کیا اس کے تکبیر تحریمہ سے تسلیم تک کے کسی ایک بقاہر ادنیٰ حصہ یا غیرضروری یا معمولی حصہ کے چھوٹ جانے یا اس سے ناخبر و نا اہل یا اسمیں کسی بے

مذکورہ عوارض و حالات سے پوری طرح فارغ ہوجانے کے بعد اطمینان وسکون کلی کی حالت میں اپنے اعضاء و قوا کو پھر سے انکی صحیح و اصلی یعنی مقررہ جگہ پر اور اعتدال میں لاکر ہی ہمیشہ تلاوت و قرأت ذکر و تسبیح کیا اور اس کا باقی ماندہ حصہ پڑھا یا ایک سے دوسرے رکن کی جانب منتقل ہوا کریں گے بلکہ صورت نماز میں مجموعی طور پر دکھانے اکھلانے وغیرہا کی وجہ سے) دو ایک منٹ زیادہ ہی کیوں نہ صرف کرنا پڑے۔

(۳۴) نماز کے جمیع ارکان و ہیئات، اس کے قواعد و شرائط، اذکار و تسبیحات، فرائض و سنن، اصول و فروع، قومہ یا جلسہ، فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین آمین، استراحت، پنجوں اور ایڑیوں کے درمیانی فاصلہ، سینہ یا ناف پر ہاتھ باندھنے، غرض کسی امر یا اس کی کیفیت و کمیت میں عقیدۃً یا عملاً امام اور مقتدی میں باہم کرذرہ برابر اختلاف نہ ہو یعنی نماز و ما فیہا سے مقتدی صحیح و ضروری العمل بھی اس کو سمجھے جسے امام سمجھتا ہو اور کرے بھی وہی کچھ، اسی قدر اور اسی طرح جو کچھ جسطرح اور جس قدر کہ امام نماز کرتا ہو۔

(۳۵) مقتدی کے لئے روحانی پیشوا، باطنی مرشد و ہادی یا سیاسی لیڈر بھی بجز امام نماز پنجگانہ کوئی دوسرا نہ ہو یعنی روحانی قابلیتوں، علمی و فنی مہارتوں، قلبی و باطنی اثر و کشش، اجابت دعا طریق قرأت و تلاوت یا سیاست دانی و جہانبانی کے اعتبار سے بھی مقتدی کے لئے دنیا جہان میں فقط وہی ایک (مقامی امام نماز) قابل رجوع ہو۔

(۳۶) جو کام اور جو چیز یعنی بولنا چلنا، دیکھنا سننا، چلنا پھرنا، ہنسنا کھیلنا، کھانا پینا، سونا سکر و حدث، کسل و تہاون، شذوذ و انقطاع، عجلت و اضطراب، بدن یا کپڑوں وغیرہ کی نجاست و نلاظت، زیادہ قیمتی اور ریشمی (وغیرہ) لباس پہننا، جنابت و جماع، کوئی حصہ جسم ڈھانپنا، یا ننگا رکھنا وغیرہا بحالت نماز مکروہ و ممنوع ہے نماز سے پہلے پیچھے اور مسجد سے باہر بھی حد سے متجاوز سے زیادہ اسے کرنا یا اس (چیز) سے تعلق رکھنا اس وجہ سے کہ وہ خود اس کے اپنے لئے یا ابنائے جنس کے حق میں ابھی یا کبھی کسی نہ کسی طرح یقیناً مضر و تباہ کن یا کسی کی نفرت و ناراضگی کا باعث ہوگا امام و مقتدی دونوں اپنے لئے سرے سے حرام نہیں تو اس کے قریب قریب اور خلاف اولیٰ تو ضرور قرار دیں۔

(۳۷) اقامت و تکبیر اولیٰ کے بعد آئندہ الانمازی خاصی شنوا و بلند آواز سے بولنے کچھ پڑھنے،

(۲۱) امام اور مقتدی دونو تحریم سے تسلیم تک قرأت و سماعت، خشوع و انابت، قعود و سجود، قیام و رکوع اور طمانیت غرض ہر لحاظ سے اور جمیع ارکان و ہیئات میں خود اور شریک ہونے والے کو دنیا کے اندر اور جو کچھ وہ نماز سے پہلے اور باہر تھے وہی نہیں بلکہ کچھ اور ہی بنے ہوئے، عالم بالا و ملاء اعلیٰ میں پہنچے ہوئے، دنیا و مافیہا سے مستغنی بےنیاز اور جسم و جان تک سے بےخبر بجد ہم العنصری بارگاہ صمدیت میں کھڑے سوال و جواب کرتے اور وہاں اپنی ضروریات و مشکلات زندگی گزارتے، مانگتے اور پاتے ہوئے، بغیر نماز دنیا کے ہر شخص و چیز اور کام کو معدوم و ہیچ قرار دے چکے ہوئے نظر آئیں اور ان کی زبان، آنکھ اور کان یا ظاہری اعضاء و قوا ہی نہیں بلکہ ان کا دل و دماغ، بال بال اور ہر رگ و ریشہ وقف و محو نماز ہی دکھائی دے یعنی اٹھتے بیٹھتے سنتے پڑھتے وقت ان کے دل و دماغ میں بھی علاوہ نماز کسی دیگر چیز یا شخص کے لئے فکر و خواہش کا گزر نہ ہو نہ ان کے چشم و گوش ہی کسی اور طرف مشغول و متوجہ ہوں کہ نماز کی صرف کوئی ایک ہی انسانی قوت یا چند اعضاء و قوائے جسمانیہ نہیں بلکہ انسان کی ایڑی سے چوٹی تک کا ذرہ ذرہ اور جمیع حصص باطنیہ و قوائے ظاہریہ (مملوک و مرزوق خدا ہونے کی وجہ سے) یکساں طور پر مامور و مکلف ہیں اور بالفاظ دیگر مختصر نماز نام ہی دنیا و مافیہا سے ایک ایک کوئی ظاہراً و باطناً خدا کے لئے لات مار دینے اور جمیع ماسوی اللہ سے الگ تھلگ ہو جانے کا ہے۔

(۲۲) علی العموم بلکہ بہرحال نائب امام یا بحالت اضطرار زیادہ سے زیادہ موذن معلم، مفتی و قاضی وغیرہم اور اراکین جمعیۃ المصلین ہی امام نماز کی قرأت یا اٹھنے بیٹھنے وغیرہا میں سہو و نسیان پر یا موضوع و طرز خطاب یا سورہ و آیات قرأت کے انتخاب، نماز کے طول و قصر یا سے دیر سویر سے شروع و ختم کرنے اندر یا باہر پڑھنے اور اس کے ذاتی افکار و اعمال یا ادائے فرائض منصبی میں کوتاہی و بے اعتدالی وغیرہا میں کسی اعتراض و مشورہ یا رہنمائی کے لئے مجاز لب کشائی ہوں علی الخصوص قبل از اقامت حاضر مسجد ہونے والا مقتدی جلدی اور قبل از وقت معززہ نماز شروع کرنے کا خواہاں و کوشاں ہو نہ جماعت سے پسماندہ ہی چھوٹ جانے کی بنا پر کبھی امام نماز و موذن وغیرہ سے شکایت و جواب طلبی کی جرأت کرے۔

(۲۳) امام و مقتدی چھینکنے چھینکتے، تھوکتے، کھانستے، کھنکارتے، جمائی لیتے لیتے، کھجلاتے کھجلاتے، کھانستے کھانستے یا دست و پا وغیرہا سے کوئی دیگر کام کرتے کرتے نماز میں کچھ پڑھنا یا ایک سے دوسرے رکن نماز کی طرف منتقل ہونا نماز کے مقاصد و نتائج کے لحاظ سے اسے بالکل خالی از لطف و اثر و بےمعنی بنا دینے کے مترادف سمجھتے ہوئے

قائم بلکہ فوجی احکام سے بھی بڑھ کر اس کی پابندی کی جایا کرے۔

(۳۱) اولوالاصلام والنہی (نائب امام، موذن، معلم، مفتی و قاضی وغیرہم نیز بانیٔ و منتظم و مقیم الصلوٰۃ اراکین جمعیت المصلین) کی خدمات و عظمت شان کے پیش نظر اور یہ سمجھ کر کہ وہ کبھی کسی ایک نماز سے بھی بلا وجہ شرعی غیر حاضر نہیں ہوتے اور ابھی آئے کہ آئے ان کی انتظار میں یا ان کی تالیف و عزت افزائی کی غرض سے یا ان کے کہنے پر انہیں تکبیر تحریمہ کے کنز مخفی و لایفنی سے متمتع کرنے کے لئے نماز شروع کرنے میں کبھی کبھار پانچ دس منٹ کی تاخیر بھی گوارا کر لی جایا کرے۔

(۳۲) چشم بندی، گوش بندی، لب بندی، صفائی بدن و لباس، ذکر و تلاوت، کوئی حصۂ تن ڈھانپنے یا کھلا رکھنے، عجز و تذلل ظاہری و باطنی، یکرخی و ہمنوائی، تواضع وغیرہ سے جو حالت بھی اجماعی نماز میں مفروض و مسنون اور عند الشرع معروف یا مستحب ہے اسی کو منتہائے انسانیت، معیار شرافت و کرامت، خدا اور بندوں، والدین، بزرگوں، استادوں، اپنوں یا بیگانوں کے ہاں محبوب و مرغوب ہونے اور عوام کی خوشنودی و دلجوئی نیز اپنی ہر طرح کی شخصی یا قومی، مادی یا روحانی، دنیوی یا اخروی ترقیوں اور کامیابیوں کا واحد ذریعہ بلکہ گارنٹی قرار دیتے ہوئے گھر یا باہر، جلوت و خلوت، بازار یا دفتر وغیرہ میں ہمیشہ اور ہر جگہ برقرار رکھا جائے۔

(۳۳) امام نماز کی زندگی یا بعد الموت میں اس کی خلافت و جانشینی کا بیڑا اٹھانے اور اس کے عزائم و اغراض کو چار چاند لگانے والے اولوالاصلام والنہی یعنی نائب امام، موذن و معلم اور مفتی و قاضی وغیرہم یا بالفاظ دیگر اسکی جمعیۃ المصلین کے جمیع ارکان و عہدیدار بھی خود کو اس کا زیادہ سے زیادہ جانشین اور مستحق و شایان شان خلافت بنانے اور ثابت کرنے یا امام کی سرپرستی میں اصلاح و تدبیر کے ہر نہ بتروں سے مسلح ہونے اور ان سے کام لینا سیکھنے نیز خود (امام نماز) کی سی علمی، ذہنی، اخلاقی، تعلیمی و تقریری غرض ہر قسم کی اور زیادہ سے زیادہ قائدانہ و جہانبانہ قابلیتیں سمیٹنے اور فرائض امام میں اسکا ہاتھ بٹانے وغیرہ کی غرض سے ہمیشہ اسی کی مانند یعنی اقامت سے اتنی ہی منٹ پہلے حاضر مسجد ہوا اور انتہائی وقت اختتام نماز سے بعد تک مقیم مسجد اور اس کے شرف صحبت سے مشرف رہا اور اس کے ساتھ ہی مسجد سے رخصت ہوا کریں۔

(۳۴) اجماعی نماز پنجگانہ ہی کو ہر قسم کی خوشیوں، ترقیوں اور سعادتوں کا واحد ذریعہ سمجھ کر امام و مقتدی کیطرف سے اپنی یا کسی اور کے لئے کسی دیگر بڑی سے بڑی دولت و نعمت کے حصول یا ہولناک سے ہولناک مصیبت سے

کھانستے، اپنے پاؤں زور سے زمین پر مارتے، کچھ جھاڑتے پوچھتے آئے اور کسی چیز کے دھرنے اٹھانے کی آہٹ نکالنے کی بجائے اس قدر پرسکون و سکوت حالت میں آؤ اس طرح شامل جماعت ہو کہ بجز اس سے متصل نمازی کے باقی جماعت کی جماعت یا کسی دیگر نمازی کو اسکی آمد و شمولیت سے کانوں کان اور مطلقاً خبر تک نہ ہو۔

(۳۸) مقامی، گھرباری، متاہل اور غیر عہدیداران جمعیت لوگوں کو مسجد میں شب باشی یا قیلولہ حتیٰ کہ کسی چیز کی (بجز کتاب اللہ و سنت رسولہ) درس و تعلیم یا نوشت و خواند کی بھی اجازت نہ ہو اسلئے کہ وہی علی العموم اپنے ذاتی عیش و آرام یا اپنے کام کو بدستور جاری رکھنے وغیرہ کے پیش نظر بطائف الحیل بر وقت اذان کہنے اور بحقوقہا نماز پڑھنے کی مخالفت میں پیش پیش ہوا کرتے ہیں۔

(۲۹) اذان یا کم از کم اقامت سے اختتام نماز تک ہمیشہ کے لیے زیادہ نہیں تو مسجد کے گرد و پیش یعنی جہاں تک کہ اذان یا قرأت امام سنائی دیتی ہے یا جہاں تک کی آواز مسجد میں پہنچ سکے برابر ایک سناٹا سا طاری رہے اور انسان تو انسان کسی مشین، کارخانہ، موٹر گاڑی، چھکڑے۔ کنوئیں یا خراس یا چکی وغیرہا چلنے کسی چیز کے بزور رگڑنے، کوٹنے کاٹنے، دھرنے اٹھانے، کسی حیوان کے دوڑنے بھاگنے یا چیخنے کو دنے کی بھی اجازت نہ ہو حتیٰ کہ اسوقت ناپاک عورتیں تک بھی اذان و اقامت کی تعظیم و اطاعت کے ثبوت میں نیز ذکر و عبادت الٰہی اور اپنے قومی و دینی اجتماع میں حاضری کا شوق و مہیائی جتانے کی غرض سے، اور حاضر المسجد بھائیوں کی تقلید و تائیداً اور ان کے اعزاز و احترام یا ان کے افکار و اعمال سے دلی موافقت اور اپنی محرومی و پسماندگی نماز پر اظہار افسوس و معذرت اور نماز کے لیے اپنی بیتابی کھانے کی غرض سے اپنا تمام کاروبار پڑھنا پڑھانا، ہنسی خوشی، پیسنا، گوندھنا، کھانا پکانا، نہانا دھونا۔ دھنا بلونا سینا پرونا، کاٹنا یا کوٹنا اور لیپنا پوتنا یا چلنا پھرنا یکسر چھوڑ چھاڑ کر انتہائی سکون اور قرار کے ساتھ اور بجسم و لسان نہیں تو بزبان حال اپنے گھر کے اندر ہی چپ چاپ مشغول ذکر و عبادت اور متوجہ الی اللہ پائی جائیں۔ اسی طرح گاؤں کے اندر لیکن مسجد سے دور و دراز گھروں کی عورتیں اور آبادی سے باہر رہنے والے کاشتکار وغیرہ کاروباری مرد بھی گھڑی کی مدد سے ہمیشہ ٹھیک اپنی مقامی مسجد کے مقررہ و معمولہ اوقات پر ہی (اجماعی یا انفرادی طور سے) اپنی نماز شروع یا ختم کیا کریں۔

(۳۰) اوقات اذان و اقامت کا مرتبہ امام نماز (با جلاس شوریٰ) ماہواری ٹائم ٹیبل ہمیشہ مسجد میں کسی نمایاں جگہ پر آویزاں کر رکھا اور امام نیز مقتدیوں اور عہدیداران جمعیت کی طرف سے مروجہ رہے

اور مقبول و محبوب بارگاہ الٰہی بن سکتے ہیں تو کیا اجتماعی نماز پنجگانہ ایسے اہم امور کے لئے (جو کسی برادری، خاندان یا گاؤں کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی اور اسکی جملہ ذہنی، اخلاقی، روحانی یا مادی وغیرہ ضروریات و مشکلات زندگی کا دائمی و ابدی علاج اور واحد حل ہے) قائد و رہبر کا تقرر و انتخاب جمہور کے استصواب رائے اور ان کے اتفاق و مشورہ کے بغیر کبھی صحیح، مفید و متبرک اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے؟

(۲) اسی طریق سے امام اور اس کے حلقہ خطاب یعنی مقتدیوں پر ایک دوسرے کیطرف سے کچھ فرائض عائد کیے جا سکتے، با ہمدگر کوئی معاہدہ با شرائط طے پا سکتے اور طرفین ایک دوسرے کے ذاتی یا قومی حقوق و فرائض یا احکام و ہدایات کی تعمیل و تکمیل کے لئے مجبور و متوجہ ہو سکتے ہیں۔

(۳) اسی صورت میں امام نماز خود بھی بلند پایہ علمی، عملی، اخلاقی، ظاہری، باطنی، فقہی و اجتہادی، تعلیمی و تقریری قائدانہ و جہانبانہ، قابلیتیں پیدا کرنے اور بڑھانے کی ضرورت محسوس کر سکتا اور اپنے ادائے فرائض میں زیادہ سے زیادہ تندہی و گرمجوشی دکھا سکتا ہے۔

(۴) اسی طریق سے کسی حلقہ خطاب یا مقتدیوں کی طرف سے امامت و قیادت نماز ہی کو انسانی زندگی کی سب سے بڑی اور پہلی ضرورت تسلیم کیا اور امام کی ذاتی و جسمانی یا مادی ضروریات و مشکلات زندگی حفاظت مال و جان اور تعظیم و تواضع کا پورا پورا حق ادا کیا جا سکتا ہے۔

(۵) اسی طور سے مقرر و منتخب امام خود اور اس کے مقتدیوں کیطرف سے ایکدوسرے کی بے اپنے فرائض کی ادائیگی یا ذاتی عملی و اخلاقی و خانگی خامیوں یا بے قاعدگیوں پر جرح و تنقید یا بازپرس کی ادنیٰ مانی جا سکتی ہے۔

(۶) ایسے امام نماز ہی کے ساتھ مقتدی کا گہرے سے گہرا قلبی و روحانی رشتہ عقیدت و اطاعت جس کے بغیر مقاصد قیادت و اقتدا میں سرخروئی و شادکامی ناممکن ہے قائم ہو سکتا اور مستحکم رہ سکتا ہے۔

(۷) اسی طریق سے "امام خیر" ہاتھ لگنا ممکن ہے کیونکہ غیر خیر پر گاؤں کا گاؤں متفق نہیں ہو سکتا۔

(۸) خود امام کے لئے بھی ایسی ہی (جمہوری و شوروی) امامت و قیادت باعث فخر و خوشی اور اسکی عظمت و قابلیت کا ثبوت ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسا جمہوری و شوروی امام نماز ہی اپنے طرز عمل، ادائے فرائض، اذان و اقامت میں دیر و سویر کسی فیصلہ و فتویٰ، نماز کے طول و قصر، قرأت و تلاوت کی رفتار و لہجہ، موضوع خطاب یا آیات و سُوَر کے انتخاب وغیرہا امور میں دائیں کی طرح بات بات اور قدم قدم پر ہر کہہ و مہ کیطرف سے جرح و جواب طلبی یا تنبیہ و تہدید سے

نجات پانے کی نہیں جسقدر عجز و الحاح اور فکر و التزام کے ساتھ اسے (اجماعی نماز پنجگانہ) بجقوفہا ادا کرنے کی ہمیشہ اور بلاناغہ خدا کے ہاں سے استدعا کی جایا کرے۔

(۳۵) اذان سے تسلیم تک نمازی کو کھانا پینا زہر ہلاہل سے بڑھ کر ہیلک و پرخطر چارپائی اور بستر کانٹوں بلکہ شعلہائے آتش سے زیادہ تباہ کن ورنجیدہ زن و فرزند سانپ بچھو کی مانند دشمن جان، زر و جواہر خس و خاشاک سے زیادہ ذلیل و نابکار غرض دنیا کی دنیا ایک اندھیرا و آگ کی بھٹی نظر آئے اور نماز بنا اس کے لئے حاضر مسجد ہونے کے بغیر زراعت و تجارت، سیر و سفر، خدمت خلق و نصرت دین (اور اس سلسلہ میں تحریر و تقریر) وغیرہا کسی بڑے یا چھوٹے، دینوی یا اخروی ضروری سے ضروری اور مقدس سے مقدس کام کرنے، حرمینے یا بیچنے بولنے یا چپنے، کہیں آنے جانے یا کوئی دلکش سے دلکش چیز دیکھنے یا سننے وغیرہا بالکل ایک اندھے بہرے اور گونگے لنگڑے ہی کی مانند اسمیں ذرا بھر شوق و سکت باقی نہ رہ جائے۔

(۳۶) علاوہ امام و نائب امام ہر عام (علی الخصوص مسن و ذی علم) مقتدی اپنے دائیں بائیں طرف والے (علی الخصوص بے علم و کمسن) مقتدی کی نماز و ما یتعلق بہا یعنی تسویہ صفوف، قیام و رکوع، اذکار و تسبیحات وغیرہا کی غلطیاں اور خامیاں رفع کرنے میں امام و نائب امام کے فرائض انجام دیا کرے اور خود ہر کمسن و بے علم مقتدی نماز بھی ہمیشہ امام اور نائب امام کے علاوہ اپنے پہلو میں کھڑے (خود سے مسن و ذی علم) مقتدی سے بھی اپنی قولی یا فعلی غلطیاں رفع کرانے اور نماز کو با آداب ادا کرنے میں امام و نائب امام ہی کی طرح مشغل راہ کا کام لیا کرے۔

(۳۷) کھانے پینے، رہنے سہنے، سونے جاگنے، نہانے دھونے، غسل و حجامت، بول و براز، سیر و سیاحت اجتماع و مشاورت اور تعلیم و تلاوت یا معاش مثلاً دکان، زراعت و دفتر و کچہری وغیرہا کا ہمیشہ کیلئے وہی وقت و مقام مقرر کیا جائے جو (مقامی مسجد اور مقامی امام نماز کے پیچھے اور بحقوقہا) اجماعی نماز پنجگانہ ادا کرنے میں مخل و مانع ہونے کی بجائے زیادہ سے زیادہ ممد و مؤید ہو۔

(۳۸) انتخاب و تقرر امام نماز جمہوری و شورائی طریق پر ہی عمل میں آئے کیونکہ:-

(۱) جب نسبتاً عام اور معمولی تکوینی یا تشریعی امور مثلاً نکاح، جنازہ، تولد فرزند وغیرہا تقاریب طرح صحابیوں کے اجتماع و اشتراک ہی کی بدولت زیادہ سے زیادہ اہم و ضروری پرکشش و جاذب القلوب، شاندار و بارونق

قائدانہ مصلحانہ یا جہانبانہ قابلیتوں کی واحد درسگاہ وحی الٰہی اور کتاب و سنت ہی ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ ان کے ساتھ روزانہ نماز کے اندر بار بار لازمی اور یقینی طور پر پڑھنے، سنانے اور انہیں وظیفہ حیات اور اوڑھنا بچھونا بنانے کی وجہ سے) امام نماز ہی سب سے زیادہ لگاؤ رکھتا ہے اس لئے سیاست و جہانبانی کا ماہر کامل اور کسی آبادی یا حلقہ کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی (خواہ مادی ہوں یا روحانی) سننے اور حل کرنے کا شایان شان بھی وہی ہو سکتا ہے۔

ج۔ کسی گاؤں یا حلقہ کے حلقہ میں اپنے تمام تر اوقات اور جملہ علمی، فنی، ذہنی، جسمانی اور دماغی قوتوں اور قابلیتوں سمیت اصلاح و تذکیر ہی کی ہو رہنے والی سر تا سر سوز و گداز اور مجسمہ فکر و احساس، بے نفس و فرشتہ سیرت اور جامع جمیع صفات امیرانہ و قائدانہ شخصیت بمشکل ایک آدھ ہی ہاتھ لگ سکتی ہے (نہ کہ متعدد کہ ان میں کسی کو امام نماز اور کسی کو امیر بنایا جائے)

د۔ امام نماز پنجگانہ کی لیڈری اور قائدیت ہر جگہ پشتوں سے مسلم اور ذہن نشین چلی آرہی ہے اور مقتدیوں کے دلوں میں اس کے ادب و عقیدت یا تعظیم و اطاعت کے جذبہ بلفور کی کچھ نہ کچھ، پختہ یا خام احساس بھی رکھی رکھائی موجود ہے جس پر کہ ایک شاندار عمارت کا بلند و استوار کرنا یعنی اسی کو امیر و حاکم اعلیٰ کا منصب جلیلہ سپرد کر دینا نئے سرے سے (اپنی ذات و صفات یا تعلقات وغیرہا کی رو سے) کسی اجنبی اور غیر امام نماز کو قائد و حاکم بنانے کی نسبت ہر خاص و عام کے ہاں کہیں زیادہ قرین عقل و انصاف اور موزون و قابل قبول ہو سکتا ہے۔

ر۔ جب کہ صدیوں سے امام نماز پنجگانہ ہی ہر جگہ امامت نماز کے علاوہ اذان، جمعہ، خطابت، مہمانداری درس، دار المطالعہ، مسجد و مدرسہ، کی تعمیر و حفاظت، رفاہ عامہ، تحصیل صدقات، تجہیز و تکفین، قضا و افتاء وغیرہا شعبہ ہائے حکومت و امارت کا بھی (گو زیادہ تر ذاتی آرام و عزت ہی کی غرض سے برائے نام یا بے قاعدہ، غیر ذمہ دارانہ اور نا جوابدہانہ و نیم دلانہ طور پر ہی سہی) بذات خود انچارج چلا آرہا ہے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی جس کے زیر اثر اب با ضابطہ، ذمہ دارانہ و جوابدہانہ، تحریری و آئینی طور پر اعلان و معاہدہ کے ذریعے یعنی دل و جان کے ساتھ بھی امام نماز ہی کو گاؤں یا محلہ کا شہنشاہ اعظم نہ بنا دیا اور اسی کو اہل دہ کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی روٹی کپڑا، امن و صحت، مکان و سامان، نکاح و معاش فصل القضایا، بیت المال وغیرہا کے بارہ میں مسئول و مکلف قرار نہ دے دیا جائے۔

محفوظ رہ سکتا اور اپنے ہر قول و فعل میں معتمد و مجمع علیہ بن سکتا ہے۔

(۱۰) اسی طریق (انتخاب امام) سے امام اور مقتدیوں بلکہ گاؤں یا محلہ بھر پر روز روشن کی مانند علم اور امامت کی ضرورت و اہمیت واضح ہو سکتی ہے حتیٰ کہ ان کی طرف سے امام اور امامت ہی پر ان کی یا کسی اور گھر یا خاندان کی ذہنی، اخلاقی، علمی، روحانی، مادی، اقتصادی یا سیاسی سعادت و ترقی دارین موقوف سمجھی جا سکتی ہے۔

(۲۹) امیر دِہ بھی امام نمازہی ہو کیونکہ :۔

(۹) اپنا سب کار و بار اور ضروری سے ضروری مشاغل زندگی، ہر قسم کی مادی ترقیوں، دنیا کی بہاروں و دلچسپیوں سے کلیتہً بے نیاز و دست بردار ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روزی تقریر حکام و ہدایات ربانیہ کے ذریعے یا جماعتی نماز پنجگانہ کی شکل میں) اپنے مقتدیوں کی ذہنی، اخلاقی، علمی، روحانی اور باطنی وغیرہا اصلاح و ترقی کا فریضہ ہمیشہ اور پانچ مرتبہ روزانہ بلا ناغہ ادا کرنے یعنی اہل دہ کی تذکیر و تربیت کیلئے مسجد و مدرسہ ہی کا ہو رہنے ان (مقتدیوں) سے زیادہ سے زیادہ ربط و اختلاط اور راہ و رسم رکھنے کے باعث (۱) کسی اہل حلقہ کے لئے دیگر بڑے سے بڑے بزرگ حاکم حتیٰ کہ استاد و والدین سے بھی بڑھ کر اور زیادہ سے زیادہ غمخوار و خیر اندیش اور بے نظیر قسم کا مشفق و مہربان وہی (ان کا امام نمازہی) سمجھا جاتا ہے (۲) اسی کے ہاں ارباب حاجات اپنی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی تعلیم و تربیت یا فصل القضایا وغیرہ بلا خوف و تکلف جب اور جس طرح سے چاہیں گزار اور کوئی استغاثہ یا چیخ و پکار کر سکتے ہیں (۳) اسی کی ذاتی، ذہنی، اقتصادی، قائدانہ و معلمانہ اخلاقی یا علمی، ظاہری یا باطنی، فکری یا عملی وغیرہا قابلیتوں یا کمزوریوں کا عوام صحیح اور بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں (۴) وہی (امام نماز پنجگانہ) اپنے حاکمانہ و جہانبانہ فرائض کی ادائگی میں کسی واقعہ کے سقم و صحت مستغیث و مدعا علیہ اور گواہوں کے پرسنل حالات اور کیرکٹر یا ان کے باہمی (مخالفت و موافقت وغیرہا کے) تعلقات کا پورا پورا علم زیادہ سے زیادہ علم و شعور (از خود) رکھتا یا بآسانی حاصل کر سکتا ہے (۵) اسی کا دیا ہوا کوئی فیصلہ یا مشورہ (اس کی عظمت شان اور اس سے دلی عقیدت کے پیش نظر) رد کرنا مشکل ہوتا ہے۔

ب۔ حکمرانی و جہانداری کی تعلیم و ہدایت یعنی ان کے اصول و قواعد کا ازلی و ابدی سرچشمہ اور

پیش کرنے اور مسموع ہونے کے لئے مکمل و بہترین نظام وہی ہوتا ہے۔

(۱) جس میں کسی درخواست یا مقدمہ پیش ہونے سے آخری فیصلہ تک مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کیوں وغیرہم کو کم سے کم اور برائے نام سا وقت و مال دینا اور تھوڑی سے تھوڑی مسافت طے کرنا پڑے۔

(۲) جس میں نزاع کی حقیقت، نوعیت، درمیانی مراحل، طرفین اور گواہوں کے بیانات یا فیصلہ وغیرہا تک پر دفتروں، کچہریوں، بازاروں، تھانوں، پریس اور اغیار و احباب تو کیا حاکم و مدعی اور مدعا علیہ (یا زیادہ سے زیادہ وکلاء و شہدار) سے زیادہ خود اہل دہ تک کو بھی کانوں کان خبر ہو نہ کسی کو ہنسی اڑانے کا ہی موقعہ مل سکے بلکہ ہر یگانہ و بیگانہ یہی سمجھے کہ اس (نظام عدالت) سے متعلقہ آبادی کے درمیان کبھی کوئی جھگڑا یا وقوعہ ہوا ہی نہیں اگر ہوتا بھی ہے تو وہاں ایسی حساس و ذی فہم و رعب مند و قابل اعتماد شخصیتیں موجود ہیں جن کی بدولت ان کے جھگڑوں اور دار داتوں کی ہوا تک باہر نہیں نکلنے پاتی۔

(۳) جس میں ارکان مقدمہ اور حاکم عدالت ایک دوسرے کی شخصیت، سیرت، افکار و مشاغل، اخلاق و عادات میلانات و مقتضیات طبع اور پرسنل یا ہیومن ریلیشنز ذاتی طور سے بھی بخوبی آگاہ ہوں۔

(۴) ارکان مقدمہ اور حاکم عدالت مذہباً، قومیتاً و وطناً، شکلاً، لباساً اور تمدناً بالکل ایک جیسے ہوں تاکہ انہیں باہم گربولنے، چلنے، اٹھنے، بیٹھنے اور سوال و جواب میں دقت یا جھجک محسوس ہو نہ دباؤ عصبیت، حق تلفی، بے توجہی، اور رشوت و خیانت ہی کا خوف و خدشہ ہو۔

(۵) جس میں عدالت اور ارکان مقدمہ کے درمیان استاد و شاگرد اور مرید و مرشد کا سا قلبی و روحانی رشتہ عقیدت و مودت قائم ہوتا کہ فیصلہ حاکم عدالت کو بظاہر کتنا ہی خلاف عقل و انصاف کیوں نہ ہو بدل و جان سو فیصدی صحیح و منصفانہ، انتہا درجہ خیر اندیشانہ اور مستحق قدر و تحسین نیز اپیل و مرافعہ، اور (کسی جلوت و خلوت میں) جرح و شکایت سے بالکلیہ بالاتر سمجھا جائے اور افسر عدالت سائلوں کی مشکل و ضرورت یا رنج و راحت اور عزت و ذلت سے بھی خود اپنی کی مانند متاثر ہو۔

(۶) جس کا ایوان قضا دربانوں، اردلیوں، چپراسیوں، نقیبوں، جلال و ہیبت، تکلف و تصنع، نقش و نگار بے پناہ ساز و سامان، صندوقوں، الماریوں، انبار در انبار رجسٹروں سے کلیتہً پاک و بے نیاز یعنی سادہ لوح و پسماندہ طبقہ انسانیت کو اپنے ہی گھر کی مانند نظر آئے اور روز کا دیکھا بھالا ہو۔

س- غیرہ شر، کفر و ایمان، محبت و عداوت، امن و فساد، یا ترقی و تنزل کا منبع دراصل انسانی دل و دماغ ہی ہے اور اسکی تربیت و تزکیہ کی اجتماعی نماز پنجگانہ ہی واحد اور بہترین درسگاہ ہے اس لئے اسٹیج و پریس تحریر و تقریر یا خوارق و معجزات، تخت و تاج، فوجوں، قلعوں یا خزانوں اور جیلوں یا زنجیروں سے نہیں جتنا کہ امامت نماز پنجگانہ کی بنا پر کوئی شخص قائد و حاکم یا مصلح و ریفارمر کا لقب پا سکتا اور کسی جگہ یا قوم کی کسی قسم کی (ذہنی، اخلاقی، یا مادی وغیرہا) اصلاح و ترقی کی مہم (بزور یا بدیر) سر کر سکتا ہے۔

ص- اس سے بڑھ کر نادانی و بدبختی، کتاب و سنت اور امام نماز کی توہین و تضحیک یا خود اس (امام نماز) کے لئے شرم و افسوس سے ڈوب مرنے کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُٹھنے، بیٹھنے، پڑھنے سننے کی حد تک اور حلقہ مسجد کے اندر تو امام نماز کی پیروی ہو اسی کے ذریعے پانچ دفعہ روزانہ رب السموات والارض سے مناجات و ملاقات کی سعادت حاصل کی جائے اور اسی کی معرفت اپنی ضروریات و مشکلات زندگی خدا کے ہاں گزرانی اور حل کروائی جائیں اور اسی سے اپنی علمی، ذہنی اخلاقی اصلاح و تربیت یعنی تکمیل انسانیت کا کام لیا جائے لیکن بعد ازاں اور مسجد سے باہر جا کر روحانی یا سیاسی بیعت و اطاعت، نکاح و معاش، فصل القضایا، تعلیم و صحت وغیرہا ضروریات و مشکلات زندگی یا ان میں حکم و مشورہ حاصل کرنے، عشر و زکوٰۃ یا مال و جان دینے اور وقف و ہبہ کرنے اور تقسیم ترکات وغیرہا میں کسی اور شخصیت یا جمعیت کی بارگاہ سے رجوع ہوا اور اس (غیر امام نماز) کے سامنے گھٹنے ٹیکے جائیں

ط- کسی ذی بصیرت و دیدہ ور سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ نہ صرف رسالت و خلافت ہی کے اندر بلکہ ابو الآباء براہیم اور شیخ الانبیاء ملل (سیدنا ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام) سے اپنی ایام و اوقات میں دنیا سکھ چین کی نیند سوتی، اپنی ہر طرح کی ذہنی، علمی، روحانی و مادی، جسمانی یا مالی ضروریات و مشکلات زندگی سے بوجہ احسن عہدہ برآ ہوتی یعنی فردوس بر روئے زمین کا سماں دیکھتی رہی ہے جب کہ مصلّٰی اور تخت دونوں پر ایک ہی شخصیت کا قبضہ تھا۔

ع- جہانداری و جہانبانی خلائق سے متعلقہ شعبوں میں ایک اہم و جلیل القدر ترین منصب "فصل القضا" ہے جس کے لئے جتنی بھی باخدائی، حق آگاہی اور دیدہ وری ہو کم ہے اور اس کا مستحق و شایان شان بھی بجز امام نماز (یا اسی کے محکوم و مجاز کے) کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا بدیں جہت کہ ہر خاص و عام کی نگاہ میں دیوانی یا فوجداری وغیرہ ہر قسم کے تنازعات اور قضایا نیز جمیع انسانی ضروریات و مشکلات زندگی

اور نکاح و انکاح یا خرید و فروخت وغیرہا کے علائق قائم کرنے کی وجہ سے ذاتی طور پر بھی وہاں کے امن خوشحالی اور دینداری و باخدائی کے لیے بدل و جان صرف ممتمند و بے قرار رہتا ہو۔

اور اس قسم کا نظام عدالت اگر دنیا جہان کے اندر کوئی ہو سکتا ہے تو وہی جسکا انچارج امام نماز پنجگانہ اور ایوان قضا مقامی مسجد ہو۔

(۴) ہر قسم کے تکوینی یا تشریعی انفرادی یا اجماعی احکام و ہدایات کی پابندی اور جملہ فرائض زندگی کی بجا آوری کسی دیگر طریق سے نہیں جتنا کہ حلف و عہد سے ممکن ہے اسلئے ابتدار کارہی میں (اجلاس عام کے اندر) امام اور ایک ایک مقتدی سے اسکے فرائض اور ذمہ داریوں پر مشتمل مصرحہ ذیل تحریری عہد و اقرار بھی ضرور لیا جائے

عہد نامہ امام نماز یہ ہو

۱ - آج بتاریخ .... سے مجھے باشندگان موضع / محلہ .... کیطرف سے پیش و عطا کردہ منصب امامت نماز پنجگانہ بطیب خاطر قبول ہے۔

ب - میں اس منصب جلیلہ کے فرائض و مقتضیات ہر قسم رسالہ ہذا کی تمامتر (علی الخصوص اس تدبیر میں مصرحہ) ہدایات کے مطابق اور کتاب سنت کی روشنی میں انتہائی مستعدی اور پوری جانفشانی کے ساتھ نباہوں اور بوجوہ احسن و اکمل انجام دوں گا۔

ج - رسالہ ہذا (علی الخصوص اسکی پندرہویں حقیقت) میں متذکرہ ہدایات کے مطابق آج ہی سے خود میں وہ جملہ ذہنی، علمی، اخلاقی، روحانی، فقہی و اجتہادی، تقریری و خطابتی، قائدانہ و جہانبانانہ قابلیتں اور اپنے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، گفتار و کردار، شکل و لباس، مرگ و شادی، بود و ماند، غرض ہر شعبہ زندگی میں وہ برتری و مقناطیسی قوتیں جو اس منصب خلافت الٰہیہ اور نیابت النبوبۃ کے شایان شان ہیں جمع کرنے کے لیے بیش از بیش سرگرمی دکھانا شروع کر دوں گا۔

د - اجماعی نماز پنجگانہ، قیادت و اقتدار کی حقیقت و ماہیت، امام و مقتدی کے فرائض کے باب میں اس رسالہ (علی الخصوص اس کی تدبیر ہذا) کے اندر من اوّلھا الیٰ اٰخرھا جو کچھ مذکور ہے میں اس سے

(۷) جس کا انچارج یا حاکم مجاز ہمیشہ اپنے حلقۂ قضا کے عین مرکز میں سایہ کی مانند سائلوں اور حاجتمندوں کے قریب سے قریب تر رہتا اور اپنے عضو بدن ہی کیطرح انہیں اور انکی تمام حرکات و سکنات کو ملاحظہ کرسکتا ہو تاکہ ہر کس و ناکس جلدی و آسانی کے ساتھ ارتکاب جرم کی جرأت نہ کرسکے اور خود اسے (حاکم عدالت کو) وقوع واردات سے پیشتر ہی حفظ ما تقدم اور بعد از وقوع جرم موقعہ پر پہنچ کر علی الفور تحقیقات کرنے میں زیادہ سے زیادہ آسانی ہو۔

(۸) جس کے سپرد چند گھروں پر مشتمل چھوٹے سے چھوٹا اور محدود سے محدود حلقۂ قضا ہو۔

(۹) جس کی طرف سے تضحیک و شماتت کی بجائے سائلوں اور جمیع ارکان مقدمہ کو اپنی نالش و ضرورت پر انتہائی دلسوزی، ہمدردی، اور غمخواری کا قطعی و کامل یقین ہو اور وہ یہ سمجھکر کہ حاکم عدالت خود اپنا اور گھر کا آدمی ہے اپنی بیوی، باپ، بیٹے، استاد و شاگرد کے درمیانی بالکل پرائیویٹ اور خاص خانگی نزاعات مثلاً ظہار، ایلاء، طلاق، مہر، نان و نفقہ اپنے قرض و افلاس اور خفیہ سے خفیہ امراض و علل (جن سے کسی بیگانے کا آگاہ ہونا قوم کی قوم کی بربادی کا ثبوت و ذریعہ ہے) بھی بلا خوف و تکلف اس کے سامنے پیش کرسکیں۔

(۱۰) جس کا انچارج اپنے پاس جتنے بھی بلحاظ تعداد زیادہ تر اور باعتبار نوعیت خطرناک و خونخوارانہ مقدمات یا روح فرسا و زہرہ گداز عرائض و نالشیں دائر شدہ دیکھے اتنا ہی زیادہ افسردہ و رنجیدہ خاطر ہو اور اسے اسقدر لوگوں کی نہیں جیسا اپنی ذاتی نااہلیت اور اپنے نظام عدالت کی خرابی و بےبسی کا ثبوت سمجھے اور انہیں ارکان مقدمہ اور عامۃ الناس کی نہیں جتنا کہ اپنی ذلت و رسوائی خیال کرے۔

(۱۱) جہاں حاکم عدالت کا تقرر استصواب ائمہ عامہ کے بغیر کبھی عمل میں نہ آ سکے۔

(۱۲) جہاں مصلحانہ و ہادیانہ مقاصد کے پیش نظر مقدمہ کو سرے تک پہنچانے، سزا، جرمانہ، یا تاوان ڈالنے یا اسے خارج و فائل کردینے کی بجائے صد درجہ مشفقانہ و قوم پرورانہ طریق پر متخاصمین کو سمجھانے بجھانے اکرنے کے لئے ہمیشہ صلح و معافات پر ہی زور دیا جا ئے کہ اسی (بجائے سرے تک پہنچانے کے مقدمہ کو صلح و معافات پر ختم کردینے کی) صورت میں طرفین کے دلوں میں ربط و اتحاد کا قیام و دوام ممکن ہے۔

(۱۳) جہاں کا امیر و حاکم اپنے دار القضا ہی کے حلقہ اور محلہ یا گاؤں کے اندر اپنا گھر بار، اہل و عیال، اور مکان و سامان رکھنے، بچپن سے موت تک وہیں حیات مستعار گزارنے وہیں لین دین، نشست و برخاست

ع - دنیا جہان کے اندر اس سب سے بلند و برتر عہدہ پر متمکن ہو کر اور اسے بوجوہ اعلیٰ بنا رہنے کے لئے اپنے عزیز سے عزیز مشاغل اور ضروری سے ضروری مقاصد و عزائم، قیمتی سے قیمتی اوقات اور ذاتی عیش و آرام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر اور اپنی ذہنی، علمی، اخلاقی، ظاہری و باطنی قوتیں اور قابلیتیں اسی میں وقف و مرکوز رکھ کر یہ واضح کر دوں گا کہ میرے نزدیک اس گاؤں اور اپنے مقتدیوں کی اصلاح و تذکیر کے بغیر کوئی مقصد زندگی اور اجتماعی نماز پنجگانہ (مصرحہ تدبیر ہذا) سے بڑھ کر اس کا کوئی موثر و کارگر ذریعہ نہیں ہے۔

ف - میں اس خیال کی پوری پوری تائید کرتا اور اس سے زیادہ سے زیادہ متفق ہوں کہ قرون اولیٰ میں مصلح اعظم عالم اور ان کے خلفاء الراشدین نے اس قدر خوارق و معجزات یا فوجوں قلعوں اور خزانوں کے ذریعے نہیں جتنا کہ اجتماعی نماز پنجگانہ اور اسی کی قیادت و اقتدا کی سیڑھی سے اپنے پیروؤں کو ہر طرح کی ذلتوں اور پستیوں کی انتہا کہرائیوں سے نکال کر ذہنی، علمی، اخلاقی اور تمدنی یا سیاسی غرض ہر لحاظ سے فلک الافلاک تک پہنچایا اور محیط بحر و بر کیا ہے اور ان سے کچھ مدت سے بعد اب تک ہماری شومی قسمت کے سبب اسے جو حیثیت حاصل ہے اور جو کام اس سے لیا جا رہا ہے وہ صفر کے برابر، اسے بازیچہ اطفال سمجھنے اور اس کی انتہائی تحقیر و تضحیک کے مترادف ہے عہد کرتا ہوں کہ اسے کتاب و سنت یعنی منشا رشارع کے مطابق پھر سے ٹھیک اسی سطح پر جہاں سے کہ گری ہے پہنچا کر دم لونگا اور مصلح اعظم عالم اور ان کے خلفاء الراشدین المہدیین کی مانند اس (اجتماعی نماز پنجگانہ) کو اپنے حلقہ قیادت کی انفرادی یا اجتماعی، ذہنی، اخلاقی، جسمانی یا روحانی اور اقتصادی یا سیاسی تمدنی یا معاشرتی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے اور اس کی اصلاح و ترقی کا اولین ذریعہ بناؤں گا۔

ق - آج سے ایک مشفق و غمخوار ترین ماں باپ ہی کی طرح اپنے حلقہ قیادت یعنی گاؤں یا محلہ کے لئے درسگاہ مسجد، کنوئیں، بیت المال، دارالمطالعہ، پل، شفاخانہ، مہمان سرائے، فصل القضایا کا قیام و استحکام، صفائی و حفظان صحت، تجہیز و تکفین موتیٰ، تقسیم ترکات، ادائے دیون، تعلیم و تربیت، نکاح و معاش کا انتظام ہر قسم کی مقامی ضروریات کے لئے دکانیں کھلوانا، پیشہ ور مہیا کرنا، لوگوں کی حفاظت جان و مال، بیماروں بوڑھوں، اندھوں، اپاہجوں کی خبر گیری اور شکایتیں سننا، ان کا ازالہ کرنا، اور ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا کہ میرے حلقہ کار میں کون کون اشخاص اور گھرانے مادی یا روحانی ضروریات و مشکلات میں کس کس چیز

بالکلیہ و رجان و دل سے متفق ہوں اور اس سے اپنے حلقۂ خطاب کو اپنا ہمخیال بنانے کے لئے ہمیشہ ہر ممکن طریق سے آگاہ کرتا رہونگا اور اپنی ذات اور حلقۂ خطاب کو سرتاسر اسی کے سانچہ میں ڈھالنے کیلئے اپنی جدوجہد اور ہر طرح کی جسمانی اور مالی وغیرہا قربانی و جانفشانی کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھوں گا۔

ر۔ نہ صرف اپنے فرائض منصبی ہی کی ادائگی میں بلکہ خالص ذاتی اور خانگی امور یعنی لین، دین، خرید فروخت، سیر و سفر، کسی سے وصل و قطع یا نکاح و انکاح تک میں بھی (نائب امام، موذن، معلم و مفتی وغیرہم پر مشتمل) اپنی مجلس شوریٰ یا جمعیۃ المصلین سے مشاورت و مفاہمت اور اطلاع و اجازت کا پورا پورا اور سو فیصدی پابند رہوں گا۔

س (نائب امام، موذن و مفتی یا قاضی وغیرہم پر مشتمل) اپنی مجلس شوریٰ اور جمعیۃ المصلین کی اطلاع و اجازت اور نائب امام سے ٹھیک اپنی ہی مانند اپنی خلافت کے فرائض انجام دینے کا پختہ عہد لینے کے بعد ہی (اور وہ بھی کبھی کبھار اور شاذ و نادر انتہائی مشکل و ضرورت کی حالت میں) زیادہ سے زیادہ دو ایک یوم کے لئے امامت نماز سے غیر حاضر اور مسجد و مصلی سے علیحدہ رہ سکوں گا اور اس مدت میں بھی یعنی واپس آکر دوبارہ اپنا منصب و مصلیٰ سنبھالنے تک مسجد و مصلیٰ اور مقتدیوں کی فکر و فراق میں برابر ایک ماہی بے آب کی مانند بے تاب ہونگا۔

ص۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امامت نماز سے آدھ گھنٹہ نہیں تو ۱۵/۲۰ منٹ پیشتر ہی باوضو حاضر مسجد ہو جایا اور کم از کم اتنی ہی مدت تک بعد از تسلیم بھی وہیں ٹھیرا اور یہ مدت رسالہ ہذا کی اس تدبیر (ملا) میں مصرحہ ہدایات کے مطابق اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں گزارا کروں گا۔

ط۔ بغیر اپنے کسی بڑے سے بڑے اخی و اتقی، عالم و عارف، بزرگ و استاد، باپ یا بھائی اور مجاہد و مجتہد کو بھی بغرض امامت نماز مصلیٰ کے قریب تک نہ پھٹکنے دونگا کیونکہ اس بے عدیل و جلیل منصب کی عطائگی یا اس کا شایان شان ہونا اس قدر کسی شخص کی علمی و عملی فوقیت، نسبی شرافت، فقہ و اجتہاد کی بنا پر نہیں جس قدر کہ اس کے حلقۂ خطاب کے انتخاب و تقرر اور اس کی ہر قسم کی روحانی و مادی ضروریات و مشکلات زندگی تعلیم و تربیت، روٹی، کپڑے، مکان و سامان، نکاح و انکاح، علاج و عیادت، تجہیز و تکفین اور ان کے لئے درسگاہ، بیت المال، بہمانسرائے، شفاخانہ، صفائی و روشنی کے انتظام اور ہر قسم کی اصلاح و ترقی کا بیڑا اٹھانے کا ثمرہ ہوتا ہے۔

نیکیوں اور خوبیوں میں تبدیل کرنے لگ جاؤں گا اور جن سے بےخبر ہوں انہیں حضرت الامام یا کسی عہدیدار یا عام رکن جمعیتہ المصلین کے انفرادی یا اجتماعی طور سے (درس و خطبہ وغیرہا میں) کئے گئے ایک اشارہ چشم و ابرو پر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے میں لمحہ بھر کا تامل و توقف روا نہ رکھوں گا۔

ب۔ کسی اپنے یا بیگانے، مالک و مزارع، دکاندار، گاہک، پیشہ ور، ماں باپ یا بیٹے، بہن، بھائی، دلہا فرزند، ملکی یا غیر ملکی کے ساتھ کسی طرح کے جھگڑے یا کسی رئیس و افسر یا چور و رہزن سے کسی زبانی، جسمانی یا مالی وغیرہا بڑے سے بڑے نقصان و تکلیف (یا بیماری و تنگدستی وغیرہا شکایات کے موقعہ) پر اول تو سو فیصدی صبر و ضبط سے کام لوں گا یا بذات خود علیحدگی میں اور خاموشی کے ساتھ اسی سے بات چیت اور مکافاة و مفاہمت پر اکتفا کروں گا، یا انجام کار زیادہ سے زیادہ یہ کہ اُسے حضرت الامام (یا مجلس شوریٰ) کے ہاں دائر کرکے اس میں انہی کے (غلط و صحیح یا مفید و مضر) فیصلہ کو آخری اور وحی الٰہی سمجھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی پر کاربند رہوں گا، لیکن بصورت دیگر کسی اپنے یا بیگانے رئیس و افسر، پنچایت یا عدالت، پیر یا مرشد کے ہاں مرافعہ یا جلوت و خلوت میں استمداد و چیخ و پکار تو کیا شکایت و ناراضگی کے انداز میں اس کا ذکر تک نہیں کروں گا۔

ج۔ بڑے سے بڑا عالم و عارف اور خود فقیہہ و محدث تک ہو کر بھی اپنی ہر قسم کی یعنی علمی، ذہنی، اخلاقی ظاہری اور باطنی وغیرہا اصلاح و ترقی اور عزت و سعادت دارین مقامی جمعیتہ المصلین کے جاری کردہ تمام تر شغلوں یعنی اجتماعی نماز پنجگانہ، درس مافی الاسلام، جمعہ، دارالمطالعہ کے زیادہ سے زیادہ اور باقاعدہ التزام و شمولیت ہی پر موقوف سمجھ کر بلا عذر شرعیہ یا امام نماز کو اطلاع دئے اور اس سے اجازت لئے بغیر ان سے کبھی ایک دن کے لئے بھی غافل و غائب نہیں رہوں گا۔

د۔ اپنی ہر قسم کی علمی، ذہنی، فکری، تحریری یا تقریری، جسمانی یا مالی قوتیں اور قابلیتیں، دعائیں یا کوششیں دجہاں، جب اور جسقدر جی چاہا نہیں بلکہ ہمیشہ تمام تر مقامی جمعیتہ المصلین کے احکام و ہدایات کے مطابق اور اسی کے جاری کردہ مقامی، اصلاحی و تعمیری شغلوں مثلاً مسجد، درسگاہ، دارالمطالعہ بیت المال وغیرہا کے استحکام و ترقی، انہی کو زیادہ سے زیادہ شاندار و پرکشش بنانے اور اسی کے مقاصد و عزائم کو چار چاند لگانے میں وقف و مرکوز رکھوں گا۔

ر۔ زندگی کے ہر بڑے یا چھوٹے، تشریعی یا تکوینی، ذاتی یا خانگی معاملہ مثلاً کوئی ذریعہ معاش یا مقام

کے اور کس کس معاملہ میں اعانت و دستگیری کے محتاج و منتظر ہیں میرا ہی کام ہوگا۔

ک۔ یہ رسالہ ہمیشہ زیر مطالعہ رکھوں گا۔

(۳) (۴۰)

عہدنامہ مقتدی نماز

یہ ہو

میں فلاں ابن فلاں بتاریخ ..... سے دلفصب البین معرصہ حقیقت ۱۲ کے مطابق) اپنے اپنے اہل و عیال اور گاؤں بھر کی اصلاح و ترقی اور ذہنی، علمی، اخلاقی، روحانی یا مادی، تمدنی یا معاشرتی، اقتصادی یا سیاسی غرض جملہ ضروریات و مشکلات زندگی سے بطور احسن عہدہ برآہونے کے لئے اور عزت و سعادت دارین کا زیادہ سے زیادہ حصہ دار بننے کی غرض سے حضرت مولانا المحترم .... صاحب کے حلقہ متقدین میں شامل ہوتا اور انہیں (نیز نائب امام، موذن، معلم، و قاضی وغیرہم پر مشتمل ان کی جمعیۃ المصلین کی ذہنی علمی، اخلاقی، روحانی اور باطنی، تحریری اور خطابتی غرض ان جملہ محاسن و کمالات کے لحاظ سے جو منصب خلافت الہیہ و نیابت الرسول کا جزو لاینفک ہیں (نہ صرف اپنے سے بڑھ کر بلکہ) دنیا جہان اور حلقہ یا گاؤں بھر میں بنظیر و لاجواب، فوق الجرح والتنقید، اعلم بالکتاب والسنۃ، جامع جمیع صفات حسنہ، سب سے زیادہ ذکی و معاملہ فہم، فیاض و جانباز اور خدا اور رسول کے بعد دنیا کے ہر بزرگ سے بزرگ اور محبوب سے محبوب متاع دنیوی حتی کہ والدین اور زن و فرزند، رئیس و بادشاہ، بلکہ جسم و جان سے بڑھ کر واجب التعظیم والاطاعت اور حلقہ خطاب میں سب سے زیادہ محسن و مشفق، خیر اندیش و غمخوار خلائق، ساعی و متمنی اصلاح و ترقی بنی نوع انسان، پیروں کا پیر اعظم اور حاکموں کا حاکم اعلے سمجھتا ہوا انہی کی رضامندی اور تعظیم و اطاعت میں اپنی خوشی اور عزت و سعادت دارین مضمر جان کر اور یہ یقین رکھتا ہوا کہ میری ہر طرح کی ترقی یا تنزل کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں ہے۔

حلفیہ عہد کرتا ہوں کہ :۔۔۔

و۔ میرے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، شکل و لباس، نقل و حرکت، انفاق و امساک وغیرہا میں جن خلاف کتاب سنت امور اور خامیوں یا کوتاہیوں کا مجھے علم ہے آج ہی سے انہیں

پل یا چاہ، دارالمطالعہ کے قیام و استحکام اور مشترکہ قومی اغراض و مصالح یا شخصی ضروریات کے سلسلہ میں جب، جہاں اور جس طرح چاہیں صرف فرما دیں اور بذات خود مجھے بھی مستقلاً یا عارضی طور پر درس و خطابت، افتاء و قضا، معلمی و محرری، نکاح و جنازہ، تجہیز و تکفین، اعتکاف، خازنی، غسل میت یا گورکنی، مسجد و مدرسہ اور دارالمطالعہ وغیرہا عمارات قومیہ یا سڑک اور راستہ بنانے یا ان کی حفاظت و صفائی، جاروب کشی، اندھوں، بوڑھوں اور بیماروں کی خبرگیری، عشر و زکوٰۃ اور جلود الانعام وغیرہا دیگر صدقات و واجبات کی وصولی وغیرہا سے جس کام اور عہدہ پر بھی مناسب سمجھیں متعین فرمائیں

ص- امام نماز کے ذاتی یا باجلاس شوریٰ جاری کردہ بظاہر کتاب و سنت کے کتنے ہی خلاف سے خلاف شخصی یا قومی فیصلہ، خطیب و مدرس کے طرز و طریق تقریر و تفہیم یا ان میں کسی طرح کی خامی و کوتاہی، مفتی و قاضی کے فتویٰ و فیصلہ، اجتماعی نماز پنجگانہ کے طرز قرأت و تلاوت یا نماز و جمعہ یا درس روزانہ وغیرہا کی نوعیت یا ان کے اوقات میں تقدیم و تاخیر وغیرہا سے متعلق کسی جلوت و خلوت میں اپنے یا بیگانے کے سامنے کبھی شکایت یا نفرت و بیزاری کا اظہار نہیں کرونگا بلکہ بذات خود ان کا وکیل بن کر دوسرے شاکی و معترض کی بھی اپنی ذات پر وارد شدہ اعتراضات و اتہامات ہی کی مانند تفہیم و تسلی اور بدلائل قاطعہ و توبہ اس پر اُن کی صداقت و حقانیت ثابت اور واضح کرنا بھی اپنا ہی فرض سمجھوں گا۔

ط- اپنی ذات بلکہ اپنے اہل و عیال یا اعزہ و اقارب تک کے) افکار و عقائد، عبادات و معاملات شکل و لباس، گفتار و کردار وغیرہا کے خلاف کسی جلوت و خلوت کے اندر تنقید و تبصرہ یا اصلاح و تفہیم کے سلسلہ میں یا مجھ سے عشر و زکوٰۃ یا کسی طرح کا کوئی چندہ اور امداد و خدمت لینے یا کچھ سکھانے، سمجھانے، کروانے یا چھوڑوانے وقت اور کسی بھی غلطی کے ارتکاب یا کسی بھی فرض سے کوتاہی و پہلوتہی پر امام یا ان کے مجاز و مقرر و عہدہ دار (جمعیت) کی طرف سے اپنوں یا بیگانوں میں سخت سے سخت طریق کی اور بڑی سے بڑی تنبیہ و تہدید حتیٰ کہ سزا و جرمانہ تک بھی بطیب خاطر برداشت کروں گا۔

ع- "اراکین جمعیۃ المصلحین کے باہمی روابط" میں مندرجہ احکام و ہدایات کی سو فیصدی پیروی کرونگا،

ف- یہ رسالہ مدۃ العمر کے لئے ہمیشہ زیر مطالعہ رکھوں گا۔

ق- میں بدل و جان اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ مقتدی کے نماز میں اپنے امام سے پہلے اٹھنے

سکونت اختیار کرنے یا چھوڑنے، کوئی علم وفن سیکھنے، کوئی معتدبہ چیز مانند زمین، مکان، کنواں، مویشی خریدنے یا بیچنے، معتدبہ قرض و ستعار لینے، دینے، وقف وہبہ، یا رہن کرنے، کوئی دکان کھولنے، یا مشین لگانے یا اٹھانے، کسی چیز کے خریدنے، بیچنے کے لئے اس کی قیمت یا شرح مقرر کرنے، کام یا محنت کی مقدار واجرت، یا مکان کے کرایہ اور فرائض کی تعیین، گرانقدر تحفہ لینے دینے، اپنے لڑکے یا لڑکی وغیرہا کی نسبت وخطبہ، خود اپنے نکاح وطلاق، مہر وجہیز کی مقدار ونوعیت، لباس ومکان یا سامان کی کوئی خاص طرز ووضع اختیار کرنے یا چھوڑنے، حق دبانے، نقصان پہنچانے، یا توہین وگستاخی کرنے والے کے حق میں کوئی رویہ اختیار کرنے، کسی سے معافی مانگنے، یا اسے دینے، تقسیم ترکات، متنازعات و متشابہات اور مجتہدات فیہا من المسائل الشرعیہ، زندگی کو زیادہ پرلطف دلشاد بنانے والے اور اور تہذیب عصر جدیدہ کے لائے اور پیدا کئے ہوئے سامان آرام وعیش، تقاریب ومراسم مصنوعات وایجادات سے احتراز وتمتع، کسی چیز کی تملیک یا دست برداری، کسی شخص خاندان یا پارٹی سے تعاون یا علیحدگی حتیٰ کہ اپنے بچہ یا بچی کے تسمیہ تک بھی خود کو آزاد ومطلق العنان نہیں سمجھوں گا بلکہ تحریری یا تقریری، ہنگامی درخواست کے ذریعے یا مذکورہ امور میں پہلے سے جاری کردہ احکام وہدایات امام نماز پنجگانہ ہی کا (انہیں کتاب وسنت ہی سمجھ کر) گو وہ میرے اور کسی دیگر بڑے سے بڑے موجود ومرحوم شخص وگروہ کے ہاں بظاہر کتنا ہی خلاف عقل ونقل کیوں نہ ہو گا بلا چون وچرا اور بغیر اس پر کوئی جرح وتنقید کئے یا کتاب وسنت سے اس کی دلیل اور علت پوچھے پابند رہوں گا اور انہی کے سامنے فقط ایک آدھ مرتبہ معمولی ومختصر معذرت یا بدلائل اس فیصلہ کو ناواجب وغیر مصیب ثابت کرنے یا اس پر نظر ثانی کی درخواست سے زیادہ کسی جلوت وخلوت میں اپنے یا بیگانے کے ہاں مدۃ العمر اس پر غم وغصہ یا بیزاری وناراضگی کا اظہار نہیں کروں گا۔

س۔ میں آج سے ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے حضرت الامام نماز یا جلاس شوریٰ کے حق میں اپنے نقد وجنس، مکان وسامان، زر وزمین اور اپنی ہر قسم کی جسمانی یا روحانی، تحریری یا تقریری قوتوں و قابلیتوں سے دست بردار ہوتا ہوں اور انہیں پورا پورا اختیار دیتا ہوں کہ وہ (اس رسالہ میں مشرح طریق اور نصب العین مصرحہ ۲ کے مطابق) اسے بالکل اپنے ہی مال ومتاع وجسم وجان کی مانند اپنے حلقہ خطاب اور گاؤں بھر کی اصلاح وترقی، تعلیم وتربیت، رفاہ عامہ، مسجد ومدرسہ، مہمانسرائے

جواد و فیاض، مصلح و رفاہ مرد وغیرہ ہونے اور کسی دینی و اصلاحی تحریک کا مالی یا جسمانی طور پر ساتھ دینے کی توقع نہ کی جائے۔

(۳۴) جو نماز کسی شخص، گھر، خاندان یا گاؤں و ملک و قوم کی فکری، علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی یا سیاسی غرض ہر قسم کی ذلتوں، مصیبتوں اور بربادیوں کا **واحد علاج**، **"قرۃ عینی"** **"معراج المومن"**، دنیوی یا اخروی مادی یا روحانی برکتوں اور سعادتوں کے خزانوں کی **کنجی**، "احب الاعمال الی اللہ"، "عماد الدین"، "اھم الامور الیّ"، "تنھٰی عن الفحشاء والمنکر" "خیر من الدنیا وما فیھا"، "کبیرۃ الا علی الخٰشعین"، "اول المسئول بھا یوم القیٰمۃ"، ہر داعی الی اللہ کی پہلی دائمی اور آخری وصیت، خدا، رسول، امام نماز اور انبیائے جنس کے ساتھ محبت و عقیدت اور ان کے ادب و اطاعت کا واحد ذریعہ یا ایک بین ترین ثبوت، تکمیل انسانیت کا جادو اثر نسخہ ہے، جسے **"اقامت الصلوٰۃ"** کہا جاتا ہے اور جس کے لئے تلواروں کی چھاؤں بلکہ ژالہ باری و آتش فشانی تک کے اندر اور گھٹنوں کے بل چل کر پہنچنا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے اور جس سے ہر اپنے بیگانے کو مرعوب و متاثر کیا جاسکتا ہے وہ متذکرہ صفحات گذشتہ اجتماعی نماز ہی **سمجھی جائے**

(۳۵) ہر مقتدی کسی بھی رکن یا شعبہ نماز کی تفہیم و تنفیذ (مثلاً تسویہ صفوف) کے وقت آگے پیچھے ہونے اور کچھ بھی کرنے یا چھوڑنے میں ہمیشہ صرف امام نماز و موذن یا مقامی جمعیۃ المصلین ہی نہیں بلکہ اپنے ایک ایک مقتدی نماز بھائی کے اشارہ چشم و ابرو کا منتظر پایا جائے۔

(۳۶) مسجد کے اندر اجتماعی نماز سے پہلے پیچھے کے ذکر و عبادت یا باہر کسی مجلس مذاکرہ و مشاورہ وغیرہ کے لئے بیٹھنے اور اطاعت امر اور تعظیم یا سلام و مصافحہ اور توضیح میں بھی امام نماز، جمعیۃ المصلین (داعیہ الاصلاح والنہی) اور عامۃ المقتدین کو ہمیشہ اور بہرحال اسی درجہ پر رکھا جائے جو انہیں اجتماعی نماز میں حاصل ہوتا ہے۔

(۳۷) کوئی مقتدی نماز کسی بھی طرح کی (فرضی یا نفلی) نماز کی تکبیر تحریمہ سے تسلیم تک حلقہ مسجد کے اندر اس کے قریب یا بعید کسی بھی جگہ تنہا نماز پڑھنا امام نماز اور اپنے نمازی بھائیوں کی انتہائی توہین بغاوت قرار دیتا ہوا کبھی اس کا تصور بھی دل میں نہ لائے۔

(۳۸) انفرادی طور سے پڑھی جانے والی (فرضی یا نفلی) نماز بھی ہمیشہ اپنے امام نماز کے موافق حکم و عمل اور

بیٹھنے یا کوئی کام کرنے علی الخصوص رکوع و سجود سے سر اٹھانے پرا سے گدھے کے سر میں تبدیلی سر کی دھمکی دینے سے مقتدیوں کو یہ سمجھانا بھی مقصود ہے کہ زندگی کی کسی چیز یا کام میں بھی امام نماز سے رفعت و سبقت اس کی توہین و بغاوت ہوتی ہے اس لئے ادب تو اور خوراک و پوشاک اور مکان و سامان میں بھی امام نماز سے بہتری و برتری کا کبھی خیال تک بھی دل میں نہ لاؤنگا۔

ک۔ میری طرف سے حضرت الامام کے برابر دنیا جہان میں کوئی دوسرا تعریف و تعظیم ادب تواضع اور استقبال و مشایعت یا محبت و ملاقات وغیرہ کا شایان شان نہیں ہوگا۔

ل۔ اذان یا نماز وغیرہ کے بزعم خود بے وقت یعنی دیر سے یا سویرے ہونے پر کبھی موذن یا امام نماز کی جواب طلبی یا اظہار ناراضگی کرونگا نہ اس طرح ہی کہونگا کہ جلدی کیجئے نماز پڑھائیے دیر ہو رہی ہے یا یہ کہ ذرا ٹھہر جائیے ابھی سویرا ہے۔

م۔ اپنے امام نماز یا خطیب و مدرس کے ہر قول و فعل، تحریر و خطاب، بود و ماند اور عبادات و معاملات وغیرہ کو نقادانہ و ممتحنانہ نہیں بلکہ ہمیشہ اور بالالتزام مقلدانہ و متعلمانہ غور و شوق کے ساتھ ہی دیکھا سنا کروں گا۔

(۱۳) جو پیشہ یا تقریب و مجلس، مال و متاع، سیر و تفریح، جشن و شادی، بیع و شری، عہدہ یا محکمہ انفرادی سے مزدوری اور مقدس سے مقدس، ہنگامی یا دائمی کام اپنے ہی گاؤں میں، اپنی ہی مسجد کے اندر مقامی امام نماز کے پیچھے، جدی، مقامی اور جماعتی بھائیوں کے دوش بدوش کھڑا ہوکر اور اس سالہ میں مصرحہ ہدایات کے مطابق یعنی بحقوقہا ایک اجماعی نماز پنجگانہ ادا کرنے میں بھی مخل و مانع ہو اسے اپنے لئے مترادف خودکشی، زہر کا پیالہ، ذلت و شقاوت دارین سمجھ کر اس کے قریب تک بھی نہ پھٹکا اور اس کا نام تک بھی نہ لیا جائے۔

(۱۴) مصرحہ بالا درجہ کی اجماعی نماز پنجگانہ کے پابند و ملتزم کے بغیر دنیا جہاں کے اندر کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت، خاندان اور آبادی یا طبقہ سے مذہبًا یا سیاستًا اور کماحقہٗ ذہین و فہیم، مفکر و مدبر منظم و متحد، مخلص و وسیع الظرف، اعلم سے عالم اور قریبی سے قریبیوں کے آپس میں محبت و مودت ہمدرد و غمخوار، مصلح و متواضع، دیانتدار و راستباز، وفادار و خدمتگذار، سرفروش و جانباز، پاکباز و نیک طینت، حق پرست و امن پسند یا صلح جو، عفو و صابر، غیور و خوددار، مرنجان مرنج، حساس و فعال

کو وجد میں لانے والے، لحن داؤدی کے ساتھ، سال سال بھر لمبے رکوع و سجود کر کے قرآن کا قرآن فی رکعت اور شبانہ روز میں پانچ نو کیا پانچہزار مرتبہ پڑھی جانے والی **نماز** بھی بالکل بے معنی، ایک بچوں کا کھیل **بلکہ** کان لو تکنی اور **مسجد** کو گرجا یا گوردوارہ اور پیش امام کو گرنتھی، دیا رنگی یا پادری ڈرل ماسٹر یا ایکٹر و **مقتدیوں** کو لاشے، مٹی کے مادھو، محض تماشائیوں یا کھلاڑیوں کا ہجوم اور ایک بھیڑ **سمجھا جائے** (ب) ملک کے ملک بلکہ ربع مسکون کے اندر علم و عرفان اور تہذیب و تمدن کے دریا و سمندر بہا دینے یا طول و عرض عالم میں چپہ چپہ پر قطار اندر قطار سنہری و مرمریں مساجد و مدارس تعمیر کرنے والی کوئی عالمگیر سے عالمگیر تحریک و جمعیت یا بڑے سے بڑا قائد و لیڈر، استاد و مرشد، محدث و مفسر اور فقیہ و مجتہد یا اڈیٹر و مصنف **نہیں** جسقدر کہ فقط اپنے ہی گاؤں یا محلہ کے اندر مصرحہ رسالہ ہذا اجماعی نماز پنجگانہ کی داغ بیل ڈالنے اور قیادت و اقتدا کو اس (مصرحہ بالا) سطح پر لانیوالا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کم علم سے کم علم بندہ خدا حقیقی محسن و مشفق خلائق، فدائے ملت، محب وطن، غوث و قطب، بطل حریت، شہید و غازی فی سبیل اللہ، خدا اور بندوں میں سب سے زیادہ مستحق صد ہزار تحسین و آفریں **سمجھا جائے**۔

لیکن افسوس اور ہزار در ہزار افسوس کہ اس معیار کے مطابق اور مصرحہ شرائط و ہدایات سے ایک کی حامل و آئینہ دار اجماعی نماز پنجگانہ کا بھی دنیا کے کسی متبرک سے متبرک گوشہ و قطعہ میں چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈھے سے نشان تک نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ اصلاح و ترقی عالم کی باقی ہر قسم کی بڑی سے بڑی جگر سوزانہ و جانبازانہ تحریری یا تقریری جسمانی اور مالی کوششوں اور گراں سے گراں قربانیوں کے باوجود ہماری شخصی یا قومی تمدنی یا معاشرتی اقتصادی یا سیاسی مشکلات اور آفاقی یا نفسی آفات و مصائب گھٹنے کی بجائے روز بروز بڑھتی، تنزل و ترقی و کامگاری و دور سے دور بھاگتی اور مستقبل و انجام دین و قوم تاریک سے تاریک اور بھیانک سے بھیانک ہوتا چلا جا رہا ہے اپنوں یا بیگانوں میں اجماعی نماز کے لئے انفرادی و خانگی نماز سے کچھ بھی زیادہ اور ذرہ بھر شوق و کشش یا شائبہ قدر و اہمیت پایا جاتا ہے نہ ساٹھ ستر سالہ بلکہ پشتوں تک کے بڑے سے بڑے اجماعی نمازی اند بزعم خود مقیم الصلوۃ فکر و فہم، اخلاق و عادات، عبادات و معاملات باہم ربط و اتحاد یا ظاہر و باطن حتیٰ کہ معمولی اور ظاہری ارکان و ہیئات سے واقفیت یا ان کی ادائیگی ہی کے لحاظ

خود کو اس کے پیچھے اور بھائیوں کے دوش بدوش کھڑا سمجھتے ہوئے ٹھیک اجماعی نماز جیسے اور اتنے ہی قیام و رکوع و سجود وغیرہ کیسا تھ نیز کھڑے ہو کر اجماعی نماز کے سے شوق و اہتمام ہی سے ادا کی جایا کرے۔

(۴۸) ہر نمازی مسجد میں آتے جاتے دونوں وقت (اراکین جمعیتہ کے باہمی روابط میں منہ جبہ ہو لیا کی خلاف) ہمیشہ اور تا بامکان امام نماز اور اس کے معلیٰ کے سامنے اور قریب تر کھڑے ہو کر سلام کہا کرتے تاکہ بدیں صورت امام اور معلیٰ کے امتیازی اعزاز و تکریم کے علاوہ سب نمازیوں کو مساوی طور سے سلام سننے اور اس کا جواب دینے کا مناسب ترین اور پورا پورا موقعہ مل سکے۔

(۴۹) بچوں اور عہد قدیم کی غیر مہذب اور بدوی قوموں کا سا سطحی و نمائشی اور چند روزہ نقش و نگار یا آب و رنگ (حتیٰ کہ آیات و احادیث یا اشعار و ادعیہ بھی) چونکہ منافی عظمت شان مسجد، مانع خشوع و انابت اور موجب اسراف وقت و مال وغیرہ سے کچھ نہ کچھ ضرور ثابت ہوتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو مسجد کے بام و در کو اس سے کلیتہً پاک و صاف رکھا جائے۔ (۴۹ ب) اگر اجماعی نماز پنجگانہ سے شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی کے بارہ میں امام نماز بہ حیثیت امیر وہ کی زبانی احکام و ہدایات الٰہی سننے کے علاوہ بعد از نماز باہم سر جوڑ کر کچھ دیر بیٹھنا اور غور و فکر کرنا یا عملی قدم اٹھانا نیز اپنی حاضری اور شمولیت سے اس (امام اور جمعیتہ المصلین) کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانا اور اس کا حوصلہ بڑھانا بھی مقصود قدرت ہے تو اس شخص کو جو مندکرہ مقاصد سے انکار و فرار کرتا ہوا ہمیشہ اس سے دور و دراز مسجد کے کسی دوسرے کمرہ، برآمدہ، صحن یا گوشہ میں الگ تھلگ جہاں دل چاہے اٹھک بیٹھک کر کے چپ چاپ اور کچھ کہے سنے بغیر چوروں کی طرح فی الفور واپس گھر کو بھاگ جاتا ہے ہرگز ہرگز مقتدی امام تو کیا ایک معمولی نمازی بھی نہ سمجھا جائے۔

(۵۰) رسالہ ہذا کی اس پہلی تدبیر کے فکری اور عملی ہر دو پہلوؤں میں مفصلہ و مصرحہ شرائط و ہدایات (درباره اجماعی نماز پنجگانہ) سے بلا استثنائے احدے ایک ایک کی اہمیت و افادیت سے بدل و زبان اور من و عن اتفاق کئے اور انہیں بروئے کار لائے بغیر (جہاں تک نصب العین مصرحہ حقیقت کے تک پہنچنے اور کسی آبادی کے ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور سیاسی غرض ہر لحاظ سے فلک الافلاک اور فردوس اولیٰ کی سطح تک بلند ہونے اور نماز کو قرۃ العین یا تنہیٰ عن الفحشاء و المنکر بنانے کا تعلق ہے) مکہ یا مدینہ بلکہ بیت المعمور میں روح القدس اور غوث الاعظم کے پیچھے شجر و حجر تک

دوسری تدبیر

امام نماز (امیر وہ) اور اس کی جمعیۃ المصلین کے

باقی عہدہ داروں کا انتخاب و تقرر

معاہدات و اعلان

وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

انتخاب و تقرر امام نماز (امیر دہ) کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) اعلان و دعوت یا تاریخ اور وقت و مقام کے تعین اور زیادہ طول و طویل بحث اور استصواب آرا کے بغیر ہی اتفاقاً سردست اور موقعہ پر محلہ یا گاؤں کے جس قدر اور جس قسم کے تھوڑے یا بہت خاص و عام، بزرگ و خرد موجود ہوں۔

(۲) قصداً اور اہتماماً یعنی گاؤں یا محلہ بھر کے ایک ایک وارڈ یا قبیلہ سے ایک ایک صاحب اثر و اقتدار نمائندہ کو لیکر کل چار پانچ نمائندوں پر مشتمل اجلاس منعقد کر کے تھوڑی بہت بحث و تمحیص کے بعد

(۳) دعوت و اعلان عام کے ذریعے محلہ یا گاؤں کے تمام یا زیادہ سے زیادہ (ادنیٰ و اعلیٰ) باشندوں کو وقت و مقام مقررہ پر جمع ہو کر باہم استصواب و مفاہمت کر کے ان کا کسی ایک بزرگ کو امام پر متفق ہو جانا

امام نماز (امیر دہ) کے بعد اسکی جمعیۃ المصلین یا ارکان شوریٰ کے انتخاب و تقرر کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱) امام نماز (امیر جمعیت) اپنی مرضی سے درس، قضا و افتا، خطابت وغیرہا میں جو عہدہ چاہے خود سنبھالے جو چاہے کسی دیگر شخص (از اراکین جمعیۃ المصلین) کے سپرد کر دے یا

(۲) جمعیۃ المصلین (زیر صدارت امام) باہم استصواب رائے اور گفت و شنید کے ذریعے عہدہ داروں کا انتخاب و تقرر عمل میں لائے یا

(۳) استصواب رائے عامہ یا ووٹنگ کے طریق پر اجلاس عام ہی انتخاب و تقرر عہدیداران جمعیت کا عقدہ حل کرے۔

امیر اور عہدیداران جمعیت دونوں کے انتخاب کی مذکورہ ہر سہ صورتیں صحیح ہیں وقتی و مقامی

سے انفرادی نمازیوں سے کچھ بلند و برتر ثابت ہوئے ہیں بلکہ انفرادی و نمانگی کیطرح اجماعی نماز پنجگانہ کی حیثیت بھی دنیا میں بازیچہ اطفال اور اٹھک بیٹھک سے زیادہ نہیں رہ گئی اس لئے کسی گاؤں، محلہ یا قبیلہ کی کسی طرح کی اصلاح و ترقی اور اسے ہر قسم کی شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی سے بوجوہ احسن و اکمل عہدہ برآ کرنے اور ہر اعتبار سے ذروۂ کمال تک پہچانے کے لیے سب سے زیادہ "اھم الامور" اور قابل توجہ تدبیر جسے بروئے کار لائے بغیر آگے بڑھنا اور اصلاح و ترقی خلائق کا کوئی دیگر ذریعہ اختیار کرنا "پانی بلونے" سے زیادہ مؤثر و منتج نہیں ہوسکتا وہ اجماعی نماز پنجگانہ اور اس کی قیادت و اقتدار کو اس تدبیر (اول) میں مصرحہ ہدایات و اذکار کے مطابق پھر سے ٹھیک اسی سطح پر جہاں سے کہ وہ گری ہے پہچانا ہی ہونا چاہیے گو اس راہ میں بظاہر اور ابتداءً کتنی ہی زہرہ گداز و حوصلہ شکن اور حد درجہ ناقابل عبور مشکلیں اور کیسی ہی مہیب و قیامت خیز قسم کی رکاوٹیں کیوں نہ پیش آئیں یا اس کے لئے مصرحہ معیار کا امام اور اس درجہ کے مقتدی ہاتھ آنے اور انہیں دو سے تین اور تین سے چار کرنے میں قرنہا قرن اور نسلوں کی نسلیں ہی کیوں نہ ختم ہو جائیں۔

فَاللّٰهُ شَارِحٌ صُدُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَمُقَلِّبُ قُلُوْبِهِمْ لِفَهْمِ حَقِيْقَتِهَا الْمَذْكُوْرَةِ وَمُوَفِّقُهُمْ لِاهْتِمَامِهَا وَاِفَامَتِهَا كَمَا صَرَّحْتُ فِى الصَّفَحَاتِ الْمَاضِيَةِ

— ✻ —

دفتر میں زیادہ نہیں تو امام اور عہدہ داروں کے حلف وعہد، مقتدیوں کے داخلہ وغیرہا کیلئے (۱) رجسٹر اراکین (۲) جمعیت کی کارروائی کے اندراج کو رجسٹر کارروائی (۳) دارالمطالعہ کی کتابوں اوران کے لین دین وغیرہ کے لئے) رجسٹر دارالمطالعہ (۴) جمعیت کے اشیاء واموال کے لئے رجسٹر مال (۵) عشر وزکوٰۃ اور دیگر ہر قسم کے صدقات عطیات اوران کے معطیوں کے نام آمدنی اس کی شرح مقدار وصولی وغیرہا کے لئے) رجسٹر آمدنی (۶) عہدہ داران جمعیت، طلباء، یتامیٰ، بیوگان، مساکین، معذوروں، بوڑھوں وغیرہم کے اسماء ان کے وظائف اور رفاہ عامہ وغیرہا پر خرچ کا حساب درج کرنے کے لئے رجسٹر مصارف (۷) حاضری داخلہ خارج ماہواری ترقی طلباء وغیرہا کے لئے رجسٹرات درسگاہ اور رجسٹرات دارالقضاء وغیرہ کے لئے یعنی کل کم از کم ۹ رجسٹرات ضرور رکھے جائیں اور ان پر ہر چیز کا ہمیشہ صحیح صحیح اور ٹھیک وقت پر نہایت باقاعدگی کے ساتھ اندراج ہوا کرے۔

حالات کے پیش نظر جو صورت بھی ان سے زیادہ موزون ترین و ممکن العمل نظر آئے بخوشی اختیار کی جا سکتی ہے لیکن معروضہ تحت ہدایات بہرکیف زیر نظر رہیں۔

(ا) امام نماز (بہ حیثیت امیر دہ) کے انتخاب تقرر کے روز اول ہی سے (۱) نائب امام نماز (۲) معلمی (۳) قضاء (۴) افتاء (۵) اذان (۶) محصلی (۷) محرری (۸) محافظی (اشیاء و عمارات جمعیت مقامیہ) (۹) محاسبی بیت المال (۱۰) لائبریرین وغیرہا صلاح و ترقی دہ کے جملہ اہم و ضروری عہدے اور ادارے معرض وجود میں لے آئے جائیں اور ان کی حسب حیثیت پوری یا ادھوری اور اعلیٰ و اکمل نہیں تو برائے نام ہی سہی بنیاد رکھکر انہیں عہدہ داروں کے سپرد کردیا جائے گو شروع شروع میں ایک مدت تک دو چار ہی بزرگ مذکورہ تمام تر عہدوں اور شعبوں کے جملہ فرائض کا بار اپنے (نازک و ناتواں) کندھوں پر اٹھائے رہیں۔

(ب) علاوہ امام نماز اور عامۃ المقتدین کے مذکورہ جملہ عہدہ داران جمعیت میں بھی ایک ایک سے اجلاس عامہ میں یا مجلس شوریٰ کے اندر ان کے فرائض وغیرہا پر مشتمل تحریری و حلفی عہد ضرور لئے جائیں۔

ج۔ امام، نائب امام یا کسی دیگر عہدہ دار جمعیت مقامیہ کے ذریعے وقتاً فوقتاً درس و جمعہ وغیرہا اجلاس عامہ میں جمعیت کے مقاصد و عزائم نصب العین اور طریق کار اس کی ضرورت و اہمیت کی توضیح و تشہیر کے علاوہ مذکورہ جملہ عہدوں کے اجراء و قیام، ان کے اغراض و فوائد عہدہ داروں یعنی ان کے انچارجوں کے انتخاب و تقرر نیز ان کے اور ان سے متعلق اہل دہ کے فرائض اور ذمہ داریوں کا بھی ہمیشہ ایک مدت تک کے لئے اعلان کیا جاتا رہا کرے۔

د۔ ابتدائے آفرینش روزگار ہی سے اور علی الخصوص عہد حاضرہ کے اندر ربانی شعبہ ہائے زندگی (مضاربت، تجارت، اجارہ، نکاح و طلاق وغیرہا) اور ضروریات و مسائل تکوینیہ کی طرح قومی اور اصلاحی و تبلیغی مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے اپنی کوششوں اور کارناموں کو چمکانے اور دنیا کے اندر انہیں زیادہ سے زیادہ شاندار و پرکشش بنانے میں جس چیز کو سب سے زیادہ دخل و اثر حاصل ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت سے کسی ذی فہم کو اب تک مجال انکار ہو سکی ہے نہ کبھی آئندہ ہی ہو گی وہ تحریر و کتابت کی شکل میں ان کا ریکارڈ رکھنا ہے اس لئے ابتدا ہی سے جمعیت کے

چوتھی تدبیر

درس ہائے فی الاسلام

مقامی جمعیۃ المصلحین کے ماتحت ایک اس قسم کے درس روزانہ کا انتظام کیا جائے

(۱) جو کم از کم نصف اور زیادہ سے زیادہ سوا گھنٹہ کے لئے بعد نماز فجر اس سے بالکل متصل ہی دیا جایا کرے کہ ہر ملک و موسم میں ہر پیشہ و طبقہ کے سامعین اسی وقت اور اتنی ہی دیر تک پوری فراغت اور دلجمعی کے ساتھ بیٹھ سن سکتے ہیں۔

(۲) جس کے لئے وقت و مقام کا تقرر و تبدل، عنوانات و مواضیع کا انتخاب یا طرز بیان کا اختیار بجائے مدرس کے خود جمعیت کے ہاتھ میں ہو اگر بفرض محال کسی وجہ سے مذکورہ امور یا ان سے کوئی ایک امر مدرس ہی کے اختیار میں دینا ناگزیر ہو تو مدرس کے لئے ان امور میں جمعیۃ سے مشورہ لینا اور اس کی ہدایات کی پابندی اور موضوع منتخبہ نیز اس سے متعلقہ اپنے تیار کردہ اشارات امیر جمعیۃ (یا اس کی طرف سے اس کام پر مقررہ بزرگ از عہدہ داران جمعیۃ المصلحین) کو دکھا کر تصدیق وتائید کروانا لازمی ہو۔

(۳) جس کے لئے مدرس کو (روزانہ یا ایک ہی دن بیٹھ کر ہفتہ یا مہینہ بھر کے) مواضیع و عنوانات اور ان سے متعلقہ ضروری نوٹ تیار کر کے پاس رکھنا یا مقام درس میں آویزاں کر دینا چاہئیں۔

(۴) جو کتاب اللہ کے نزول و تدوین کے مطابق (مروجہ الحمد سے والناس تک) یا آیات و سورا اور رکوعات کی ترتیب سے یا نہیں عنوانات قرار دیکر نہیں بلکہ بجائے اسکے فی الجملہ کتاب وسنت کی روشنی میں جمیع مافی الاسلام از مامورات و منہیات (ایمانیات، عبادات و معاملات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حجاب، معاش، شکل و لباس، نکاح و جنازہ، ولیمہ، عقیقہ، وراثت، جھوٹ، فخر، حسد، چوری، خورد و نوش اور غسل و حجامت نیز حفظان صحت وغیرہ یا اسلامی نظام حکومت) سے ایک ایک کو مستقل عنوانِ سبق قرار دیکر اور اس کا انسان کی ذات اور اس کی ذہنی، اخلاقی، مادی یا روحانی وغیرہ ہر قسم کی روزمرہ ضروریات و مشکلات زندگی سے

تیسری تدبیر

قومی اور جماعتی ضروریات کیلئے جگہ کا حصول اور قیام عمارت

اس کارگاہ ہستی اور عالم سفلی کے مشہور و مسلم اور ابدی و ازلی اصل الاصول "پہلے مکان پھر مکین اور بعد ازاں کام" کے ماتحت ہر کام کے آغاز میں جس امر کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ قابل فکر و واجب العمل کہا جا سکتا ہے اور جو محض اصلاحی و تعمیری مقاصد کی کنجی اور انہی کا پہلا زینہ نہیں بلکہ آب و ہوا اور لباس کے بعد نوع انسانیہ کی سب سے بڑی اور پہلی ضرورت ہے وہ جگہ اور عمارت ہی ہے اس لئے پہلی اور دوسری تدبیر کے بعد کسی جمعیت کو سب سے اول (یا مکان آغوش مسجد میں) معاوضتہ، عاریتہً یا جس طرح بھی اس کے لئے اس کے مالی و مقامی حالات کے پیش نظر موزون و ممکن ہو جلد از جلد ایک ایسا مکان جو زیادہ نہیں تو کم از کم دو کمروں اور ایک اچھے خاصے کھلے صحن پر مشتمل ہو اور اس سے درسگاہ، دار المطالعہ، قضا، دفتر، دار الاجتماع، بیت المال اور مہمان سرائے وغیرہا جملہ مقامی و جماعتی ضروریات و مشکلات زندگی (متعلقہ مکان و جگہ) کا کام بخوبی اور بطور احسن نکالا جا سکے حاصل یا تیار کرنا چاہیے۔

(حتیٰ کہ کلام پاک بھی) موجود نہ ہو۔

(۸) جس میں مدرس و جمعیتہ کیطرف سے عالم و ذی فہم طبقہ سامعین کو سمجھا دیا جائے کہ وہ اثنائے درس میں زیادہ معلق و مسکوت عنہا مباحث اور متنازعات و متشابہات مسائل سے متعلقہ اپنے شکوک و اعتراضات کے اظہار و استفسار سے بالکلیہ احتراز برتیں کیونکہ اس سے ذہنیت عامہ کو جس خلجان و تحیر سے سابقہ پڑنا یقینی ہے اس کا تدارک اس نفع موہوم سے جو حجم غفیر میں زیادہ سے زیادہ اور بمشکل تمام دو چار اشخاص کو پہنچ سکتا ہے ناممکن ہوگا ہاں کم علم و سادہ لوح حاضرین درس (سے بلا امتیاز ادنیٰ و اعلیٰ ایک ایک) کو ہمیشہ دوران درس ہی میں ساتھ کے ساتھ یا اختتام پر (جس طرح بھی زیادہ موزون و ممکن نظر آئے) اپنے ہر قسم کے شکوک و اعتراضات دور کروانے اور اپنی تشنگی پوری طرح بجھوانے کے لئے زیادہ سے زیادہ آزادی اور پورا پورا وقت دیا جایا کرے گویا بصورت مقررہ و تیار کردہ موضوع درس کے تھوڑے سے تھوڑے حصہ پر بھی روشنی ڈالی جاسکے۔

(۹) جس کے انچارج مدرس پر لازمی ہو کہ وہ عامتہ السامعین سے ایک ایک کے استفادہ و دلچسپی کا بغور مطالعہ رکھے اور ان کی غیر حاضری یا باوجود باقاعدہ حاضری کے ان کی بے رغبتی و تشنگی کے وجوہ و اسباب معلوم کرنے اور ان کا رد عمل سوچنے اور اختیار کرنے میں زیادہ سے زیادہ مستعد و چوکنا رہے۔

(۱۰) جس کا قابل و فعال ترین اور علامہ زمان و فیلسوف دوران انچارج وہی سمجھا جاوے جو خود کو اونٹوں، بکریوں وغیرہ کا چرواہا خیال کرتا ہوا اثنائے درس میں بھول کر بھی اس قسم کے بعید از فہم الفاظ و عبارات، دور از کار تاریخی واقعات، فوق الادراک حقائق و دقائق، خوارق و معجزات، دین اور اس کے اکابر و اعاظم سے نفرت و تحیر پیدا کرنے والے ملاحم و معارک، ہنگامی و جزوی حوادث یا اسرائیلیات، اجنبی و غیر ملکی (عربی، فارسی، انگریزی وغیرہا) ضرب و محاورات یا اشعار و حکایات جو عامہ سامعین کے مقامی و عصری ضروریات زندگی سے بے جوڑ اور انہیں ایک گورکھ دھندا یا چیستاں سا معلوم ہوں اور ان سے فقط ذی علم و دقیق النظر حاضرین درس ہی محظوظ و مستفید ہوسکیں استعمال میں لانے سے بالکلیہ محترز رہے اور سامعین کی بالکل ٹھیٹھ مادری اور صوبائی زبان میں قریبی مقامی یا عصری اور محسوس و مشہور ترین امثلہ اور مروجہ و متداولہ لغات و اصطلاحات ہی اپنے موضوع معروضہ

تعلق واضح و قائم کر کے فلسفیانہ انداز میں دیا جایا کرے کیونکہ ہر درجہ و طبقہ بلکہ ہر ضرورت و حیثیت اور ہر خیال و مسلک اور ہر ملک و عہد کے انسانی دل و دماغ کو بلند سے بلند تر شخصیت کی طرف کھینچتے ہوئے اور پاک سے پاکیزہ تر ہاتھوں کے لائے ہوئے مکتوب و پیغام مسلسل و مطول قصص و حکایات فوق الادراک قسم کے مضامین و واقعات متقفّی اور مسجع یا فصیح و بدیع عبارات اور فتحمندیاں یا معرکہ آرائیاں، خوارق و معجزات، نادیدہ و ناشنیدہ اخروی انعامات اور برکات کے بلند بانگ دعاوی یا دلفریب و جانفزا وعدے، مجلّا و مطلّا اور دیدہ زیب اوراق، اس کے روشن اور جلی تر ابواب و فصول یا اس کی بیرونی و سطحی چمک دمک یا لحن داؤدی کے ساتھ اس کی قرأت و تلاوت اس قدر جلدی، آسانی اور پختگی کے ساتھ نہیں جیسا کہ اس کا ضابطہ زندگی ہونا اور ساتھ ساتھ یا قدم قدم پر ہر جسمانی و روحانی، تمدنی یا معاشرتی، شخصی یا قومی، ذاتی یا خانگی مشکل و ضرورت میں کے بحر ذخار سے اسے ٹھیک ایک مشفق ترین باپ یا غمخوار ترین ناخدا ہی کی طرح بخیر و خوبی تمام ساحل نجات پر پہنچانے کا بیڑا اٹھانا اپیل کر سکتا ہے۔

(۵) جس کے لئے تا با مکان حلقہ مسجد یا کسی خالص مذہبی جگہ یعنی درسگاہ وغیرہا کی بجائے گاؤں بھر اور جمیع اقوام و فرق وہ کا (رفاہ عامہ کی غرض سے وقف کردہ) مشترکہ اور درمیانی و مرکزی مقام منتخب کیا جائے۔

(۶) جس کا مدرس اپنے موضوع زیر تبصرہ اور اس سے متعلقہ آیات و احادیث یا اقوال و آثار کی تشریح و تعبیر کرنے میں شراح و مفسرین اور مجتہدین و محدثین کے باہمی تضاد و تخالف کا کبھی اشارۃً بھی ذکر نہ کرے اور بجائے اس کے اقوال مختلفہ و اذکار کثیرہ میں ان کا مغز و محض فقط اپنا پسندیدہ اوفق بالکتاب السنۃ، زیادہ سے زیادہ معقول و مدلل اور اقرب الی الفہم و اتمل نیز سامعین کے وقتی، شخصی اور مقامی حالات کے لحاظ سے موزوں و مربوط یکہی نظریہ کے اختیار و اظہار کا پابند ہو۔

(۷) جس کے مدرس کو موضوع معروضہ و معینہ سے متعلق ضروری و واجبی مواد اپنے گھر میں تو زیادہ سے زیادہ اور جتنا جی چاہے بہم پہنچانا اور اس کے بنا ہنے کے لئے کافی سے کافی اہتمام و کمال طیاری کرنا لازمی ہو لیکن عندالدرس اس کے پاس چند نوٹس یا اشارات کے سوا کوئی کتاب

(ذاتی نمونۂ عمل) ، دوسرے (حسن معاشرت) اور نویں (دعا) سے ضرور بالضرور مسلح ہو اور ان سے پیہم اور زیادہ سے زیادہ کام لیتا رہے ۔

(۱۶) جس کے اندر اگر مناسب و ممکن ہو تو زیادہ تر اپنی لوگوں کی شمولیت اور افادہ پر زور دیا جاتے جو اپنا نام درج رجسٹر کرا کر اور شاگرد بن کر مستفید ہونا چاہیں کیونکہ ایسے ہی طبقہ سامعین سے با قاعدہ و روزمرہ حاضری ، مدت العمر ادب و عقیدت اور دائمی تعمیل و اطاعت کی توقع کی جا سکتی ہے ۔

کی تفہیم و تشریح اور اسے زیادہ سے زیادہ موثر و دلنشین بنانے کا ذریعہ قرار دے۔

(۱۱) جس کے اندر تعلیم و تفہیم طبقہ حاضرین کو عامہ سامعین کے مقابلہ میں کم سے کم برائے نام با لفظ اپنی سوالات و استفسارات کے سلسلہ میں اجازت لب کشائی حاصل ہوئی ہے کہ انہیں اپنی بجائے عامّہ سامعین ..... اور سائم علم و کمزور حصہ حاضرین درس ہی کی (موضوع جاریہ اور اس سے متعلق) مزید برآں اور زیادہ سے زیادہ تفہیم و تقریب ذہن مقصود ہو اور مدرس بھی عامہ سامعین ہی سے زیادہ تر سوال و جواب کرے اور انہی کی جانب علی العموم اپنا روئے سخن رکھے۔

(۱۲) جس کا مدرس روزانہ نہیں تو کبھی کبھار اور وقتاً فوقتاً حاضرین درس میں چند ایک سے امروزہ یا پہلے سے پڑھے اسنے ہوئے موضوعات، ان کے مطالب و معانی (یا عملاً) ان پر کاربند ہونے وغیرہ کے بارہ میں کچھ امتحانی سوالات بھی ضرور کرتا رہا کرے۔

(۱۳) جس کا انچارج اثنائے درس میں یا اس کے اختتام پر اپنے کم علم و سادہ لوح حاضرین درس سے ہمیشہ صراحتہً اور التزاماً ایک ایک کو بار بار پوچھتا رہا کرے کہ موضوع امروزہ سے فلاں مقام بخوبی اور پوری طرح سمجھ چکے ہو یا نہیں اور کسی مقام سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھ لو۔

(۱۴) جو اگر حلقہ مسجد میں بھی دیا جایا کرے تو بھی سرادنی و اعلیٰ، عالم و عامی، افسر و ماتحت، مالک و مزارع، شریف و رذیل الخ اجتماعی نماز پنجگانہ ہی کی مانند التزاماً اور دائماً از اول تا آخر اس میں حاضر و شامل رہا کرے الخ گھر سے مسجد کو آنے سے نماز فجر ہی نہیں بلکہ علاوہ ازیں شامل و مستفید درس ہونا بھی اہم المقاصد رکھتا ہو۔ ج قبلہ رو مدرس سے دور و دراز کسی گوشہ مسجد میں دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے کبھی اس کا سننے کبھی اپنا پڑھنے یا دونوں کام برابر جاری رکھنے، آدھا ادھر آدھا ادھر بیٹے، جہاں موقعہ ملا یا دل چاہا بیٹھنے کی بجائے مدرس کے ٹھیک سامنے اس کی طرف منہ کر کے حلقہ سامعین کے بیچ ان کے پہلو سے پہلو ملاتے رشنا گردانہ بیٹھ کر اور باقی جملہ ضروری سے ضروری اذکار و وظائف کو چھوڑ کر پوری یکجہتی و تن دہی کے ساتھ اسے سُنا کرے۔

(۱۵) جس کا انچارج باقی عہدہ داران جمعیت (امام، نائب امام، مفتی و قاضی وغیرہم) ہی کیطرح اصلاح و تذکیر کے ہر شعبہ وں (مصرحہ حقیقت ۹۶) سے بہ تمامہا علی الخصوص ان میں کم از کم پہلے

اور براہ راست کچھ تعلق نہ ہو یا بہ تکلف پیدا کیا جا سکے تا بامکان زیادہ سے زیادہ احتراز برتا جائے
اور بجائے اس کے زیادہ تر بلکہ تمامتر قوتیں اور قابلیتیں ان خوبیوں اور فضیلتوں کی تلقین و ترغیب
میں جن سے کہ مقامی حاضرین جمعہ خصوصیت کے ساتھ محروم ہیں یا ان جرائم و نقائص کی تغلیظ
و تنفیر میں جن کے اندر وہ گرفتار ہیں وقف و مرکوز رہیں اور اس غرض کے لئے فقط نثرا ور خالص
مقامی و مادری زبان یا ب لہجہ سامعین ہی بکار لایا جائے۔

(۳) خطیب مسجد ہمیشہ یوم الجمعہ سے دو ایک روز پیشتر ہی سے اپنے موضوع خطاب کے انتخاب
اور اس کے اشارات و حواشی سے متعلق اپنی جمعیۃ المصلین سے بھی ضرور مشورہ کر لیا کرے۔

(۴) امام نماز پنجگانہ جمعرات کو نماز مغرب کی پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ
اخلاص اور نماز عشا کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت کے اندر سورہ منافقون نیز
اگلے یعنی جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ سجدہ اور دوسری میں سورہ دہر ہمیشہ بالالتزام
تلاوت کیا کرے تاکہ ان دو مسنون ترا علامات کے ذریعے پہروں پیشتر ہی سے لوگوں کو جمعہ کی آمد
آمد کا علم و یقین کامل ہو جائے اور انہیں اپنے جسم و لباس یا گھروں وغیرہا کی صفائی، غسل و خوشبو
یا حجامت وغیرہا ہر قسم کی تیاری نیز اذکار و ادعیہ کی صورت میں اس یوم مقدس کے فیوض و برکات غیر
متناہیہ سے متمتع ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقعہ ہاتھ آسکے۔

(۵) اجتماعی نماز پنجگانہ ہی کی طرح اذان جمعہ سے ختم جمعہ تک بھی برابر گاؤں کے گاؤں علی الخصوص
مسجد کے گرد و پیش میں ہر قسم کی نقل و حرکت، شور و غل، بات چیت، کنوئیں، چکیاں، مشینیں، دکانیں
خرید و فروخت اور جملہ قسم کا کاروبار اور کھیتی باڑی وغیرہا کلیتہً بند (یعنی ایک ہو کا عالم اور سناٹا طاری)
رہے بلکہ اس فریضہ کے احترام میں اور اپنے شاملین جمعہ بھائیوں کے ساتھ موافقت و مشابہت
کی غرض سے یا تنظیم و اطاعت امیر و امام وہ کے پیش نظر تمام پاک یا ناپاک عورتیں اور بچے بچیاں
بھی (مسجد کے اندر اور مردوں کے ساتھ ہی نہیں تو) ہر قسم کا ضروری سے ضروری کاروبار چھوڑ نیز غسل
یا کم از کم وضو اور صفائی ہی کر کے اپنے اپنے گھروں میں ٹھیک اسی وقت محو نماز یا مصروف اذکار
و ادعیہ یا چپ چاپ تو ضرور رہا ہی جائیں۔

(۶) امام، نائب امام، اراکین جمعیۃ المصلین یعنی اولو الاحلام والنہیٰ مشتملہ مدرس، مفتی، قاضی، موذن

پانچویں تدبیر

جمعہ

گاؤں یا محلہ اپنی تعداد یا حاضری جمعہ، خواندگی یا جہالت، تہذیب و وحشت، احساس و جمود غرض ہر لحاظ سے خواہ کسی مقام پر ہو یعنی پست ہو یا بلند، پسماندہ ہو یا پیشرفتہ اسمیں علاوہ مذکورہ چار تدابیر (اجتماعی نماز پنجگانہ، درس ما فی الاسلام وغیرہا) کے جمعیت کے ماتحت جمعہ کا بھی کسی مہذب سے مہذب اور بڑے سے بڑے گاؤں یا شہر ہی کیطرح مکمل و بہترین انتظام کرنا لازمی قرار دیا جائے اور اگر خوش قسمتی سے وہاں پیشتر از دور امام قدیم ہی سے پورے اہتمام و باقاعدگی کے ساتھ جمعہ پڑھایا جاتا ہو تو بھی اسمیں حسب ذیل اصطلاحات ضرور شامل کی جائیں

(۱) امامت و خطابت جمعہ کے فرائض امام نماز پنجگانہ ہی انجام دیا کرے۔

(۲) خطبہ جمعہ ہمیشہ "درس ما فی الاسلام" کی ہدایت چہارم کے مطابق دیا جایا کرے اور اثنائے خطاب میں (ا) غیر ملکی یعنی فارسی یا انگریزی تو کیا عربی الفاظ و عبارات اور محاورات و ضرب الامثال حتیٰ کہ حد فرض و وجوب سے بڑھ کر خود آیات و احادیث کے استعمال (ب) کسی اپنی یا دیگر ملک کی زبان کے اشعار و غزلیات بالحان و ترنم جھوم جھوم کر اور چیخ چیخ کر لے لے کر آواز بلند و پر جوش گانے (ج) فرعون و موسیٰؑ، نمرود و ابراہیمؑ، خضر و موسیٰؑ، یوسفؑ و زلیخا، حسینؓ و یزید، علیؓ و معاویہؓ، سلیمانؑ و بلقیس، بلالؓ و امیہ، امویہ و عباسیہ، ہابیل و قابیل، امہات المومنینؓ کے باہمی جھگڑے چھیڑنے (د) اصحاب اخدود، سد سکندری، یاجوج و ماجوج، ہاروت و ماروت، مریمؑ و تولدؑ، امراۃ فرعون کے مفصل و مسلسل قصے اور اس قسم کے دیگر مواضیع یا ایسے معجزات و خوارق، حلیہ مبارک، شجرۃ النسب نبوی، خیر البشرؐ کی فضیلت علی الانبیاء، معراج، حیات و ممات مسیح، بدء الوحی، شق الصدر وغیرہا امور سے جن کا سامعین کی مقامی و عصری ضروریات و مشکلات زندگی اور ان کے حل و رد عمل سے نمایاں

پر ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ اختصار و جامعیت کے ساتھ قل و دل کے اصول کے مطابق ایک ایک جملہ دوبارہ سہ بارہ سنا سمجھا کر، زیادہ تر کم علم و سادہ لوح اور کمزور و قلاش طبقہ سامعین ہی کی جامعی وشمولیت اور تاثر و استفادہ کا خواہاں و کوشاں رہ کر، انہی کو مطمئن کرنا اور صحیح الافکار و خوش کردار بنانا اپنی عظیم المرتبتی، کامیابی، خیر اندیشی، حساسی و فعالی کا واحد ثبوت و ذریعہ یقین کرکے دیا کرے۔

(۳) درس و خطبہ جمعہ میں ½ گھنٹہ سے کم اور سالم گھنٹہ سے زیادہ وقت کبھی صرف نہ ہوا کرے۔

(۴) درس و جمعہ میں باقاعدہ، شاگردانہ و متعلمانہ حصہ لینے والوں کی دلچسپی اور استفادہ کا جائزہ لینے اور یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ جمعیت کی محنت و جانفشانی کس حد تک موثر و نتیجہ خیز ہو رہی ہے اور کس کس نے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، کھانے پینے، اٹھنے، بیٹھنے، غسل و صفائی سونے جاگنے، بولنے چلنے وغیرہا کے آداب و قواعد سے کیا کچھ سیکھا، سمجھا اور حاصل کیا ہے اور آئندہ کے لئے انہیں کس کس موضوع و مسئلہ سے متعلق اور کسی طریق سے تعلیم و تفہیم کی ضرورت ہے انہیں مہینہ دو مہینہ کے بعد یکجا اکٹھا کرکے اجتماعی یا انفرادی طور پر بذریعہ سوال و جواب تحریراً یا تقریراً ان کا امتحان بھی ضرور کیا جایا کرے۔

(۵) خطیب جمعہ اور انچارج درس کی زبانی ان کے خود سامعین اور گاؤں کو ہی (بجائے حکومت وقت یا پڑوسی قوموں وغیرہ کے) ان کی ہر طرح کی ذہنی، علمی، اخلاقی، شخصی و قومی، تمدنی، اقتصادی یا سیاسی کمزوریوں اور جملہ اقوام و اقطاع عالم سے ذلیل و پسماندہ ہونے کا ذمہ دار و جوابدہ ٹھہرایا جایا کرے اور غیر ملکیوں کی چیرہ دستیوں اور سفاکیوں یا پڑوسی اقوام کے ظلم و کدورت یا فسق و معصیت کی بنا پر انہیں کوسنے، برا بھلا کہنے، اپنوں کی نظر سے گرانے اور سامعین کو ان کے خلاف بھڑکانے کی بجائے زیادہ تر اپنے مخاطبین درس و جمعہ ہی کو غیر اقوام و ممالک کے ان بلند پایہ اور قابل رشک و تقلید محاسن و فضائل کی (جن کی بدولت وہ برسر اقتدار آئے اور انکی پامالی و زبوں حالی کا باعث بنے ہیں) ترغیب و تحریص دلانے اور اچھی صفات و خصوصیات میں انہیں ان کا ہم پلہ بنانے کی کوشش جاری رہا کرے۔

(۶) مدرس اور خطیب کی طرف سے درس و خطبہ ہمیشہ ان ۶ مدرج و حصص میں تقسیم کرکے دیا جایا کرے اولاً کتاب و سنت کی روشنی میں موضوع معروضہ کی تعریف، اس کے آداب و قواعد ادائگی

وغیرہم جمعہ کے اندر بھی تسویہ صفوف، کھڑا ہونے، بیٹھنے، اٹھنے یا پڑھنے سننے وغیرہا میں تدبیر اول (اجتماعی نماز پنجگانہ)
کی مصرحہ ہدایات کا پورا پورا اور زیادہ سے زیادہ احترام بجالایا کریں۔

(٧) امام نماز پنجگانہ یا اس کے مجاز و محکوم کے بغیر کوئی دیگر مقامی یا غیر مقامی حتی کہ نائب امام یا مدرس و مفتی اور کوئی عالم سے عالم یا تقی سے اتقی اور حافظ و قاری بھی کبھی خطابت جمعہ نہ کر سکے

(٨) خطبہ جمعہ کے لئے حاضرین ہمیشہ (خطیب کی طرف منہ کرکے) صف بستہ اور شانہ بشانہ ہی بیٹھا کریں تاکہ حلقہ مسجد کے اندر سامعین بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں سما سکیں اور بوقت نماز تسویہ صفوف بھی جلد سے جلد ہو سکے نیز (تاکہ) خطیب جمعہ اور اولوالاحلام والنہی کے فیض صحبت اور ان کی قولی و فعلی تعلیم و تذکیر سے جتنا کوئی پہلے آئے زیادہ فائدہ اٹھائے اور جس قدر دیر کرکے پہنچے خسارہ میں رہے۔

(٩) امام نماز تو کیا کسی مقتدی کو بھی انتہائی مشکل و ضرورت اور مقامی جمعیۃ المصلین کے حکم و اجازۃ کے بغیر جمعہ سے غیر حاضر رہنے یا کسی دیگر گاؤں اور دوسری مسجد میں جاکر جمعہ پڑھنے پڑھانے کا اختیار نہ ہو

چند مشترکہ بین الدرس (ما فی الاسلام) و بین الجمعہ مزید ہدایات

(١) اگر خطبہ جمعہ میں امام سے اور عند الدرس مدرس کی طرف سے اپنے ادائے فرائض کے سلسلہ میں منشاء کتاب و سنت یا مقامی جمعیۃ المصلین کے مقاصد و ہدایات کی خلاف ورزی یا کسی طرح کی بے قاعدگی ظہور میں آئے تو جمعیۃ یا اس کے کسی ایک اس غرض کے لئے مقررہ رکن (علی الخصوص نائب امام) کی طرف سے آئندہ درس و جمعہ تک تحریراً یا بالمشافہہ (زبانی اور علیحدگی میں) انہیں متنبہ کرنے میں کبھی تامل و توقف سے کام نہ لیا جایا کرے۔

(٢) درس روزانہ کو مدرس اور خطبہ جمعہ کو خطیب تقریر و لیکچر کے انداز میں پروفیسرانہ اور بیرسٹرانہ طریق پر رائج الوقت نہج سے محض اپنا وقت پورا کرنے، ڈیوٹی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے رعد عاصف اور برق خاطف کے سے جوش و سرعت کے ساتھ دینے اور اس میں فہیم و علیم طبقہ سامعین کی حاضری کا خواہاں و کوشاں رہنے اور خواص ہی کو اپنی دقیقہ سنجی، نکتہ آفرینی، تبحر علمی اور فصیح البیانی کا مداح و معترف اور مسحور و مفتون کرنے اور اس میں اپنی عظمت و رفعت محض سمجھنے کی بجائے خود کو پرندوں کا صیاد اور چرندوں کا مربی سمجھتا ہوا بالکل پیدا منہ، مشفقانہ، معلمانہ اور ناصحانہ طریق

کی انتہائی توہین و بغاوت ہے اس لئے وہ اس قدر دنیا جہان کی کسی بڑی سے بڑی جسمانی و مالی قربانی و جانفشانی کی نہیں جتنا کہ درس روزانہ و جمعہ کی ضرورت و فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے بیمثال ولاجواب قسم کے استغراق و محویت کے ساتھ اور ثمانی الطّبع ذوق سے و شوق سے ان کا مجمع بن کر ان سے مستفید ہوا کریں۔

(۹) درس جمعہ میں ہمیشہ بین الاقوامی، بین الملی یا صوبائی امور و مسائل کی بجائے زیادہ تر مقامی سو فیصدی مقامی ذہنی، اعتقادی یا اخلاقی مفروضات پر اور مقامیوں ہی کی تمدنی یا اقتصادی وغیرہا کمزوریوں اور خرابیوں پر تبصرہ ہوا اور مقامی حاضرین ہی کو ہر لحاظ سے یگانہ روزگار بنانے پر زور دیا جایا کرے۔

(۱۰) اثنائے درس روزانہ و خطبہ جمعہ میں خطیب و مدرس کی آواز نرمی یا سختی، تیزی و سستی کے لحاظ سے شروع سے آخر تک ہمیشہ ایک سی اور بالکل معتدل رہا کرے حتیٰ کہ اپنے طرز بیان و انداز خطاب، ادائے فرائض میں کوتاہی، اپنی تحریک و دعوت یا ذاتی اعمال و افکار کے خلاف کڑی سے کڑی جرح و تنقید یا ناجائز سے ناجائز شکایت اور ناممکن العمل سے ناممکن العمل مطالبہ کا جواب دینے یا شور و بدنظمی کا انسداد کرتے وقت بھی اس کا لہجہ اور طرز کلام تحکمانہ یا پُر غیظ و غضب نہ رہا کرے بلکہ صد درجہ مشفقانہ و منکسرانہ اور ہر دل عزیز ہوا کرے۔

(۱۱) درس روزانہ یا خطبہ جمعہ کے دوران میں اگر خطیب و مدرس اپنے گاؤں کے کسی خاص شخص یا گھر یا گذشتہ و آئندہ نزدیکی واقعہ کو اپنے ذہن میں متصور رکھے تو اپنے عبادات و معاملات وغیرہا متعلق موضوع خطاب کو بعمدگی و آسانی بنا سکے گا اور اسے حاضرین میں زیادہ سے زیادہ موثر و دلنشین بنا سکے گا۔

(۱۲) ہر شخص ہمیشہ اس غرض و تصور سے شامل درس و حاضر جمعہ ہوا کرے کہ افکار و عقائد، عبادات و معاملات، فکر و احساس، علم و عقل وغیرہا کے لحاظ سے مجمع کے مجمع بلکہ گاؤں بھر میں وہی سب سے زیادہ ہتی مایہ و پسماندہ ہے اور بزدلی و کم ظرفی، حسد و کینہ، فخر و غرور بخل و امساک، شکایت و شکوی وغیرہا ظاہری و باطنی امراض و علل میں بھی اس سے زیادہ مبتلا و بدترین کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اسی کی بھلائی و ترقی کی خاطر اور اسی کو ہر لحاظ سے بام کمال تک پہنچانے کی غرض سے درس و جمعہ کا انتظام کیا گیا ہے نیز خطیب و مدرس کی طرف سے اکیلے اسی کو یہ سب کچھ سنایا سمجھایا جا رہا ہے اور اسی کی ذات سے متعلق درس و جمعہ اور خطیب و مدرس کو سب سے زیادہ کان دینے، متاثر ہونے اور ان کی اپیل و دعوت پر لبیک کہنے کی امید و یقین ہے

اور اس کی فرضی، وجوبی یا نفلی وغیرہا حیثیت کی تشریح و تفصیل کی جایا کرے۔ **ثانیاً** عامۃ الناس بینت الخصوص حاضرین کی ہر قسم کی ذہنی یا مادی، جسمانی، تمدنی، روحانی وغیرہا ضروریات و مشکلات کے پیش نظر عقلی و محسوسی دلائل کے ذریعے اس کی اہمیت و ضرورت واضح کی جایا کرے **ثالثاً** موضوع معروضہ پر قرونِ مبارکہ کے اندر اس کے معلم و داعی گروہ یا اکابر و اعیان امت کی طرف سے (اگر وہ مامور ہے تو) جس طرح شوق و مستعدی کے ساتھ اس پر کاربند ہو کر دکھایا گیا ہے (اگر منہیات سے ہے تو) جس طرح اس سے احتراز کیا گیا ہے اس کی تفصیل و تشریح ہوا کرے **رابعاً** (محسوسی، قریبی، اور عہدی دلائل و امثلہ کے ذریعے) موضوع معروضہ کے احترام و التزام کے نتیجہ میں کسی شخص و قوم کے عزت و سعادت دارین حاصل کرنے اور اس سے انحراف و انکار کے باعث کسی کے خزی و خذلان دارین کا شکار ہونے پر تبصرہ کیا جایا کرے **خامساً** معروضہ امروزہ موضوع خطاب کے لحاظ سے اس کے سامعین اور قرون اولیٰ یا اسلاف و اکابر دین و قوم کے درمیان موازنہ و مقابلہ کر کے دکھایا جایا کرے **سادساً** موضوع خطاب امروزہ کا ملخص و ماحصل فقط پانچ سات منٹ کے اندر اور تین چار جملوں میں نمبروار انگلیوں پر گن کر یا بورڈ پر لکھ کر بتا دیا، ورنہ واضح کر دیا جایا کرے کہ اب سے ان کے لئے فلاں فلاں امور کا اختیار و اہتمام یا فلاں فلاں سے احتراز و اجتناب لازمی ہے۔ ۱۲ نقل در واقعات کی ردی میں

(۷) موضوع معروضہ امروزہ کے لحاظ سے مقامی مخاطبین درس و جمعہ کی پہلو تہی و بے اعتنائی پر مدرس و خطیب کو صیغۂ جمع مخاطب پکار لاکر "تم ایسے ویسے ہو" یا "تمہیں اس طرح کرنا یا نہ کرنا چاہیئے" کی بجائے ہمیشہ زیادہ تر اور تا بامکان صیغہ متکلم مع الغیر کے طور پر (یعنی ہم ایسے ویسے اور پامال و زبوں حال ہیں یا ہمیں اس طرح کرنا یا نہ کرنا چاہیئے) انہیں تنبیہ و تفہیم کرنا اور دعوت ترقی و انقلاب دینا چاہیئے۔

(۸) حاضرین درس و جمعہ کو خطیب و مدرس کی زبانی ہمیشہ روزانہ اور مکررات و مرات یہ تنبیہ و تلقین ہوتی رہا کرے کہ رضاء الٰہی، عفو و غفران، اجابت دعا یا محبوب و مکرم بارگاہ الٰہی بننے کا ذریعہ ہر قسم کی روحانی یا مادی شخصی یا قومی، اقتصادی یا سیاسی ضروریات و مشکلات زندگی کا حل، ہر طرح کی ترقیوں اور کامگاریوں کا راز اجتماعی نماز پنجگانہ کے بعد درس و جمعہ کے برابر کوئی دوسری چیز نہیں ہے حتیٰ کہ اثنائے درس و خطبۂ جمعہ میں یا اس کے پاس یا گھر بیٹھے لاکھوں اور کروڑوں مرتبہ تسبیح و تہلیل یا صلوٰۃ و سلام تک بھی بجائے ثواب و خوشنودی خدا کے گناہ عظیم اور رضاء رسول یا خلیب سنن

وسنغار، عالی ہمتی وخوش بیانی، حلیم الطبعی وخندہ روئی، ہمدردی وغمگساری، کم گوئی وکم خوری، صبح خیزی، شخصی و قومی، جسمانی یا مالی احسانات وخدمات میں پیش قدمی اور سر فروشی وجانبازی، اکابر امت اور رجال القرآن کے اسباق وسوانح حیات کی تعلیم وتفہیم پر ہی، تمام تر وقت وزور صرف کیا جائے اور دیگر علوم وابستہ تو لیا خود عربی جیسی ہر لحاظ سے مفید وبابرکت اور مغز وروح دین وایمان زبان حتیٰ کہ خود کلام پاک کی بالفاظہا تعلیم وتدریس کا بھی زیادہ سے زیادہ اس قدر انتظام کیا جائے جو مفرد منہ وسنونہ مقتضیات دین سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر فارغ وشاغل، غبی وذکی اور بزرگ وخرد یا کسان وتاجر کے لئے ممکن الحصول اور ناگزیر ہو۔

(۳) جن کے انچارج اس بارہ میں بھی ذمہ دار وجواب دہ ہوں کہ اپنی آنکھوں کے سامنے روز انہ بار بار ایک ایک سے کہہ اور پوچھ پوچھ کر یا اپنے ذاتی نمونہ عمل کے ذریعے اپنے طلبہ کو اپنے پڑھائے اور سکھائے ہوئے نماز وروزہ، غسل وصفائی، حجامت واستنجے، خوشبو وتیل ہر مہ، سلام ومصافحہ، استقبال واستمزاج، عیادت وتعزیت، مسواک ووضو اور ان کے اذکار وآداب اور ہر کام کو صحیح درست اور بہتر سے بہتر طریق پر انجام دینے کا پابند بنائیں اور حقوق وفرائض میں بے اعتنائی ولاپرواہی والدین واستاد، خادم وغیرہم کی گستاخی وبغاوت، فخر وغرور، رشک وحسد، تکلف وتصنع، نفس پرستی، چھوراپن، آوارگی، گالی گلوچ، دریدہ دہنی وتلخ مزاجی، ترش روئی وزود رنجی، خود غرضی وتنہا خوری عداوت وانقطاع وغیرہا سے بچائیں۔

(۴) جن کے انچارج (معلم ومعلمہ دونوں) جبھی شایان معلمی ورہبری، فرض شناس ومستعد کار حساس وفعال، قابل قدر وتحسین سمجھے جائیں اور پھر ہی ان کی کامیابی وبامرادی پر یقین کیا جائے کہ علاوہ تعلیم وتربیت اور ان میں تابحد کمال سرگرمی وجانفشانی دکھانے کے وہ امام نماز ونائب امام نماز وغیرہم عہدہ داران جمعیۃ المصلحین کی مانند اصلاح وتذکیر عالم کے ہر نہ تیروں (مصرحہ حقیقت ۶) سے بہ تماہا یا کم از کم ان سے پہلے تو ذاتی نمونہ عمل، آٹھویں تیر (حسن معاشرت) نویں تیر (دعا) سے غرض زیادہ سے زیادہ مسلح ہوں اور ان سے ہمیشہ انتہائی باقاعدگی سے کام لیتے رہیں۔

(۵) جن کے کمرہ ہائے تعلیم وتدریس میں متعلمین کے روزمرہ عبادات ہاتھ، منہ، ناخن، کپڑوں دانتوں وغیرہا کی صفائی، سرمہ لگانے، کھانے، پینے، سونے، جاگنے، ملنے، چلنے، بول وبراز مسجد

چھٹی تدبیر

دو درسگاہیں

مقامی جمعیۃ المصلحین کی سرپرستی میں بچوں، نوجوانوں اور بالغوں کے لئے مردانہ بچیوں، نوجوان و بالغات کے لئے زنانہ دو اس قسم کے مدارس کی بھی بنیاد رکھی جائے۔

(۱) جن کے کھولنے اور قائم کرنے سے زیادہ تر یہی مقصود ہو کہ طلبہ دینی عام و سادہ ملکی، مادری اور صوبائی زبان کی تحریر و تقریر سمجھنے کی اس قدر قابلیت ضرور پیدا ہو جائے جس سے وہ آئندہ مدت العمر دار المطالعہ اور درس ما فی الاسلام ہی کی روزانہ حاضری کے ذریعے اپنی علمی، ذہنی، فقہی، روحانی، تمدنی و معاشرتی غرض ہر طرح کی ترقی و برتری کی عمارت کو فلک الافلاک تک بلند کرنے میں ایک مضبوط ولازوال ترین بنیاد کا کام لے سکیں۔

(۲) جن کے لئے عمر داخلہ $15\frac{1}{2}$ سال (کیونکہ اس سے پہلے بچہ کا صحیح و غلط میں امتیاز کرنا کسی چیز کو ہمیشہ کے لئے دل و دماغ میں بٹھانا نیز جرأت و پامردی نیز عملی طور سے پر حق و صداقت کو اپنانا محال ہوتا ہے) مدت تعلیم چار یا پانچ سال اور نصاب تعلیم یعنی مضامین کتب بالکل ایک سے مقرر ہوں جو دونوں میں طالبین و طالبات کو ملکی، صوبائی اور مادری زبان و ادب کے ذریعے مقامی جمعیۃ المصلحین کے از سرنو اور بذات خود مجوزہ و مرتبہ طریق پر کتاب و سنت کی روشنی میں جمیع ما فی الاسلام یعنی عقائد و ایمانیات خدا و رسل، مبدا و معاد، بعث بعد الموت، جنت و دوزخ، کتاب اللہ و ملائکۃ کی تعریف اور کیفیت عبادات، غسل و وضو، نماز و روزہ، مسواک و استنجا، تجارت و صفائی، جمعہ و حجاب، زکوٰۃ و حج شکل و لباس، مرگ و شادی، تجہیز و تکفین، اذان و اقامت، کھانے، پہننے، بولنے، چلنے، بیٹھنے اٹھنے سونے جاگنے، نہانے دھونے، بول و براز وغیرہا کے آداب و دعا اور اذکار و ادعیہ اور میاں بیوی باپ بیٹے، استاد و شاگرد، خسر و داماد، اور بندہ و مولی یا مہمان و میزبان کے باہمی حقوق و فرائض سلام و مصافحہ، استقبال و مزاج، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، ادب و تواضع، احسان و ایثار و قرض

حج وزکوٰۃ، حجاب ووراثت وغیرہا) اور سلبی یعنی منہیات (مثلاً جھوٹ، فخر وحسد، اسراف وتصنع نزاع وجدال وغیرہا) سے کسی ایک کی ضرورت واہمیت یا اس کی مضرت وباطلیت پر بھی عقلی ومحسوسی دلائل وامثلہ کی روشنی میں ضرور تبصرہ کرتے رہا کریں۔

(۱۰) جن کے لئے معلم وانچارج ایسے قابل ترین بزرگ انتخاب ومقرر کئے جائیں جو اسقدر غیر ملکی علوم والسنہ یعنی عربی، فارسی، انگریزی وغیرہا کی نہیں جتنا کہ کتاب وسنت کی روشنی اور خالص اپنی ملکی ومادری زبان میں جمیع مافی الاسلام (مصرحہ تدبیر ہذا دفعہ دوم) کی تعلیم وتربیت کی مہارت تامہ رکھتے ہوں۔

(۱۱) جن کے معلموں اور مربیوں کے لئے اپنے طلبہ کو محض ان کی تقریری یا تحریری یا سوال وجواب میں غلطی وکوتاہی پر ہی (روزانہ اور عادۃً بدنی سزا دینا تو کجا انہیں گدھا، شیطان، خبیث، مردود، بے ایمان وغیرہا عامیانہ وغیر شریفانہ الفاظ میں سخت وسست کہنا اور طعن وتوبیخ کرنا، گرج اور چلا کر بولنا اور گھورنا یا دانت پیسنا، جھڑکنا وغیرہا ان کی ذات وگوت یا ادھورے نام سے انہیں پکارنا یا یاد کرنا قطعاً حرام ہو تاکہ انہیں اسقدر گھر، کھیل، کود، مطلق العنانی اور والدین تک بھی نہیں جیسا کہ استاد، مدرسہ اور تعلیم وتربیت محبوب ومرغوب ہو نیز استاد اور طلبہ اسقدر پست اور معتدل آواز سے پڑھنے پڑھانے اور باہم سوال وجواب کے عادی ہوں کہ پڑوسیوں یا رہگذروں وغیرہ کو کانوں کان خبر تک نہ ہو کہ یہاں کوئی درسگاہ قائم ہے یا تعلیم وتربیت ہو رہی ہے۔

(۱۲) جن کے معلموں کے لئے اپنی ذاتی ضروریات ومشکلات زندگی کے سلسلہ میں اپنے طلبہ سے کسیطرح کی جسمانی یا مالی خدمت واحسان کا مطالبہ یا اسکی امید وخواہش رکھنا حرام ہو۔

(۱۳) جن کے اندر کسی طالب العلم کے غبی وکج فہم یا ضعیف الحافظہ ہونے یا اس کی کسی تحریری یا تقریری وغیرہا غلطی یا امتحان میں ناکامی کی اس کے سامنے بھری مجلس میں تشہیر کرنے سے انتہائی احتراز کیا جائے

(۱۴) جن کے انچارجوں کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے طلبہ کے وارثوں سے ان کی اعتقادی، اخلاقی، علمی، عباداتی ومعاملاتی خامیوں یا بول چال خورد ونوش وغیرہا میں غلطیوں کا جائزہ لیتے رہنا اور اس طریق سے بھی ان کی اصلاح وتربیت کے فرائض انجام دینا لازمی ہو۔

(۱۵) جن کے اندر ایک معلم یا معلمہ کے (زیادہ سے زیادہ بیس طلبہ پر مشتمل) فقط ایک ہی جماعت سپرد ہو اور مدت تعلیم روزانہ بھی (½ گھنٹہ تفریح سمیت) زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹے مقرر ہو۔

میں داخلہ خارجہ، چھینک وغیرہا کے آداب واذکار کے صاف و جلی اور خوانا الفاظ میں تحریر کردہ چارٹ کسی نمایاں اور مرکزی مقام پر آویزاں ہیں تاکہ یہی نہیں کہ وہ وقت پر عمل میں لانے کے لئے انہیں ذہن نشین ہو جائیں بلکہ علاوہ ازیں انہیں دیکھ کر وہ (طلبہ) بذات خود اپنا اور ان کے انچارج انہیں دیکھ کر بیک نظر ان کا روزانہ محاسبہ بھی کر لیا کریں۔

(۶) جن میں کوئی سبق آج یا پہلے سے آموختہ کے متعلق لفظی یا معنوی لغوی یا ادبی، عرفی یا نحوی تحریری یا تقریری وغیرہا امتحانی سوالات سے کبھی خالی نہ ہوا کرے اور ہر سبق کے اختتام پر ہمیشہ دو چار منٹ کے اندر اس کے مغز و ملخص کا کبھی اعادہ کر دیا اور طلبہ سے بذریعہ سوال و جواب یا جس طرح مناسب ہو وہ زبانی بھی ضرور سن لیا جایا کرے۔

(۷) جن میں طلبہ کے ماحصل سبق کی کیفیت و کمیت نیز انچارجوں کی کارکردگی کے محاسبہ اور طلبہ و اساتذہ دونوں کو اپنے اپنے فرائض یعنی تعلیم و تعلم کی بجاآوری میں روز بروز اور بیش از پیش ہشیار و برق رفتار بنانے کی غرض سے ہمیشہ نہ ہمیشہ یا جتنی بھی دیر کے بعد مفید و مناسب معلوم ہو جلد از جلد عبادات و معاملات اذکار و ادعیہ، غسل و وضو، نکاح و طلاق، بیع و شریٰ، خورد و نوش، سونے جاگنے وغیرہا کے آداب و قواعد، رجال القرآن اور اکابر ملت کے سیر و سوانح، ان کے نام و نسب، ولادت و وفات ان کے دینی اور سیاسی کارناموں کے بارہ میں (تحریری یا تقریری طریق پر) امتحان بھی ضرور کیا جاتا رہا کرے۔

(۸) جن میں طالبین و طالبات تعلیم و تربیت کو خصوصیت کے ساتھ گھروں، والدین، خاوند، بیوی بہین، بھائی، بہو، ساس، خسر و داماد، مالک و مزارع، بزرگوں اور خردوں، اقارب و اعزہ، استاد و شاگرد و غیرہم کے ہر قسم کے (سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت، قرض و منعاً لین، دین وغیرہا) حقوق و فرائض کی ادائگی نیز مشترکہ مقامی و قومی اغراض و مقاصد (رفاہ عام یتیم الیال درس گاہ، مسجد، دار المطالعہ، اندھوں، بوڑھوں، بیماروں، اپاہجوں اور لاوارثوں کی جسمانی و مالی حفاظت و اعانت و دستگیری نیز تجہیز و تکفین وغیرہا) میں زیادہ سے زیادہ دلیر و مستعد کار بنانے کی کوشش کی جائے۔

(۹) جن کے انچارج ہمیشہ یا ہفتہ میں ایک دو مرتبہ یا ممکن ہو تو روزانہ کسی خاص ترتیب سے یا بلا ترتیب جمیع مبانی الاسلام کے اجمالی عنوانات یعنی ماموارت (مثلاً توحید و ایمان، نماز و روزہ

(۴) جس کی کتابیں اور اخبارات و رسائل وغیرہا شائقین کو گھر پر مستعار دینے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا جائے فقط ان کے تلف وخراب ہونے کے خطرہ سے نہیں بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ بدیں صورت تو انفرادیت وخود بینی کے شجرہ ملعونہ کو جسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہی اس پروگرام اور اس قسم کے دار المطالعہ کے اجراء وقیام کا منتہائے مقاصد ہے اکھڑنے اور مرجھانے کی بجائے بدستور پھلنے پھولنے کا موقعہ حاصل رہیگا ب۔ قلت حاضری کی وجہ سے دار المطالعہ بارونق اور پرکشش نہیں ہو سکے گا اور گاہے ماہے فقط کتابوں کی پڑتال وصفائی ہی کے لئے کھلا کریگا۔ ج مستعار گئی ہوئی کتب واخبارات کے دوسرے اور نئے متمنی کو دیر تک زحمت انتظار گوارا کرنا پڑیگی بلکہ بسا اوقات اس کی شکل تک دیکھنا نصیب نہ ہوگی د۔ کسی رہنما و سرپرست (انچارج) دار المطالعہ سے دوری و بے نیازی کے باعث کتاب کے مشکل و پیچیدہ مقامات کو علی حالہا یعنی نافہمیدہ و سربستہ چھوڑنا پڑے گا۔

(۵) جس کے اندر ایک اس قسم کا رجسٹر یا نقشہ بھی تیار رہا کرے جس میں حلقہ بھر کے اراکین دار المطالعہ سے ایک ایک کی رفتار و کیفیت مطالعہ درج ہو اور اسے دیکھنے سے انچارج دار المطالعہ اور ہر رکن خود کو یہ پتہ چلتا رہے کہ وہ کون کون علم وفن کے مطالعہ سے فارغ ہو چکا ہے اور کس کس کتاب یا مضمون ولٹریچر کو مطالعہ کرنا ابھی اس کے لئے باقی اور ضروری ہے۔

(۶) جس کے دروازہ یا کسی اور نمایاں جگہ پر خط صاف وخوانا میں لکھی ہوئی فہرست کتب دار المطالعہ اور دیگر ہدایات وقواعد استفادہ ہمیشہ آویزاں رہیں۔

(۷) جس کا انچارج دار المطالعہ کے کھلنے سے بند ہونے تک اس میں بیٹھے رہنے کی زحمت گوارا کرنا کتابیں لینا، دینا، ان کا حساب وحفاظت رکھنا ہی خدا اور بندوں میں فدار دین و قوم اور مستعد وسرگرم کار کا سنہری لقب پانے کے لئے کافی نہ سمجھے جب تک کہ مزید برآں جمعیۃ المصلحین کے باقی (امام، نائب امام، مدرس، مفتی، قاضی وغیرہم) بزرگوں کی مانند اصلاح وتذکیر عالم کے ہتھیاروں (معرضہ حقیقت علے) یا ان سے کم از کم پہلے نمبر (ذاتی نمونہ عمل) آٹھویں نمبر (حسن معاشرت) نویں نمبر (دعا) سے بھی مسلح ہو کر ہمیشہ انتہائی باقاعدگی سے ان سے کام لیتا رہے۔

(۸) جس کے اندر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہیں تو اس کے اجراء وافتتاح کے شروع شروع میں تو ضرور ہر طالب وشائق مطالعہ کو اس کی مرضی ومذاق کے موافق نہیں بلکہ اس کا انچارج اسکی

ساتویں تدبیر

دار المطالعہ

مقامی جمعیۃ المصلحین کی طرف سے گاؤں میں ایک ایسے دار المطالعہ کا قیام بھی عمل میں لایا جائے

(۱) جس کے لئے سلیس، عام فہم ملکی اور صوبائی و مادری زبان اور نظم و نثر میں تعلیمات اسلام مشتمبر افکار و عقائد، عبادات و معاملات، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ، وراثت و حجاب اور ان کے حکم و مصالح اور بولنے چالنے، اٹھنے بیٹھنے، شکل و لباس، غسل و حجامت، بول و براز وغیرہا کے آداب و قواعد اور ان کے اذکار و ادعیہ، دین الحق اور مذاہب باطلہ میں مقابلہ و موازنہ اور ان پر اعتراضات و جوابات، اسلامی تصوف، اخیارِ ملت اور اکابر امت کے سیر و سوانح وغیرہا موضوعات و عنوانات پر عصر ماضیہ یا دور جاریہ کے (صورتاً و لباساً، ذہناً و عملاً) اہل اللہ اور مقیم الصلوٰۃ و قائم اللیل اور فی الجملہ فنا فی الکتاب والسنۃ بزرگوں کے قلم حق رقم سے لکھی ہوئی معمولی تعداد میں زیادہ سے زیادہ چند صد کتابیں رکھی ہوں اور مزید برآں دعوت الی اللہ اور اقامت دین کی غرض سے معروف قسم کی شخصیتوں کی سرپرستی میں نکلنے والے دو ایک ماہانہ رسائل نیز چند روزنامے یا سہ یومی اخبارات بھی ضرور جاری کرائے جائیں۔

(۲) جس میں علاوہ مردوں کے عورتوں کو بھی روزانہ نہ سہی تو ہفتہ میں دو تین گھنٹہ فی نشست کے حساب سے دو تین بار ضرور باقاعدہ استفادہ کا موقعہ دیا جایا کرے۔

(۳) جس کا انچارج کوئی ایسا صاحب ہمت اور باخدا بزرگ انتخاب کیا جائے جو (ا) بذات خود مطالعہ کے لئے شوق و التزام کی وجہ سے گاؤں بھر میں ضرب المثل اور "کتابوں کا کیڑا" مشہور ہو نیز دار المطالعہ کے کھلنے سے بند ہونے تک متواتر اسمیں میخ کی مانند گڑا رہے۔ (ب) جو ایک ایک کتاب سے متعلق پوری شرح و بسط کے ساتھ زبانی بتا سکے کہ وہ کس موضوع و مبحث پر مشتمل، کس کی مصنفہ و مؤلفہ، کب کے بار اور کہاں چھپی ہے، کن کن مقاصد و خصائص کی حامل و آئینہ دار ہے اس کی قیمت و ضخامت کس قدر، طباعت کیسی اور ملنے کا پتہ وغیرہ کیا ہے۔

جمیع مافی الاسلام مشتمل بر افکار و عقائد، عبادات و معاملات، حقوق و فرائض، مامورات و منہیات مثلاً توحید و ایمان، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ، اسراف و تبذیر، کذب و افترا، غزوہ و سرایا، حجاب و وراثت بولنے چلنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، سونے جاگنے کے آداب و قواعد سے ایک ایک کو عنوان درس و موضوع خطاب جمعہ قرار دینے ۲ درس روزانہ کے لیے مسجد یا خاص درسگاہ اسلامی کی بجائے گاؤں کی بین الاقوامی جگہ یا رفاہ عامہ مقام انتخاب کرنے ۳ زنانہ و مردانہ ہر دو مدارس کے لئے غیر ملکی زیادہ طول طویل اجنبی و پیچیدہ زیادہ وقت و محنت طلب علوم و السنہ حتیٰ کہ خود کلام الٰہی کے ناظرہ یا با معنیٰ پڑھنے پڑھانے کا فقط اسی حد تک انتظام کرنے جو ہر ایک عام مومن مسلم پر مقتضیات دین سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فرض و واجب ہے اور باقی تمام وقت و محنت مادری و ملکی زبان میں صد درجہ سلیس و سادہ طریق پر جمیع مافی الاسلام (مفصلہ تدبیر ۱ دفعہ ۲) کی تعلیم و تربیت ہی کے لئے وقف و مرکوز رکھنے ۴ دارالمطالعہ کے لئے فقط ملکی و مادری زبان سائین میں تعلیم جمیع مافی الاسلام، دین القیم اور ادیان باطلہ کے مابین مقابلہ، اعیان دین و اکابر ملت کے سیر و اسباق و غیرہا عنوانات و موضوعات پر لکھی ہوئی کتابیں ہی رکھنے کی **تاکید و تخصیص** نیز ہدایات مشترکہ بین الدرس و بین الجمعہ سے علاوہ دیگر امور کے اہم المقاصد یہ ہیں کہ **آ** ان تمام کوششوں کو بین الاقوامی اور جمیع عالم انسانیت کی طرف دعوت عامہ سمجھ کر ہر اپنا یا بیگانہ، عوام و مادہ پرست شرقی و غربی، نیم مسلم و قلیل العلم، حق پسند و اصلاح پذیر، نوجوان و انگریزی دان کشتۂ تیغ فلسفہ و سائنس اور فقط اردو خوان تک بھی پوری دلچسپی اور نہایت بے تکلفی کے ساتھ ان سے مستفید ہو سکے **ب** نشابہات آیات، زیادہ منطق و متنازعہ فیہا من المسائل، مسکوت عنہا احادیث و وقائع، طول طویل متعصبانہ حکایات قرآنیہ سے جو کہ اصولی، قانونی اور ابدی نہیں بلکہ محض ایک ہنگامی جزوی، یا حکایتی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا ہر ملک و عہد کے مخاطبین دعوت کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی سے ربط قائم کرنا اور سمجھانا زمین و آسمان کے قلابے ملانا ہے اور ان کا قدیم و مروجہ طرز درس و خطاب جمعہ پر گامزن رہنے کی صورت میں غیر ضروری اظہار ہونے کے باوجود زیر بحث آنا ناگزیر ہے اور علی العموم دہی اذہان و قلوب عامہ بلکہ خود علماء و مبلغین علی الخصوص مذاہب باطلہ و فرق ضالہ کے لئے موجب تردد و پریشانی، بہانہ تفسیق و تکفیر، اسلام و مافیہ اور اس کے اکابر و اجلہ سے

ذہنی، اخلاقی، علمی یا روحانی خرابیوں اور کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے جس علم و فن کی کتاب اس کے لئے مفید و مناسب سمجھے اس کی ضرورت و اہمیت کا احساس دلاکر اسے دیا کرے۔

(۹) جس کا انچارج کم از کم اس قدر علمی اور جنرل قابلیت ضرور رکھتا ہو کہ مبتدی، نئے تعلیم یافتہ، شائقین مطالعہ اور کم علم، نو آموز حضرات دارالمطالعہ کو ان کے کتب و جرائد زیر مطالعہ سے متعلق ان کے استفسارات و شکوک، مغلق و پیچیدہ لغات اور مشکل عبارات، غیر متداول ضروب و محاورات اور ان کی سمجھ سے بالاتر جملہ مقامات حل کرنے میں انہیں ایک قابل ترین استاد و مربی کا کام دے سکے۔

(۱۰) جس کے اندر باقی ذخیرۂ کتب کے علاوہ معریٰ و مترجم، بلکہ مفسر کتاب اللہ (اور رسالہ ہذا) کے بھی ۱۵ یا ۲۰ نسخہ جات ہمیشہ موجود رہیں اور شائقین و خوگرانِ تلاوتِ روزانہ (اور جمعہ کے دن سورۂ کہف بھی) وہیں اکٹھے بیٹھے ہوئے (انچارج دارالمطالعہ سے یا باہم گر پوچھ سمجھ کر اور خاموشی کے ساتھ اپنے دل میں یا زیادہ سے زیادہ اتنی بلند آواز سے جسے خود ان کے بغیر کوئی دیگر نہ سن پائے) مطالعہ (اور بحث و تحقیق بھی) کیا کریں۔

چوتھی سے ساتویں تدبیر تک کے بعض اُمور سے متعلقہ چند تشریحی اور استدراکی نوٹ

درس مانی الاسلام اور خطبۂ جمعہ میں (۱) قرآن کریم یا کوئی خاص مذہبی کتاب (خطیب و مدرس کو) اپنے پاس رکھنے (۲) درس مانی الاسلام و جمعہ دونوں میں مخصوص اسلامی، عربی، فارسی یعنی غیر ملکی ادق و مغلق اور اجنبی اصطلاحات یا الفاظ و عبارات اور محاورات و اشعار حتیٰ کہ حد فرض و وجوب سے بڑھ کر خود آیات و احادیث تک بالفاظہا پڑھنے، الحان و ترنم کا مظاہرہ کرنے، امم ماضیہ کے جبار و شرار کے مسلسل قصص و حکایات، ملاحم و معجزات، اکابر و اساطین کی باہمی آویزشوں پر نقد و نظر کی ممانعت (۳) تمام آیات و سور قرآنیہ کو عنوان درسِ روزانہ یا موضوعِ خطابِ جمعہ قرار دینے اور درس روزانہ میں الحمد تا والناس کی ترتیب ملحوظ رکھنے کی بجائے محض اور علی الخصوص دنیائے سامعین کی ہر قسم کی مقامی، ہنگامی، شخصی یا قومی، ذہنی، روحانی، مادی، تمدنی، معاشرتی یا سیاسی ضروریات و مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے

تربیت کے وقت ان کی قلت و کثرت تعداد کو یکساں سمجھنا اور اس (کثرت یا قلت) سے کبھی مسرور
و مغموم نہیں ہوا کرنا **س** ایک انتہا درجہ قلیل الفرصت کسان و تاجر تک مدارس میں باقاعدہ طور
پر پڑھنے اور سالہا سال تک کی ناقابل تحمل و حوصلہ شکن قسم کی زحمت و صعوبت اٹھائے بغیر
فقط گھنٹہ بھر روزانہ درس کے اندر جانے سے اور فقط آٹھویں دن یعنی ہر ماہ میں صرف چار مرتبہ حاضر جمعہ
ہو کر یعنی گھر بیٹھا بٹھایا و پڑھتا لکھتا نہایت آسانی سے کتاب و سنت اور جمیع ما فی الاسلام کا ماہر
ہو سکے **ص** مبتدیوں کی تعلیم و تربیت کے "معلوم و آسان سے نامعلوم و مشکل کی طرف چلو"
کے فطرتی اور ازلی و ابدی اصل الاصول کا پورا پورا احترام بجا لایا جا سکے جو آیات و سور قرآنیہ
(کہ مبتدیوں کے لئے بالکل غیر طبعی یا ایک اچنبھا اور انوکھی چیز ہوتی ہیں) کو نہیں بلکہ مامورات و منہیات
سے ایک ایک (جو کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے سریع الفہم اور متعارف نیز ہر عالم و عامی کے ہاں پوری
طرح مشہور و مسموع ہیں) کو موضوع و عنوان خطاب قرار دینے سے ہی ممکن ہے۔

عقیدت و دلدادگی کی جگہ باعث نفرت و بغاوت اور موجب اختلال طبائع حتیٰ کہ داعیۂ الحاد و ارتداد بنتے چلے آ رہے ہیں تعرض کی ضرورت ہی پیش نہ آتے حج بر خلاف مروجہ المتداول اس کے طرز درس و خطاب کے جس کہ بیشتر اہم ترین موضوعات اور اصل الاصول دین ابواب قرآن کا قرآن اس کے ازاول تا آخر ختم ہو جانے کے باوجود بحث و تفصیل سے یوں کے توں محروم رہتے اور اپنے آداب و فوائد وغیرہا پر سیر حاصل طور پر تشریح و تفہیم سے یا تو قطعاً تشنہ و مستثنیٰ اور اچھوتے یا کم از کم ادھورے اور نا تمام تو ضرور چھوڑنا پڑتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں مدۃ العمر پورے شوق و مستعدی کے ساتھ شامل درس و حاضر جمعہ رہنے والے بھی زیادہ تو کیا نماز ایسے اہم الامور و ستون دین کی حقیقت و ماہیت اور اس کے ظاہری ارکان و ہیأت تک کی طرف سے قریب قریب بے نمازیوں اور درس و جمعہ سے بالکل برکنار و بے نیاز رہتے والوں ہی کی مانند کورے اور تہیدست پائے جاتے ہیں بدیں طریق پورے کے پورے مافی الاسلام سے اس کا ہر ادنیٰ یا اعلےٰ سلبی یا ایجابی اعتقادی یا عبادتی و معاملاتی، فرضی یا نفلی، شخصی یا خانگی، قومی موضوع و عنوان خطاب اور دور و دراز گوشہ زیر بحث و تبصرہ آ سکے۔ آیات و سور قرآنیہ کے باہمی ربط جس سے کہ ان عامۃ السامعین کو کہ انہی کو خطاب کرنا اور انہی کی اصلاح و تذکیر اور انہی کو سمجھانا اور متاثر کرنا کسی ذہنی اخلاقی، روحانی یا عملی تحریک و انقلاب کی غایۃ الغایات اور منتہائے مقاصد ہونا چاہئے کچھ فائدہ یا دلچسپی نہیں ہو سکتی) اور اس کے لئے کوہ کنی اور کاہ برآوری کی ضرورت و زحمت پیش نہ آئے۔ (۲) خطیب و مدرس کے لئے قلت حاضرین یا ذی فہم و تعلیم یافتہ اور مسن و با اقتدار طبقہ سامعین کی غیر حاضری باعث شکایت و وجہ ملال خاطر نہ ہو بلکہ وہ محض کم علم و سادہ لوح، غریب و گمنام اور قلیل التعداد حاضرین و سامعین ہی میں بھی پورے شوق و مستعدی کے ساتھ اور انتہائی دلدادگی و جانفشانی سے فرائض درس و خطبہ انجام دیا کرے کیونکہ مبینہ و معروضہ طریق درس و خطاب پر گامزن ہونے سے خطیب و مدرس کو پروفیسر و اسپیکر نہیں بلکہ ایک مشفق و غمخوار ترین باپ و استاد بن کر کام کرنا ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ بخلاف واعظ و پروفیسر یا لیکچرار اور شاعر کے کہ اس کے غم و شادی، عزت و ذلت، شوق و سرد مہری قابلیت و ناکارگی کی بنیاد ہی حاضرین و سامعین کی قلت و کثرت پر اور اس کا اہم المقاصد ہی فقط عش عش کرانا، تحسین و آفرین اور زندہ باد و زندہ باد کے نعرے لگوانا اور رفع الوقتی یا زیادہ سے زیادہ اسماع و اعلان ہوتا ہے کیونکہ باپ ہی بیٹوں کی اور استاد و مربی ہی شاگردوں کی تعلیم و

(۴) صادر شدہ فتویٰ اپنی مرضی یا دیگر علماء و آئمہ یا غیر مقامی مفتیوں اور مجتہدوں کی تحریر و تحقیق کے نتائج سے متضاد و منافی پانے کے باوجود اس کے خلاف اپنے دل میں کبھی حرج و تشویش محسوس نہیں کریگا نہ دة العمر کبھی جلوت و خلوت میں زبان طعن و تنقید ہی کھولے گا (۵) عمل کر چکنے یا اسی وقت دارالافتاء کو اس کی رپورٹ پہنچائیگا۔

(۵) جس سے اس قسم کے لایعنی تحیر خیز، مداہنانہ اور تذبذب انگیز الفاظ میں کبھی جواب استفسار نہ دیا جایا کرے کہ فلاں محدث و مجتہد یا امام کے نزدیک اس طرح ہے، حنفیہ کا خیال یوں ہے، حنابلہ کہتے ہیں یا فلاں آیت و حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے چند مختلف آراء کے اقوال سے جو کچھ خود مفتی کے ہاں موافق بالکتاب السنۃ ہے ہمیشہ وہی ایک ہی دوٹوک جواب بلا خوف نزدید و تعاقب دیا کرے۔

(۶) جس میں مستفتی کی طرف سے ہر استفتا ہمیشہ دو پرچوں پر لیا جایا کرے ان سے ایک پر جواب لکھ کر مستفتی کو واپس کر دیا اور دوسرا ریکارڈ کے طور پر یا اسی قسم کا دوسرا استفتاء نے پر اس کے مستفتی کو اس کی نقل کر کے جواب دینے کی غرض سے فائل کر لیا جایا کرے۔

(۷) جس میں دارالافتاء اپنی اور مستفتی کی سہولت کے پیش نظر چھپے فارم ہائے استفسار طبع کرا رکھے وہی ہمیشہ مفتی کو اپنا استفسار لکھنے اور مفتی سے جواب پانے کے لئے عندالطلب دے جایا کریں جن میں کہ پہلے ہی سے تدبیر بنا کے مطابق حال تمام خانہ جات بنے ہوئے ہوں۔

(۸) جس میں غیر امام نماز مفتی ہونے کی صورت میں زیادہ اہم ذہیچیدہ اور دق و مختلف فیہا مسائل سے متعلق امام نماز سے پاس کرانے کے بعد ہی مفتی کی طرف سے فتویٰ جاری ہوا کرے۔

(۹) جس میں ہمیشہ مستفتی کے مقامی، ذاتی، ذہنی، اقتصادی، معاشرتی حالات اور اس کے "سابق الاول" یا "مقتصد" و "صاحب الیمین" وغیرہا ہونے کی حیثیت سامنے رکھتے ہوئے اس کے استفسار کا جواب دیا جایا کرے۔

(۱۰) جس میں فتویٰ لینے سے پہلے یا پیچھے بظاہر اس کے کتنے ہی خلاف کتاب و سنت یا مفروضاً قابل قبول ہونے کے باوجود مستفتی اس قسم کے گستاخانہ و باغیانہ خرافات اقوال سے کہ "فلاں مفتی و مجتہد اسی مسئلہ میں یوں کہتے ہیں یا فرماتے تھے لیکن یہاں اس کے خلاف کیا جا رہا ہے" یا "فلاں موقعہ پر یا کسی اور کو یوں جواب ملا تھا اور ہمارے اس کے برعکس دے رہے ہیں" یا یہ "کہ اگر یہ جائز نہیں تو

آٹھویں تدبیر

دارالافتاء

مقامی جمعیۃ المصلحین گاؤں کے اندر ایک اس قسم کا دارالافتاء بھی قائم کرے:-

(۱) جس کے انچارج (مفتی) کی طرف محض اپنی علمی و فقہی استعداد بڑھانے اور شکوک و اعتراضات رفع کروانے یا اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، بول چال، خورد و نوش، سونے جاگنے، غسل و وضو، تجہیز و تکفین و ہبہ و عقیقہ، حج و زکوٰۃ کی تعریف و تفصیل اور ان کے آداب و قواعد و نکات وغیرہ معلوم کرنے یا سمجھنے کے لئے نہیں (کیونکہ مذکورہ امور و مسائل کے لئے تو روزانہ درس مافی الباب اسلام، مدرسہ یا دارالمطالعہ ہی کافی ہیں) بلکہ فقط نکاح و طلاق، بیع و شریٰ، وراثت وغیرہ یا زیادہ اہم و پیچیدہ مسائل ہی کے لئے رجوع کیا جایا کرے۔

(۲) جس میں ذاتی ذہنی تنگی ہونے سے سردست ادنیٰ واقعہ ضرورت پیش آئے بغیر کوئی شخص مجاز استفسار نہ ہو۔

(۳) جس میں مفتی اور جمعیۃ المصلحین کے جملہ شعبوں سے ہر طرح پر پورا پورا تعاون رکھنے اور باقاعدہ حصہ لینے والا و بحیثیت مفتی ہی نماز جمعہ و عیدین (مع خطبہ) دینے والا ہمیشہ اس سے پہلے پیچھے بھی بعض فتوے اسی دارالافتاء کی جانب رجوع ہونے والا اور اپنی روایات سے جمعیۃ اور دارالافتاء پر اپنا ہی کے فتویٰ اور فیصلہ پر قانع اور عمل پیرا رہنا ثابت کرنے والا شخص ہی مجاز استفتاء ہو۔

(۴) جس میں اسی مستفسر کا سوال واجب الجواب سمجھا جائے جو اپنے نئے الفاظ معقول و مدلل، منتخبہ و مختصر و جامع پیرایہ اور فقط دو تین سطور میں فدویانہ طور پر تحریری طریق سے استفسار کرے۔
ب۔ استفتا کے نیچے اپنے دستخط بھی ثبت کرے۔ ج۔ استفتا پر یہ بھی لکھے کہ وہ یہاں سے بعد کہیں اور کسی بڑے سے بڑے محقق و مجتہد کے ہاں بھی استفتا برائے تسلی و تحقیق وغیرہ کی غرض سے ہرگز ہرگز نہیں لے جائیگا۔ (۵) اس فتویٰ کے موافق حتی العذر اور من و عن عمل کوش ہوگا۔

نویں تدبیر

مقامی اجلاسات

مقامی جمعیۃ المصلحین کیطرف سے باقاعدہ اعلان ومنادی کرکے گاہے ماہے مقررہ وقت ومقام پر لیکن بروز جمعہ یا مسجد ومدرسہ میں نہیں بلکہ کسی اور دن نیز گاوں کے زیادہ جامد پسماندہ اور سرکش ترین حصہ کے اندر اس قسم کے اجلاس بھی ضرور منعقد ہوا کریں۔

(۱) جن میں سب سے زیادہ اور علی الخصوص گاؤں کے اس عنصر کو جس کی طرف سے عدم الفرصتی یا آپسی یا کسی طرح کی رقابت وعداوت وغیرہا کے باعث غیر حاضری یا تاخیر والتوا کا خطرہ ہو خاص چھٹی، پیغام یا جمعیت کا کوئی معزز وذی اثر ممبر وکارکن بھیجکر بتاکید واصرار دعوتِ شمولیت دی جایا کرے۔

(۲) جن کا مقصود انعقاد یا موضوع خطاب کسی مقامی اور عارضی وہنگامی مشکل وضرورت سے عہدہ برآ کرنا یا جمیع مبانی الاسلام سے کسی خاص عنوان مثلاً توحید وایمان یا نماز وروزہ پر روشنی ڈالنا نہیں بلکہ گاؤں کی دائمی اور مشترکہ فکری، ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی ومعاشرتی خرابیوں کے پیش نظر اور ان کا احساس دلاکر باشندوں کو مقامی جمعیۃ المصلحین کے نصب العین اور اس کے لائحہ عمل کی ضرورت واہمیت سے آگاہ کرنا اور بنا زر تریج جمعہ، درس روزانہ اور اجماعی نماز پنجگانہ (مصرحہ تدبیر ۱) کا مقیم وملتزم اور انجام کار جمعیت کے پہلے اور پورانے مقتدیوں کی طرح ان سے بھی عہد وحلف لیکر انہیں جمعیۃ کارکن وکارکن بنانا اور آخر الامر دار المطالعہ، بیت المال وغیرہا تمام شعبوں کی طرف متوجہ کرنا ہوا کرے۔

(۳) جن میں ½ یا ¾ گھنٹہ فی تقریر کے حساب سے زیادہ تین چار تقاریر تک قناعت کی جایا کرے۔

فلاں کام بھی جائز نہ ہونا چاہیے یا یہ حرام و ممنوع ہے تو فلاں دیگر بھی ممنوع و حرام ہونا چاہیے" اپنی زبان آلودہ کرنے کی بجائے انتہائی خوشدلی و خاموشی کے ساتھ سمعنا واطعنا کہتا ہوا دعاگو یا نہ وشکر گزارانہ رخصت ہوا کرے اور خود مفتی بھی فاسق سے فاسق اور ملحد سے ملحد مستفتی کے گذشتہ یا موجودہ باقی انکار واعمال کی بنا پر اسے اس طرح برا بھلا کہنے کہ "ہاتھی نکل جاتے ہیں اور مچھر چھانتے ہیں" کفار کے ملک و حکومت میں بخوشی رہتے ہیں اور معمولی سوالات و جزئیات مسائل پر بات چیت کرتے ہیں" اور فتوے سے پہلے یا پیچھے اشتعال انگیزانہ و نفرت خیزانہ پیش آنے کی بجائے اسے اپنا اور اپنے اعلائی مسلک و نصب العین کا دلدادہ و جاندادہ بنانے کی غرض سے انتہائی فراخدلی و خندہ روئی کے ساتھ اور چپ چاپ صرف اسکے سوال کا تحریری جواب ہی دینے پر اکتفا کیا کرے۔

(۱۰) جس میں مستفتی و مفتی تا بامکان لڑائی سے علیحدگی میں ہی فتویٰ لینے دینے کی پابند ہوں۔

دسویں تدبیر

ڈیپوٹیشن

گاؤں بھر کے امیر و ذی جاہ، تاجر و سرمایہ دار، مزدور، کسان، گنوار و دہقان وغیرہا تمام طبقات یعنی ارباب فسق و جمود، اور باطل نواز و طاغوتی گروہ کو جگانے، مقامی جمعیۃ المصلحین کے نصب العین اور لائحہ عمل کی تکمیل اور اسے پروان چڑھانے کے سلسلہ میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی فکر و احساس دلانے اور لوگوں کی زبوں حالی، پسماندگی وہ کا ذمہ دار انہی کو ثابت کرنے اور ان پر جمعہ، درس روزانہ، دار المطالعہ اجتماعی نماز پنجگانہ وغیرہا مقامی جمعیۃ المصلحین کے قائم کردہ شعبوں اور اداروں کی ضرورت و اہمیت جتانے اور ان کا حصہ دار، ممبر اور عہدہ دار وغیرہا بنانے کی غرض سے جمعیۃ المصلحین علاوہ متذکرہ جملہ تدابیر نمبر ۱ تا نمبر ۹ اپنے ذی اثر و با اقتدار اور مدعوین کے ہم پلہ و ہم پیشہ نیز گہرے رشتہ داری یعنی قدیم اراکین جمعیت بزرگوں کو بصورت وفد یا مثنیٰ و فرادیٰ بہ نفس نفیس ان کے گھروں پر بھیجنے کا اور اس طریق سے بھی انہیں متاثر و متوجہ نہ ہوتے دیکھ کر ان سے خواندگان کے لئے ان کے ہاں، کتب و جرائد دار المطالعہ اور درس روزانہ و خطبہ جمعہ اور اجلاس کی کارروائی کا ملخص و ماحصل مطبوعہ و کتابی صورت میں پہنچانے کا اور ناخواندگان کی خاطر جمعیۃ کے پروگرام اور نصاب کے مطابق خانگی یعنی ان کے گھر پر تعلیم و تربیت کا بھی اجتماعی یا انفرادی طور پر مستقل و باقاعدہ انتظام کرے

(۴) جن کی صدارت علی العموم کسی پرانے عالم و عارف بزرگ یا حساس و سرگرم کار ممبر و عہدہ دار جمعیۃ کی بجائے تا بامکان کسی نئے جامد سے جامد اور عدیم الاحساس یعنی ذہنی و علمی وغیرہا لحاظ سے پسماندہ ترین لیکن ظاہری و مادی حیثیت اور اثر و اقتدار کے اعتبار سے گاؤں بھر سے کسی بڑے سے بڑے شخص کے سپرد کی جایا کرے اور ان کے باقی خطیبانہ وغیرہ تمام مفروضہ فرائض ہمیشہ (باستثنائے امام، نائب امام، موذن، مدرس اور مفتی و قاضی) اراکین جمعیتہ ہی بذات خود انجام دیا کریں۔

بارہویں تدبیر

ثانوی وخانگی امارۃ

مقامی جمعیۃ المصلحین کیطرف سے گاؤں یا محلہ بھر کو دس دس بیس بیس گھروں پر مشتمل چند وارڈوں میں تقسیم کرکے انہیں جمعیۃ کے سابق الاول معاہد یا عہدہ داروں سے اصلاح وتذکیر عالم کے ہر نہ تیزوں (معرجہ حقیقت ملا) میں کم از کم پہلے (ذاتی نمونۂ عمل) آٹھویں (حسن معاشرت) اور نویں نمبر (دعا) سے مسلح ہونے اور ان سے ہمیشہ باقاعدہ کام لینے والے ایک ایک حساس وذی اثر بزرگ کے (اسے وارڈن سمجھکر) سپرد کردیا جائے جس کے سامنے ہر صاحب خانہ بحیثیت امیر البیت (دینی، ذہنی، اخلاقی غرض ہر قسم کی اصلاح وتکمیل سانیت کے سلسلہ میں حاکم ومحکوم اور مزلی ومربوب یا استاد وشاگرد ہونا ہی از دواج وتاہل کا تقاضائے مقاصد بعقلن کرتا ہو) اپنے اور اہل وعیال کے اور ہر وارڈن مقامی جمعیت وامارت کے روبرو اپنے وارڈ بھر کے تمام گھروں سے ایک ایک گھر کے افکار وعقائد، عبادات ومعاملات شکل ولباس، صحت وصفائی، مرگ وشادی، غسل وحجامت، نقل وحرکت، حجاب ووراثت، صدقات وخیرات ولیمہ وعقیقہ، عیادت وتعزیت، ختنہ، نوزائیدہ بچہ کے کان میں اذان، اس کے تسمیہ، نکاح باکرات وثیبات تعلیق مطلقات، تعلیم ومعاش، مکان وسامان، ادائے دیون موتیٰ، تجہیز وتکفین، تقسیم ترکات، ارامل و یتامیٰ بیماروں، بوڑھوں اندھوں کی حفاظت وتربیت کا نیز ان (مندرجہ ذیل) امور کے بارہ میں بھی (ہر صاحب خانہ وارڈن یا مقامی امیر الجمعیۃ کے سامنے) پورا پورا ذمہ دار وجوابدہ ہوگا:—

۱- جملہ افراد کنبہ سے حلفیہ اور تحریری عہد لے کہ ا- وہ عبادات ومعاملات، افکار وعقائد، شکل ولباس نقل وحرکت، بنانے یا بگاڑنے، خرید وفروخت کسی سے وصل وقطع، کسی چیز کی تحسین وتقبیح یا ترک واخذ نکاح وانکاح حتیٰ کہ سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے، نہانے دھونے، بولنے چلنے، غسل وحجامت، بول وبراز تک ہر قسم کی یا کوئی بظاہر بالکل غلط ومضر اور ناجائز سے ناجائز بڑے سے بڑے بزرگ وعالم حتیٰ کہ والدین تک کے حکم وہدایت کے بھی مخالف سے مخالف کام میں (خود بڑے سے بڑے عالم وجہاندیدہ ہونے کے باوجود

گیارھویں تدبیر

انفرادی تفہیم و تذکیر

گاؤں بھر کو باشندوں، گھروں، یا خاندانوں کے اعتبار سے چند حصوں اور گروہوں میں تقسیم کرکے ہر ایک گروہ یا حصہ وہ کو جمعیت کے حساس و فعال اور سابق الاول اراکین یا عہدہ داران ہی سے ایک ایک کے سپرد کر دیا اور ان کے لئے لازمی قرار دے دیا جائے کہ وہ اپنے گروہ و قطعہ وہ سے ایک ایک شخص کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، غسل و حجامت، مرگ و شادی، صحت و صفائی حجاب و وراثت، لڑائی جھگڑے، نقل و حرکت، تجہیز و تکفین وغیرہا سے ایک ایک امر کا بدقت نظر مطالعہ رکھیں اور ان سے کسی کو کسی طرح کی خلاف کتاب و سنت بڑی یا چھوٹی، ہنگامی یا دائمی غلطی و کوتاہی کا مرتکب پاکر عین موقعہ پر یا قبل از وقت یا بعد از ان خود اس کے ہاں پہنچکر یا اسے اپنے پاس بلاکر یا تفاقتہً چلتے (تخلیہ میں) اس کے ماننے، راہ راست پر لانے، ماموره پر عمل پیرا ہونے اور منہیہ کو چھوڑنے حتیٰ کہ ہر معاملہ و شعبہ میں مقامی جمعیۃ کے ساتھ پورا پورا اشتراک و تعاون کرانے اور ہر لحاظ سے سابق الاول اراکین کی صف میں لا کھڑا کرنے تک بلطائف الحیل، روزانہ بار بار اسے سمجھاتے بجھاتے اور ترغیب و ترہیب کرتے رہا کریں اور دینی اپنے حلقہ کار کے اندر نماز و جمعۃ تلاوت وغیرہا امور دین کے ترک و تاخیر کرنے یا منکرات و فواحش اور لہو و لعب میں حصہ لینے والے کو ہمیشہ اسی وقت تنبیہ و تہدید کرکے اس سے وہ کام کروانے یا چھڑوانے کے بارہ میں بھی ذمہ دار و جوابدہ ہوں۔

دوسرے کی طرف سے گالی گلوچ، شکایت وشکوہ، گستاخی وبے ادبی اور ہر قسم کا زبانی یا جسمانی ومالی نقصان وتکلیف بخوشی سہنے، کہنے کی بجائے زیادہ تر سننے، کم خوابی، کم گوئی اور صبح خیزی، دوسرے سے کچھ لینے اور سلام یا احسان وخدمت کروانے کی بجائے خود دینے اور سلام یا احسان وخدمت کرنے، بات چیت اور سانس سانس پر بسم اللہ، الحمد للہ، انشاء اللہ اور جزاک اللہ کہنے زیادہ تو توکیا صرف کسی کے کسی شخص یا گاؤں، گھر کا پتہ اور وقت، دن تاریخ بتانے، ریزگاری تک دینے یا کسی کی زمین سایہ یا چارپائی پر لمحہ بھر سستانے اور کسی کے کنوئیں یا پمپ سے پانی پینے ہی کی بنا پر مدۃ العمر اس کا ممنون وشکر گزار رہنے، راستہ کو کوڑا کرکٹ، اینٹ پتھر، کانٹا یا کیچڑ وغیرہ سے آلودہ و پرخطر دیکھ کر یا رفاہ عامہ کی کسی چیز کو خراب ونقصان رسیدہ اور قابل اصلاح حالت میں پاکر اس کی درستی کے لئے بے قرار ہوجانے، اپنی خوبی اور دوسرے کی غلطی چھپانے، خدا یا بندوں کی طرف سے بڑی سے بڑی مصیبت پر اور سوال وجواب یا بات چیت وغیرہ میں ہمیشہ منہ سے پھول بکھیرنے اور موتی برسانے اپنے کپڑے، برتن، سونے بیٹھنے کی جگہ یا کوئی اور چیز قبل از استعمال یا اس کے بعد بدست خود صاف و درست کرنے اور اس کی اصلی اور پہلی جگہ پر رکھنے، عمر وجاہ یا احسان وخدمت میں بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود ہر کسی کے سامنے غلام وشاگرد، مسکین ونادار ہی کی طرح ذلیل ومتواضع رہنے ہر بیمار وستی کا پس خوردہ بخوشی کھا سکنے، راستہ یا مجلس سے ذرا دور بیٹھ کر ہاتھ دھونے، تھوکنے یا ناک صاف کرنے، زمین سے قریب تر بلکہ بیٹھ کر آہستہ آہستہ نیز تین مرتبہ تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر ہاتھ دھونے دھلانے، پانی پینے والے کو پانی کا گلاس نیچے سے پکڑ کر پیش کرنے، ہر کسی کو خود سے بہتر اور قابل تعریف و تعظیم سمجھنے، غلطیوں اور خامیوں کی بجائے ہر کسی کی خوبیاں ڈھونڈنے اور یاد رکھنے، پہلے تولنے اور پھر بولنے، جھگڑا چھوڑنے اور صلح واتحاد کی غرض سے بطیب خاطر اور کسی کے کہے بغیر اپنے واجبی حق سے دست بردار ہوجانے اور دوسرے کی غلط سے غلط مان لینے، ہر اچھا کام دائیں اور ادنیٰ بائیں ہاتھ سے انجام دینے، خود سے کئے ہوئے دوسرے کے رائی برابر احسان واعانت کو پہاڑ اور اپنے رشتہ، تک دینے کی صورتیں کسی سے کئے ہوئے پہاڑ جتنے گرانقدر احسان واعانت کو رائی جاننے، کتنی ہی جسمانی ومالی تکلیف ونقصان برداشت کر کے وعدہ نبھانے، مجلس سے ذرا دور ہٹ کر تھوکنے، ناک صاف کرنے اور ریح فاسدہ چھوڑنے، فضلہ یا چھلکا اور گٹھلیاں وغیرہ راستہ سے ذرا دور اور چھپا کر پھینکنے، ہمیشہ

ٹھیک ایک غلام یا شاگرد ہی کی مانند) اس کے ہر قول و فعل اور امر و نہی کے سو فیصدی مطیع و مقلد اور حامی و ہمنوا رہیں گے اور کسی ذاتی کام یا خانگی معاملہ میں اس کے رویہ و عقیدہ یا فیصلہ سے عملی بغاوت یا مخالفت تو کیا اس کے خلاف (رو در رو یا پس پشت) اسے اس کی نادانی، خود غرضی، غلو و تشدد نا انصافی یا کوتاہ نظری وغیرہا پر بھی محمول کر کے کبھی اس کی زبانی شکایت یا اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔

(۲) کہ وہ اس کے برابر دنیا جہان میں کسی دوسرے کو (خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو) آؤ بھگت و تواضع استقبال و مشایعت، کھلانے پلانے یا بٹھانے اٹھانے وغیرہ کا شایان شان قرار نہیں دیں گے۔

(۳) اپنے عبادات و معاملات، کھانے پہننے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے، پڑھنے پڑھانے وغیرہ اور خود اس (اہل البیت) کی تعظیم و تواضع کے سلسلہ میں اس کے ہر نرم و سخت اور غلط و صحیح حکم کی بلا عذر و اعتراض اور بلا تاخیر و تامل پوری پوری نیز بدل و جان اطاعت کریں گے۔

(ب) گھر والوں سے ہر بڑے اور چھوٹے کو مقامی درسگاہ کے مطابق معیار جمیع مبانی الاسلام یعنی توحید و ایمان، بعث بعد الموت، حشر و نشر، غسل و وضو، مسواک، استنجا، نماز و روزہ، جمعہ، عشر و زکوٰۃ، حجاب، شکل و لباس، اذان و اقامت، جنازہ، تجہیز و تکفین، کھانے پہننے سونے جاگنے بیٹھنے اٹھنے کے آداب و قواعد اور اذکار و ادعیہ نیز میاں بیوی، باپ بیٹے، افسر و ماتحت مالک و مزارع، خسر و داماد، ملازم و آقا، مہمان و میزبان کے باہمی حقوق و فرائض سلام و مصافحہ استمزاج و استقبال، ولیمہ و عقیقہ، عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین، صبر و عفو، ہمدردی و غمگساری قرض و استغفار: یعنی کم خوری و کم خوابی، وسیع النظری، خندہ روئی، بلند ہمتی، حق بیانی، ایثار و بے نفسی، شخصی و قومی امور میں زبانی جسمانی اور مالی احسان و اعانت، سرفروشی و جانبازی اکابر امت اور رجال القرآن کے سیر و سوانح اور ان کے اسباق و ہدایات کی دکتابوں کے ذریعے بذات خود تعلیم دے یا مقامی درسگاہ جمعیتہ سے دلوائے

(پ) گھر والوں کو افکار و عقائد، مشاغل و عزائم، ظاہر و باطن، حقوق و فرائض، عبادات و معاملات خود بھی کاشتکار بننے اور دوسرے کو کھلانے پہنانے، جیسا جتنا اور جب ملے بخوشی کھانے پہننے

کتاب وسنت فنا فی الدین ہونے اور خدا اور بندوں کے حقوق و فرائض کا بوجہ احسن احترام بجالانے ہرکسی کی تعریف و تعظیم، خندہ جبینی و خوش مزاجی، خموشی و کم گوئی، کم خوری و کم خوابی، صبر، عفو، بے غرضی و بے نفسی، اقامت الصلوٰۃ و قیام اللیل، وصل بانقاطع، ہرکسی کی عیادت و تعزیت، ہمدردی و خیراندیشی وغیرہا مکارم اخلاق و محاسن عادات سے اسکی طرف سے پروانہ خوشنودی مزاج حاصل کر سکتے ہیں تاکہ وہ مذکورۃ الصدر کی بجائے ہمیشہ موخرالذکر امور ہی کیطرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہیں

(ج)، گھر والوں میں کسی غلطی کے سرزد ہونے یا کسی سے کسی طرح کی زیادتی، حق تلفی یا حقوق و فرائض میں کوتاہ کاری اور کسی کی یا خود کی گستاخی و بغاوت یا کچھ خراب گم ہو جانے پر اپنی طرف سے سخت سے سخت تنبیہہ و سرزنش سہنے، انتہائی عجز و ندامت کے ساتھ معافی پر معافی مانگنے اور آئندہ مدۃ العمر کے لئے محتاط رہنے کا پختہ تہیہ اور بھری مجلس میں وعدہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ ہمت و عادت پیدا کرے۔

(ح)، گھر والوں کو زیادہ بات چیت، زود رنجی، بدمزاجی، لعن وطعن، چیخ یا گرج کر بولنے، کسی شخص یا چیز کو جھٹکارنے یا آواز بلند بولتے بلانے، ہنسنے کھانسنے، چھینکنے ڈکارنے، کوئی عائلی یا قومی کام کرکے دل میں یہ خیال لانے یا زبانی کسی سے فخراً یا شکایتاً ایسا کہنے سے کہ میں ہی فرض شناس و کارکن ہوں دوسرے تو سب عافیت کوش اور ناکارہ ہیں، کسی سے کوئی کام لیتے یا کروانے وقت اسے بار بار "جلدی کرو" "جلدی کرو" کہکر پریشان کرنے، منہ سر یا ہاتھ سے کسی کی نقل اتارنے معمولی روزمرہ کے اخبار و حوادث کہنے سننے، دنیا کے افکار و اعمال پر بلا ضرورت تبصرہ کرنے، چیزوں کو زیادہ خریدنے بیچنے کسی شخص و چیز کی ظاہری دلکشی اور سطحی چمک دمک پر جان دینے، دل میں کچھ رکھنے اور زبان سے کچھ ظاہر کرنے، کسی کی بات کاٹنے، عشا سے پہلے سونے یا بعد ازاں باتیں کرنے، اپنی بات سچی اور دوسرے کی جھوٹی سمجھنے، کسی کے گھر بغرض تعزیت قبل از جنازہ ہی علی الخصوص غسل میت کی حالت میں جانے، فلاں مجھے کیا دیتا یا میرا کیا کرتا ہے کہتے، کسی کو جھڑکوانے، سزا دلوانے یا شرمندہ کرنے کی کوشش، لڑانے یا نفرت و عداوت پیدا کرنے والی بات، ایک سے سن کر دوسرے کو پہنچانے، بن بلائے کسی مجلس میں شامل ہونے اور باتیں کرنے سننے، اپنی تعریف و تحسین اور دوسرے کی تحقیر و شکایت پر خوش ہونے، بیکار رہنے، اپنے عالم لیتم فاعلہ، نقصان مال و جان کا محض گذشتہ

مناسب اور ایک ہی وقت و مقام پر اور اکٹھے کھانے پینے، سونے جاگنے، نہانے دھونے، بول و براز کرنے رفع حاجت کو جاتے ہوئے پانی ساتھ لیجانے، کسی چیز کا سوال کرنے والے کو ہمیشہ تا با مکان سوال جتنا ہی یعنی مختصر سے مختصر ہی جواب دینے، بول و براز یا غسل و استنجا وغیرہ کے لئے زمین سے بالکل قریب ہو کر (بلکہ بیٹھکر کپڑا اتارنے، بول و براز کی جگہ سے چند قدم ادہر ادہر ٹہلکر استنجا کرنے کسی کی کہی ہوئی باعث نزاع و اشتعال بات یا واقعہ گھر والوں سے چھپانے وغیرہا میں گاؤں بھر کے اندر لاجواب بناکر دکھائے۔

(ت) گھر والوں کو صرف ناظرہ و سادہ کتاب اللہ کی تلاوت یا ادہر اُدہر کی کتابوں کی بجائے اسلامی اذکار و عقائد، توحید و ایمان، عبادات و معاملات، اخلاق و عادات، حقوق و فرائض تہذیب نفس، تدبیر منزل وغیرہا موضوعات و مضامین اور اکابر امت و رجال القرآن کے سیر و سوانح اور ان کے اسباق و ہدایات پر مشتمل ملکی زبان میں تیار کردہ لٹریچر کے مطالعہ کا غذا جسمانی سے بھی بڑھکر دالہ و شیدا بنائے۔

(ث) عبادت و تلاوت، حقوق و فرائض، امر و نہی، تعلیم و تذکر اور پڑھنے پڑھانے وغیرہ حقیقی اور ازلی و ابدی منافع زندگی میں محو و منہمک رکھنے اور کامیاب کرنے کی غرض سے) گھر والوں کو کھانے پکانے، نہانے دھونے، سینے پرونے اور خانگی ساز و سامان کی ترتیب و صفائی وغیرہ معاشی امور میں کم سے کم وقت، اور معمولی سے معمولی شوق و محنت صرف کرنے کا عادی بنائے۔

(ٹ) گھر والوں میں ایک ایک سے نماز، غسل و وضو، مسواک و استنجا، کھانے پینے، پہننے، چھینکنے، سونے، جاگنے، بول و براز، اُٹھنے بیٹھنے اور ان کے اذکار و ادعیہ یا آداب و قواعد اور کسی سے سلام و مصافحہ، کسی کی عیادت و تعزیت یا قیلولہ اور قیام اللیل، تلاوت و مطالعہ وغیرہا سے ایک ایک امر کا اس سے اسطرح بار بار پوچھ کر کہ کب؟ کہاں اور کیونکر اس سے عہدہ برا ہوا ہے روزانہ جائزہ لیا اور نہ کرنے پر اپنی آنکھوں کے سامنے انجام دلایا کرے۔

(ث) گھر والوں کو روزانہ اور بار بار سمجھاتے سمجھاتے ہمیشہ کیلئے ذہن نشین کرا دے کہ وہ اسے اچھی طرح جبر و نت و حسب خواہش اور عمدہ کھلا پلا یا نہلا دہلا کر اور گھر یا ساز و سامان کو صاف و ستھرا رکھنے یعنی اسکی ذاتی زبانی یا جسمانی تعظیم و تواضع کے ذریعے نہیں جس قدر کہ فی الجملہ مطابق

یا شخصی و قومی احسانات و خدمات وغیرہا کی بنا پر خود کو اوروں سے زیادہ قابل قدر و تواضع سمجھنے یا دوسرے کی کوئی چیز مثلاً چارپائی، بستر، برتن، کپڑا، زیور، گھڑی یا چھڑی وغیرہا (بلا اجازت) استعمال کرنے، کسی کی شکل یا اور چیز کو دل سے برا سمجھنے یا کہنے، ایسی بستر پر اکیلے سونے، بولنے یا پڑھنے میں لغوی و اصطلاحی غلطی کرنے، غصہ یا مذاق و ناز سے کسی کا غلط، بگاڑ کر یا ادھورا نام لینے، پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، دوسرے کے کئے ہوئے کسی کام یا چیز کی تحقیر و تنقیص، اپنی یا اپنے گھر والوں کی کسی چیز یا خوبی کا خود چرچا کرنے، منہ میں لقمہ چباتے یا غسل کرتے اور انگڑائی و جمائی لیتے یا کھانستے ہوئے بولنے یا ہنسنے، کسی کو اندھا، بوڑھا، موچی، نائی، بہرہ، گونگا، احول، اعوج، ٹھنگنا، کالا کلوٹا، نادان و شیطان وغیرہا کہہ کر بلانے یا یاد کرنے، اپنی یا کسی اور کی بات کو بکنا یا بھونکنا کہنے، وجہ و کفین سے زیادہ حصہ بدن ننگا کرنے، لوگوں کے سامنے اور پاس ہی فضلہ پھینکنے یا تھوکنے، آبادی سے قریب بول و براز کرنے، کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں کسی چیز کا نقصان ہو جانے پر غصہ کے لہجہ میں "ایسا کس ایسے ویسے نے کیا ہے" کہہ کر لوگوں سے جواب طلبی کرنے، ناراضگی یا مذاق سے بھی غلط یا برا کام کرنے والے کو "اسی طرح ہی کرو" یا کسی کے نیکی سے غافل رہنے پر اسے "دیکھا اس کے کبھی قریب تک جانا" وغیرہ کہنے، جا بجا اپنے کھانے پکانے، نہانے دھونے، دال، آٹا، ایندھن وغیرہ خالص خانگی امور کی باتیں کرتے پھرنے، بزرگوں کی باتوں میں دخل انداز ہونے، کسی کا گزشتہ ظلم و معصیت اسے یا کسی اور کو یاد دلانے، دوسرے بھائی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب و اخبار وغیرہ کوئی چیز بکڑ کر کھینچنے یا اسے کسی کے اپنے ہاتھ سے پکڑتے وقت نہ چھوڑنے غرض ان جملہ امور سے جنہیں وہ خلاف کتاب و سنت یا کمتر از اولویت و عزیمت اور دل سے معیوب و مکروہ یا شرمناک سمجھتا ہے ہمیشہ (علی الخصوص وقت پر) نہایت اصرار و التزام سے رکتا رہے۔

(ح) گھر والوں سے کسی چھوٹے یا بڑے کی کسی طرح کی غلطی و زیادتی یا باہم لڑائی جھگڑے، مشترکہ طور پر یا کسی خاص فرد خانہ کو تکلیف و نقصان پہنچانے، بے جا نقل و حرکت، بے وقت اور زیادہ کھانے پینے یا خرچنے، شور و غل یا چھیڑ چھاڑ، گالی گلوچ یا خدا اور بندوں کے حقوق و فرائض میں قصور و غفلت یا نہانے دھونے میں تاخیر و بے اعتدالی پر اسے ڈانٹنے، کوسنے، تنبیہ و تفہیم کرنے یا جواب لینے کا اختیار اپنے (یا اپنے نائب کے) سوا کبھی کسی اور کے ہاتھ میں نہ جانے دے۔

روایات یا کسی اور طرح کے وہم و شک کی بنا پر اپنے نسبی یا دینی بھائی کو ملزم ٹھہرانے، کسی کی بات یا قسم کو جھوٹا قرار دینے، کسی کو اپنا حاسد و بد اندیش سمجھنے، گرمی یا سردی کی شدت، گرانی و نایابی ضروریات زندگی، قحط و امساک باران، حکومت یا کسی رئیس افسر میں بڑی سے بڑی غلطی و زیادتی دیکھ کر یا کسی کو اپنے یا کسی کے حق میں خونخوار سے خونخوار پا کر اور کسی شخص و قوم کی اصلاح و تعلیم کرنے یا کسی اپنے یا بیگانے کو آرام پہنچانے اور دکھ سے بچانے یا کسی کی حاجت روائی و مشکلکشائی کے سلسلہ میں اپنا وقت و مال تو کیا جسم و جان تک بھی نچھاور کر کے کسی ابن آدم سے اسکا ذکر و اظہار کرنے، زن و فرزند، والدین یا بہن بھائیوں کو کھلانے پہنانے، یا اپنے کمانے، پیسنے گوندھنے کاتنے لیپنے پوتنے، کچھ بنانے سنوارنے، یا تمام احسانات و کمالات انہیں یا کسی اور اپنے یا بیگانے پر جتانے خاص طور پر مخاطب ہوئے بغیر بولنے، ہدایت و نصیحت پر مشتمل ہو کر الٹا ہادی و مصلح کو ڈانٹنے اور اس کے عیب نکالنے، ہمیشہ اپنے ہی نفع و آرام کا خیال رکھنے، دیر سے سونے جاگنے، کسی چیز کے کم یا بالکل ہی نہ ملنے یا ختم و خراب ہو جانے یا قرض و مستعار دیا ہوا واپس نہ آنے یا دیر سے حاصل ہونے، قحط و گرانی و تنگدستی، گرمی یا سردی یا کثرت کار و بار، بچوں کے لڑنے جھگڑنے اور ضد یا کوئی نقصان و شرارت یا نافرمانی و بے اعتدالی کرنے، قرض خواہ کے تقاضا، خود پر اتہام یا اپنی غیبت و شکایت سننے، پیغام و ہدایت ٹھکرائے جانے یا کسی کے کچھ مانگنے پر گھبرانے دانت پیسنے اور آپے سے باہر ہو لے، گالیاں اور بد دعائیں بکنے، مکافات و انتقام، کسی سے قرض و مستعار یا مفت مانگنے، اہل دنیا اور ارباب جاہ و مال کے حیرت انگیز کارناموں، ان کے ساز و سامان اور عیش و آرام کی باتیں کرنے سننے، کسی کی غلط کاری و بیوقوفی پر ہنسی اڑانے، قسمیں اٹھانے، اپنے یا کسی دیگر کے کھانے پینے وقت پاس ہی یا کسی کے لئے کھانا، پانی وغیرہ لاتے ہوئے تھوکنے یا ناک صاف کرنے والے سے کسی کے کچھ مانگنے، پوچھنے یا کروانے وغیرہ پر ہاں یا نہ کی صورت میں خود بخود جواب دینے یا نہیں اقرار و انکار پر مجبور کرنے، دوپہر کے وقت یا عشاء کے بعد گھر سے باہر نکلنے یا رہنے یا بات چیت کرنے، گھر والوں کی کسی طرح کی خامی و کوتاہی مثلاً چھچھورا پن، باہم لڑائی جھگڑا، عدول حکمی بغض حسد یا نااہلی، اپنی ذاتی و خانگی مشکلات یا اپنی ناقدری و کس مپرسی وغیرہ پر کسی کو اطلاع دینے کھانے پہننے اور ساز و سامان میں اوروں کی تقلید کرنے یا ان سے بڑھنے، اپنے علم و عقل یا جاہ و نسب

ہوگا کیونکہ ان کی غلط کاری و بے رہبری اسی کی حالی یا مقالی تعلیم کا نتیجہ ہوگا نیز یہ بھی ہمیشہ سمجھتا رہے کہ ذہین و سعادت مند وہی ہے جو اپنوں یا بیگانوں سے اچھوں، پاکبازوں یا بھنڈوں ہی کو نہیں بلکہ بدکرداروں، معصیت شعاروں اور باغیوں کو دیکھ کر بھی خود ٹکو کاری بنے۔

(۵) گھر والوں کے اندر عبادات و معاملات، افکار و عقائد، مرگ و شادی، لباس و حجامت، خرید و فروخت، آمد و رفت، کسی شخص، گھر یا جمعیت سے وصل و قطع غرض ہر امر میں اپنے خلاف مسلک خسر وانہ داتا کی تحریک دعوت بھی علی الاعلان یہ کہہ کر اور فقط اس لئے کہ یہ ان کے اہل البیت کی توہین و بغاوت ہے ٹھکرا دینے کی زیادہ سے زیادہ عادت و ہمت پیدا کرے۔

(۶) گھر والوں سے ایک ایک کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، کھانے پینے، کچھ دھرنے اٹھانے، بیٹھنے اٹھنے، کہیں آنے جانے، غسل و وضو، مسواک و حجامت وغیرہا کا ہمیشہ پورے غور و فکر کے ساتھ مطالعہ رکھا کرے تاکہ معلوم کر سکے کہ وہ بروقت ٹھیک طور سے اور موافق کتاب و سنت ان امور سے عہدہ برآ ہوتے ہیں یا نہیں اور ان کی بروقت سرپرستی و راہ نمائی کے فرائض بوجوہ احسن انجام دے سکے۔

(۷) گھر والوں کی طرف سے اپنے ساتھ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، بستر اور چارپائی وغیرہا میں ترجیحی و امتیازی سلوک کروا کر ان سے اپنے پاؤں اور جوتا تک دھوا جھڑوا کر، اپنے سامنے انہیں زیادہ سے زیادہ خاموش و دم بخود اور کٹا ہوا بطور فوق بے حس و ساکن مجسمہ بنا کر اور سرفگندہ و شرمگین نگاہیں رکھوا کر، ان سے بات بات پر خود کو جناب اور حضور کہلوا کر، ہر عسر و یسر، شغل و فراغت اور غم و غصہ میں ان سے اپنی ہر غلط و صحیح اور سخت و نرم سہا منوا کر، ان میں اپنا ذاتی یا گھر کا کوئی کام بھی تا بامکان اسکی بجائے خود انہیں کرنے اور اسے زیادہ سے زیادہ بآرام فارغ البال رکھنے کی عادت پیدا کر کے، اعمال و عقائد اور ظاہر و باطن اور اخلاق و عادات میں سرتا سر اور سو فیصدی انہیں اپنے سانچے میں ڈھال کر یہ حقیقت روز روشن کی مانند دنیا پر واضح کرے کہ وہ اپنا مادی و روحانی محسن و داتا ہونے کی وجہ سے اسے ہر پیر و بزرگ یا بہن بھائی سے بڑھ کر عالم و عاقل، مبشر و رہبر، غمخوار و مشفق، ہر قول و فعل میں حق بجانب و راست رو، محبوب و معزز، واجب التعظیم والاطاعت، فوق الجرح والتنقید اور ہر لحاظ سے یگانۂ روزگار، پیروں کا پیر اعظم اور حاکموں کا حاکم اعلیٰ سمجھتے اور ہر غلط و صحیح میں اسی کی پیروی

خ۔ ہفتہ دو ہفتہ کے بعد یا جب کبھی مناسب و ممکن ہو اپنے گھر والوں کو یکجا بٹھا کر ان کے مقامی درسگاہ میں یا دار المطالعہ سے یا خانگی طور پر پڑھے یا اپنے پڑھائے سکھائے ہوئے جمیع ما فی الاسلام (مصرحہ دفعہ[۲]) کا بذریعہ سوال و جواب جائزہ بھی ضرور لیتا رہا کرے۔

(د[۱]) تمام گھر والوں کو ہمیشہ بیک وقت، ایسی جگہ (جو گھر کی بچیوں اور عورتوں کی مجموعی تعداد کے موافق گھر کے ایک کنارہ پر نماز و مطالعہ ہی کے لئے مخصوص و تیار کی گئی ہو) اذان سے تسلیم تک کے درمیان نماز پڑھنے اور وہیں اکٹھے بیٹھ کر ایسی صاف و شنوا آواز میں جو ساتھ والے کو سنائی دے سکے تلاوت کتاب اللہ یا ذکر و درود کرنے یا عامہ کتب و اخبارات پڑھنے کا عادی بنائے کیونکہ اسی صورت میں وہ علاوہ دیگر فوائد اٹھانے کے انتہائی خشوع و سکون اور التزام کے ساتھ نماز و مطالعہ کا حق ادا کر سکتے اور ایک دوسرے سے پوچھ سیکھ سمجھا نیز غلطیاں نکلوا بتا سکتے ہیں

(ڈ[۲]) بذات خود یہ ذہن نشین کر رکھے اور گھر والوں کو بھی ہمیشہ سمجھاتا رہے کہ ان کی طرف سے دوسروں، پڑوسیوں اور اپنے قریبیوں کی تعظیم و تواضع، کسی سے ملنساری و خوش مزاجی سے پیش آنا یا کسی کی خدمت و اطاعت کرنا بھی وہی صحیح و قابل اعتبار اور موجب قدر و باعث اجر ہوگی جو اپنے امیر البیت[۱] و گھر والوں کے بعد ہو۔

(ڈ) گھر والوں کو عادی بنائے کہ وہ کم از کم گھر میں کسی دیگر کے آنے پر اور اس کی موجودگی میں تو باہم بولنے چلنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، لینے دینے اور نقل و حرکت یا ان سے بات چیت کرنے میں انتہائی احتیاط و شائستگی سے کام لیں اور اس پر بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیں کہ انکو ایکدوسرے سے کوئی تکلیف و شکایت ہے یا وہ ایکدوسرے کو اچھا نہیں سمجھتے یا بیمار و تنگ حال اور بخیل و مسرف، جھگڑالو، عیاش، بد مزاج و گستاخ، خود غرض، لسان حاسد، متکبر، غلیظ اور گندے یا خدا اور بندوں کے حقوق و فرائض سے غافل و قاصر ہیں۔

(ذ) گھر والوں کو اصلاح و تذکیہ عالم کے ہر نہ بیزوں (مصرحہ حقیقت[۶]) یا کم از کم ان میں تین تیزوں (۱) ذاتی نمونہ عمل (۲) حسن معاشرت، (۳) دعا سے ضرور بالضرور مسلح کرے اور ان میں ان کے ذریعے اپنے آقا و عزہ، پڑوسیوں اور ملنے جلنے والوں کے افکار و عقائد عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، غم و شادی وغیرہ کی اصلاح و ترقی کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ فکر و احساس پیدا کرے نیز گھر والوں کو ذہن نشین کرے کہ ان میں جو بڑا کسی خلاف کتاب و سنت کاروبار کا ارتکاب کرے گا یا کسی مفروضہ و مسنونہ کام کو چھوڑیگا یا اس میں غفلت و تاخیر کریگا وہ اپنے علاوہ اپنے سے چھوٹوں کی گمراہی کی سزا کا بھی (عند اللہ) مستوجب

کی غلطی و گنہگاری کا ذکر کرنے سننے، زیادہ بار بار اور عمدہ ترین کھانے، سامنے لباس پہننے اتارنے، میلا کچیلا رہنے، ریح فاسدہ چھوڑنے، ناک صاف کرنے، آئینہ دیکھنے، اپنی تکلیف و مصیبت کا رونا رونے، سرمہ لگانے، مسواک و حجامت کرنے، نہانے دھونے، کوئی حصہ بدن (بجز وجہ و کفین) ننگا کرنے وغیرہ میں شرم و پرہیزگاری کا تا با مکان زیادہ سے زیادہ عادی بنایا جائے

(ض۳) گھر والوں سے ایک ایک کو جلدی جلدی ان کی اپنی ذہنی، علمی، اخلاقی اور اپنے ذاتی حقوق کے بارہ میں صادر شدہ غلطیوں اور بے اعتدالیوں کا خود اپنے سے پتہ لیتے رہنے، انہیں مانتے رہنے اور ان کا طریق علاج پوچھتے رہنے کا عادی بنائے۔

(ط) (الغرض) اپنے گھر کو فی الجملہ اور عقیدۃً و عملاً، ظاہراً و باطناً باہم عشق و عقیدت، ادب و اطاعت شیریں کلامی و خندہ جبینی، صحت و صفائی، جان نثاری، قناعت و سادگی وغیرہا کے اعتبار اور ذکر و عبادت، اقامت الصلوٰۃ و قیام اللیل کی حیثیت سے مطابق کتاب و سنت اس بلند و برتر مقام پر پہنچائے کہ دیکھنے سننے اور جاننے والا ہر دوست و دشمن اس کے حق میں یہ کہنے اور یقین کرنے کیلئے مجبور ہو جائے کہ دنیا جہان کے اندر قیل و قال، نشست و برخاست مابین دین، سلام و مصافحہ تعظیم و تواضع، نکاح و انکاح، سر آنکھوں پر بٹھانے اور قیادت و رہبری تک کا مستحق و شایان شان محبوب و مغفور بارگاہ الٰہی فرشتوں کا کنبہ اور فردوس بر روئے زمین اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ یہی گھر ہے۔

(ظ) روزانہ یا ہفتہ وار انجام دئے جانے کے اعمال و وظائف مثلاً کھانے پینے، سوتے جاگنے، بول و براز چھینکنے وغیرہا کے اذکار و ادعیہ، غسل و حجامت، خوشبو، سرمہ، تلاوت اور حجاب کے ضروری اصول و ہدایات پر مشتمل خوشخط اور جلی عبارت میں لکھی ہوئی فہرست یا نقشہ گھر کے کمرہ میں آویزاں رکھے جسے دیکھکر افراد کنبہ سے ہر ایک بذات خود اپنا اور وہ (امیر البیت) انکا بیک نظر جائزہ لے لیا کرے۔

(ع) اپنے نائب امیر البیت (اہلیہ) کو بخوبی ذہن نشین کرادے کہ کسی مخاطب اصلاح و تذکیر شخص و آبادی کے مقابلہ میں "دافع السیئۃ بالحسنۃ" ہی اس کا حقیقی مصلح و مربی ہوا کرتا ہے پس وہ بھی اگر اپنے بچوں کی وحشت و بے رہ روی، شور و غل، ضد اور بغاوت، باہم لڑائی بھڑائی وغیرہ کا (جو ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے) بجائے انتہائی صبر و سکوت کے طعن و ملامت، مار پیٹ، جزع و فزع، سخت و سست اور شکایت و شکوی ہی سے جواب دیگی تو وہ زیادہ سے زیادہ ان کے کھلانے پلانے والی ایک انّا یا دایہ

اسی کا آرام و خوشی اور اسی کا ادب و احترام اپنی عزت و سعادت دارین، یہی نماز روزہ اور حج و شہادت کی سب سے بڑی وجہ قبولیت اور ان میں کی سب سے بڑی عبادت اور دینداری یا للہیت کا سدرۃ المنتہی اور اپنا مقصد وحید زندگی خیال کرتے ہیں۔

(ز) گھر والوں کو "ارا کین جمعیت کے باہمی روابط" میں مذکورہ جملہ ہدایات کا زیادہ سے زیادہ پابند بنائے

(س) گھر والوں کے اندر ہمیشہ جلد جلد جمیع مافی الاسلام ہیں اجمالی عنوانات (توحید و ایمان، نماز روزہ، حج و زکوٰۃ یا حجاب و وراثت وغیرہا) سے کسی ایک کی تعریف، اس کے آداب و قواعد اور انسانی ضروریات و مشکلات زندگی کے زاویہ نگاہ سے اس کی ضرورت و اہمیت یا سلبی موضوعات (شرک، چوری، فخر و حسد یا جھوٹ اور قتل و زنا وغیرہا) سے کسی ایک کے بطلان و مضرت پر بھی عقلی و محسوس دلائل کے ذریعے روشنی ڈالتا رہا کرے

(ش ۱) کسب معاش، کسی کی دعوت یا عیادت و تعزیت اور مسجد و مدرسہ کے بغیر گھر والوں کو ۱۵-۲۰ منٹ سے زیادہ گھر سے باہر رہنے اور ان مروجہ غیر اہم اور بے مقصد مجالس و تقاریب میں جو محض اپنے یا بیگانوں کے خانگی حالات، کسی کی بدسلوکی، روزمرہ ضروریات زندگی، اپنی بیماری، تنگدستی نافرمانی، مظلومی، عدیم الفرصتی، آمد و خرچ، مرگ و شادی، لین دین، خرید و فروخت، کپڑوں، زیورں فصلوں، لڑائی جھگڑوں، لوگوں کی خرابیوں، کمزوریوں اور زیادتیوں اور ان کے اعمال و اخلاق اور طرز عمل پر تبصرہ کی غرض سے منعقد ہوں حصہ لینے سے ہمیشہ انتہائی سختی کے ساتھ محترز رکھے۔

(ش ۲) اپنے گھر والوں کو ہمیشہ یہ سمجھاتا رہے کہ میاں بیوی دونوں کو اپنے اولاد کے ساتھ بلا واسطہ اور براہ راست نہیں بلکہ اپنے میں سے ایک دوسرے کے واسطہ ہی سے تعلق ہے اس لئے بھی میاں اور بیوی دونو میں سے کوئی ایک بھی محبت و عقیدت یا کھلانے، پہنانے وغیرہ میں اپنی اولاد کو اپنے زوج سے ترجیح دینے کا مجاز نہیں ہے اور اس لئے بھی نہیں ہیں کہ وہی دونوں گھر والوں کے لئے محنت و شفقت بھی زیادہ تر اٹھاتے ہیں۔

(ص) گھر والوں کو علاوہ بیگانوں اور باہر والوں کے ایک دوسرے سے بھی کچھ مانگنے، کوئی کام کروانے ان کی کوئی چیز استعمال کرنے، ان کے سامنے چیخ چلا کر یا زیادہ بولنے، آپ سے باہر ہونے، ہنسنے رونے صبح کو دیر سے اٹھنے یا رات کو دیر سے سونے، حقوق و فرائض میں غلطی و کوتاہی کرنے، اپنی یا کسی اور

پکانے، تلاوت و مطالعہ، صفائی ظروف و مکان کرنے، نہانے دھونے، سوتے جاگنے، بول و براز کرنے، اور کہیں جانے آنے، ایک ہی معینہ دن (مثلاً یوم الجمعہ) میں نہانے یا حجامت کروانے وغیرہ کا عادی بنائے نیز انہیں روزمرہ ضروریات خانہ داری مثلاً دیا سلائی، سوئی تاگہ، نمک مرچ، تیل، صابن، قلم دوات وغیرہ ہمیشہ ایک ہی مقام معینہ پر رکھنے کی عادت ڈالے تاکہ اُن کا زیادہ سے زیادہ وقت ذکر و عبادت ادائے حقوق و فرائض یا اصلاح و تذکیر خلائق کے لئے وقف رہ سکے اور مندرجہ بالا مشاغل مذکورہ مقاصد میں کبھی اس کے آڑے نہ آنے پائیں۔

(ی ۱) اپنے گھر والوں کو ان کے کہیں آنے جانے، کچھ دینے لینے، نکاح و انکاح، وصل و قطع، کوئی کام کرنے یا چھوڑنے وغیرہ میں تو سو فیصدی اپنا پابند حکم بنائے لیکن اپنے ذاتی یا مشترکہ خانگی مذکورہ بالا امور کے اندر (معمولی مودبانہ و منکسرانہ مشورہ سے زیادہ) اعتراض و شکایت تو کیا کبھی لب کشائی کی بھی انہیں اجازت نہ دے۔

(ی ۲) ہر ایک امیر البیت مقامی جمعیۃ المسلمین کی طرف سے اسے اپنے گھر میں کروائے پڑھائے، سکھلائے اور سمجھاتے ہوئے کی مفصل ماہواری رپورٹ دینے کا بھی پابند ہو۔

ی ۳ ۔ گھر والوں کو عبادات و معاملات، خورد و نوش، سونے جاگنے، نفل و فال اور غسل و وضو کے آداب و قواعد اور اذکار و ادعیہ نیز اکابر ملت کے سیر و سوانح وغیرہ جمیع ما فی الاسلام سے متعلق روزانہ بار بار اپنے سے پوچھنے سیکھنے اور اپنے شکوک یا غلط فہمیاں رفع کروانے کا زیادہ سے زیادہ عادی بنائے۔

ہو تو ہو لیکن عند اللہ نائب امیر البیت اور مصلح و مربی کا خطاب ہرگز ہرگز نہیں پا سکتی۔

(غ) اپنی بیوی کو پہلے یا زیادہ سے زیادہ چالیس سالہ ہونے کے بعد حقوق و فرائض، عبادت و تلاوت مطالعہ وغیرہ کے ذریعے زادراہ آخرت کی تیاری نیز اپنی ذاتی اور بچوں کی ذہنی، علمی، اخلاقی وغیرہا اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں تلافی مافات کرنے اور انہیں پوری پوری سرگرمی و جانفشانی دکھانے کی غرض سے مصائب حمل وولادت سے آئندہ ہمیشہ کے لئے آزاد و فارغ البال کر دے۔

(ف) ہمیشہ روزانہ اور بار بار اپنے گھر والوں کو سمجھاتے سمجھاتے یہ عقیدہ ان کے دل و دماغ میں کالنقش فی الحجر کر دے کہ قدرت کی طرف سے اپنے امیر البیت کے ذریعہ اپنی علمی اور دینی و اخلاقی وغیرہا اصلاح و ترقی ہی کی غرض سے اور افکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، نشست و برخاست، بود و ماند، غسل و حجامت، بول چال، خورد و نوش اور سونے جاگنے وغیرہا میں کتاب و سنت کے سانچے کے اندر ڈھلنے کے لئے اور ہر قسم کی خامیاں اور کوتاہیاں دور کرانے ہی کی خاطر انہیں ایک گھر میں جمع کیا اور بسایا ٹھہرایا گیا ہے تاکہ وہ مدۃ العمر اپنی مریدانہ، شاگردانہ بلکہ غلامانہ حیثیت سامنے رکھتے اور اسی میں اپنی سعادت و ترقی دارین مخفی سمجھتے ہوئے اس کی طرف سے بظاہر غلط سے غلط دعوت اور ہر قسم کی بڑی سے بڑی زبانی یا دستی وغیرہا تہدید و سزا کا انتہائی خوشدلی و خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا کریں

(ق) روزمرہ فرائض خانگی کھانا پکانا، گوندھنا، پیسنا، لینا دینا، سینا پرونا، خریدنا بیچنا، تولنا ماپنا، جھاڑو دینا، بلونا اور دھونا وغیرہ سے ہر ایک ممبران خانہ میں سے ہمیشہ کے لئے ایک ایک ممبر کو سپرد کر رکھے۔

(ک) اپنی بیوی کو ہمیشہ سمجھاتا رہے کہ اگر وہ میاں کے مقابلہ میں خود کو ہر لحاظ سے ذلیل و نابکار اور بے عمل و ناقص العلم حتیٰ کہ اس کی ادنےٰ سے ادنےٰ مرید و شاگرد نہیں سمجھتی یا اس کے امر و نہی سے برافروختہ ہوتی ہے یا اس کے سامنے ڈرنا اور دبنا نہیں جانتی اور اس کے سامنے پست سے پست آواز میں اور کم سے کم بولنے اور اسے اپنے سے پیشتر اور بہترین کھلانے کی عادی نہیں اور اس کی حاضری میں سرو قد کھڑی نہیں رہتی بلکہ بچوں کے سامنے اس سے لڑائی جھگڑے اور سوال و جواب کرتی اور انہیں اس کی گذشتہ یا موجودہ کوتاہیوں اور غلطیوں سے متنبہ کرتی ہے تو وہ اپنے بچوں سے بھی یہ امید نہ رکھے کہ وہ گھر یا باہر والوں اپنوں یا بیگانوں خدا یا بندوں غرض کسی کے لئے بھی کبھی باعث خوشی ہونگے۔

(ے) اپنے گھر والوں کو ہمیشہ کے لئے ٹھیک ایک ہی مناسب وقت مقررہ پر کھانے پینے، گھومنے

اراکینِ جمعیۃ المصلحین کے باہمی روابط

(نصب العین مصرحہ حقیقت ہے کے مطابق) کسی جگہ کی مسلم یا غیر مسلم آبادی کی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی یا سیاسی وغیرہا ہر طرح کی اصلاح و ترقی میں وہی (امام نماز، نائب امام، موذن، مفتی، قاضی، معلم وغیرہم پر مشتمل) جمعیت کامیاب ہو سکتی ہے :—

۱ — جس کے تمام تر یا بیشتر اراکین کو حکم و ہدایت ہو نماز پنجگانہ، جمعہ، عیدین، ولیمہ و عقیقہ یا جنازہ وغیرہا روزانہ یا ہنگامی تقاریب و مواقع کے علاوہ بھی کبھی کبھار اپنے نصب العین، طریق کار یا پیش آمدہ مشکلات زندگی پر غور و فکر یا عام مذاکرہ کرنے اور اپنی ذاتی تکالیف یا دکھ سکھ کے پیش نظر یا مجرد ملاقات ہی کی غرض سے ہفتہ دو ہفتہ یا اس سے کم و بیش مدت کے بعد دو ایک گھنٹہ کے لئے ضرور بخوشی ایک جگہ جمع ہوتے رہا کریں۔

۲ — جس کا ایک ادنیٰ رکن یا عہدہ دار بلکہ امام و امیر تک خود بڑے سے بڑا ذہین و فہیم اور پختہ کار و جہاندیدہ ذی فراست و مشرح الصدر ہونیکے باوجود اپنا پرائیوٹ سے پرائیویٹ کام حتیٰ کہ خرید و فروخت، لین دین، آمد و رفت اخذ و ترک معاش و مسکن اور نکاح و انکاح بھی آئینی طور پر سفاہی اولوالاحلام و النہیٰ اراکین و عہدہ داران جمعیت یعنی اپنے امام نماز پنجگانہ، نائب امام اور معلم و مفتی یا موذن وغیرہم سے مشورہ کئے اور ان کی اطلاع و اجازت اور متفقہ فیصلہ کے بغیر کبھی انجام نہ دے۔

۳ — جس کے جملہ اراکین اپنے زاویہ نگاہ، علم و فہم، عزائم و عقائد، فروع و اصول، عبادات و معاملات، شکل و لباس، ذریعہ معاش، فکر و احساس، خدمت خلق و نصرت دین الحق کے اعتبار سے اس درجہ متقارب و متشابہ نیز باہم اتنے قابل اعتماد و متحد ہوں کہ کسی معاملہ پر ان میں فقط ایک ہی سے ملاقات و مذاکرہ کرنے یا کچھ طے پا جانے کے بعد کسی دوسرے سے ملنے یا گفت و شنید کرنے کی ضرورت یا کسی کی طرف سے اسکے خلاف حرف شکایت و اعتراض زبان پر لانے اور دم مارنے کی گنجائش و احتمال نہ ہو بلکہ کسی شخص کا ان میں کے کسی ایک سے تعلق و تعارف یا عہد و پیمان بھی جمعیت کی جمعیت سے اور شقاق و خلاف یا انکار و انحراف بھی جمعیت کی جمعیت کے ساتھ عداوت و بغاوت سمجھا جائے۔

۴ — جس کا ہر رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو روٹی کپڑا، جگہ، مکان و سامان، بستر و چارپائی، قرض و مستعار

اصل پروگرام یہاں ختم ہوا

مزارعوں، دکانداروں یا پیشہ وروں، قریبیوں یا پڑوسیوں کیطرف سے دل و زبان اور ہاتھ سے محبت و عقیدت کا برتاؤ ہوتا ہے تو اُسے موت یا بیماری اور بڑھاپے کے سوا کسی چیز کا رنج و غم تو کیا کبھی اسکا خواب و خیال تک بھی نہ آسکے۔

ع ۹ جس کا ہر رکن اپنے دل کو اس یقین و ایمان سے معمور و لبریز رکھے کہ اس کے کسی بھائی کا لوگوں کی نظروں میں اس سے بڑھ چڑھ کر ممدوح، معزز اور صاحب اثر و رسوخ ہونا یا کسی سے ترقی پانا، اچھے گھرانے سے رشتہ حاصل کرنا قدرت کی ناانصافی یا عامۃ الناس اور افسروں وغیرہ کی غلط اندیشی و نامردم شناسی اور لوگوں کی غلط فہمی، سادہ لوحی کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ درحقیقت اپنی وہبی یا کسبی، علمی، ذہنی، اخلاقی، روحانی یا باطنی خوبیوں، بلند پایہ قابلیتوں اور دینی یا قومی خدمتوں اور قربانیوں کے لحاظ سے ہی اس کا بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر قدر و منزلت کا مستحق ہے۔

ع ۱۰ جس کا کوئی رکن خود ہی ایسی غلطی و زیادتی کا کبھی سرے سے ارتکاب نہ کرے جس کی پاداش یا لوگوں کی نفرت و ناراضگی اور ندامت سے محفوظ رہنے یا اس پر پردہ ڈالنے کی غرض سے بعد میں اسے اس قسم کے ذلیل و رکیک، شوخ چشمانہ اور نامعقول یا دریوزہ گرانہ الفاظ استعمال کرنا پڑیں کہ وہ ابھی سادہ لوح و کمسن تھا یا کہ یہ غلطی ابکی بار اس سے سرزد ہو گئی تو کیا ہوا پہلے تو کبھی وہ اس کا مرتکب نہیں ہوا یا یہ کیا دنیا جہان میں پہلی دفعہ اسی نے اس جرم کی طرف اقدام کیا ہے یا یہ کہ کیا اس کے شخصی یا قومی احسانات و خدمات یا شرافت نسبی و دوستانہ و رشتہ دارانہ تعلقات ما کبر سن وغیرہا متقاضی اغماض و درگزر نہیں ہیں؟ وغیرہا۔

ع ۱۱ جس کا ہر رکن اپنے دو جماعتی بھائیوں کو لڑتے جھگڑتے، روٹھے بگڑتے، باہم رنجیدہ و نالاں، درپے آزار و حق تلفی وغیرہا پا کر ان کے درمیان بذات خود صلح و موافقت کرائے (اور بصورت ناکامی امیر و امام نماز کی خدمت میں اسکی اطلاع پہنچائے) بغیر کبھی چین سے نہ بیٹھے۔

ع ۱۲ جس کا رکن خوشحالی و فارغ البالی کی حالت میں بھرے گھر اور زائد از ضرورت اموال و امتعہ سے اور خود بھوک پیاس سہے بغیر کسی کو کھلانے، پہنانے، قرض و مستعار (مکان و سامان) دینے یا قومی ضروریات و خدمات میں پیش پیش نظر آنے کی بنا پر نہیں جبقدر کہ بذات خود حد درجہ ضرورتمند ہونے کے باوجود اپنا اور بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر اور گرسنگی و برہنگی کی حالت میں (اپنے مقامی جماعتی بھائی کو) کھلانے، پہنانے یا قرض و مستعار دینے یا رفاہ عامہ اور قومی و اصلاحی امور میں حصہ لینے سے خود کو خدا اور بندوں میں ایثار پیشہ، محب المساکین اور خادم الاخوان کہلانے کا مستحق سمجھے۔

ع ۱۳ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کیطرف سے کتنا ہی رنجیدہ و ستم رسیدہ ہونے کے باوجود بار بار اور عرصہ دراز تک خلوت و خاموشی میں بذات خود اس سے صلح و مفاہمت کی درخواستیں، منتیں، سماجتیں اور دعائیں کر چکنے کے بعد ہی اپنے کو اسکی شکایت یا صلح جوئی کی درخواست حق رسی کا (اور وہ بھی کسی دیگر اپنے یا بیگانے سے

ملازمت یا زمینہ وغیرہا سے کسی چیز کا ضرورت مند و محتاج اعانت پاکر اس کے کہے یا اشارہ تک کئے بغیر ہی اسکی حاجت روائی و مشکلکشائی تک خواب و خورش نہیں تو اطمینان و دلجمعی تو ضرور اپنے لئے حرام کر رکھے اور ہمیشہ جسمانی یا مالی اور زبانی کوششوں اور دعاؤں کے ذریعے ذاتی مشکل و ضرورت ہی کی طرح اس کے لئے ہر جگہ بے قرار پایا جائے۔

۵ جس کا امیر سے ادنیٰ عہدہ دار و رکن تک قیل و قال، نشست و برخاست، خرید و فروخت، تحفہ و تحیہ وقف و ہبہ، عیادت و تعزیت، سلام و مصافحہ، استقبال و مشائعت، ولیمہ و عقیقہ کی دعوت دینے یا قبول کرنے زبانی، جسمانی، مالی، شخصی یا قومی احسان و ایثار، تعظیم و تواضع، قرض و مستعار دینے اور نکاح و انکاح وغیرہا کے لئے ہمیشہ اور زیادہ تر اپنی جمعیت اور اسی کے اراکین کو مخصوص و مقدم رکھے۔

۶ جس کا ہر رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں یقین واثق رکھتا ہو کہ وہ اسے اپنی جان سے بڑھکر عزیز و محترم سمجھتا اور اس کی ذاتی و خانگی مادی یا روحانی اصلاح و ترقی اور عزت و اقبال کا بھی اپنی ہی طرح ہمیشہ دل سے خواہاں و کوشاں ہے اور کسی بارے میں اسکا اسے جلوت و خلوت میں سخت سے سخت طریق پر تنبیہ و تفہیم کرنا یا کوئی ہدایت و مشورہ دینا اسکی توہین و تحقیر یا نقصان و تکلیف اور ذاتی غرض سے نہیں بلکہ فقط اسی لئے ہے کہ جسطرح اسے بذات خود علمی، عملی، اخلاقی، تمدنی یا سیاسی وغیرہا لحاظ سے کمزور و کمتر رہنا اور خرابیوں یا خامیوں سے ملوث ہو یا خدا اور بندوں کی نظروں میں گرنا برداشت نہیں اسی طرح وہ اسے بھی ظاہراً یا باطناً، علماً یا عملاً ذلیل و پسماندہ نہیں دیکھ سکتا، اس کے ہدایت و مشورہ کو والدین بلکہ خدا رسول ہی کیطرف سے جان کر انتہائی عجز و الحاح اور خوشدلی و خندہ جبینی سے سنا اور مانا کرے۔

۷ جس کا ہر رکن اپنے کسی جماعتی بھائی کیطرف سے اس کے عزائم و عقائد، عبادات و معاملات، حقوق و فرائض، گفتار و کردار وغیرہا میں کوئی غلطی و کوتاہی ملاحظہ کرنے پر یا خود اپنے ساتھ اسکی طرف سے کسی زبانی، جسمانی یا مالی زیادتی ظہور میں آئی ہوئی دیکھ کر پورا پورا یقین رکھتا ہو کہ وہ محض اس سے خطاءً اضطراراً یا اتفاقاً اور بادل ناخواستہ ہی صادر ہوئی اور اس کی پہلی اور آخری غلطی یا کوتاہی تھی ورنہ اس سے پہلے بھی وہ سر تا سر اس سے مبرا اور ہر لحاظ سے ایک بزرگ و برتر شخصیت تھی اور اب بھی مدت العمر کے لئے وہ اس کے اور اپنے خداوند نیز تمام بندوں کے حق میں بدل و جان اور ہر جلوت و خلوت میں بہتر سے بہتر اور یگانہ روزگار رہی ہے۔

۸ جس کا ایک ایک فرد و رکن اس حقیقت سے سو فیصدی متفق ہو اور بدل و جان اسے اپنائے کہ اندھا بہراپن، بیماری اور بڑھاپا تو بیشک کسی کے بس کا روگ نہیں لیکن انسان کی خوشدلی اور راحت و اطمینان تو سر تا سر اپنے جنس ہی کے ہاتھ میں ہے یعنی اگر کسی شخص کے بڑوں یا چھوٹوں، بیوی، بچوں، گھر یا باہر والوں یا ملکوں

اور آئندہ کے لئے محتاط وہوشیار رہنے کا پختہ عہد کرے۔

۱۹۔ جس کا ہر رکن کسی اپنے یا بیگانے، چھوٹے یا بڑے، کمینوں یا پیشہ وروں، افسروں یا ماتحتوں، مریدوں یا شاگردوں وغیرہم کی طرف سے اس ادب و عقیدت، سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت تعظیم و تحسین، احسان و مہمانداری یا اس رزق و دولت، علم و عقل، جاہ و منصب، زن و فرزند، خوبروئی و توانائی یا کسی معاملہ میں اپنی اس کامیابی و سربلندی اور آرام و راحت پر جس سے کہ اس کا دوسرا جماعتی بھائی محروم ہے کبھی شاداں و نازاں نہ پایا جائے۔

۲۰۔ جس کا کوئی رکن اپنے اور دوسرے جماعتی بھائی کے رزق و مال، شکل و لباس، مکان و سامان، علم و ہنر، فضل و ذہن، زن و فرزند، آنکھوں کے لفظ، دانتوں، بالوں، رنگ روپ، قد و قامت، زور و ہمت، الحان و ترنم، تحریر و تقریر کے درمیان زبان سے تو کیا اپنے دل کے اندر بھی کبھی موازنہ نہ کرے اگر بذات خود اس سے بہتر و برتر ہے یا مذکورات سے کوئی چیز اس سے زیادہ اور عمدہ رکھتا ہے تو اس کے رو در رو یا پس پشت خود کو یا اپنی کسی چیز کو بہتر و برتر کہے اور نہ ہی اگر بذات خود مذکورہ امور میں اس سے کمزور و پسماندہ ہے تو اس کے یا کسی دیگر کے سامنے حسرت و افسوس کے لہجہ میں خود کو ناچیز و بدنصیب ہی ظاہر کرے (کیونکہ پہلی صورت میں وہ فخر و غرور اور دوسری میں رشک و حسد کا مرتکب ہوگا۔)

۲۱۔ جس کا کوئی رکن دوسرے جماعتی بھائی کے پاس موجودہ کسی چیز یعنی کپڑے، جوتے، چھتری، گھڑی وغیرہا کو للچائی ہوئی اور پر رشک نگاہوں سے کبھی بار بار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اور چھو چھو کر دیکھے نہ اس کے بارہ میں زیادہ تر اور اس قسم کے سوالات ہی کیا کرے کہ یہ آپ نے کب، کہاں سے، یا کس طرح، ایسی اچھی، اتنے داموں میں حاصل کر لی، مجھے تو ملتی نہیں مجھے بھی حاصل ہو جائے یا آپ خود ہی لا دیں تو کیا اچھا ہو۔

۲۲۔ جس کا ہر رکن (بشرطا آسودہ حالی و فارغبالی) دوران سفر و ملازمت وغیرہ میں اپنے علاوہ ایک اور ہمسفر و غریب الحال جماعتی بھائیوں یا ان کے بچوں کو بھی اپنے ہی افراد کنبہ سمجھکر ان کے بھی کرایہ اور کھانے پینے یا باربرداری وغیرہ کا (بجائے خود ان کے) بذات خود بخوشی متکفل ہونے کی زیادہ سے زیادہ جرأت و عادت رکھتا ہو اور یہ یقین جانتا ہو کہ جماعتی بھائیوں سے ہمسفری یا غریب الوطنی کی سعادت روز روز نصیب نہیں ہوگی اور خرچ کردہ رقم یا ہمت کا عوض بھی اسے ابھی یا کبھی ملے بغیر نہ رہ سکے گا۔

۲۳۔ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی سے کوسوں دور و دراز جا کر بھی اسکی ذات پات یا اس کے کسی کارنامے یا اس کی کسی چیز کی تعریف و تحسین، اس کے کسی عزیز یا بچے سے محبت و احسان، اس کی کسی چیز کی محبت و حفاظت، اس کے حکم و ہدایت کی پیروی، اس کی بھلائی و عزت کی کوشش، اس

نہیں بلکہ نفقط امیرِ وہ (امام نماز) کے ہاں مجاز جانے۔

۱۴۔ جس کے ہر رکن کو اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کی وسیع النظری، حق آگاہی، اصابت الرائی اور پاک دلی پر اس درجہ کامل اور کلی یقین و اعتماد ہو کہ اس کے (بظاہر) مضر سے مضر اور بزعم خود غلط سے غلط حکم و ہدایت پر بشرطیکہ وہ صراحتہً خلاف کتاب و سنت نہ ہو) کے سامنے بھی سر جھکا دینے، بڑے سے بڑا نقصان اٹھانے، اپنے جائز سے جائز بلکہ واجبی سے واجبی حقوق سے دست بردار ہو جانے، غرض کوئی سا کام بھی کرنے یا چھوڑنے میں لمحہ بھر کا تامل و تردد روا نہ رکھے۔

۱۵۔ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے قریبی سے قریبی اور معزز سے معزز (ایک یا کئی) جماعتی بھائیوں سے کتنا ہی محو گفتگو ہونے کی حالت میں بھی ان (یا اس) سے منہ موڑ کر تیسرے نو وارد یا بعد میں آنے والے اور سلام و مصافحہ کے خواہاں و کوشاں جماعتی بھائی سے کم از کم منٹ دو منٹ تک اسی کی جانب انتہائی خضوع و تپاک کے ساتھ رخ کئے رکھنے اور اس کے استمزاج و استقبال سے پوری طرح فارغ ہونے کے بعد ہی پھر ان کی طرف متوجہ ہوا کرے۔

۱۶۔ جس کا ہر رکن اپنے عام حالات اور عبادات و معاملات، علم و عقل یا اخلاق و عادات یا حقوق و فرائض وغیرہ کے لحاظ سے بالکل صفر و ناچیز جماعتی بھائی کو بھی اور نہیں تو اس کے فقط ظاہری اور ہنگامی طور پر اپنے ساتھ سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، لین دین، افہام و تفہیم اور اظہار غمخواری و ہمدردی وغیرہ کرنے ہی کی بنا پر اسے صد درجہ قابل تعریف و تعظیم سمجھے اور اچھے سے اچھے طریق پر اس سے پیش آئے۔

۱۷۔ جس کا کوئی رکن راستہ میں حائل شدہ اینٹ، پتھر، کوڑا، کرکٹ، کانٹا، گڑھا یا کیچڑ، غرض اپنے مقامی جماعتی بھائیوں کے لئے نفرت انگیز و رنجدہ کوئی بھی چیز پا کر یا کسی رفاہ عامہ جگہ یا سامان اور مسجد و مدرسہ یا پل اور سرائے وغیرہا کو قابل اصلاح و پرخطر حالت میں دیکھ کر اسے درست کئے اور دور ہٹائے بغیر کبھی لاابالیانہ آگے نہ بڑھے۔

۱۸۔ جس کا ہر رکن اپنے ساتھ کبھی کبھار بھولے سے رائی بھر کا احسان و ایثار حتی کہ سلام و مصافحہ تک نہ کرنے والے حقیر سے حقیر بلکہ دشمن سے دشمن اور ظالم سے ظالم جماعتی بھائی کو سلام کہنے یا اس سے مصافحہ یا اس کی عیادت و تعزیت کرتے یا ولیمہ وعقیقہ پر اس کے ہاں جانے یا اسے بلانے اور اس کا استمزاج و استقبال وغیرہ کرنے سے قاصر رہنے کی غلطی کا مرتکب ہو کر اس کی طرف سے شکایت و شکوہ یا جواب طلبی کئے جانے پر ایسا کہنے کی بجائے کہ "اس نے اس سے کونسا احسان کیا کس موقعہ پر اسے کچھ امداد دی تھی یا فلاں حالت میں فلاں نقصان و تکلیف پہنچائی تھی یا وہ خود بھی اس کے مذکورہ قسم کے مواقع میں حاضر و شامل نہیں ہوا تھا" اپنی غلطی و کوتاہی کا صاف صاف اور کھلے لفظوں میں اعتراف کرتا ہوا انتہائی عجز و ندامت کے ساتھ اس سے عذر خواہ ہو

۲۷۔ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کے جھوٹ اور مبالغہ کے طور سے بھی یہ کہنے پر کہ "میں نے تم یا فلاں سے یہ احسان و شفقت کی ہے" یا "آرام و تکلیف یا عزت و ذلت میں ہوں" "فلاں غلطی و زیادتی نہیں نہیں کی" اگر اس کی تصدیق نہیں کر سکتا تو اس کے تغلیط و تکذیب سے بھی اپنی زبان بند رکھے۔

۲۸۔ جس کا ہر رکن اپنے گرد و پیش کے جماعتی بھائیوں علی الخصوص عہدہ داران و امیر جمعیت کو یہ اعلان کئے اور ان سے پوچھے بغیر کہ اگر انہوں نے بھی اپنا کوئی پیغام یا چھٹی وغیرہ یا کوئی چیز کسی کو بھیجنا یا منگوانا یا کوئی بھی کام کروانا ہو تو کہدے کبھی اپنے کام کے لئے شہر و بازار ہسپتال یا ڈاکخانہ وغیرہ کا رخ نہ کیا کرے۔

۲۹۔ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی کیطرف سے اس قدر اپنے لئے نہیں جسقدر اپنی طرف سے اس کے لئے سلام و مصافحہ، استمزاج و استقبال، قرض و مستعار دینے احسان و خدمت، نفع و آرام، عیادت و تعزیت، تعریف و تحسین، ہمدردی و غمخواری، عذر خواہی و صلح جوئی، عجز و ادب، صبر و حلم، کفش برداری و جاروب کشی کو اپنے لئے باعث فخر و سعادت یقین کرے۔

۳۰۔ جس کا ہر رکن کسی کی گم کردہ چیز پا کر اگر اس کے مالک کی خبر رکھتا ہے تو لمحہ بھر اسے پاس رکھے بغیر بذات خود اس کے ہاں جا کر پہنچائے نہیں تو علی الفور بیت المال میں جمع کرادے اور ایک مدت تک وہاں سے خود یا اس کے انچارج کے ذریعہ ہمیشہ برابر اس کا اعلان کرتا کرواتا رہے۔

۳۱۔ جس کے کسی ایک یا زیادہ اراکین کیطرف سے گاہے ماہے عیدین وغیرہا کے مواقع پر ممکن ہو تو زیادہ سے زیادہ نہیں تو کم از کم اس کے سابق الاول اولوالاحلام و النہیٰ اراکین و عہدہ داران کو آم خربوزہ، کھجور، چائے، مچھلی وغیرہا کی پارٹی بھی ضرور دی جایا کرے جس میں تمام ادنیٰ و اعلیٰ باہم مل کر اور ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھایا پیا کریں۔

۳۲۔ جس کا ہر رکن کسی کی طرف سے اپنے دوسرے جماعتی بھائی کے مقابلہ میں اپنے علم و عقل، زور و ہمت، جاہ و نسب، تحریر و تقریر، الحان و ترنم، قد و قامت، شکل و صورت، زن و فرزند، مکان و سامان، مال و مواشی، ذکر و عبادت، فیاضی و وسیع الظرفی، حق گوئی وغیرہا کی (ہر کہیں علی الخصوص دررو) تعریف و تحسین پر اس کی تحقیر و تنفیر کے پیش نظر اس قدر نازاں و فرحاں نہیں جتنا کہ رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو۔

۳۳۔ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کے احترام و دلجوئی کی غرض سے اسکی رستہ میں یا بے جا پڑی ہوئی کوئی چیز پاؤں کی بجائے اپنے ہاتھ ہی سے ادھر ادھر کرے یا اٹھا کر رکھے اور اس کے مطالبہ پر یا از خود اسے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی اسکی طرف دور سے پھینکنے کی بجائے اسے دست بدست خود پاس جا کر پکڑایا کرے۔

کے انکار وعقائد کی تائید وتصدیق اسی طرح (خلوص وخوشدلی کے ساتھ اور بزور الفاظ میں) کرے کہ گویا وہ بذات
اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا ہے اور خود بھی ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں یہی یقین وایمان رکھے
کہ وہ بھی گھر یا باہر غیبت وخطابت میں نیز ہر اپنے یا بیگانے کے پاس ہمیشہ عزت وادب ہی سے اس کا
نام لیتا، اسکی تعریف وتحسین ہی کرتا اور اپنی ہی طرح اسکی مشکل وضرورت حل کرنے اور اس کی بھلائی وترقی یا
شہرت وناموری کے لئے متفکر وسرگرم عمل رہتا ہے۔

۲۴؎ جس کا ہر رکن اپنے حق میں کسی دوسرے خود غرض سے خود غرض، نااہل سے نااہل اور دشمن سے دشمن
جماعتی بھائی کی گالی گلوچ، اتہام وبدانیشی اور غیبت وشکایت کی خبر سن کر اسکی تصدیق وتائید کرنے یا اس
پر مشتعل وآمادہ انتقام ہونے، اسے بائیکاٹ کرنے، اپنا دشمن مال وجان قرار دینے اور اس سے نوٹس لینے
کی بجائے اول تو راوی ومخبر ہی کو جھوٹا یا غلط فہم اور ناقابل اعتماد ٹھہرائے نہیں تو کم از کم صبر وخموشی سے
ضرور کام لے اور کبھی کسی اپنے یا بیگانے سے اس کا ذکر تک نہ کرے۔

۲۵؎ جس کا ایک ایک رکن اس حقیقت کو رگ وریشہ میں جاری وساری کر چکا ہو کہ عالی ظرفی ودیدہ
وری، حق آگاہی وباخدائی کا منتہائے کمال تو یہی ہے کہ وہ دوسرے جماعتی بھائی کیطرف سے بڑے سے
بڑے جسمانی یا مالی وغیرہا نقصان وتکلیف کے باوجود خود اس سے جواب طلبی یا بحث ونزاع یا کسی تیسرے اپنے یا
بیگانے (حتیٰ کہ امیر جمعیت) سے بھی کبھی اس کا ذکر وشکایت تک نہ کیا جائے **دوسرا** درجہ یہ ہے کہ کسی اپنے
یا بیگانے کو کانوں کان خبر تک کئے بغیر اور بارگاہ امارت سے بھی ادھر ادھر خود اسی (نقصان دہندہ) سے
بذات خود بند کمرہ میں تصفیہ ومفاہمت کر لی جائے **تیسرا** درجہ یہ ہے کہ آئینی وقانونی طور پر اپنی شکایت مقامی
بارگاہ امارت اور دارالقضا میں پیش کی جائے، اور اس سے صادر شدہ بظاہر غلط سے غلط اور جانبدارانہ سے
جانبدارانہ نقصان دہ سے نقصان دہ فیصلہ کو وحی الٰہی اور کتاب وسنت ہی سمجھکر اس کے سامنے بلا حیل و
حجت سر تسلیم خم کیا جائے اور بعد ازاں کہیں کسی اپنے یا بیگانے اور خود فریق ثانی تک سے بھی کسی جلوت و
خلوت میں کسی اور رئیس وافسر کے پاس اس کا ذکر تک کرنا اپنے لئے سرتاسر عتاب الٰہی اور ذلت وشقاوت
دارین کے سوا کچھ نہ جانا جائے

۲۶؎ جس کا ہر فرد دوسرے جماعتی بھائی کیطرف سے (خود کتنا ہی بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود) اپنے
استقبال ومشایعت، اس کے پنکھا جھلنے، پانی نکال کر دینے یا پلانے، بستر بچھانے یا دیگر اس کے کسی طرح کے
ادنیٰ سے ادنیٰ جسمانی یا مالی احسان وخدمت خود کو دل سے اس کا بالکل ناشایان شان سمجھکر یا اسکی تکلیف
ونقصان کے پیش نظر شاذونادر اور بادل ناخواستہ ہی قبول کرے۔

وغیرہا ارشادات نبویہ اور احسن الیٰ من اساء کی ہدایت ضرور فراموش کرچکا ہوگا اور ہزارہا طعنوں یا ذیتوں اور ظلموں، لعنتوں اور بددعاؤں کے جواب میں کبھی نہ کبھی اس کے سامنے یا پس پشت اس کا تھوڑا یا بہت ضرور شکوی وشکایت کر بیٹھتا ہوگا یا خدا کے ہاں بھائیوں کے لئے دعا ر اصلاح وہدایت اور اپنے حق میں ان کی حسن معاشرت کے اذکار واوراد مسنونہ سے کام نہیں لیتا ہوگا۔

۳۷ جس کا ہر رکن کسی اپنے یا بیگانے بڑے یا چھوٹے زن و فرزند، باپ یا بیٹے استاد یا شاگرد کی طرف سے ممدوح و معزز ہونے اور اس سے اپنی تعظیم و خدمت کروانے کے لئے اتنا اس سے نسبی قرابت اور اس کی بلند اخلاقی و وسیع النظری یا فیاضی و قدرشناسی پر نہیں جسقدر خود اپنی ذات، اپنے ہی کیرکٹر، اپنے ہی حسن معاشرت، اپنے ہی صبر و حلم، اپنی ہی پاکدلی و بے نفسی، اپنی ہی زبان، اپنے ہی اعضاء وجوارح اپنے ہی احسان و ایثار، اپنے ہی چٹان کے سے مضبوط و ناقابل تسخیر دل گردہ اور (فی الجملہ) دفع السیئۃ بالحسنۃ پر اعتماد رکھتا ہو اور اعتماد بھی اس قدر کہ ہمالہ کی چوٹی پر کھڑا ہو کر بہانگ دہل دنیا میں اعلان کرسکے کہ کوئی اس سے توڑ اور بگاڑ کر تو دکھائے۔

۳۸ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے خود کو بڑے سے بڑا دکھ دینے والے جماعتی بھائی سے خود تو اپنے سے معافی مانگنے (علی الخصوص بھری مجلس کے اندر) کا نا امکان کبھی خواہاں نہ ہو لیکن خود اس کی ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کرتے پر علیحدگی کی بجائے زیادہ نہیں تو جسقدر تعداد کے سامنے اس سے غلطی و زیادتی سرزد ہوئی ہے اس کے اندر اس سے معافی مانگنا اپنے لئے فخر و سعادت کا بلند ترین مقام سمجھے۔

۳۹ جس کا ہر رکن بذات خود بڑی سے بڑی جسمانی یا مالی اذیت و مشقت جھیلنے کو طیار رہو لیکن زیادہ سے زیادہ ممنون و پرورد احسان اور قریبی سے قریبی مزدور و ملازم، شاگرد و دوست دکاندار یا کمیں و پیشہ ور جماعتی بھائی حتی کہ اپنے بیوی بچوں تک کی طرف سے بھی اپنی ذاتی ضروریات سے متعلق زائد و خارج از فرائض منصبیہ، اس کی قوت سے بڑھ کر، زیادہ دیر تک، اس کے لئے موجب شکایت و باعث اعتراض قسم کی کسی شاق و رنجدہ جسمانی یا مالی محنت و خدمت بار عایت و بیگار کی خواہش و توقع رکھنا حرام سمجھے۔

۴۰ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی کے ساتھ بیع و شریٰ، قرض و مستعار، لین دین، ملازمت و مضاربت، نکاح و انکاح وغیرہا میں خود اس کی طرف سے پیش کردہ زیادہ سے زیادہ اور کڑے سے کڑے شرائط بطیب خاطر (مدت العمر کبھی زبان سے شکایت کئے تو کیا دل میں بھی ان کے خلاف رنج و غم کا خیال تک لائے بغیر) قبول کرے اور چوں بکنوں ان سے ایک ایک کو نباہے لیکن اپنی طرف سے کم

۳۴ے جس کا ہر کارکن اپنے ہر دوسرے اور اپنے حق میں بداندیش سے بداندیش بھائی کے لئے بھی اپنی ہی طرح دل سے ہمیشہ اس امر کا داعی و خواہاں رہے کہ خدا اسے راہ راست پر لائے اس کے حق میں بھی بہتر سے بہتر بنائے اور دنیا و عقبیٰ میں زیادہ سے زیادہ اسے اقبال و سعادت، زندگی و تندرستی اور فراغبالی سے سرفراز کرے لیکن یہ کہنا یا دل ہی میں بھولے سے کبھی ایسا خیال لانا کہ خدا ہی اسے سمجھائے یا کہ وہ کبھی چین نہ پائے گا اپنے لئے حرام سمجھے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی لعنت و دعائے بد اور دَفع السیئۃ بالسیئۃ ہی ہے۔

۳۵ے جس کا رکن اپنے جماعتی بھائی سے دریافت کئے اور بذات خود اس سے پوچھے اور جواب لئے بغیر پہلے ہی اپنے گھر میں بیٹھے بٹھائے اس سے بالا بالا رجم بالغیب اور پیشگوئی کے طور پر یا اپنی فراست و دور اندیشی جتانے کے لئے یا فقط اس کے سابقہ روایات کے پیش نظر اس سے متعلق اپنا یا کسی اور کا کوئی کام پڑنے پر کسی دوسرے سے صاف صاف اس طرح کہنا تو کیا دل تک میں اس قسم کا یاس انگیز و نفرت خیز بداندیشانہ خیال لانا بھی حرام سمجھے کہ وہ حسب دلخواہ طور پر یا بالکلیہ یہ مطالبہ کبھی پورا نہیں کرے گا یعنی قرض و مستعار یا رشتہ وغیرہا نہیں دیگا یا اس کی بات نہیں مانے گا بلکہ ہمیشہ اور بہر حال اس سے متعلق اپنے ہر مقصد کے حل کرنے میں اس کی طرف سے دلی جد و جہد (اور اپنے باپ یا بیٹے ہی کی مانند) سو فیصدی تعاون اور تسلیم و اطاعت امر کا یقین رکھے اور ہر کسی پر اس کے حق میں اپنا پر امید و خوش فہم نیز اسکا اپنے لئے بدل و جان مطیع و منقاد اور غمخوار و جاں نثار ہونا ہی ظاہر کرے۔

۳۶ے جس کا رکن اس امر پر یقین کامل اور ایمان واثق رکھتا ہو کہ اگر وہ بذات خود زبان و جوارح اور چشم و گوش نیز جلوت و خلوت میں دوسرے جماعتی بھائی کے لئے اچھا ہے یعنی اس کی عزت نیز مال و جان کا بھی اپنی ہی طرح دل و جان اور دست و زبان سے خیر اندیش و محافظ ہے تو (علی العموم) وہ بھی زیادہ دیر تک اس کی نفرت و مخالفت پر قائم نہیں رہ سکتا اور اس کے حق میں کوئی دوسرا اپنا یا بیگانہ افسر یا ماتحت حکومت یا ملک و قوم جبھی غدار و خائن اور سخت گیر یا حاسد و بد اندیش اور باغی و شاکی ہے کہ پہلے وہ خود ہی منصف و پاکدل، خوش مزاج و خندہ رو، حق آگاہ و با خدا، مودب و متواضع، خوش کردار و دین دار اور اپنی ہی طرح دوسروں کے آرام و آسائش، عزت و اقتدار، تعلیم و خوش معاشی اور اصلاح و ترقی وغیرہ کا خواہاں و کوشاں نہیں ہوگا یا دل سے اسے ناچیز اور قابل نفرت و حقارت جانتا ہوگا اس سے سوء الظن رکھتا یا ان کی طرف سے شکایت و شکوی، طعن و اتہام، حق تلفی و زیادتی اور گالی گلوچ یا فخر و حسد وغیرہا پر ادل تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہوگا نہیں تو کم از کم مکافات کا رویہ تو ضرور اختیار کئے ہوگا اور پیغمبرانہ صبر و سکوت سے تو قطعاً کام نہیں لیتا ہوگا یعنی صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، اِتِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ

ہیں ممدوح و معزز ہونا گوارا نہیں ہے۔

۱۵ جس کارکن دوسرے حاضر و غائب جماعتی بھائی کو کسی لحاظ سے اپنے سے بہتر و برتر پا کر اپنے دل میں کبھی ایسا خیال نہ گزرنے دے کہ دنیا اس کے قدم چومتی اور اس کے سامنے پامال اور شرافت آگے پیچھے رہتی ہے اور میرے کوئی نزدیک تک نہیں پھٹکتا یا اس کا اہل و عیال گھر بار اور ساز و سامان کیسا دل پسند، بیوی بچے کتنے مطیع و مودب، ہوشیار اور مستعد کار اور صاف ستھرے ہیں لیکن میرے کس درجہ نا اہل و سرکش یا کمزور و ناتواں اور بدصورت وغیرہ ہیں، اسے ہر چیز بہت پہلے، آسانی کے ساتھ اور بہتر و ارزاں ملتی ہے اور مجھے دیر سے گراں یا نکمی اور بمشقت ہاتھ آتی ہے، اسے کیسی اچھی آب و ہوا، کتنا آرام و آسائش۔ کتنی زیادہ اور معقول تنخواہ اور آمدنی کیا کیا اختیارات اور رعائتیں حاصل ہیں اور میں کسقدر غیر الحال و کس مپرس اور عزت و اقتدار یا تنخواہ و آمدنی کے لحاظ سے بالکل صفر و ناچیز ہوں، اس کا جاہ و مال فصل و باغ، شہرت و عزت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی پر ہے میں تنگدست و گمنام، مقروض و محروم، مجرد و بے خانماں ہوں، اسکی صحت و قوت، قد و قامت، آنکھیں، کان، دانت وغیرہا کیا خوب صحیح و قوی ہیں اور میری فلاں چیز کتنی کمزور و ناقص ہے، میرے سر یا داڑھی کے تمام کے تمام بال برف یا بیضہ مرغ کی مانند کبھی کے سفید ہو چکے ہیں اور یہ ابھی جوں کا توں ہٹا کٹا اور سیاہ زلفیں دندناتا پھر رہا ہے، دنیا بھر لطف و عیش اڑا رہی اور رزق و مال صحت و توانائی وغیرہا نعمتوں اور خوشیوں سے مالا مال ہے میں ہی سب سے بڑھ کر پامال و گرفتار مصائب اور بیماری و تنگدستی وغیرہا کا شکار ہوں اسے کتنا اچھا بلند اخلاق و خدمتگذار اور قدردان و فرض شناس سسرال یا داماد اور ملازم و مزارع حاصل ہے اور مجھے بد اطوار و نابکار خائن و عافیت کوش سے واسطہ پڑا ہے بلکہ بذات خود کتنا ہی بھوکا ننگا، بے اہل و مال، ذلیل و نابکار، بیمار و نزار، سفید ریش، اندھا، لنگڑا ہونے کے باوجود دوسرے جماعتی بھائی کو بالکل اپنے جیسا یا اپنے سے بھی زیادہ زبوں حال دیکھ کر خوش ہونے کی بجائے یہ یقین کر کے کہ اس (دوسرے جماعتی بھائی کی) ہر چیز یا جسمانی قوت اور عزت و ناموری وغیرہ ابھی یا کبھی کسی نہ کسی صورت میں میرے یا دوسرے جماعتی بھائیوں کے کام آئے اور میری عزت و شہرت اور آرام و آسائش کا موجب بنے بغیر نہیں رہ سکتی ہمیشہ اس کے خوشحال و تندرست قوی السمع و البصر مقبول و معزز ہونے کا ہی خواہش مند و دعا گو رہے۔

۱۶ جس کارکن خود کو علی العموم مقامی ولیمہ و عقیقہ، مقامی عبادت و تعزیت، مقامی نصر المظلوم اور مقامی نماز جنازہ ہی کا مکلف سمجھے۔

سے کم معمولی سے معمولی دو ایک شرائط ہی برائے نام اور وہ بھی بادلِ ناخواستہ ہی اسکے پیش کرے۔

۴۱ جس کا ہر رکن خواہ باپ یا خاوند ہو یا استاد اور بڑا بھائی اپنی ذاتی ضروریات کے سلسلہ میں اپنے بیٹے بیوی، شاگرد و عزیز کو بھی کسی ایسی چیز کا کبھی حکم نہ دے جسے وہ بارِ گراں یا اپنی خلافِ شان سمجھتا ہو لیکن اگر خود بیوی، بیٹا یا شاگرد و خرد ہے تو اپنے والد و خاوند یا استاد کی طرف سے انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں جاری شدہ سخت سے سخت نامناسب سے نامناسب اور بظاہر یا عامۃ الناس کے خیال میں بھی غلط سے غلط حکم کو بھی جبتک کے وہ بالصراحت خلاف کتاب و سنت نہ ہو کاَنَّ الطَّیْرُ فَوْقَ رَاسِہٖ کا مصداق بن کر سنے اور جس جگہ جب اور جس طریق سے وہ کہے مانا کرے۔

۴۲ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی میں کسی ذہنی، اعتقادی، تحریری یا تقریری، اخلاقی، عباداتی، خانگی، معاملاتی غلطی و کوتاہی یا اس کے اخلاق و عادات میں یا شکل و لباس اور مرگ و شادی وغیرہا کے اندر کوئی خلاف کتاب و سنت یا اس کے ناشایان شان نقص و عیب دیکھکر یا خود اس کے ہاتھوں بد عہدی، شکایت و شکوی، توہین و اتہام، نقصان مال و جان کا کتنا ہی شکار ہو کر زیادہ سے زیادہ بالمشافہ یا بذریعہ تحریر و پیغام اسے تنبیہ و تفہیم کرے لیکن کسی دیگر اپنے یا بیگانے کے ہاں کسی غرض سے آہستہ یا غیر آہستہ، تحریری یا تقریری وغیرہ طور پر اس کا ذکر تک کرنا بمقتضائے اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا زنا، چوری اور قتل النفس سے بھی زیادہ کبیرہ مقتاً عند اللہ یقین کرے۔

۴۳ جس کا ہر رکن مامورات سے کسی ایک کے بارہ میں پہلے ہی سے (اس پر سو فیصدی کاربند ہونے کے باوجود) اور منہیات سے کسی ایک سے متعلق پہلے ہی سے (اس سے سو فیصدی محفوظ و مبرا ہونے کے باوجود) اپنے دوسرے جماعتی بھائی کیطرف سے تاکید و تنبیہ پر یہ کہہ کر کہ وہ پہلے ہی سے اس کا ملتزم یا اس میں پورا پورا اور زیادہ سے زیادہ محتاط و محترز رہے اسے نادم و افسردہ کرنے کی بجائے بالکل نادان و جعل یا غافل و فاجر ہی کی مانند اس کا شکر گزار ہوتا ہوا پورے عجز و سکوت کے ساتھ اس کی سنے اسکے سامنے آمنّا و صدّقنا کہے اور اس کے بارہ میں بیش از پیش محتاط و مستعد رہنے کا اس سے پختہ ترین عہد کرے۔

۴۴ جس کا رکن اپنے دوسرے جماعتی کیطرف سے اس کے اپنی یا اپنے کسی بزرگ و خرد قریبی یا بیوی بچے اور شاگرد وغیرہا کی بہادری، فیاضی، تحریر و تقریر، ذہانت و طباعی کہیں ممدوح و معزز ہونے یا فتح پانے وغیرہا کا کوئی واقعہ سناتے یا قابلیت کا کوئی جوہر دکھاتے وقت خود اپنا ذاتی یا اپنے بزرگ و رشتہ دار یا عزیز و شاگرد کا بھی کوئی ویسا ہی واقعہ سنانے یا کوئی کارنامہ دکھانے سے اس لئے بالکلیہ محترز رہے کہ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ اسے اپنی ذات یا اپنے بزرگوں کے مقابلہ میں کسی اور جماعتی بھائی کا بڑھنا یا لوگوں

(چ) اپنے پیشہ سے متعلق کچھ پوچھنے، سیکھنے والے کو سکھانے بتانے میں (بجائے بخل و انکار کے) زیادہ سے زیادہ شوق و خلوص کا ثبوت دے گا۔

(ح) مقامی رفاہ عامہ مسجد و مدرسہ، دار المطالعہ، اور بیت المال کے قیام و استحکام، غریبوں، مقروضوں، اندھوں اور بیماروں کی اعانت و دستگیری میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی اور بیش از بیش اپنا وقت و مال صرف کرے گا۔ (ڈ) اپنے زراعت، تجارت یا ملازمت وغیرہ) ذریعہ معاش کو اجتماعی نماز پنجگانہ درس صبحگاہی، روزانہ مطالعہ یا تفریح - با صحبت جماعتی پروگرام میں کبھی خلل واقع نہیں ہونے دیگا اگر ہوا تو عذر کر کے غیر ضروری کاموں کا وقت دوا نہیں رکھیگا۔

(س) اپنے فرائض منصبی وغیرہ سے متعلق اپنے طرز عمل کے خلاف لوگوں کی شکایات ہمیشہ ان سے پوچھتا، ٹھنڈے دل سے سنتا، اور ان کے کہنے پر اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کی زیادہ زیادہ اصلاح و ازالہ کرتا رہے گا اور اپنے طرز عمل کو لوگوں کے حق میں زیادہ سے زیادہ سازگار و حسب حال بنائے گا۔

(ط) حاجتمندوں کے اپنے عیش و فراغت میں خلل انداز ہونے کے ڈر سے یا ان سے جان بچانے کے لئے کبھی آبادی سے دور و دراز مقیم ہوگا نہ دربانوں اور نوکروں کے ذریعے ان سے ملاقات میں رکاوٹیں اور پابندیاں ہی حائل کرے گا۔

(س) عامۃ الجہال کے کہنے سے یا قلت معاوضہ اور کام کی بھرمار وغیرہا کی وجہ سے اپنے وسیلہ معاش کو کبھی ذلیل و قابل ملامت قرار نہیں دے گا نہ کسی جلوت و خلوت یا اپنے دل میں اس پر شاکی و نالاں ہی ہوگا بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے لئے عزت و سعادت دارین کا کوئی مقام نہ سمجھے گا۔

(ص) اپنے علم و عقل یا جاہ و منصب کی وجہ سے خود کو عوام سے بہتر و برتر زیادہ قابل تعظیم و خدمت سمجھے گا نہ زبان و قلم یا ہاتھ سے انہیں نقصان و تکلیف ہی پہنچائے گا نہ ان سے اونچا بیٹھنے یا ان سے پہلے اور بہترین کھانے اور مکان یا بستر وغیرہ لینے ان سے سلام یا استقبال و مشایعت کرواتے، ان سے مفت و بالجبر کوئی چیز و کام لینے اور اپنا بوجھ اٹھوانے ہی کی کبھی خواہش و کوشش کریگا۔

(ط) اپنے پیشہ سے متعلقہ اپنے حلقہ کار اور مقامی جماعتی بھائیوں کی ضروریات و مشکلات زندگی کا ہمیشہ بغور و شوق جائزہ لیتا رہے گا اور ان کے بن کہے از خود بھی انہیں (ان کے گھر جاکر) انجام دینے سے بھی کبھی گریز نہیں کرے گا۔

(ع) گاہکوں کو ہر چیز ہمیشہ باری باری سے زیادہ غور و فکر کے ساتھ ٹھیک وقت پر ارزاں سے ارزاں اور ناپ تول میں پوری سے پوری بہ لحاظ نوعیت کھری سے کھری بہتر تازہ اور صاف ستھری دے کر اور ان کا کام بھی جلدی سے جلدی اور کم سے کم معاوضہ میں کر کے رخصت کیا کرے گا۔

۴۷ جس کا ہر رکن (اپنا پیٹ پالنے، عیش منانے اور لوگوں میں عزت و اقتدار پانے یا لوگوں کو مرعوب کرنے اور ان سے بڑا بننے یا زر اندوزی کی غرض سے یا اوروں کی دیکھا دیکھی نہیں) بلکہ فقط اسی عزم اور عہد و احساس کے ماتحت طبابت، زراعت، تجارت، دکانداری یا افسری و اہلکاری یا مزدوری، باربرداری، خیاطی، نجاری، لبّانی، قصابی یا کتابت یا معلّی اور کفش دوزی وغیرہا سیکھے اور اختیار کرے (یا ایک وطن و وجہ معاش کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنائے) کہ :-

ا- اس کے (مقامی اور جماعتی) بھائی اپنی جسمانی یا روحانی ضروریات و مشکلات زندگی کے بارہ میں تکلیف و اضطراب میں **مبتلا ہیں** انہیں ہر چیز گھر بیٹھے وقت پر بآسانی و جلدی پاک و صاف اور مضبوط و خوبصورت یا ارزاں نہیں بلکہ دور دراز کا سفر کرنے سے اور خراب یا مہنگی نیز انتہائی مشقت و محنت سے اور گھنٹوں کی مدت و انتظار کے بعد غلیظ و ناپاک ہاتھوں سے نہ ملنے کے برابر ہی دستیاب ہوتی یا بمشکل تمام خود جاکر لانی پڑتی ہے اور انہیں اپنا کام کروانے، کپڑا سلوانے، کھانا پکوانے، جوتا سلوانے، لوہے لکڑی وغیرہ کی کوئی چیز بنوانے، کچھ خریدنے، پڑھنے پڑھانے، سکھانے، سمجھانے، علاج و معالجہ کروانے وغیرہا میں غیر اور خائن، بدنیت و خود غرض یا بد مزاج و نا فرض شناس اور کام چور و تن آسان، گراں فروش و نفع اندوز لوگوں سے پالا پڑا ہوا ہے (یا باہر سے جاکر کام لانا پڑتا ہے) وہ ان کا بالکل باپ بیٹا ہی بن کر انتہائی مستعدی و جانفشانی نیز جلدی کے ساتھ کم سے کم معاوضہ میں ان کے ہر قسم کے ضروریات و مشکلات زندگی ان کے گھر پہنچکر یا رہ کر ان کی طعن و تشویش و نقصان کو تعریف و اطمینان میں تبدیل کردے گا۔ نیز ہمیشہ اور بہر حال صد درجہ خندہ روئی و خوشدلی نیز عجز و تعظیم کے ساتھ ان میں سے ہر ایک سے پیش آئے گا۔

(ب) اپنے پاس آنے والے ہر ادنیٰ یا اعلیٰ حاجت مند کو ہمیشہ اپنے برابر با عزت بٹھایا کھلایا پلایا اور بآرام ٹھہرایا کرے گا۔

(پ) اپنے لئے وہی شکل و لباس، بول و چال، خورد و نوش، نشست و برخاست، مکان و سامان وغیرہ اپنائے گا جس سے ثابت ہو کہ وہ خود کو لوگوں سے بہتر و برتر نہیں بلکہ انہیں میں کا ایک اور الٰہی کے کنبہ کا آدمی ہے، بلکہ ذلیل ترین خادم سمجھتا اور یہ کام اختیار کرنے سے اپنا ذاتی نہیں بلکہ دوسروں کا ہی فائدہ اور عزت متصور ہے۔

(ج) اپنے عہدہ پیشہ یا کاروبار کے لئے وقت، جگہ، تنخواہ، نرخ، مزدوری وغیرہ کے تقرر کسی کام یا چیز کے اختیار و ترک یا کچھ خریدنے بیچنے وغیرہ میں ہمیشہ مقامی امیر جمعیت کا پابند حکم رہے گا۔

اجر آخرت اور دنیا کی بھلائی کی غرض سے کرے گا۔[۴] جبکا ہر غلہ، سبزی، ترکاری، دودھ، گھی، گوشت وغیرہ بیچنے یا لوہا، لکڑی، چمڑہ یا تحریر و تعلیم وغیرہ کا کام کرنے والا بڑھئی، لوہار، درزی وغیرہ کمین و پیشہ ور رکن کہیں باہر اور دور و دراز جا کر کسی دیگر کے پاس کوئی چیز بیچنا یا کوئی کام کرنا اپنے لئے حرام اور باعث نقبت و شقاوت دارین سمجھے جب تک کہ خود اس کا اپنا گاؤں اور مقامی بھائی ہی وہ کام کروانے اور وہ چیز خریدنے کے ضرور محتاج ہیں گو بدیں صورت اسے کتنا ہی خسارہ میں رہنا اور فلاکت و تنگدستی سے دو چار ہونا کیوں نہ یقینی ہو اور کم سے کم قیمت و مزدوری ہی کیوں نہ ملے **اسی طرح** اس کا خریدار اور کوئی کام کروانے کا ضرورت مند رکن بھی باہر اور بیگانوں سے خریدنا یا غیر مقامیوں سے مکان یا لوہے، کپڑے لکڑی، چمڑے وغیرہ کا کوئی کام بھی کروانا اپنے لئے باعث ذلت و ندامت دارین اور خلاف ایثار و اخوت خیال کرے جب تک کہ وہ اس کے اپنے ہی گاؤں میں کروایا جا سکتا اور کوئی چیز وہیں مقامی بھائیوں ہی سے مل سکتی ہے گو اس صورت میں اسے بظاہر کتنا ہی نقصان نظر آئے اور زیادہ سے زیادہ قیمت و مزدوری ہی کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

۴۹۔ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی پر اپنے ساتھ اس کی بے رخی و ناراضگی کا شبہ تک پا کر اپنا خواب و خورش بھی حرام کر رکھے اور اپنی نماز و روزہ تک بھی بیکار سمجھے تا وقتیکہ اس سے کہہ پوچھ کر اپنا شک و وہم رفع کروا لے یا بصورت غیر شعوری غلطی و زیادتی کے اس سے بعجز و ندامت تمام معافی حاصل کر لے۔

۵۰۔ جس کا ہر رکن کسی تیسرے اپنے یا بیگانے پر اپنے دوسرے جماعتی بھائی کے فقط وہی اذکار و عقائد اور اعمال و عادات ظاہر کرے جنہیں سن کر وہ اس کی عظمتِ شان، حق آگاہی و با خدائی، ذہنی، علمی اخلاقی وغیرہا قابلیتوں اور کارناموں کا بیش از بیش قائل و معترف ہو جائے اور باقی سب کچھ مخفی رکھے۔

۵۱۔ جس کا ایک ایک رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کے اذکار و عقائد یا اخلاق و عادات وغیرہ کے خلاف کسی تیسرے کی زبانی جرح و اعتراض اور شکایت و شکوی سن کر راوی و ناقل کی تائید یا اپنی طرف سے مزید حاشیہ آرائی و اضافہ کرنے اور خاموش رہنے کی بجائے تا با مکان اس کے سامنے انتہائی ادب و عزت کے ساتھ اس کا نام لے کر (خود پر وارد شدہ اعتراضات و اتہامات ہی کی طرح) اس کا مدلل و تسلی بخش اور مسکت جواب دیکر اسے کلیتہً بری الذمہ ثابت کرے حتیٰ کہ اسے بدل و جان اسکا مداح و جاں دادہ بنا کر ہی دم لے۔

۵۲۔ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی (کے حال و ماضی یا ظاہر و باطن کو باہم متضاد اور اپنے یا کسی اور

(ع) زیادہ سے زیادہ مرجع خلائق بننے کی غرض سے یہ خواہش و کوشش ہرگز ہرگز نہیں کریگا کہ اس کے گاؤں، محلہ یا بازار میں اس کا ہم پیشہ دوسرا بھائی رہنے نہ پائے۔

(ف) باقی عام پیشہ وروں اور بیرونی دوکانداروں کی نسبت نیز مقامی جماعتی بھائیوں کو دوسروں کے مقابلہ میں (بلا امتیاز بزرگ و خرد نیز بغیر فرق امیر و غریب اور غیبت و خطابت کے اندر) ہمیشہ چیز بھی عمدہ سے عمدہ، ارزاں سے ارزاں نیز جلدی سے جلدی دے گا اور ان کا کام بھی بہتر سے بہتر، جلد سے جلد، کم سے کم مزدوری پر اور زیادہ سے زیادہ شوق و محنت سے کریگا۔

(ف۲) گاہکوں اور حاجت مندوں سے کسی کام کی مزدوری یا قیمت اس لئے زیادہ وصول نہیں کریگا کہ وہ اس کے گاؤں کے بغیر اور اس کے سوا کسی سے نہیں ملتی یا وہ کام بجز اس کے کوئی اور کرنے والا نہیں یا خریدار بازار کے نرخ سے بے خبر اور سادہ لوح آدمی ہے۔

(ف۳) مقامی جمعیۃ المصلحین کے مطابق ہدایات مرتب کردہ) اپنی کارکردگی کی فیس یا مزدوری اور اشیائے فروختنی کے نرخوں اور قیمتوں کی فہرست اپنے مقام کار کی پیشانی پر آویزاں رکھے اور ہمیشہ اس پر کاربند رہیگا تاکہ اس کے خریدار و گاہک جماعتی بھائی کو بھی عایت و تخفیف کے لئے اصرار و تکرار یا سرور دی و سمع خراشی کی ضرورت اور جرأت نہ ہو۔

(ق) خریدار و حاجتمند کے اس قسم کے استفسارات کا کہ فروختنی چیز کی قیمت یا نرخ خرید کیا ہے؟ فلاں یا کسی دیگر دکان، منڈی یا شہر سے وہ کس طرح ملتی ہے ہمیشہ نہایت خوشی اور بے تکلفی سے صحیح صحیح اور تسلی بخش جواب دیا کرے گا۔

(ق۲) ہمیشہ اس امر کی تجویزیں سوچتا اور اکس کے لئے خدا کے ہاں داعی و متفکر اور ساعی رہے گا کہ اس کے عہدہ و پیشہ سے متعلقین کو اس کے دست و زبان اور جسم و مال سے زیادہ سے زیادہ نفع و آرام پہونچے اور اس کی تمام تر کوششوں سے بجائے اپنے ہمیشہ عوام ہی کا آرام و فائدہ اور عزت و ناموری مقصود رہے

(ق۳) اپنے کو زیادہ سے زیادہ مفید الخلائق اور کامل الفن بنانے کے لئے علمی مطالعہ کتب بھی ہمیشہ جاری رکھے گا اور اس سے متعلق ماہرین سے بھی کچھ نہ کچھ سیکھتا رہے گا۔

(ک) اپنے کام اور اس کے مقررہ مقام پر ہمیشہ اور باقاعدگی کے ساتھ حاضر رہا اور روزانہ بر وقت اسے شروع یا ختم کیا کریگا اور بلا اجازت امیر وہ (امام نماز) ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اس سے غافل بیکار یا غیر حاضر نہیں ہوگا۔

ش۲ یہ سب کچھ اپنی شہرت و ناموری، دنیوی فائدہ و مادی ترقی کے لئے نہیں بلکہ فقط رضاء الہی

مطلی جماعتی بھائی سے بغض و بدفہمی پیدا ہو گی۔

۵۵ جس کارکن دوسرے جماعتی بھائی سے قیمتاً یا قرض و مستعار یا مفت زمین مکان یا کچھ لیتے یا کوئی کام کرواتے وقت یا اس کی طرف سے عیادت و تعزیت، رعایت و نرمی احسان و انعام، تعظیم و ضیافت یا کسی اور مقصد سے محروم رہنے یا حسب خواہش کامیاب نہ ہوتے یا اس کے بے توجہی و کوتاہی، درشتی برتنے پر ۹- اپنی زبان سے یہ کہہ کر تو کیا دل میں بھی ایسا خیال پیدا کر کے کبھی اپنے حسد و کم ظرفی کا ثبوت نہ دے کہ فلاں کو دیا ہے تو اسے کیوں نہیں دیا یا فلاں سے زیادہ اچھا سلوک کیا ہے تو اس سے کیوں نہیں کرتا؟ یا فلاں کو ولیمہ و عقیقہ پر مدعو کیا تو اسے کیوں نہیں کیا یا فلاں کو بہتر، زیادہ، مفت اور باآسانی لیکن اسے خراب، کم تر، زیادہ دیر سے یا گراں کیوں دیا، فلاں کو مدت مدید کے لئے دیا اور اسے فقط دو دن کے لئے دینے میں بھی پس و پیش کرتا ہے گویا وہ اس کی نظر میں کمتر اور نا اہل ہے تب بھی اس سے کئے ہوئے اپنے گذشتہ احسان و خدمات یا شرافت نسب و قرابت یا پیری و استادی وغیرہ ہی اسے یاد دلائے۔

۵۶ جس کا بڑے سے بڑا عالم و فاضل رکن بھی دوسرے ناچیز سے ناچیز جماعتی بھائی کے (اور دل کو اپنی عظمت شان کا قائل و معترف کرنے یا داد و تحسین کی غرض سے یا یونہی حکایتہً) اپنے علم و عقل، تحریر و تقریر، زور و ہمت، بہادری و فیاضی، زہد و تقویٰ، عبر و حلم یا کہیں اپنے ممدوح و معززانہ کامیاب ہونے کا ذکر و تشہیر کرتے یا اپنی بزرگی کا کوئی بھی واقعہ سناتے وقت اسکی تکذیب و تردید یا اس سے مجادلہ و مکابرہ کرنے کی بجائے (اس کے صراحتہً جھوٹا اور ناحق بجانب ہونے کے باوجود) آمنا و صدقنا نہیں کہہ سکتا تو کم از کم خاموش ضرور رہے۔

۵۷ جس کا ہر بڑے سے بڑا عالم و عارف، فقیہ و مجتہد، شیخ العصر و حبر الامۃ، بلند سے بلند پایہ جادو نگار و سحر نگار رکن بھی نہ صرف نصب العین اور طریق کار ہی کے اندر بلکہ مجتہدات و متنازعات مسائل، شکل و لباس، بول چال، نقل و حرکت، نشست و برخاست، رہن سہن، مکان و سامان، اذان و قرأت، الحان و لہجہ، ضروب و محاورات، تحریر و تقریر، تفسیر و ترجمہ تک کی نوعیت و کمیت میں بھی دوسرے جماعتی بھائی کو ہی عین کتاب و سنت سمجھے، اس کے سامنے یا پیٹھ پیچھے نہ صرف بذات خود عقائد و عادات میں خود اس کی نقل اتارنے اور سو فیصدی وہی بننے پر اکتفا کرے بلکہ جا بجا اس کا نام تک لے کر اسی کے نظریات و افکار کی تشہیر و ترجمانی کرنے اور اپنی زبان سے خود کو اسی کا ایلچی اور ترجمان بلکہ مقلد و متبع تک کہنے میں بھی بجائے عار و نفرت کے حد سے زیادہ فخر و خوشی محسوس کرے۔

بھائی یا عامۃ الناس کے حق میں خائن و بد اندیش، ریاکار و منافق زبان سے اور دل اور کاموں سے اور ثابت کرنے کی غرض سے اس) سے بالا بالا اور بےخبری میں اس سے متعلق کبھی تجسس و تفحص کرے نہ کسی سے اس طرح پوچھے کہ بھلا وہ مقیم الصلوۃ ہے یا نہیں، اوائل عمر میں کیسا تھا، اپنوں یا بیگانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھتا ہے اور مزارعوں، کمینوں، ماتحتوں وغیرہم کے حق میں کیسا ہے، رشوت خور، قمار، چوری، زنا وغیرہ سے محفوظ ہے یا نہیں، اس کی نسبت جو فلاں واقعہ یا فعل مشہور ہے صحیح ہے یا غلط؟ ماپ تول وغیرہا میں کیسا ہے؟ یا اسکی ماپی تولی ہوئی کسی چیز کو دوبارہ خود تولے ماپے، نہ اس کے ہاتھ سے منگوائی ہوئی چیز کے وزن، نرخ، تعداد یا قیمت وغیرہا کے بارہ میں دوکاندار یا کسی اور سے استفسار کرے نہ اس سے قرض و مستعار مانگ کر خالی ہاتھ پھرنے پر کسی دوسرے کو اسی وقت اس کے نام پر قرض و مستعار لینے کو بھیجے، نہ اس سے کوئی چیز خرید لانے کے بعد اسی جنس کے کسی دوسرے خریدار سے پوچھے کہ تمہیں اس نے وہ کس بھاؤ اور کیسی دی ہے؟ نہ خود سے اس کے کوئی چیز قرض و مستعار وغیرہا کی صورت میں لے جانے پر خود اس کے پیچھے جاکر یا کسی اور کو بھیجکر یہ تحقیق کرنے کی کوشش کرے کہ وہ کسی اور کا نام لیکر اپنے لئے یا اپنا نام لے کر کسی اور کے لئے تو نہیں لے گیا؟ نہ غیظ و غضب، نوک جھوک اور لڑائی جھگڑا کی حالت میں اس کی زبان سے نکلی ہوئی نازیبا اور نیم فہمیدہ بات کے اسے دوبارہ کہنے کا مطالبہ کرے، نہ گم شدہ چیز کی بازیابی پر یا کسی نامعلوم شخص کیطرف سے کچھ خراب و نقصان ہوجانے پر یا اپنے خلاف گمنام درخواست و شکایت یا توہین آمیز اشتہار و تحریر دیکھکر یہ پتہ نکالے کہ کس نے ایسا کیا ہے؟ نہ اس کی کہی ہوئی بات یا بیان کردہ واقعہ سے متعلق بغرض تصدیق و مزید تسلی کسی اور سے استفسار کرے تاکہ اس کا دل و دماغ زنگ بغض و بے اعتمادی سے جوں کا توں مثل آئینہ ہمیشہ صاف و پاک اور بدستور جذبات محبت و عقیدت سے سرشار رہے۔

۵۳ جس کا ہر رکن کسی ایک جماعتی بھائی سے کوئی مسئلہ، دوائی، عمر، تاریخ، وقت، مشکل لفظ کے معنی، حدیث و آیت کی تشریح و تفسیر یا فتویٰ، کسی واقعہ سے متعلق پوچھنے یا خط پڑھوانے کے بعد اول تو اس کی غیبت میں بھی اور ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم اس کے سامنے تو کسی دوسرے سے وہی پوچھنا پڑھوانا وغیرہا حرام سمجھے۔

۵۴ جس کا ہر رکن کسی جماعتی بھائی کی طرف سے اپنے ساتھ امتیازی و خصوصی احسان و سلوک کروا لینے یعنی کوئی چیز مفت یا قرض و مستعار یا اوروں سے پہلے زیادہ تر، بہتر یا طویل عرصہ کے لئے پاکر کبھی بھولے سے بھی کسی اور سے ذکر نہ کرے کیونکہ اس سے اس کی طرف سے خود اس کے ساتھ حسد و رشک اور دوسرے محسن و

تکفین کردانا، اسی کے کندھوں پر سوار ہوکر اور اسی کی دعاؤں سے زادِ راہ کا کام لے کر عالمِ عقبیٰ کو سدھارنا اپنے لئے فخر و سعادتِ دارین کا بلند ترین مقام یقین کرے۔

۶۱ جس کا رکن دوسرے جماعتی بھائی سے اپنی عزت یا مال و جان وغیرہ کا بڑے سے بڑا نقصان اٹھا کر اور اس سے قوی تر زبردست ہونے کے باوجود اور اپنی مملوکہ (مسروقہ و مغصوبہ) چیز خود اس کے پاس اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی اپنے دست و بازو سے انتقام لینا، بذاتِ خود وہ چیز حاصل کرنا تو کیا اسکا خیال تک بھی اپنے دل میں نہ لائے بلکہ زیادہ سے زیادہ صرف آئینی طور پر اپنے مقامی امیر دہ یعنی امام نماز کے ذریعے اس سے اپنی حق رسی و استرداد مال کی کوشش پر اکتفا کرے۔

۶۲ جس کے ہر رکن کی سب سے زیادہ اور پرزور ترین خواہش و کوشش رہے کہ اپنی ذاتی، علمی، اخلاقی اور اصلاحی و تذکیری قابلیتوں اور کوششوں کی بنا پر ادنیٰ جماعتی بھائی سے امام نماز پنجگانہ یعنی امیر جمعیت تک کا محبوب و منظور نظر یا مشیر و مصاحب، ریزہ چین و کفش بردار، میزبان و تیماردار، زعیم و معتمد داماد و سمدھی، خسر یا بہنوئی اور خسر پورہ ہونے میں وہی سب سے مقدم ہو۔

۶۳ جس کا رکن کسی تیسرے کے سامنے اپنے جماعتی بھائی کی کسی خامی و کمزوری یا غلطی و زیادتی، سے متعلق اپنی زبان سے ایسا حرف تک بھی زبان سے نکالنا کلمۃ الکفر سمجھے جس سے داغ ہو کہ اس جمعیۃ میں باہم اتحاد و عقیدت نہیں بلکہ اس کے اراکین باہم رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہیں یا یہ کہ اس جمعیت کے اندر اپنے بھائیوں کے ساتھ اعمال و اخلاق بد کا مظاہرہ کرنے کی بنا پر قابل نفرت و ناستودہ لوگ بھی موجود ہیں ورنہ انہی میں کوئی ایک دوسرے سے نفور و شاکی کس طرح ہو سکتا تھا یا یہ کہ اس جمعیت میں اپنے ہی جماعتی بھائی کی شکایت اور توہین و تحقیر بھی کی جا سکتی ہے۔

۶۴ جس کا ہر رکن باقی فرائض و عزائم، ذکر و عبادت، حج و شہادت، خوراک و پوشاک اور زن و فرزند ہی کی طرح اپنی خوشی اور سعادت و ترقی دارین کے پیش نظر اپنے دوسرے جماعتی بھائی سے دلی عشق و عقیدہ سلام و مصافحہ، تعظیم و تواضع، اسکی عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین، اسکی حاجت روائی و مشکلکشائی، اس کے ساتھ نشست و برخاست اور نکاح و انکاح، اسے کھلانے پلانے، قرض و مستعار دینے، اس کی جسمانی و روحانی تربیت کے لئے اپنے تن من، دھن سے اور زبان، ہاتھ یا قلم وغیرہ کے ذریعے مقامی بیت المال دار المطالعہ، درسگاہ، پل، کنوآں، مہمانسرائے وغیرہا کے اجراء و استحکام کی فکر و شوق بھی زیادہ سے زیادہ رکھتا ہو۔

۶۵ جس کے ہر رکن کو اپنے دوسرے جماعتی محتاج و مستحق احسان و اعانت بھائی حتیٰ کہ بیوی بچوں

۵۸ جس کا ہر رکن اسقدر کسی بڑے سے بڑے ذکر و عبادت، جہاد و شہادت فی سبیل اللہ، بنا ر مسجد، حج و عمرہ اور تعلیم و تذکیر میں بھی نہیں **جتنا کہ** جماعتی بھائیوں سے انتہائی دلی عشق و عقیدت، سلام و معانقہ ان کے استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت، تعظیم و تواضع، غسل و جنازہ، تجہیز و تکفین، انہیں قرض و مستعار دینے، انہیں سے نشست و برخاست، لین دین، نکاح و انکاح کرنے، انہی کے اذکار و اعمال میں ڈوبنے اور انہی کا رنگ و روپ اختیار کرنے، انہی کی تعریف و تحسین، اپنے اعمال و اخلاق پر انہی کی جرح و تنقید، کسی کام یا چیز کے ترک و اخذ میں انہی کے حکم و اجازت کا پابند رہنے، ان سے قرض و مستعار یا مفت کچھ لینے میں احتیاط کرنے اور بحالت اضطرار لیکر اس کی حسب رضا بہتر سے بہتر طریق و حالت پر جلد از جلد واپس کرنے، انہی کے حق میں ہمیشہ اور زیادہ تر داعی خیر رہنے اور انہی کی طرف سے پروانہ خوشنودی مزاج حاصل کرنے میں اپنی ہر قسم کی ترقی و سعادت دارین مخفی و مضمر سمجھے حتیٰ کہ اجتماعی نماز پنجگانہ، درس و جمعہ، غسل و وضو، مسواک و استنجا، خوشبو لگانے، ہاتھ، منہ، دانت، لباس، مکان و سامان، برتن، مسجد و مدرسہ، گلی، بازار اور راستہ یا نالی وغیرہ صاف کرنے اور رکھنے، کمتر و سادہ کھانے پہننے، سویرے سونے اور اٹھنے، نہار رہنے، پست آواز میں اور تھوڑے سے تھوڑا بولنے، کسب معاش، حصول تعلیم، حجاب، غض بصر، علیحدہ و پوشیدہ ہوکر بول و براز اور غسل و استنجا وغیرہا کرنے، نماز کے اندر ٹخنہ سے ٹخنہ اور کندھے سے کندھا ملاتے وغیرہا احکام دین سے بھی اسے صرف استحضار خالق یا عام اور ظاہری احکام و فرائض دین سے سبکدوش ہونا ہی نہیں بلکہ جماعتی بھائیوں کی خوشنودی حاصل کرنا ان کے قلوب میں جگہ پانا، خود کو انہی سے اور ان کا ہمدرد و غمخوار، مطیع و منقاد جان نثار و دلدادہ ثابت کرنا بھی **اہم المقاصد** ہو۔

۵۹ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کو قابل مدح و شکر گذاری قرار دینے کے لئے فی الواقعہ اور عملی طور پر اس سے مفت یا قرض و مستعار لے لینا یا اس سے کوئی مشکل و ضرورت حل کروانا یا کسی طرح کا جسمانی یا مالی احسان و خدمت اٹھانا ہی لازمی نہ جانے بلکہ مذکورہ وغیرہا امور میں اس کی طرف سے فقط جد و جہد، دعا و سفارش، اس کا خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا یا تعمیل و اعانت کا زبانی عہد کرنا ہی کافی سمجھے۔

۶۰ جس کا رکن زہرہ گداز و ہوش ربا اور انتہا درجہ جان توڑ قسم کی خرابی آب و ہوا، ناسازی طبع و تنگی معاش وغیرہ بطیب خاطر سہے لیکن اپنی مقامی جمعیۃ المصلحین کے سایہ ید اللّٰہی کے نیچے ہی مہد سے لحد تک بوریہ نشین رہنا، اسی کو اپنے فیوض و برکات سے متمتع رکھنا، اسی کے مقدس ہاتھوں سے غسل و

توہین وتحقیر، اتہام و بد اندیشی، گستاخی و بے ادبی، شکایت و شکوئی وغیرہا کی اطلاع پا کر یا اسے کسی ظلم و فسق کا مرتکب سن کر اول تو راوی کو ہی وضاع و کذاب سمجھے کیونکہ جو شخص کوئی رنجدہ، اشتعال انگیز اور نفرت آمیز بات یا واقعہ کسی ایک سے سن دیکھکر دوسرے کو پہنچاتا اور دو بھائیوں کے درمیان آتش بغض و عناد بھڑکانے کے لئے ہیزم کشی کا کام کرتا ہے وہ کبھی ثقہ و معتبر نہیں ہو سکتا، یا کم از کم اپنے جماعتی بھائی اور راوی کی علمی، ذہنی، اخلاقی اور منصبی وغیرہ حیثیتوں کے درمیان تو ضرور موازنہ کر لیا کرے۔

۲۰۔ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی سے اپنے پہاڑ کے برابر کئے ہوئے کسی روحانی، جسمانی، شخصی یا اجتماعی احسان و اعانت کو رائی کے دانہ اور پرکاہ تک سے بھی حقیر و ناچیز سمجھ کر اس کی یاد و خیال ہی اپنے صفحۂ دل سے ہمیشہ کے لئے محو کر رکھے اور مدت العمر محسن الیہ کے سامنے یا کسی جلوت و خلوت میں (اس کے ہاتھوں کسی مقصد سے محروم رہ کر یا بڑے سے بڑا نقصان مال و جان اٹھا کر بھی) اشارۃً اور طنزاً کبھی اس کا نام تک نہ لے لیکن خود اپنی ذات (تو کیا اپنے باپ دادا یا وطنی بھائی تک) سے زیادہ تو کیا مدۃ العمر میں ایک آدھ ہی مرتبہ سلام و مصافحہ ہی کرنے والے یا راستہ ہی دکھا بتا دینے والے یا کہیں کوئی پیغام یا چیز اور سامان ہی پہنچانے والے یا چند منٹ کے لئے کرسی، چارپائی پر بٹھانے والے یا کتاب و اخبار اور قلم و دوات ہی مستعار یا محض ریزگاری ہی دینے والے بظاہر ادنیٰ سے ادنیٰ محسن و معاون کو اپنا بڑے سے بڑا اور ایک لاجواب ترین مشفق و مربی سمجھ کر ہر اپنے یا بیگانے کے سامنے اس کی تعریف و تحسین میں رطب اللسان پایا جائے اور مدۃ العمر اس سے اس کی نسبت ہزار درجہ بڑھ کر زبانی، جسمانی یا مالی احسان و خدمت کے لئے ہمیشہ تیار و بے قرار نیز خدا کے ہاں اسکی سعادت و ترقی کا زیادہ سے زیادہ متمنی و ملتجی رہے اور اس کے ساتھ سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت وغیرہا کی صورت میں بیش از بیش اور زیادہ سے زیادہ شکرگذاری، حق ادائی اور جان نثاری کا ثبوت دے۔

۲۱۔ جس کا ہر رکن ہمیشہ جلوت و خلوت کے اندر ہر اپنے یا بیگانے کے سامنے اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو اس کے والدین کے رکھے ہوئے صحیح و مکمل نام بلکہ اس کے پہلے جناب، حضرت، صاحب، مولانا وغیرہا کے اضافہ کے ساتھ ہی بلایا کرے اور اسکی کسی ایسی حرکت یعنی بول چال، اذان و قرأت، ہنسنے رونے کھانے پینے وغیرہا کی طنزاً نقل اتار نا یا اسے سیاہ فام، ٹھگنا، بہرہ، اندھا، بوڑھا، یک چشم، جولاہا، موچی وغیرہ کہنا یا کسی ایسے لقب سے اُسے یاد کرنا جسے وہ اپنے لئے باعث کسر شان خیال کرتا ہو گناہ عظیم سمجھے۔

۲۲۔ جس کا ہر رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں یقین واثق رکھتا ہو کہ اس کے ساتھ اس کا

یا شاگردوں تک کی جسمانی یا روحانی تربیت، والدین، بزرگوں، ضعیفوں، اندھوں اور اپاہجوں کی اعانت و دستگیری یا عیادت و تعزیت اور قرض و مستعار یا رشتہ وغیرہا دینے اور صلح و عفو سے خود اس کی یا کسی اور بزرگ و قریبی کی نہیں بلکہ فقط علیم و شکور کی خوشنودی اور اسی کی قدر دانی و شکر گذاری مقصود ہو کیونکہ اسی صورت میں وہ ہمیشہ ہر جگہ جلوت و خلوت میں اور دل و زبان سے مدۃ العمر کے لئے اس کی طرف سے بدتر سے بدتر سلوک کے باوجود محض اجر و انعام ابدی و غیر متناہی کے پیش نظر اس کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک پر بدستور کاربند و ثابت قدم رہ سکے گا۔

۶۶ جس کا رکن اپنے حلقہ کے جماعتی بھائی کی اجازت و مشورہ کے بغیر ایسے مباح و جائز اور بظاہر حد سے زیادہ معہد و لازمی احکام مثلاً (پہلی بیوی کے باوجود) نکاح ثانی دوسرے جماعتی بھائی کے رشتہ دار کا مکان و زمین وغیرہا خریدنے یا اپنے قریبی کی زمین و مکان خریدنے والے جماعتی بھائی پر شفع دائر کرنے زرق برق اور فاخرہ لباس پہننے، زیادہ قیمتی اور شاندار مکان بنانے یا عمدہ تزئین سامان و مواشی رکھنے وغیرہا کا بھی جس سے کسی جماعتی بھائی کی طرف اس کے محسود و مبغوض ہونے کا احتمال ہو خیال تک دل میں لائے

۶۷ جس کا ہر رکن یا عہدہ دار اپنی جمعیت کے نصب العین و پروگرام کے تمام کے تمام یا کسی ایک ہی شعبہ میں کلی یا جزوی کامیابی کی بنا پر (گو کہ وہ صراحتاً بھی مسلمہ طور پر سرتا سر اور تنہا اسی کی قابلیت اور تندہی و جانفشانی کا نتیجہ کیوں نہ ہو) کبھی بدل و زبان خود کو نہیں بلکہ جمعیت کی جمعیت یا اپنے سوا اس کے کسی دیگر ہی رکن و عہدہ دار یا امیر و امام وغیرہ کو قابل تحسین و مستحق تبریک قرار دے۔

۶۸ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کا ندار، رئیس و اہلکار یا کمیں و مزارع وغیرہ کو اچھا یا برا کہنے یا اس کو قابل محبت و واجب عداوت سمجھنے کے لئے اس کی فقط اپنے ہی ساتھ بدسلوکی اس کے اپنی ہی شکایت و شکوی کرنے اپنے ساتھ ہی اس کی رقابت و عداوت رکھنے، اپنی ہی بغاوت و معصیت، اپنی ہی حق تلفی، اپنی توہین و تحقیر کرنے یا اپنے ہی کو اس سے کسی چیز کے نہ ملنے، اپنی ہی عیادت و تعزیت اور قرض و مستعار یا امداد و احسان سے اس کے قاصر رہنے یا اس کی کسی عام ہنگامی و جزوی غلطی یا اپنے ہی ساتھ اس کے احسان و خوش معاملگی کو نہیں بلکہ ہمیشہ خدا اور عامۃ خلائق کے ساتھ علی الخصوص گھر والوں اور قریبیوں سے اس کے مدۃ العمر کے دوامی مستقل تعلقات اور پھر اس کے حق میں معقول و باخدا نیز مردم شناس مقامی بندگان الٰہی کے متفقہ ریمارک کو معیار قرار دے اور اسی کی بنا پر اس کا مداح و دلدادہ یا اس سے ناراض و نالاں ہوا کرے۔

۶۹ جس کا ہر رکن کسی ثقہ اور معتبر سے غیر کی زبانی بھی اپنے جماعتی بھائی کی طرف سے اپنی

٧٦ـ جس کا ہر رکن کھلے بندوں یہ اعلان کرتا اور عملی طور پر اس کی شہادت بہم پہنچا رہا کرے کہ حکم و ہدایت مقامی امام نماز کے ماتحت اپنے مقامی جماعتی بھائیوں کی مشترکہ یا انفرادی بھوک، بیماری، آتش زدگی، سیلاب و وبا، تجہیز و تکفین وغیرہا ضروریات و مشکلات زندگی اور رفاہ عامہ یعنی مسجد و مدرسہ پل یا کنویں، نالی اور مہمان سرائے وغیرہ کی تعمیر و حفاظت کے سلسلہ میں اپنے وقت و مال اور جسم و جان کی قربانی کے لحاظ سے سب سے اول اور زیادہ سے زیادہ بیتاب و سرگرم عمل رہتے اور پایا جانے والا ہی ہے

٧٧ـ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائیوں سے ایک ادنیٰ بھائی سے خود مقامی امیر وہ تک ہر کسی کے علم و فہم، فکر و احساس، افکار و عقائد، اخلاق و عادات، ظاہر و باطن، تحریر و تقریر، فیاضی و جانفشانی وغیرہا پر بحث و تبصرہ کے وقت جہاں تک اس سے بن پڑے ایک ایک کو لاجواب و نادرۂ روزگار ثابت کرنے اور منوانے کے لئے ایڑی سے چوٹی کا تمام زور صرف کر دے۔

٧٨ـ جس کا ہر رکن اپنے دو باہم روٹھے، ٹوٹے اور بگڑے ہوئے جماعتی بھائیوں کو پھر سے ملائے اور شیر و شکر کئے بغیر اپنے بے مثال قسم کے ذاتی عیش و آرام، زن و فرزند، اور جاہ و منصب کے باوجود کبھی مسرور و مطمئن نہ پایا جائے۔

٧٩ـ جس کا ہر رکن عام شادیوں، اجتماعوں یا جشنوں میں مدعو و معزز ہونے اور بیگانوں یا افسروں کی قرابت و التفات کی بجائے ہمیشہ اپنے ہی گھر اور گاؤں کے اندر یعنی مقامی جماعتی بھائیوں کے استقراب و دلجوئی کو زیادہ تر پیش نظر رکھتا اور انہی کی بے ادبی یا توہین و گستاخی اور نفرت و ناراضگی اور انہی کی نظروں سے گرنا اور انہی سے غیر مہذب کہلانا عنداللہ اپنی سب سے زیادہ نااہلی و بدبختی قرار دیتا ہوا علاوہ دیگر امور کے اور نہ صرف اپنے مقامی امیر الجمعیت اور عہدہ داروں ہی کے سامنے بلکہ عام جماعتی بھائیوں کے پاس بھی اور نہ صرف نماز و مسجد ہی کے اندر اور بول و براز ہی کے وقت بلکہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور غسل و حجامت حتیٰ کہ فصد و اپریشن تک کروانے میں بھی چند منٹ یا زیادہ دیر تک کے لئے وجہ و کفین سے زیادہ (علی الخصوص پنڈلی سے گردن تک) اپنا انچ بھر حصہ بدن بھی برہنہ کرنا حرام نہیں تو خلاف اولیٰ ضرور جانے۔

٨٠ـ جس کا ایک ایک رکن اپنے کسی جماعتی بھائی کے عقائد و افکار، عبادات و معاملات، تشکل و لباس وغیرہا میں کسی غلطی و کوتاہی یا خود اپنے حق میں اسکی طرف سے اپنی شکایت و شکوی، گالی گلوچ کا شبہ پڑجانے پر بلکہ اپنی آنکھوں سے ہی دیکھ لینے اور کانوں سے سننے اور فی الواقعہ اسے مجرم و ظالم ثابت کر چکنے کے باوجود صرف اس کے بلا حلف زبانی اظہار برات و معذرت کرتے پر ہی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قابل عفو بے قصور اور پہلے ہی کی طرح زیادہ سے زیادہ محبت و عقیدت اور احسان و خدمت کا مستوجب و مستحق سمجھے۔

سلام و مصافحہ، استقبال و استمزاج، نشست و برخاست، تعظیم و تواضع اس کی کسی چیز یا کام کی تعریف و تحسین یا اسکی عیادت و تعزیت، اظہار ہمدردی و خیر اندیشی، قرض و مستعار، تحفہ، ہدیہ، لین، دین، کسی مہم میں ساتھ دینا، صلاح و مشورہ کرنا، کچھ سمجھانا، بجھانا، رسمًا، عادۃً، فخرًا یا ریاءً اور خوفًا یا طمعًا نہیں بلکہ خالصۃً لوجہ اللہ اور اس سے انتہائی دلی محبت و عقیدت پر مبنی ہے۔

۷۳ جس کا ہر رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کے حق میں اسکی عظمت شان اور اس سے حسن تفاہم کی بنا پر یہ یقین کامل رکھتا اور دوسروں میں بھی یہی اعلان کرتا ہو کہ اس کا عبادات و معاملات نماز با لجماعت روزہ، حج، زکوۃ، غسل و مسواک، بدن یا کپڑوں کی صفائی، اسے یا کسی اور کو یا رفاہ عامہ میں کچھ دینے عشر و زکوات ادا کرنے، کسی کے جنازہ اور تجہیز و تکفین میں شامل ہونے، عیادت و تعزیت کرنے، اس کی یا کسی کی میزبانی یا استقبال و مشایعت، اجابت دعوت، حکم و مشورہ ماننے سے ... (کبھی شاذ و نادر) تفاہم رہنا یا خلاف، اولی کا مرتکب ہونا، دیدہ و دانستہ از روی و توانا ہونے کے باوجود نہیں بلکہ سہوًا، اضطرارًا لاعلمی و سادہ لوحی یا بیماری، تنگدستی، اور نارسائی وغیرہ کی بنا پر ہی ہوتا ہے۔

۷۴ جس کا ہر عالم و عامی رکن نہ صرف یہی کہ بھرے مجمع میں کسی مذہبی یا سیاسی موضوع و کسی شخصیت و جمعیت یا کسی تحریک یا مسلک پر مسلسل بحث و تمحیص اور گفت و شنید میں حصہ نہ لے بلکہ اپنے اس جماعتی بھائی کی جو عند المذاکرہ کسی حادثہ یا مسئلہ اور کسی کے کیرکٹر یا سیرت اور کارکردگی پر تبصرہ کرتے یا کسی کی یا اپنی عمر و نسب آمدنی یا کسی لفظ و آیت کی تفسیر و تشریح بتاتے وقت غلط بیانی سے کام لے رہا ہے بھی زیادہ سے زیادہ ایک آدھ مرتبہ ہی تصحیح و رہنمائی کافی سمجھے، اگر معہذا وہ اپنی بات سے ٹلتا اور غلطی سے رجوع ہوتا نظر نہ آئے تو خود ہی مان جائے یا خاموش ہو رہے گو اپنی حقیت کی درجنوں اور بے شمار روز روشن کی مانند واضح دلائل کیوں نہ رکھتا ہو اور اس کی یہ تائید و خموشی حاضرین کیطرف سے اسکی کم علمی اور شکست و غلطی پر ہی مبنی کیوں نہ سمجھی جائے۔

۷۵ جس کا زمین و مکان وغیرہا کوئی چیز بیچنے یا کرایہ پر دینے والا رکن ہمیشہ اسے اپنے گاؤں کے اندر جماعتی بھائیوں کو ہی نیز باہر اور بیگانوں کی نسبت کہیں ارزاں، بہترین اور آسان سے آسان شرائط پر دینے کا خواہاں و کوشاں رہے اسی طرح خرید لے اور کرایہ یا زراعت وغیرہا کے طور پر لینے کا شائق و ضرورت مند رکن بھی دوسرں و غیر مقامیوں اور دور و دراز کی بجائے ہمیشہ اپنے گاؤں ہی کے اندر اور ضرورتمند جماعتی بھائیوں ہی سے خرید کرے گو بدیں صورت اسے کتنا ہی نقصان و تکلیف نظر آتے اور کتنے ہی عجز و اصرار سے کیوں نہ کام لینا پڑے۔

متنبہ کرنے اور بچانے میں اسکی ناراضگی کے ڈر یا کسی بھی وجہ سے باز نہ رہ سکے۔

ع۸۸ جس کے ہر ایک رکن کو اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی پر یہ قطعی و کلی اعتماد ہو کہ اس کی ہر چیز زر و مال نقد و جنس، مکان و سامان وغیرہا میرا ہی ہے اور اپنی مرضی سے قرض و مستعار کے طور پر یا مفت میرا اسے اپنی ذاتی ضروریات یا مقامی و جماعتی امور میں صرف کرنا اس کے لئے ناگوار و بار خاطر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ باعث فخر و خوشی ہوگا۔

ع۸۹ جس کا ہر ادنیٰ یا اعلیٰ رکن و عہدہ دار کسی کے ہاں جاتے اور رخصت ہونے وقت و مروجہ طریق پر منہ یا ناک کا فضلہ پھینکنے کی طرح جلدی و لاپرواہی سے دفع الوقتی یا رسم و عادت کے طور پر برائے نام نیم دلانہ چلتے چلتے، بیٹھتے بیٹھتے یا اٹھتے اٹھتے یعنی غیر ساکن اور نامکمل و عبوری جسمانی حالت، تیزی و گھبراہٹ کی سی ہیئت اور ناشنوا و غیر فہمیدہ یا ضعیف و کمزور اور مردہ کی سی آواز سے نہیں بلکہ ہر غم و شادی، عسر و یسر یا شغل و فراغت کے اندر (۱) نہایت عقیدت بھرے مسرت آمیز اور دل آویز و پر اثر لہجے میں (ب) اپنے دل کے اندر مفہوم و مقصود کا پورا پورا تصور رکھتے ہوئے (ج) بلند و شنوا آواز سے (د) مخاطب کی طرف منہ کر کے (ر) پوری طرح کھڑے اور قریب سے قریب ہو کر (ص) اپنے تحفہ و عطیہ کو دنیا و عقبیٰ کی ایک لاجواب ترین نعمت و دولت سمجھ کر اس طرح السلام علیکم کہا کرے کہ الف سے آخری میم تک اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک حرکت بخوبی اور صاف طور پر الگ الگ سنی سمجھی جاسکے اور سننے اور جواب دینے والا بھی ہمیشہ اسے (السلام علیکم کو) ہی زر و جواہر، تخت و تاج، زن و فرزند، توانائی و خوشحالی تمام سے بڑھ کر مژدہ جانفزا اور ان کے حصول کا واحد ذریعہ بلکہ راحت جسم و جان یقین کر کے انتہائی عز و شوق کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ اسے لیا کرے اور مسلم بھائی کے میم تک ختم کر چکنے کے بعد اور مذکورہ جملہ ہدایات (از الف تا صاد) کی پوری پوری پابندی کے ساتھ رد سلام کیا کرے (۲) تا بامکان سلام و مصافحہ میں دوسرے کو کبھی پہل نہ کرنے دے اور ہمیشہ اپنے بھائی کی جانب خود دو چار قدم بڑھ کر اس سے دور کھڑے بیٹھے محض اسکی دو چار انگلیوں کے اصابع سے اصابع ہی ملا کر دونوں ہاتھوں (یا ایک ہاتھ ہی) اگر دائے اور سیدھا رکھے رکھائے نہیں بلکہ اپنی کہنی (یا دونوں کہنیوں) کو پیٹ سے لگا کر اور خم و بکر کندھے کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتے ہوئے مخاطب بھائی کی پوری (ایک) ہتھیلی (یا پوری دونوں ہتھیلیوں) سے اپنی (ایک) ہتھیلی انگوٹھے تک (یا دونوں ہتھیلیاں ملا کر یعنی اس سے کم سے کم دور اور زیادہ سے قریب ہو کر شرف مصافحہ حاصل کیا کرے (۳) کبھی اس وہم و شبہ کی بنا پر کہ قبل ازیں پانچ دس منٹ کے اندر بھی ایک دفعہ (ایسا) کہہ کر چکا ہوں گا یا اس خطرہ سے کہ مبادا وہ ناراض یا طبعاً متکبر ہو یا اس وجہ سے کہ مسلم علیہ کھانے، پینے، پڑھنے، لکھنے، کسی سے بات چیت وغیرہ میں مصروف ہے اور محو و مشغول بیٹھا ہے اور جواب سلام دے نہ ہاتھ ہی اس کی طرف بڑھائے اور اسے شرمندگی اٹھانا پڑے کسی بھائی کو سلام کہنے

۸۱۔ جس کا ہر رکن، اپنے کسی دوسرے جماعتی بھائی کو قرض دی ہوئی رقم و جنس کی واپسی پر باقی ماندہ زیادہ سے زیادہ وصول نہ ہونے پر اتنا معترض و مشتعل نہیں جتنا کہ اس کے تھوڑے سے تھوڑے حاصل شدہ کی وجہ سے خود اس کے اور ہر کسی کے سامنے اس کا مداح و شکر گزار پایا جائے۔

۸۲۔ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کے کسی بیگانے سے بیگانے یا گھر والوں کے کسی بیرونی شخص سے نزاع و شقاق پر اس قدر بیگانے اور اجنبی کو نہیں جتنا کہ اپنے کو خطا کار و قصور وار اور ذمہ دار ٹھہرائے نشانۂ تنبیہ و تہدید بنائے اور مستوجب تاوان و سزا قرار دے اور اسے اس کے سامنے عجز و استغفار کے لئے مجبور کرے۔

۸۳۔ جس کا ہر رکن اپنے کھانے پینے والی ہر چیز سے زیادہ نہیں تو کم از کم اسے تیار کرنے، اٹھانے لاکر دینے والے یا پاس بیٹھے ہوئے اور اس پر اطلاع پانے والے یا برتن صاف کرنے والے وغیرہ جماعتی بھائی کو چند گھونٹ یا لقمے کھلائے یا پلائے یا دیکھنے کی چیز اسے دکھائے بغیر خود بھی اس کے کھانے پینے یا دیکھنے وغیرہا میں پوری پوری لذت و خوشی محسوس نہ کرے

۸۴۔ جس کا ہر رکن بذاتِ خود یا اس کا کوئی دوسرا جماعتی بھائی کسی جرم و خطا سے رجوع و تائب ہونے کے بعد کسی زمانہ میں فخر و کسرِ نفس وغیرہا کسی طور پر بھی کسی سے اس کا ذکر و اعادہ نہ کرے۔

۸۵۔ جس کا ہر رکن کسی سے اپنے یا کسی اور کے لئے کچھ حاصل کرنے، کوئی اہم جیتنے، کسی سے کچھ کروانے منوانے یا چھڑوانے وغیرہا کے سلسلہ میں اپنی انتہائی جد و جہد کے باوجود ناکام رہنے اور اس میں اپنے کسی دوسرے جماعتی بھائی کے کامگار ہونے پر بجائے ناراضی و افسوس کے اپنی ہی کامیابی کی طرح فخر و خوشی محسوس کرے۔

۸۶۔ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی کے دل میں محبت و عقیدت کا بلند سے بلند مقام حاصل کرنے اور اس کی نفرت و حقارت یا توہین و تحقیر سے بچنے کی غرض سے کسی کے سامنے اور قریب تزئین کرنے یا تہہ بند پہننے، اتارنے، غسل و حجامت یا بول و براز کرنے، اپریشن کروانے، تھوکنے، کھانسنے، ناک صاف کرنے مسواک کے استعمال، زیادہ بلند و کرخت آواز سے چلا کر اور گرج کر بولنے، کسی کو گھورنے، جھڑکنے، غصہ میں آنے، کھاتے ہوئے ہنسنے یا زیادہ بات چیت کرنے، آئینہ دیکھنے، سرمہ لگانے، مسلسل اور برہنہ تن کھجلانے لیٹنے، وجہ و کفن سے زیادہ حصہ بدن ننگا کرنے وغیرہا کو حرام نہیں تو خلافِ اولیٰ ضرور سمجھے۔

۸۷۔ جس کا ایک ایک رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو افکار و عقائد، عبادات و معاملات، تمدن و لباس، گھر یا باہر غرض کسی لحاظ سے کسی ایسی چیز کا عازم و مرتکب پا کر جو ابھی یا کبھی اس کے دنیوی یا اخروی مادی یا روحانی، جسمانی یا مالی زوال و نقصان پر منتج ہو اسے جلد از جلد اور بار بار ہر ممکن طریق سے اس پر

نیز چہرہ، لباس اور بدن بھی صاف و پاک اور خوشبودار رکھے تاکہ (۹) اپنے جماعتی اور دینی بھائیوں سے ان کے شایانِ شان طور پر پاک و صاف ہاتھوں ہی سے **مصافحہ** نفیس و طیب بدن ہی سے **معانقہ** اور ریح فاسدہ سے پاک و صاف حالت اور اچھے ستھرے لباس ہی میں بیٹھے اٹھے ب وہ اور نہیں تو نقض وضو ہی کے خدشہ سے ادھر ادھر جھانکنے یا کسی کے مال و جان یا عزت پر دست و زبان کے ساتھ حملہ کرنے، گالی گلوچ، بحث و نزاع، سخت و سست، گستاخی و بے ادبی، حسد و رشک، لہو و لعب، حقہ، سگرٹ، شکایت و شکوہ، استراق سمع، ٹخنہ سے نیچے چادر چھوڑنے، کسی ننگے دھڑنگے، بول و براز کرتے، یا بے حجاب عورت کو دیکھنے زیادہ بولنے، ہنسنے سے (زیادہ سے زیادہ مدت لیل و نہار تک) باز رہے ج بے وضو ہونے کے باعث تو اس کا ترک و تاخیر نماز ہمیشہ کے لئے ناممکن ہو (۱۰) انبیاء و اکابر امت کے ہمیشہ بہر حال اور علی العموم زیادہ سے زیادہ ستر منی و با غسل، مستنجی اور پاک و صاف رہنے اور دائیں ہاتھ کو مصافحہ کی غرض سے مس شرمگاہ، استنجا، صفائی ناک وغیرہا ادنیٰ کاموں سے محفوظ رکھنے سے بھی اپنے جماعتی بھائیوں کا احترام اور استئلاف و دلجوئی ہی سب سے زیادہ مقصود سمجھے۔

۹۳ جس کا ہر رکن اپنے گھر والوں، ملازموں، دکانداروں، پیشہ وروں، مالکوں، مزارعوں، اہلکاروں یا حکومت وقت کی نا فرض شناسی، بد مزاجی، بے توجہی، سخت گیری، نااہلی، کوتاہ کاری یا کچھ بگاڑ دینے یا کسی کام میں تاخیر کرنے، غلیظ و گندہ رہنے، ضرورت سے زیادہ یا کم کھانے پینے، غفلت و بیکاری یا کسی شاعر و مصنف یا خطیب و مدرس یا عام شخص کے کچھ کہے یا لکھے ہوئے کے خلاف کسی اپنے یا بیگانے کے سامنے اظہار نفرت و ناراضگی کرنا یا اسے برا بھلا کہنا بھی اس کی توہین و غیبت ہی سمجھتا ہو۔

۹۴ جس کا ہر رکن گھر یا باہر اپنے یا بیگانے کے سامنے اپنے ذاتی، خانگی یا قومی، خاص یا عام امور میں ناراضگی یا خوشی کسی بھی حالت کے اندر ہمیشہ اس سے زیادہ سے زیادہ گز ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر ہی بیٹھا یا کھڑا ہو کر اور ضعیف و بیمار کی مانند پست آواز و لہجہ میں ایک راز سربستہ ہی کی طرح گفت و شنید کیا کرے تاکہ (۱) دونوں کم سے کم قوت صرف کر کے باہم بول سن سکیں (۲) ان کی بات چیت کسی اور کے آرام، بات چیت (۳) پڑھنے لکھنے وغیرہا میں مخل نہ ہو (۳) کوئی دیگر غیر متعلق شخص ان کی بات چیت پر کان دے نہ اپنا دماغ و وقت ہی نقصان کرے (۴) اس کی بات زیادہ سے زیادہ موثر و دلنشین ہو کیونکہ کوئی بات سامعین کی جتنی زیادہ تعداد میں کہی جائے اتنا ہی اس کا اثر و افادہ ہر شخص کو بٹ کر کم سے کم پہنچتا ہے (۵) اس کے دماغ و سمع و بصر وغیرہ قبل از وقت کمزور و ناکارہ نہ ہو جائیں (۶) خلاف عقل بات ہو تو کوئی ہنسی نہ اڑائے۔

۹۵ جس کا ہر فرد اپنے جماعتی بھائی سے اس کی مستعار لی ہوئی یا اپنے پاس امانت رکھی ہوئی یا یونہی ہاتھ لگنے سے خراب و ناکارہ، گم یا چوری شدہ چیز کا ہرجانہ اسے دینا تو اپنے لئے فرض و واجب لیکن اپنی کوئی اسے مستعار دی ہوئی

اور مصافحہ کرنے میں اور اسی طرح اس **شبہ** سے کہ شاید سلام کہنے والے نے سلام نہیں کچھ اور کلمہ کسی دیگر کو کہا یا کچھ پڑھا ہی ہو اُسے **وعلیکم السلام** کہنے ہی میں تامل و تردد سے کام لے بلکہ اس دولت و نعمت جاودانی کے دینے اور لینے ہر دو کے لئے شک و یقین وغیرہ ہر حالت میں ہمیشہ قدم قدم اور سانس سانس پر اور بار بار جسطرح بھی ہو سکے زیادہ سے زیادہ بہانے اور موقعے ڈھونڈتا یعنی بے قرار رہے **کیونکہ** دو اشخاص کے درمیان انتہائی دلی عقیدت و اتحاد کا بین ترین ثبوت **یا** واحد ذریعہ نیز لینے دینے کی سب سے زیادہ قابل قدر چیز اور نایاب ترین و قیمتی تحفہ سلام (اور مصافحہ) سے بڑھ کر زمین و آسمان اور دنیا و عقبیٰ میں کچھ اور نہیں ہو سکتا اسی لئے دنیا کی سب سے بڑی بارگاہ عالیجاہ اور ملاء اعلیٰ میں سب سے زیادہ محب و محبوب اور مطیع و منقاد بندوں کے لئے بھی ان کی مدۃ العمر کی روح گداز و قیامت خیز عبادتوں، ریاضتوں، جانفشانیوں اور سرفروشیوں پر یہی انعام تجویز ہوا (۴) (صرف) سلام کہنے اور اس کا جواب دینے سے طرفین میں ایکدوسرے کی طرف سے بغض و حسد، عداوت و بداندیشی یا شکایت و شکوی کا ذرہ بھر وہم و اعتراض باقی نہ رہے بلکہ وہ اپنے حق میں دوسرے کی انتہائی عقیدت و جاں نثاری کا بدل و جان قائل و معترف ہو جائے (۵) سلام کہنے اور جواب دینے والے دونوں مخاطب کو دل سے اور ہر لحاظ اپنے سے بہتر و معزز قابل قدر و تعظیم اور اپنا انتہائی خیر اندیش و جاں نثار سمجھیں (۶) محض خوف و طمع دنیوی کی بنا پر حکام و رؤسا کی آمد پر کھڑے ہو کر (تعظیم و استقبال تو کیا) ان کے سلام و مصافحہ تک سے بھی کلی احتراز برتے کیونکہ سلام کی ابتداء نقلاً و عقلاً مقیم کی بجائے وارد ہی کی طرف سے ٹھیک ہے لیکن اپنے عام اور علی الخصوص علم و عمر اور دینی منصب کے لحاظ سے (بلند و برتر) جماعتی بھائیوں سے ہمیشہ سرو قد کھڑے ہو کر ہی سلام و مصافحہ کیا کرے (۷) کسی مجمع میں جاتے یا اس کے پاس سے گذرتے ہوئے ان میں کسی ایک کو ان سے بہتر و برتر یا رئیس و افسر وغیرہ سمجھ کر کبھی سلام (و مصافحہ) کے لئے مخصوص و مخاطب نہ کرے۔

۹۰ جس کا ہر رکن نماز، روزہ، قربانی، کسی قسم کے صدقہ و چندہ، درس و جمعہ یا کسی دعوت و تقریب یا مجلس قومیہ میں شرکت سے قاصر رہنے پر امیر و مجلس کے روبرو بذات خود یا پیغام اور چٹھی وغیرہا کے ذریعے اپنی مجبوری کا اظہار و معذرت ضرور کر دیا کرے تاکہ وہ لوگوں کی شکایت و اعتراض یا اتہام غفلت و بغاوت سے بالکل محفوظ رہے۔

۹۱ جس کا ہر رکن جماعتی بھائیوں کی بھری مجلس میں ہمیشہ اس امر کا اعلان کرتا رہے کہ اس کی کسی طرح کی غلطی و کوتاہی اور گستاخی یا حق تلفی کی بنا پر جو شخص اس سے رنجیدہ و شاکی ہے یا کسی اور کے اس سے ناراض و ملول ہونے کا علم رکھتا ہے بلا خوف تامل اس سے متنبہ کر کے جو چاہے اس سے منوا کروالے۔

۹۲ جس کا ایک ایک رکن (۱) بشرط صحت و توانائی بول و براز کو جاتے وقت ہمیشہ اپنے ساتھ پانی بھی لیتا جایا کرے اور کبھی بغیر استنجا مبرز سے ایک قدم تک باہر نکل کر چلنے کا روادار نہ ہو **تا بامکان** باغسل و متوضی رہے

جماعتی بھائی سے تیسرے جماعتی بھائی کو ملنے کے عزم و عہد کی اطلاع پاکر اس کا کتنا ہی مستحق و ضرورت مند ہونے کے باوجود اسکی بجائے اسے خود حاصل کرنے کی خواہش کرے۔

علا۱ جس کا ہر رکن اس درجہ بے نفس و پاکدل واقع ہوا ہو کہ جب اس کے سامنے علم و عقل، شکل و صورت، فیاضی و عالی ہمتی، تحریر و تقریر غرض کسی امر میں اس کے (بلکہ اس کے باپ دادا یا زن و فرزند تک) کے مقابلہ میں اس کے کسی دیگر ادنیٰ سے ادنیٰ جماعتی بھائی یا اس کے زن و فرزند وغیرہ کو بہتر و برتر یا قابل رشک و تحسین قرار دیا جائے تو وہ نہ صرف یہی کہ ایسی ہی تعریف و تحسین کی مانند بطیب خاطر اسے سن سکے بلکہ بدل و جان اور کھلے لفظوں میں اس پر مزید حاشیہ آرائی بھی کر سکے۔

۱۲۷ جس کا ہر رکن اور تو اور اپنے ممنون و پروردہ اور بظاہر بالکل ناچیز اپنے نہلانے دھلانے، کھلانے پہنانے والے زمین کاشت کرنے والے، ادنیٰ سے ادنیٰ کام دینے والے، اور ضروریات زندگی بہم پہنچانے والے کمینوں، مزدوروں، مدرسوں، کلرکوں، چپڑاسیوں، چوکیداروں، خوف و طمع کے مارے اور محض پیٹ کی خاطر سلام و تعظیم کرنے اور فرائض منصبی انجام دینے والوں، نوکروں، چاکروں اور اپنے سے لیا ہوا قرض و مستعار واپس کرنے یا بیگار تک دینے والوں کو بھی دنیا جہان میں اپنا بڑے سے بڑا محسن و مشفق سمجھکر ان کا بھی بڑوں ہی کی طرح جزاک اللہ وغیرہا لفظوں میں اور بدل و جان ہمیشہ زیادہ سے زیادہ خراج تحسین ادا کیا کرے۔

۱۲۳ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کو دیئے ہوئے قرض و مستعار کو کتنی ہی زیادہ سے زیادہ مدت گزر جانے کے باوجود اس کی واپسی کا اس سے زیادہ سے زیادہ دو ایک ہی بار مطالبہ کافی سمجھے اور بعد ازاں بصورت نادہندگی اول تو ہمیشہ کے لئے چپ ہو رہے یا زیادہ سے زیادہ بارگاہ امارت میں نالش دائر کرے لیکن بذات خود لڑ جھگڑ کر وصول کرنا تو کیا اس سے یا کسی اور کے پاس اس کا نام تک لینا بھی جائز نہ سمجھے

۱۲۴ جس کا ہر رکن بذات خود زیادہ سے زیادہ جسمانی و روحانی تکلیف برداشت کرلے لیکن دوسرے پڑوسی جماعتی بھائی کے امن و عافیت کا اسدرجہ خیال رکھے کہ اس کی خاطر اپنے گھر میں مرغیاں، بھیڑ بکریاں وغیرہا رکھنا زیادہ چیخنا، چلانا، رونا پیٹنا، گانا بجانا، بے پردہ کی چھت پر چڑھنا، اس کی دیوار میں طاق بنانا یا میخ ٹھونکنا رندہ کے ساتھ کچھ کوٹنا کاٹنا یا زمین پر دے مارنا، اس کے گھر دھواں یا گرد پہنچانا، زیادہ دماغ سوز چیز جلانا یا بھگار لگانا وغیرہا تک بھی گوارا نہ کرے۔

۱۲۵ جس کا ہر ایک رکن جہاں اپنے جماعتی بھائی کیطرف سے سلام و مصافحہ اور رسنہ تک دینے کے زعم خود تنکا جتنے احسان کا زیر بار ہونے پر بھی اس کے سامنے اُف تک کرنا حرام سمجھے وہاں خود باپ یا استاد

یا اس کے ہاں امانت رکھی ہوئی چیز کے اس سے گم اور خراب یا چوری ہو جانے پر اس سے تاوان مانگنا یا سختی و تنگی کی تو کیا اس کے سامنے یا پیٹھ پیچھے مدۃ العمر کسی جلوت و خلوت میں کبھی اس کا ذکر تک کرنا بھی ایک گناہ کبیرہ سمجھے۔

۹۶ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کی خرید کردہ کسی چیز، پکائے ہوئے کھانے، پہنے ہوئے لباس، بنائے کردہ مکان، فصل و باغ، کتاب و نظم وغیرہا کی اس کے بلا استفسار یہ کہہ کر کہ خراب، گھٹیا، کمزور و بے اثر وغیرہا ہے کبھی تحقیر و تنقیص کر کے اس کی دل آزاری کا مرتکب نہ ہو بلکہ تا با مکان اس پر اس کی فہم و فراست اور ہمت و قابلیت کی داد دے کر اس کا حوصلہ بڑھایا کرے۔

۹۷ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی کا خود کتنا ہی بڑے سے بڑا محسن و مشفق حتیٰ کہ والد و استاد بھی ہو کر کسی موقعہ پر اس کی طرف سے اپنی شان سے کمتر عزت افزائی اور میزبانی ہونے یا معمولی سے معمولی تحفہ ملنے پر یہ کہہ کر کہ یہ تو کچھ بھی نہیں یا بے وقعت اور کمتر ہے اس کا دل دکھانے اور اس کا کیا کرایا خاک میں ملانے کی بجائے اس کی برائے نام ادنیٰ درجہ کی ادائی برابر عطار دار سال کردہ چیز حتیٰ کہ محض زبانی تعظیم و تکریم پر بھی بدل و جان اور حد سے زیادہ اس کے اپنے کو تخت و تاج ملکہ رشتہ تک دے دینے کی طرح ہی اس کا مداح و شکر گزار پایا جائے۔

۹۸ جس کا کوئی رکن بیع و شری کو کچھ مدت گزر جانے پر بھی اگر بائع ہے تو مشتری کے کہنے پر مبیعہ چیز واپس لینے میں اگر مشتری ہے تو بائع کی خواہش و کوشش پر اسکی مبیعہ چیز اسے پھیر دینے میں کتنے ہی جسمانی یا مالی نقصان و تکلیف کے باوجود یا بڑی سے بڑی روحانی کوفت و پریشانی اٹھا کر بھی لمحہ بھر کا تامل و تردد روا نہ رکھے۔

۹۹ جس کا رکن ہمیشہ اور ہر حال میں علی الخصوص بیع و شری، ملازم ہوتے یا کسی کو ملازم رکھتے یا نکاح و انکاح کرتے وقت کتنا ہی بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود اپنے مال و مواشی، محنت و دیانت، علم و فضل مکان و سامان، اہل و عیال، ہمت و قوت وغیرہ کی اپنی زبانی تعریف و تحسین (خود) کرنے سے جتنا محفوظ رہے اتنا ہی خود کو مقبول و معزز اور بلند پایہ شخصیت خیال کرے۔

۱۰۰ جس کا رکن دوسرے جماعتی بھائی سے ایک دفعہ مال، مواشی، مکان و زمین، رشتہ، غلہ، کپڑا عہدہ وغیرہا دینے کا عزم و عہد کر چکنے کے بعد اس کے صاف و صریح الفاظ میں اور بکرات و مرات انکار کئے بغیر کسی تیسرے بھائی سے اس کے کتنے ہی منت و اصرار یا امید و نفع و قدردانی کے باوجود اس (تیسرے بھائی) کی طرف متوجہ ہونے کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے نہ کوئی رکن خود ہی مذکورہ اشیاء سے کوئی چیز کسی دوسر

کھانے اور اس قسم کا جہیز دینے (تو کیا مذکورہ امور کا ذکر تک کرنے سننے) سے بھی جو اس کے دوسرے جماعتی بھائیوں اور غریب و تنگدست لوگوں سے بن نہ آئے یا ان کے لئے باعث رشک و حسد ہو یا اس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ خود کو دوسروں سے بڑا سمجھتا اور مسرف وجاہ پسند زیادہ دکھیں کا بھوکا ہے انتہائی احتراز سے کام لے۔

عـ۱۱۱ جس کا ہر رکن بارگاہ الٰہی میں ہمیشہ با صرار و الحاح اس امر کا زیادہ سے زیادہ داعی و متمنی رہے کہ اس کا ظاہر و باطن، اعضاء و جوارح، دل و زبان، گفتار و کردار دوسروں کے حق میں اور دوسرے جماعتی بھائیوں کا اس کے لئے بہتر سے بہتر ہے۔

عـ۱۱۲ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی سے زمین و مکان، غلہ، کپڑا، مال، مواشی وغیرہ خراب یا مہنگا خرید بیٹھے پر اور بیچنے والا بازار سے زیادہ ارزاں دے بیٹھنے پر بجائے حسرت و شکایت کے یہ سمجھ کر کہ دوسرے کا گھر بھی میرا ہی گھر ہے اور اس کا فائدہ بھی درحقیقت میرا ہی فائدہ ہے اس میں زیادہ سے زیادہ اطمینان و خوشی محسوس کرے۔

عـ۱۱۳ جس کا ہر رکن کبھی بھول کر بھی بھری مجلس میں سوائے امام نماز کے کسی دوسرے عالم سے عالم، عارف سے عارف یا رئیس و افسر مقامی جماعتی بھائی کو سلام و مصافحہ، اونچی اور اچھی جگہ بٹھانے، پنکھا جھلنے یا کھلانے پلانے وغیرہا میں مخصوص و ممتاز نہ کرے اس لئے کہ یہ دوسروں کیلئے باعث رنج و حسد ہوگا۔

عـ۱۱۴ جس کا بڑے سے بڑا بزرگ و محسن خلائق رکن یا امیر و امام تک بھی انتہائی تنگدستی، بیماری، برہنگی، تشنگی، تھکاوٹ، کثرت کاروبار، شدید سے شدید سفر یا اپنے عزیز سے عزیز کی موت کے دوران میں بھی ہمیشہ اس امر کا خواہاں و کوشاں رہے کہ اسے بذات خود خواہ اس سے بھی بڑھ کر مشقت سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑے لیکن وہ دوسرے قریبی سے قریبی جماعتی بھائی سے ایک کوڑی جتنا قرض و مستعار لے کر اس سے پانی کا گھونٹ تک مانگ کر اسے چار قدم تک کہیں بھیجکر اس سے چھٹانک بھر تک کا بوجھ اٹھوا کر یا لمحہ بھر پنکھا جھلوا کر بھی اس کے لئے باعث رنج و بار خاطر نہ ہو۔

عـ۱۱۵ جس کا بڑے سے بڑا محسن خلائق اور فدائے ملت رکن بھی اپنے ساتھ لوگوں کے زیادہ سے زیادہ سلام و مصافحہ، ان کی طرف سے اپنی حاشیہ نشینی و کفش برداری، انکی طرف سے اپنے شاندار سے شاندار استقبال و مشایعت، اپنی جسمانی یا مالی تعظیم و خدمت، اپنی مشکل سے مشکل دعوت پر ان کا لبیک کہنا، اپنے اشارہ چشم و ابرو پر ان کا کٹ مرنا، اپنے کو ان کا پھولوں کے ہار پہنانا، اس کا میلوں طول طویل جلوس نکالنا، زندہ باد، زندہ باد، مرحبا مرحبا کے فلک شگاف نعرے لگانا اس قدر اپنی نہیں جتنا ان کی جلالت قدر و باکمالی کا ثبوت سمجھے اور اس کی بنا پر اتنا اپنی ذات و صفات کو نہیں جتنا کہ انہیں واجب

دخشر نک ہوکر محض اپنی ذاتی تعظیم و خدمت سے قاصر رہنے کی وجہ سے یا اپنی حق ادائی و قدر دانی میں زیادہ مستعدو چاق و چوبند بنانے کی غرض سے اپنے شاگرد یا پسر و داماد کو اسے کھلانے پہنانے یا پڑھانے لکھانے ملازمت دلانے یا اعلیٰ خاندان سے رشتہ حاصل کر دینے وغیرہا کے احسانات یاد دلانا بھی انتہائی نادانی وکم ظرفی خیال کرے۔

۱۰۶ جس کا ہر رکن اپنے دکاندار یا عام جماعتی بھائی سے کوئی چیز خریدتے وقت اس کی نوعیت، قیمت، نرخ، ماپ، تول وغیرہا کے بارہ میں فقط ایک آدھ ہی مرتبہ اس سے پوچھا، اُسے کچھ کہا یا اس چیز کو دیکھا کرے، لیکن بائع بھائی مشتری بھائی کی طرف سے اسکی کتنی ہی دفعہ اور بار بار تحقیق و تفتیش یا سوال جواب اور دیکھ بھال کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرے اور بخندہ پیشانی اسے ایک ایک کا جواب دے گو بدیں صورت اسے اپنے وقت و چیز یا عزت و مال وغیرہا کا بظاہر کتنا ہی نقصان کیوں نہ نظر آئے۔

۱۰۷ جس کا ہر رکن کتنے ہی ذاتی نقصان و تکلیف کے باوجود اپنے جماعتی بھائی سے اپنے واجبی حق یا اپنی قرض و مستعار دی ہوئی چیز کا بھی اس سے اس درجہ عجز و تواضع اور شرم و خوف کے ساتھ اور بادل ناخواستہ مطالبہ کرے کہ وہ خود اس کی نہیں بلکہ اسی دوسرے مخاطب بھائی کی ہی ہے اور وہ اب اس سے اپنے لئے بھیک مانگ رہا ہے اسی طرح قرض و مستعار دینے یا اس کی واپسی اور ادائگی یا کسی طرح کی حاجت روائی یا دعوت میں شمولیت سے قاصر رہنے پر اس کے سامنے اظہار عجز و ندامت بھی اسی طریق سے اور صد درجہ پر درد و رقت آمیز لہجہ میں کرے کہ گویا وہ خود اس سے کچھ مانگتا ہے۔

۱۰۸ جس کا ہر رکن امامت، مدرسی، زراعت، دکانداری وغیرہا سے کسی کام یا عہدہ کا بیڑا صرف اس خیال سے کبھی اٹھائے نہ اسمیں جانفشانی و تندہی ہی دکھائے کہ لوگوں میں اپنے پیشرو یا کہیں اور کے مدرس، امام، مزارع، دکاندار یا کہیں وغیرہا سے بڑھ چڑھ کر قابل و ہر دل عزیز اور حساس و فعال کہلائے کیونکہ یہ خیال دوسروں کی توہین و تحقیر کا سبب اور خود اس کے کبر و غرور کا ثبوت ہوتا ہے۔

۱۰۹ جس کا ہر رکن کو دوسرے جماعتی بھائی کی قومی مستعار حاصل کردہ یا ایک جگہ سے اٹھا کر دوسرے مقام پر لے جائی گئی چیز کو بعد از استفادہ فی الفور پھر سے پہلی حالت میں لانے اور اصل جگہ رکھنے کا ادب کسی جماعتی بھائی کی یا قومی جگہ کو استعمال و خراب کر کے اسے صحیح و صاف کرنے، کھولنے کے بعد بند کرنے یا بند کرنے کے بعد کھولنے وغیرہا کا اس کے مالک و انچارج یا کسی دیگر کی بجائے خود ہی کو ذمہ دار سمجھے۔

۱۱۰ جس کا ہر رکن خواہ کتنا ہی شوقین مزاج و امیر کبیر کیوں نہ ہو اس قسم کا ولیمہ و عقیقہ رچانے ایسا لباس پہننے، اتنا مال و مواشی یا فرنیچر پاس رکھنے، ایسا مکان بنانے اور کسی کے روبرو اس قسم کا لذیذ و مکلف کھانا

عیادت و تعزیت، سلام و مصافحہ یا اظہار محبت و جاں نثاری وغیرہا ہے جو کچھ کرتا ہے یا جو بھی رائے یا مشورہ دیتا ہے یا عبادات و معاملات، عشر و زکوٰۃ، حج وعمرہ، امداد مسجد و مدرسہ، صبر و عفو وغیرہا پر کاربند ہے یا فسق و معصیت، چوری یا زنا وغیرہ سے محفوظ یا تائب و مجتنب ہو کر راہ راست پر آیا ہے وغیرہا اس کا یہ سب کچھ بغرض خوف و طمع یا ریا و نمائش کے طور پر یا تعریف و تحسین اور کسی مجبوری و ناتوانی کے پیش نظر یا کسی سے عداوت کے لئے یا دفع الوقتی کے طریق سے نہیں بلکہ سرتاسر صحیح، صداقت و للہیت پر مبنی اور سو فی صدی حقیقت ہے۔

۱۲۰ جس کا کوئی رکن مسجد، مدرسہ، غسل خانہ، رستہ، نالی، رفاہ عامہ کی کسی عمارت یا گھر کی کسی چیز کے نقصان مثلاً چٹائی کے ناپاک ہو جانے، تیل گر جانے، کچھ ٹوٹنے، بول و براز سے کسی جگہ کے آلودہ نلاطت ہونے، کسی چیز کے پھٹ جانے یا گم ہونے پر غیظ و اشتعال کے لہجہ میں کسی ایک شخص یا منفرد جماعتی بھائیوں سے کبھی اس طرح نہ پوچھے کہ کس نے یوں کیا ہے نہ نقصان کنندہ کا علم رکھنے والا بھائی ہی کسی پر ظاہر کرے کہ فلاں نے ایسا کیا ہے کہ اس سے نقصان کنندہ بلکہ تمام کے تمام بھائیوں کی رسوائی اور بحث و جدال کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

۱۲۱ جس کا رکن تین جماعتی بھائیوں کے منعقدہ اجلاس میں سے ایک بھائی کو تنہا چھوڑ کر دوسرے کو علیحدہ کر کے اس اکیلے سے کبھی محو سرگوشی و مناجات ہو کیونکہ اس سے اس (اکیلے چھوڑے گئے بھائی) کا اس نتیجہ پر پہنچنا کہ وہ ان کی نظر میں بیگانہ اور ناقابل اعتماد اور بد اندیش ہے یا یہ سمجھنا کہ یہ دونوں ملکر اس کی شکایت و شکوہ یا اس کو کسی طرح کا نقصان و تکلیف پہنچانے کے بارہ میں صلاح و مشورہ کی غرض سے جدا ہوئے ہیں یقینی ہے۔

۱۲۲ جس کا ہر رکن اپنے قریبی سے قریبی جماعتی بھائی کے اذکار و عقائد، عبادات و معاملات شکل و لباس وغیرہا کے بارہ میں امر و نہی یا تنبیہ و تفہیم ہمیشہ یہ سمجھ کر ہی کیا کرے کہ وہ اس کا اپنا ہی مجروح و مضروب، جسم نازک یا ایک اپریشن طلب پھوڑا ہے جس کی چیر پھاڑ اور مرہم پٹی میں اسے یہ ہر دو امور برابر مقصود و منظور ہوتے ہیں کہ شفا بھی حاصل ہو جائے اور درد بھی نہ ہو۔

۱۲۳ جس کا رکن خود کتنا ہی پریشان، عدیم الفرصت، مصیبت زدہ، علیل الطبع یا خواب و خورش تک میں مشغول ہونے کے باوجود اپنے ہاں کسی اپنے مقصد یا خود اس کی کوئی حاجت روائی کرنے مثلاً اس کی فصد و حجامت کرنے، اس کا ماپ وغیرہا لینے، قرض و مستعار لینے دینے، کچھ لکھوانے پڑھوانے، خریدنے بیچنے یا اسے کہیں لے جانے وغیرہا کے لئے آئے ہوئے جماعتی بھائی کے اعزاز میں اور اسے جلد از جلد فارغ البال و فلاح المرام

احترام اور قابلِ قدر و تحسین قرار دے۔

۱۱۶؎ جس کا ہر رکن اپنے پاس آئے یا بلائے ہوئے یا کھڑے کھڑے اور چلتے چلتے ہی معمولی سوال جواب یا بات چیت کرنے والے جماعتی بھائی کی حسبِ دلخواہ طور پر سُن چکنے تک بالکل اسی طرح کسی دیگر سے گفتگو لین دین، لکھنا پڑھنا وغیرہ چھوڑ دے اور پورے اطمینان اور انتہائی عزت و شوق سے کھڑا یا بیٹھا ہو تو اسکی جانب منہ کئے رکھے، نیز ہمہ تن گوش رہے جیسا کہ خود دوسروں اپنے سے بڑوں، رئیسوں اور افسروں یا دوستوں وغیرہ سے خواہش مند ہے۔

۱۱۷؎ جس کا زیادہ آسودہ حال و با فراغت رکن اپنی کچھ نہ کچھ زمین صرف لوگوں کے آرام و آسائش مواشی بٹھانے، اینٹیں بنانے، مٹی لینے، گوبر رکھنے یا جوہڑ، قبرستان یا چراگاہ وغیرہ کے لئے اُسی طرح اپنے گنوں، خربوزوں، مرچ، پیاز، آموں، جامنوں، شہتوتوں، سبزی ترکاری بیر دل وغیرہا کے باغوں اور کھیتوں کے تمام کے تمام سے ذاتی فائدہ اٹھانے یا بہاجنوں، ساہوکاروں کی مانند دام کھرے کرنے کی بجائے اپنا کا تھوڑا بہت رقبہ یا حصہ تمام اہلِ دہ کے لئے نہیں تو اپنی جمعیۃ المصلحین کے جلیل القدر عہدہ داروں یا اولوالاعلام والنہیٰ کے کھانے یا ایندھن وغیرہا کے لئے ضرور (مفت) وقف و مخصوص کر دیا کرے کہ اس ملک و عہد کی بے مثال فراوانی و شادابی کے پیش نظر ایک رکن جمعیۃ المصلحین کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہونا چاہیئے۔

۱۱۸؎ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی سے تک اس کا قریبی سے قریبی ہونے کے باوجود یہ سمجھ کر کہ اس میں نقصان و ناراضگی کی کونسی بات ہے اور تو اور اس کا جوتا، کوٹ، تولیہ، چھتری چھڑی ٹوپی، لوٹا، گھڑی، کتاب، اخبار، صابن، پنکھا حتی کہ بزعم خود بالکل ناکارہ و افتادہ زمین یا کوئی اور چیز یا مٹی کا روڑہ، کانٹا یا پانی کا چلو تک بھی استعمال میں لانا تو کیا اُسے چھونا، دھرنا، اٹھانا اور یہ دیکھنے اور معلوم کرنے کی غرض سے کہ کیسا ہے؟ کمزور ہے یا مضبوط وغیرہا پکڑنا تک حرام نہیں تو خلافِ اولیٰ ضرور سمجھتا ہو۔

۱۱۹؎ جس کا ہر رکن ہر دوسرے جماعتی بھائی کی حق بیانی و صاف دلی پر پورا پورا بلکہ زیادہ سے زیادہ اور اس درجہ واثق و جازم یقین رکھتا ہو کہ وہ عام بات چیت، لین دین یا کسی بھی حالت میں اپنے یا کسی اور کے معاش، تعلیم، نسب، سکونت، علمی و فنی قابلیت، تنخواہ و آمدنی، عمر و عہدہ کسی سے رشتہ یا مخالفت خوشحالی و تنگدستی، مظلومیت، فتح و شکست، اندرونی مرض و شکایت، کسی چیز کے نرخ و قیمت اور اچھائی یا برائی، کوئی اچھا کام کرنے یا کسی برے کام سے بچنے، کسی چیز کے اپنے پاس ہونے یا نہ ہونے اپنی سرگذشت یا کسی عام واقعہ وغیرہا سے متعلق غرض جو کچھ کہتا ہے اور میری یا کسی اور کی تعظیم و تواضع، احسان و رعایت

پاس اجنبیوں یا غیر مقامیوں کے اور غیر مقامیوں یا اجنبیوں کے سامنے اپنوں یا مقامیوں کے بذات خود دیکھے یا سنے، پڑھے ہوئے واقعات شرک والحاد، فسق و فساد، زنا و اغوا، چوری، ڈکیتی، نفس پرستی و نااہلی کسی طرح کی شخصی یا قومی غلطیاں اور خرابیاں یا ان پر مشتمل اخبار و حکایات کا ذکر کرنا یا سننا حرام جانے اور بجائے اس کے تا بامکان بیگانوں سے اپنوں کی اور اپنوں سے اجنبیوں اور غیر مقامیوں کی علمی عملی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور سیاسی محاسن و فضائل، ان کے اتحاد و یکجہتی، امر فرودستی و جانبازی امر و طاعت، عصمت و باحجابی، زہد و تقوی، درس و تعلیم، عزم و استقامت، جمعہ و جماعت، اصلاح و تذکیر خلائق، مطالعہ، ادائے عشر و زکوٰۃ، اقامت الصلوٰۃ، قیام اللیل، قناعت و سادگی، کم خوری و کم گوئی، بیت المال، مہمانسرائے وغیرہا اور ان کے ساتھ ان کی دلچسپی و انہماک ہی کا ذکر کرنا اپنا وظیفہ حیات قرار دے۔

۱۲۹ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی کی اس حالت و حادثہ سے متعلق جس نے خود بخود پہلے ہی سے اس کی کمر توڑ رکھی اور اس کا دل و جگر کباب کر دیا ہے (مثلاً اس کا کہیں مارا پیٹا جانا، اس کے لڑکے یا لڑکی کا اغوا، اس کے مال و متاع وغیرہا کا قرق یا خود گرفتار و قید ہونا، اپنی عورت کو طلاق دینا یا اس کی بہن، لڑکی یا ماں وغیرہا کا مطلقہ ہو جانا یا جسمانی نقص خلقت، دانت گر جانا یا بال سپید ہو جانا، کسی مہم میں شکست پانا، عمر، تعلیم، ذات، تنخواہ و آمدنی، وعدہ خلافی، کسی بات میں جھوٹا ثابت ہونا، ملازمت سے علیحدہ یا کسی غلطی سے مشہور و متہم ہونا، طفولیت و نادانی کے کسی ناقابل اظہار جرم و کرتوت) اور اب اس کا کوئی مداوا ممکن نہ ہو نہ ہی اس کا ذکر و بحث چھیڑنا وہ پسند کرے یا چھیڑنے پر اسے جواباً جھوٹ یا تصنع سے کام لینا پڑے ہمدردی و غمخواری کے طور پر بھی صراحتاً یا کنایتاً لب تک ہلانا اس کے زخموں پر نمک پاشی سمجھے اور بالکلیہ اس بارہ میں خاموش رہ کر اس پر یہی وارغ کرے کہ وہ اس سے آگاہ ہی نہیں۔

۱۳۰ جس کا ہر رکن دوسرے ایک یا کئی جماعتی بھائیوں پر مشتمل آئینی یا غیر آئینی مجلس کے اندر دوسرے بولتے ہوئے بھائی کے اپنے اظہار مافی الضمیر سے پوری طرح فارغ ہو کر خاموش ہو جانے کے بعد بلکہ اس کا حکم و اجازت حاصل کر کے ہی ہمیشہ اپنی بات کہنے کے لئے لب کشا ہو۔

۱۳۱ جس کا ہر رکن کسب معاش، تعلیم و تعلم، خرید و فروخت، تعمیر و تخریب، نکاح و انکاح ترک و اخذ سکونت، تشکل و لباس وغیرہا امور میں خلاف عقل و مصلحت قدم اٹھانے یا قابل اعتراض و شکایت رویہ اختیار کرنے والے جماعتی بھائی کو ٹھیک وقت پر بذات خود بالمشافہت اسکے

کرنے کے لئے ایک سے ہزار اور برق و باد کے گھوڑے پر سوار نظر آئے اور اسکی مشکل و ضرورت حل کر دینے کے بعد ہی اپنے ذاتی ضروری سے ضروری کام نہ نپٹاتا ہو نہ اور کھانے پینے یا خواب و خورش وغیرہ تک کیطرف متوجہ ہو۔

۱۲۴ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کے گذشتہ یا موجودہ عبادات و معاملات، افکار و عقائد، علم و فضل، عفو و کرم، شخصی یا قومی احسانات و خدمات یا تحریر و تقریر اور تعلیم و تدریس وغیرہا میں اسکی چھوٹی سے چھوٹی خوبی اور معمولی سے معمولی کارنامہ پر ہی اسے بدل و جان دنیا جہان کی ایک بے مثال و بلند پایہ اور زیادہ سے زیادہ قابل قدر و تحسین شخصیت تسلیم کرے اور اس کے گذشتہ بد سے بدتر طرز زندگی کی بنا پر یا عہد جاریہ و عصر ماضیہ کی کسی اور عظیم المرتبہ ہستی کی ذات و صفات سے اسکا موازنہ کر کے اُسے ناچیز سمجھنا یا ظاہر کرنا اپنی بدبختی و کوتاہ بینی کا بین ترین ثبوت سمجھے۔

۱۲۵ جس کا ہر رکن اپنے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو عزم و ثبات کی ایک مضبوط ترین چٹان اور صد درجہ نا قابل تسخیر حصار سمجھتا ہوا اس کے حق میں ہمیشہ پر یقین رہے کہ وہ اپنے (مطابق کتاب و سنت) اذکار و عقائد، نصب العین، عبادات و معاملات، حقوق و فرائض، تنجد و تخلیہ، مختلف فیہا مسائل، ایثار و بے نفسی، فکر و سوز، صلاح و تذکیر خلائق، زہد و قناعت، کسی چیز و عقیدہ کی تحسین و تقبیح، کسی سے وصل و قطع وغیرہا کے موجودہ اختیار کردہ مسلک سے مرتے دم تک انچ بھر ادھر ادھر نہیں سرک سکے گا۔

۱۲۶ جس کا رکن دوسرے جماعتی بھائی سے کوئی بات یا واقعہ ایک دفعہ پوچھ یا سُن چکنے کے بعد دوبارہ دل تو کبھی بھی نہیں تو کم از کم اس کے سامنے تو کسی تیسرے سے سننا پوچھنا گوارا نہ کرے اسی طرح بیان کرنے والا بھی ایک دفعہ بیان کر چکنے کے بعد وہی بات یا واقعہ کسی سے بن پوچھے ہرگز ہرگز بیان نہ کرے۔

۱۲۷ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی سے زمین، مکان، فصل، غلہ، کپڑا، چارپائی، بستر یا کسی بھی چیز کو عارضی یا دائمی طور پر با تقسیم و مبادلہ میں لینے وقت یا اکٹھے کھاتے پیتے، بیٹھنے اُٹھنے یا کچھ خریدنے میں ہمیشہ بدل و جان اسی امر کا خواہاں و کوشاں رہے کہ زیادہ بہتر، شاندار، آرام دہ چیز اور جلد تر دوسرے کے ہاتھ جائے اور نسبتاً خراب، کمزور اور تھوڑی بہت بعد میں اسے حاصل ہو اسی طرح گھر یا باہر کے فرائض انجام دیتے یا کوئی مشترکہ ہنگامی کام کرتے وقت بھی یہی انتہائی دلی خواہش و کوشش رکھے کہ اسکی بجائے دوسرے جماعتی بھائی کو ہی زیادہ سے زیادہ نفع و آرام اور کم سے کم نقصان و تکلیف پہونچے۔

۱۲۸ جس کا ہر رکن یہ سمجھکر کہ ہر کام اپنے فاعل و مرتکب کے علاوہ صرف اپنا ذکر کرنے سننے والے کے دل و دماغ کے لئے بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر تھوڑا یا بہت اثر چھوڑتا ہے مقابیوں اور اپنوں کے

یا کسی دیگر کے روبرو ہی ایسا کہے کہ میں تو اتنی محنت ومدت اور صرف زر کثیر سے اور وہ تھوڑی سی محنت ومدت اور برائے نام یا قلیل سا مال خرچ کرکے ہی شاہد مراد سے ہمکنار ہے بلکہ اس کی فوری کامیابی وآسانی پر بھی اپنی ہی کامیابی وآسانی کی طرح اپنے دل میں پھولا نہ سمائے۔

۱۳۶ء جس کا کوئی رکن صرف اپنی ذاتی رنجش وناراضگی کی بناپر اپنے کسی قریبی سے قریبی بھائی کو بھی کبھی مجبور وآمادہ کرے نہ اس سے امید ہی رکھے کہ اس کے دھتکارے اور راندے ہوئے جیسے جماعتی بھائی سے وہ بھی سلام وکلام، ملنا، جلنا، لین دین یا نکاح وانکاح وغیرہا ترک کردے بلکہ تا بامکان اسے اس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے زیادہ سے زیادہ محبت واحسان ہی کی تاکید وترغیب کرتا رہے۔

۱۳۷ء جس کا ہر رکن دوسرے شاگرد و قریبی وغیرہ جماعتی بھائی کے ہاں اپنے بھیجے ہوئے یا از خود گئے ہوئے اپنے یا کسی اور کے قریبی ملازم یا دوست وشاگرد وغیرہ سے اس کی واپسی پر اس سے اس قسم کے (دنائت آموز وتنگدلانہ) سوالات پوچھنے سے کہ وہ تم سے کس طرح پیش آیا؟ اس نے تمہیں کیا یا کس جگہ بٹھا کر کھلایا پلایا؟ یا کیا کچھ دیا؟ یا کیا مجھے بھی یاد کرتا تھا یا نہیں؟ اگر کرتا تھا تو کیسے الفاظ میں وغیرہا بالکلیہ محترز رہے اسی طرح دوسرے (شاگرد ومریض یا دوست و قریبی وغیرہ) جماعتی بھائی کے ہاں جانے والا استاد وطبیب وغیرہ رکن بھی بن پوچھے اور از خود اس کی طرف سے اپنی ضیافت واستقبال وغیرہ کی اچھی یا بُری (علی الخصوص بُری) کیفیت اس پر یا کسی اور پر ظاہر کرنا حرام سمجھے۔

۱۳۸ء جس کا کوئی رکن محض ذاتی، جسمانی ومادی عیش وآرام یا برابری وبرتری کی غرض سے دوسرے جماعتی بھائی کو کپڑا، زیور، مال ومواشی خریدتے، مکان یا کوئی اور چیز بناتے، بنواتے، اچھا کھاتے پہنتے، زراعت وتجارت یا کوئی اور ذریعہ معاش اختیار کرتے، پمپ، کنواں یا باغ وغیرہا لگاتے لگواتے کوئی علم وفن سیکھتے، غرض کوئی کام کرتے کرواتے دیکھ کر ٹھیک اسی وقت یا فوراً ہی بعد ازاں وہی اور ویسا ہی خریدنے، بنانے اور کرنے کا کسی سے ذکر کرنا تو کجا خیال تک بھی اپنے دل میں نہ لائے۔

۱۳۹ء جس کا رکن کسی دوسرے بھائی سے یہ پوچھے یا خود دیکھے بغیر کہ وہ اپنے یا کسی دیگر جماعتی بھائی کے کام کو تو نہیں جا رہا یا اس سے کوئی بات تو نہیں کر رہا اور اپنے یا کسی اس کے کام میں تو مشغول نہیں اُسے دو چار منٹ اور ۱/۲ قدم تک کے لئے کہیں بھیجنے یا اس سے اپنا کوئی کام کروانے یا اس سے گفت وگو کرنے کا بھی روادار نہ ہو۔

پاس جاکر (یا امام نماز یا جلاس شوری کے ذریعے) اُسے تنبیہ و تفہیم کرے ورنہ بجز اس طریق کے اور بعد میں اس کے سامنے یا پس پشت منہ العمر کسی جلوت و خلوت کے اندر زبان سے اس کا ذکر و تخطیہ کرنا تو کیا کبھی دل میں بھی اس کے لئے نفرت و حقارت کو جگہ دینا حرام سمجھے۔

۱۳۲ جس کا ہر کسان، مزدور، صناع و تاجر، وکیل و طبیب، جراح ڈاکٹر، کلیں و دکان دار کاتب و منشی، سنار و درزی، لوہار یا بڑھئی، معلم و واعظ، مصنف و شاعر وغیرہ رکن اپنے دوسرے ہم پیشہ جماعتی بھائی کو دل میں اپنے سے بہتر نہیں تو اپنے برابر ضرور محنتی، فرض شناس، کارکن ملنسار و متواضع، عالی دماغ و باہمت اور قابل قدر و تحسین سمجھے اور خود اس کی اور اس کے ذریعے اپنے عامۃ الناس جماعتی بھائیوں کی بھلائی کی غرض سے اسے بھی اپنی ہی طرح مرجع خلائق و مقبول خاص و عام بنانے کی کوشش کرے اور اس کی شہرت و آمدنی وغیرہ بڑھانے کے لئے ہمیشہ اور ہر جگہ جلوت و خلوت میں اس کی حسن کارکردگی، ایمانداری اور بلند اخلاقی کی تعریف کرتا پایا جائے۔

۱۳۳ جس کا رکن (بحالت اضطرار) اپنے جماعتی بھائی سے قرض و مستعار یا مفت کوئی چیز لینے یا کچھ کروانے وقت اسے اپنا اس سے کیا ہوا احسان و خدمت یاد دلانا تو کیا اس کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے نہ خود اس سے اُسے قرض و مستعار یا مفت کچھ دینے یا کچھ کروانے کی حالت میں کسی چیز یا کام کا مطالبہ کرنا تو کجا اس کا وہم و گمان بھی دل میں رکھے۔

۱۳۴ جس کا ہر رکن اس درجہ وسیع الظرف و سیر دل واقع ہوا ہو کہ اپنے کسی قریبی سے قریبی مرید و شاگرد یا خسر و داماد، باپ یا دادا اور بڑے سے بڑے محبوب و ممنون کی طرف سے بھی کسی طرح کے ذاتی احسان و امداد سے دیدہ و دانستہ اور امکان و قوت کے باوجود غفلت و کوتاہی برتنے پر مثلاً اس کے سامنے اپنی کوئی چیز خراب و چوری ہو جانے پر یا کسی سے لڑنے جھگڑنے وقت اس کی طرف سے اپنی طرفداری نہ ہونے پر یا اپنی عیادت و تعزیت یا میزبانی اور استقبال یا قرض و مستعار دینے سے قاصر رہنے یا کوئی سا حکم و مشورہ نہ ماننے یا ولیمہ و عقیقہ پر نہ بلانے یا نہ پہنچنے پر بھی نہ صرف یہی کہ کسی سے کسی موقعہ پر اس کا ذکر و شکایت نہ کرے بلکہ اپنے دل کے اندر بھی اس کے حق میں شائبہ نفرت و ناراضگی کو ذرہ بھر جگہ نہ دے۔

۱۳۵ جس کا ہر رکن دوسرے جماعتی بھائی کو علم و فن، زمین و مکان، ملازمت، مال و مواشی بیوی، اولاد وغیرہا کے حصول میں خود سے زیادہ اچھے طریق پر حسب منشاء آسانی و جلدی یا معمولی خرچ و محنت سے کامیاب ہوتا دیکھ کر اپنے دل ہی کے اندر کبھی اس قسم کا خیال نہ لائے نہ جو بات کے

ایں کہ میرے بھی آپ سے کافی احسانات ہیں وغیرہا سے اپنی زبان آلودہ کرنا حرام سمجھے اور بجائے اس کے عجز و تواضع، کم گوئی، متانت اور عرصہ دراز تک بیٹھے محنت و اصرار کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔

۱۴۴ جس کا ہر طبیب و ڈاکٹر، دکاندار یا اہلکار وغیرہ خود کو رئیس و افسر نہیں بلکہ اپنے گاہک و حاجتمند کا ماں جایا بھائی یا باپ بیٹا اور ایک ادنیٰ ترین خادم سمجھ کر اس خیال سے کہ اسے عمر بھر اس سے ملاقات اور اس کی خدمت و اطاعت کا یہی پہلا اور آخری موقعہ ہے اور وہ مجرد اسی کے کام کے لئے بیٹھا ہے اور آج ہی نیز اسی سے اُسے اپنی بلند اخلاقی، ملنساری اور عجز و تواضع کا سرٹیفکیٹ لینا ہے روزانہ بیشک کم سے کم گھنٹے کام کرے اور تھوڑے سے تھوڑے گاہک یا سائل ہی نپٹا سکے لیکن علالت طبع اور انتہائی مصیبت و پریشانی کے باوجود ایک ایک سے حد درجہ خوش مزاجی و خندہ روئی برت کر اُسے سوال و جواب اور حاجت روائی کے لئے اس کی مطابق خواہش وقت دے کر، اس کا عمدہ سے عمدہ کام کر کے اُسے مدۃ العمر کیلئے اپنا گرویدہ و جاں دادہ بنا کر اپنی با کمالی و بے نفسی کے گیت گاتا ہؤا ہی واپس کیا کرے لیکن بھول کر بھی کبھی کثرت آمد و رفت ارباب حاجت سے تنگ آ کر زبانی کسی سے یہ کہے نہ دل ہی کے اندر یہ خیال آنے دے کہ دنیا نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے یا یہ کہ اس کا پیشہ کس قدر ذلیل و خطرناک یا تکلیف دہ ہے۔

۱۴۵ جس کا ہر رکن اپنے خاص الخاص قریبی سے قریبی جماعتی بھائی کے سامنے بھی اپنی اس سے مخفی، بچپن و جہالت کی اعتقادی، عملی یا اخلاقی خرابیوں، کمزوریوں، بے اعتدالیوں، حقوق و فرائض میں تغافل و بے اعتنائی، ناخدا شناسی و خلق آزاری یا فسق و معصیت کے سابقہ واقعات زندگی کا اشارۃً یا طنزاً بھی اظہار و اعادہ حرام سمجھے اور کوئی رکن بذات خود بھی دوسرے جماعتی بھائی سے اس کے سابقہ و گذشتہ شرمناک و نازیبا واقعات زندگی، اور اس کی ناگفتہ بہ سرگذشت سے متعلق کبھی بھولے سے استفسار نہ کرے۔

۱۴۶ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی سے اور تو اور آمد و رفت، خرید و فروخت، نکاح و انکاح اور مزدوری پر اس کا کام کرنا یا اس سے کروانا بھی پہلے اس کی مشکل و ضرورت یا اس کے نفع و آرام کے پیش نظر اور بعد ازاں اپنی مشکل و ضرورت کے زیر اثر یعنی ذاتی نفع و آرام کے عزم و احساس سے کرے۔

۱۴۷ جس کا ہر رکن دو باہم ٹوٹے اور روٹھے ہوئے جماعتی بھائیوں کو ملانے کا صحیح و موثر طریق یہ نہ سمجھے کہ ان سے جس کسی کے پاس بیٹھے اسی کے بیان و حقانیت کی تائید کرے اور اس کے سامنے

۱۴۰ جس کا ہر رکن بجز اس خیال کے کہ اس کا روپیہ اس کے کسی قریبی سے قریبی اور محبوب سے محبوب ہی کے ہاتھ میں جائے اپنے کسی خاص الخاص شاگرد و دوست یا کسان و مزدور جماعتی بھائی سے اجرت پر کوئی کام کروائے یا اس سے کچھ خرید لے، حتیٰ کہ اس قسم کے سوالات سے بھی کہ فلاں چیز آپ کے ہاں سے مل سکتی ہے یا کہ آپ فلاں کام کرنا جانتے ہیں؟ اس لئے محترز رہے کہ مبادا اس سے وہ یا اور کوئی یہ سمجھ لے کہ اوروں کو چھوڑ کر اس سے کام کروانے یا کچھ خرید لینے یا پوچھنے سے اپنا کام مفت کروانا یا وہ چیز مفت و بارعایت حاصل کرنا مقصود ہے۔

۱۴۱ جس کا رکن اپنے عام جماعتی بھائی یا دوکاندار و پیشہ ور سے کچھ خرید لینے یا لوہے، لکڑی، عمارت چمڑے، کپڑے وغیرہا کا کوئی کام بنوانے کے بعد اسے خراب و نکما ثابت کر کے ٹھیک اسی وقت اس سے تبدیل و درست تو کروالے لیکن بعد ازاں کبھی صد درجہ نقصان و تکلیف کے باوجود اسے یا کسی اور سے یہ کہنا تو کیا دل میں بھی یہ خیال تک لانا کہ مجھے اس نے سخت دھوکہ دیا نقصان پہنچایا حرام سمجھے۔

۱۴۲ جس کے ایک ایک رکن پر اس کے ہر دوسرے جماعتی بھائی کو اپنے ذاتی تجربہ اور روزمرہ کے برتاؤ کی بنا پر اس امر کا قطعی و کلی یقین ہو کہ وہ اپنے اس سے کچھ مانگنے، پوچھنے، کسی معاملہ میں صلاح و مشورہ دیتے جانے یا سمجھانے بجھانے وغیرہا پر خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا اور اسے اپنے لئے فخر و سعادت کا بلند ترین مقام سمجھے گا یا کم از کم نفرت و حقارت اور گستاخی سے تو ضرور اور کبھی پیش نہیں آئیگا۔

۱۴۳ جس کا ہر رکن اپنے دوسرے جماعتی بھائی سے اپنی کوئی مشکل و ضرورت حل کرواتے یعنی اس سے زمین و مکان، زراعت و کرایہ وغیرہا پر یا رشتہ لیتے وقت مروجہ قسم کے اشتعال انگیز و نفرت خیز اسوقیانہ و عامیانہ فقرات مثلاً یہ کہ مجھ سے بڑھ کر کون ہے جسے آپ دینا چاہتے ہیں؟ یا یہ کہ آپ کو ہمیشہ سے دنیوی و مادی عیش و نفع ہی مطلوب رہا ہے اس لئے آپ اولوالاقتدار و ذی جاہ کو چھوڑ کر مجھے کب دینے لگے یا یہ کہ میرے سوا کسی اور کو دے کر آپ کبھی سکھ نہیں پائیں گے یا یہ کہ کیا میری قسمت آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ نہیں تو مجھے کوئی اور بھی نہیں دیگا یا یہ کہ یہی چیز مجھے کئی اور لوگوں نے متعدد مرتبہ خود میرے گھر آ کر مجھے دینے کو کہا ہے مگر آپ کے ہاں تو صرف اس لئے چل کر آیا ہوں کہ ایکدفعہ آپ سے بھی پوچھ دیکھوں تا کہ آپ کبھی ایسا نہ کہہ سکتے کہ مجھ سے پوچھ تو دیکھتے یا یہ کہ جب آپ نے اس سے پیشتر اب تک ہمارا کوئی کام نہیں کیا اور پھر بھی ہمارا کام چلتا رہا ہے تو اسی طرح یہ بھی نہ کرینگے تو ہم اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہ سکتے یا یہ کہ مہربانی، فیاضی، غریب پروری، مردم شناسی کا آپ نام بھی نہیں جانتے یا یہ کہ کیا کہ آپ جیسی (میری مطلوبہ زمین مکان رشتہ وغیرہا) کہیں اور موجود نہیں یا

(عہدہ داران و عامہ) اراکین جمعیۃ المصلحین کی ذاتی (فکری، علمی، عملی وغیرہا) حیثیت

طوفان نوح بن کر ربع مسکون پر چھائے ہوئے فسق و الحاد اور آندھی کی طرح پھیلی ہوئی نحوست و نومیدی کے استیصال و انسداد اور خدائی و آسمانی نصب العین (مصرحہ حقیقت ۲) کے مطابق کسی گاؤں، شہر یا حلقہ کی اصلاح و ترقی کی کوشش میں وہی جمعیۃ المصلحین شاہد مراد سے ہمکنار ہو سکتی ہے جس کا ایک ایک عہدہ دار و عام ممبر:۔

۱۔ زن و فرزند، سیم و زر، سیر و تفریح، خورد و پوش، صحت و توانائی حتیٰ کہ تخت و تاج کو بھی نہیں جتنا کہ نصب العین مصرحہ حقیقت ۲ کے مطابق اور ہر نہ تدابیر مصرحہ حقیقت ۱۶ یا ان سے کسی ایک تدبیر یا چند تدابیر کے ذریعے مقامی امیر دہ کے حکم و ہدایت کے ماتحت) اصلاح ذات اور اس کے بعد اہل و عیال، اعزہ و اقارب اپنے گاؤں یا شہر کی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی اور اقتصادی و سیاسی غرض ہر طرح کی اصلاح و ترقی اور اس کے لئے فکر و بے چینی، سوز و گداز، زبانی و قلمی جد و جہد اور سرفروشی و جانبازی ہی کو مدعا و منتہائے زندگی "حیات طیبہ" فرحت روح و راحت جان ذروۂ کمال بشریت، فردوس بر روئے زمین اور خلافت الٰہیہ سمجھتا ہو۔

۲۔ یقین جازم رکھتا ہو کہ اس کی پیدائش و زندگی اور اُسے گویائی، شنوائی، بینائی، زن و فرزند، مال و متاع، علم و فضل وغیرہا عطا کرنے سے **خود** اپنے خدا، بندوں، نفس خود اور حیوانات کے حقوق و فرائض سے عہدہ برا ہونے کے بعد (اپنی زبان یا ذاتی نمونہ عمل وغیرہ سے) دوسروں، اپنوں یا بیگانوں کو یہ دکھانا اور بتانا ہی اہم المقاصد قدرت ہے کہ یہ سب کچھ کہاں، کب، کس طرح اور کس قدر خرچ کرنا، ان سے کیا کام لینا اور اپنے خالق، ابنائے جنس یا اپنی ذات اور حیوانات سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے۔

۳۔ اصلاح و تدابیر کے ہر نہ تیروں (مصرحہ حقیقت ۱۶) سے بزعم خود پوری طرح مسلح ہونے اور مدۃ العمر بتمام و کمال ان سے کام لینے کے باوجود اگر بفرض محال کلیتہً ناکام رہے یا حسب دلخواہ طریق

دوسرے غائب وغیر حاضر بھائی کو جھوٹا قرار دے بلکہ ان سے جسے بھی ملے اسی کو غلط کار اور زیادتی پر بناکر اسی کو دوسرے کے سامنے جھکنے اور عفو و استعفا کے لئے پہل کرنے کی دعوت دے۔

۱۴۸ جس کا ہر رکن اپنے جماعتی بھائی کو اس کے ادار قرض میں یا سے قیمتاً کچھ دیتے یا اس کا کوئی بھی کام مفت و معاوضتہً کرتے وقت (وغیرہا) اپنی بجائے زیادہ تر اس کی خواہش اور اسی کے نفع و آرام کا خیال رکھے یعنی جسطرح اپنا دل چاہے نہیں بلکہ جسطرح جب، جہاں، جیسا، جتنا اور جو کچھ وہ کہے (تا بامکان) وہی کرے۔

۱۴۹ جس کا رکن اولاً تو کبھی بھی نہیں تو کم از کم دوسرے بھائی کے سامنے کبھی اس کی اپنی صحت و قوت، فارغ البالی اور زن و فرزند، مکان و سامان، مال و مواشی کا ذکر و تعریف اور اس پر اظہار مسرت و اطمینان کرتے وقت تو مذکورہ امور میں اپنی کمزوری و خرابی یا تکلیف و نایابی پر [redacted] اپنی زبان کبھی اظہار افسوس و شکایت کرے نہ دل ہی میں رشک و حسرت کا کبھی خیال تک لائے۔

۱۵۰ جس کا ہر رکن اپنے ساتھ کسی کے ظلم و بدسلوکی سے اپنے ذاتی تکلیف و نقصان کے پیش نظر نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کڑھتا ہو کہ وہ اس طریق سے اپنی دنیا و عقبیٰ برباد کر رہا ہے۔

ب (۱۵۰) جس کا ہر رکن السّلامُ علیکمُ کہنے اور اسکا جواب لینے کا اسقدر جہ والہ و دلدادہ ہو کہ کسی مجلس و تقریب اور گھر یا مکان وغیرہ میں آمد و رفت یا کسی شخص کے ساتھ ملاقات تک سے بھی اُسے زیادہ تر (مذکورہ و مسنونہ طریق پر) سلام کہنا اور اس کا جواب سننا اہم المقاصد ہو۔

ج (۱۵۰) جس کا ہر رکن ایک سے زیادہ بھائیوں پر مشتمل انبوہ میں سلام کہنے یا اس کا جواب دینے کا فریضہ ادا کرنے کے لئے ہمیشہ ان میں کے معزز ترین لیکن صرف ایک ہی بھائی کو ذمہ دار سمجھے۔

زراعت و تجارت یا ملازمت وغیرہا سے ملحق ہو کر عروج و اقبال کے فلک الافلاک تک جا پہونچے، ہیں اور دنیا میں کسقدر عزت و اقتدار حاصل کر گئے ہیں، کتنے قوی و توانا، خوش پوش و فارغ البال ہیں اور وہ آباء و اجداد کا اندوختہ بھی نذر فنا کر چکا، بھک منگوں کی سی زندگی کاٹ رہا، سماعت و بصارت اور عام صحت و قوت جسمانیہ تک سے عاری ہو چکا اور لوگوں کی نظروں میں خس و خاشاک سے زیادہ ذلیل و نابکار سمجھا جاتا ہے بلکہ انبیاء و صحابہ کبار کے سیر و سوانح ان کی جسمانی اور مالی یا حالی وغیرہا اذیتوں اور صعوبتوں کو زیر نظر رکھ کر پھر بھی خود کو فرض شناسی و کارکردگی یا جانفشانی و سرفروشی کے اعتبار سے بالکل ناچیز و ہیچمیرز اور انتہائی بلکہ ضرب المثل قسم کی برہنگی و گرسنگی اور اضطراب و صعوبت کے باوجود نقط منصب اصلاح و تذکیر پر متمکن ہونے کی بنا پر کروڑ پتی سیٹھوں اور تاجداروں سے بھی بڑھکر آسودہ حال اور معزز و سعادت مند یقین کرے۔

۶ـ اپنے موجودہ و مرحوم کسی عالم و فاضل، عارف و صوفی، صاحب کشف و کرامت، شاعر و مصنف، حافظ و قاری، فرمانروا و کشورکشا، ہمدرد و جاں نثار خلائق، ماہر زبان و قلم، شہید و جانباز اور مجاہد و مجدد بزرگ سے نسبًا یا تلمذًا تعلق ظاہر کرتا یا اس پر دل ہی میں شاداں و نازاں رہنا حرام سمجھے جب تک کہ بذات خود اس کے اوصاف و کمالات کا حامل اور ان میں انکا پیرو نہیں ہے۔

۷ـ یہ عقیدہ کالنقش فی الحجر کر چکنے کے بعد کہ جس طرح کسی کمزور و ناتواں اور بے ہمت و پست ہمت کو اس سے بدرجہا قوی و توانا ہی اٹھا، کھینچ یا آگے بڑھا سکتا ہے اسی طرح ذہنی، علمی، اخلاقی اور روحانی وغیرہا طور پر بھی وہی شخص کسی دوسرے کو راہ راست پر لا سکتا اور اس کے دل و دماغ کو اپیل کر سکتا اور کہیں کی اصلاح و ترقی میں شادکام ہو سکتا ہے جسے بذات خود اپنے مخاطب دعوت شخص و آبادی کے مقابلہ میں (علمی، اخلاقی، عملی و روحانی وغیرہا) ہر لحاظ سے بلند سے بلند مقام اور وراء الوراء حیثیت حاصل ہو اور وہ نقط عبادات و معاملات وغیرہا کے فرائض و واجبات پر زیادہ سے زیادہ کاربند یا محرمات صریحہ اور فواحش و مناہی ہی سے مجتنب و مبرا نہ ہو بلکہ عزائم و فضائل میں بھی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سے قاصر ہو نہ غیر ضروری مباحات و مشتبہات ہی میں کسی ایک کی جانب کبھی بھولے سے نظر اٹھا کر دیکھتا ہو۔

۸ـ اپنے ظاہری اعمال و افعال، گفتار و کردار، شکل و صورت، علم و عقل، نماز و روزہ، خیرات و صدقہ، عزائم و عادی، فکر و سوزِ اصلاح و تذکیر خلائق کی بنا پر اپنے حلقہ خطاب اور مولد و مسکن میں لوگوں کی نظروں کے اندر جو مقام ظن و اعتماد رکھتا ہے درحقیقت یعنی دل اور خلوت میں اس سے بھی کہیں بلند و برتر ہو۔

پر کامیاب نہ ہو تو اسے اپنے حلقۂ خطاب گاؤں یا شہر یعنی مقتدیوں اور شاگردوں وغیرہم کی بدبختی ونادانی کی بجائے اپنی جمیعۃ المصلحین علی الخصوص اپنی ہی ذاتی، علمی، ذہنی، اخلاقی یا روحانی وغیرہا کمزوری کوتاہی کا نتیجہ سمجھتا ہو تو آہنی تیروں سے مسلح ہو لے اور ان سے کام لینے میں اپنی فکر وسعی بیش از بیش اور تیز سے تیز تر کر دے تاکہ اوروں کی اصلاح وترقی میں پہلے سے بڑھ کر کامیاب ہونے کے علاوہ خود بھی ہر لحاظ سے کندن اور اپنی مثال آپ بن سکے تیز خدا اور بندوں، نفس خود اور حیوانات کے حقوق ومطالبات پورا کر لے یعنی اپنے افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، عقل وفہم، شکل ولباس، اخلاق وعادات غرض ہر اعتبار سے ذروۂ کمال پر اور برتر از وہم وگمان مقام تک جا پہنچے۔

۴ اقوام غیر مسلمہ وفرق باطلہ کا حلقہ بگوش اسلام ودین ہونا خود مسلمان کے (افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، اخلاق وعادات، ظاہر وباطن، ایثار وتقویٰ غرض ہر طرح) نمونہ سلف بننے پر اور عامۃ المسلمین کا نمونہ سلف بننا ان کے مصلحین ومبلغین یعنی علماء وائمہ کے بذات خود مثل صحابہ سر تا سر کتاب وسنت کے سانچہ میں ڈھلنے اور اصلاح وتذکیر کے برنہ تیروں (مصرحہ حقیقت ۲) سے پوری طرح مسلح ہونے پر موقوف سمجھے اور یقین کامل رکھے کہ جب تک اقوام غیر مسلمہ مسلمانوں کو اور حلقہ بگوشان اسلام اپنے مبلغوں اور مصلحوں کو بھی اپنی ہی طرح کتاب وسنت سے بغاوت ومعصیت حقوق وفرائض سے انکار وانحراف، گالی، گلوچ، فسق وفساد، حسد ورقابت، لڑائی بھڑائی، چوری، رہزنی، دروغ بافی، وعدہ خلافی، غبن وخیانت وغیرہا سب کچھ کرتے، قبروں اور آستانوں کو پوجتے اور چڑھاوے چڑھاتے، میلے اور شادیاں رچاتے، ناچتے، گاتے، رنگ رلیاں مناتے، مرگوں میں روتے پیٹتے، ان کی عورتوں کو جا بجا ننگے منہ پھرتے سنتے دیکھتے ہیں کسی طرح سے بھی انہیں (صحیح معنوں میں) مومن ومسلم بنانا ممکن نہیں ہے۔

۵ اگر خدا ہی کے لئے یعنی اسی سے خوف وطمع کی بنا پر اور اسی کے حکم وہدایت کے مطابق اصلاح وتذکیر کا بیڑا اٹھائے ہوئے اور اس وادیٔ پر خار میں قدم زن ہے تو اپنے گھر یا باہر حلقہ یا گاؤں مقتدیوں یا شاگردوں کی اصلاح وترقی کے سلسلہ میں اور تو اور قید وبند تک کی کڑی سے کڑی مشقتیں اور اذیتیں اٹھا کر اور اس مقصد ومنزل میں اپنا سب کچھ لٹا گنوا کر بھی تحریراً یا تقریراً جتانا تو کیا اپنے دل کے اندر بھی اس قسم کے خیالات لانا حرام سمجھے کہ کس قدر جانفشانی وسرفروشی سے کام لے رہا ہے یا یہ کہ اصلاح وتذکیر خلائق کے لئے اس درجہ فکر وسوز شاذ ونادر ہی کسی اور کے دل ودماغ میں موجزن ہوگا یا یہ کہ اس نے ہم جنسوں یا بھائیوں نے اس زہرہ گداز وجانسوز مہم سے علیحدہ رہ کر اور دیگر معاشی یا مادی مشاغل یعنی

پر، عبادات سے غافل و قاصر، درس و جمعہ اور مسجد و مدرسہ کا ناحق ادا، مبتلائے فسق و معصیت یا گرفتار لہو و لعب، کسی سے لڑنا جھگڑنا، کسی کی توہین و گستاخی، حق تلفی و غیبت شکایت و شکوی یا حسد و خود ستائی کرنا، مرگ و شادی وغیرہا میں غیر اسلامی رسوم بجا لانا اپنا یا کسی کا نقصان مال و جان کرنا، حرام و مکروہ اور زیادہ قیمتی یا غیر ضروری اشیاء و اسباب خریدنا، لانا، اٹھانا، بیچنا یا استعمال میں لانا، کسی کو زار و نزار، گرسنہ و برہنہ یا بے روزگار و دریوزہ گر، کس مپرس و بے خانماں، غیر مسنونہ شکل میں متشکل اور غیر اسلامی لباس میں ملبوس، کسی کو سڑکوں، رستوں اور شوارع عام میں ننگے دھڑنگے نہاتے دھوتے اور بول و براز کرتے، عورتوں کو بازاروں دکانوں، چوراہوں، مجمعوں، سٹیشنوں اور اڈوں میں باحجاب یا برہنہ رو آتے جاتے، بولتے چلتے حتی کہ کسی سے اس کے ناشایان شان اور خلاف اولیٰ حرکت تک سرزد ہوتے دیکھ سن کر زن و فرزند کے مرض و موت بلکہ جسم خود پر شعلہ آتش گرنے یا زخم و ضرب مہلک لگنے ہی کی مانند متاثر و متاذی ہو اور اُسے راہ راست پر لائے اور سمجھائے بجھائے بغیر کبھی اطمینان نہ پائے۔

۱۴ کسی جگہ میں اقامت دین (یعنی اسے علم و فہم، فکر و احساس، نماز روزہ، حج و زکوٰۃ تحاکم الی اللہ و رسولہ، محبت و عقیدت، اتحاد و جاں نثاری، اخلاق و عادات، شکل و لباس غرض ہر لحاظ سے کتاب و سنت اور قرون اولیٰ کی سطح پر لانا) وہاں کے مقامی اولو الاحلام والنہی بزرگوں (خواہ وہ دو ہی یعنی ایک امیر اور دوسرا مامور ہوں) کے اپنے ہی بل بوتے پر وہاں امارت و اقتدار، نماز پنجگانہ اجتماعی، درسگاہ، بیت المال، دار المطالعہ، درس روزانہ و جمعہ، قضاء و افتاء، مہمان سرائے وغیرہا سے ایک ایک کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغ بیل ڈالے اور تن من، دھن سے انہی کے ہو رہے بغیر ناممکن سمجھے

۱۵ یہ عقیدہ اپنا جزو دل و دماغ قرار دے چکنے کے بعد

کہ کسی خاندان، گھر، گاؤں یا ملک و قوم کو افکار و عقائد، مقاصد و مشاغل، عبادات و معاملات، شکل و لباس، انفاق و امساک، بول چال، رسم و رواج، غرض ہر اعتبار سے اس کے بزرگ یعنی باپ دادا پردادا ہی (تنبیہ و تفہیم، ذاتی نمونہ عمل یا جمود و حرکت اور دعا یا اس سے بے اعتنائی وغیرہا کے ذریعے) بناتے بگاڑتے، بڑھاتے گھٹاتے، بلند و پست یا تیز و سست وغیرہ کرتے ہیں کیوں کہ آباء و اجداد کے ساتھ طبعی و فطرتی رشتہ اعتماد و عقیدت اور وراثت و اخلاف کو مدتوں ان کے کئے ہوئے کام کو بدستور کرتے رہنے، اور چھوڑے ہوئے کو چھوڑے رکھنے پر مجبور رکھتا ہے پس اگر وہ (اسلاف و اکابر) اپنے اخلاف و اوراث کی اصلاح و تذکیر کی کچھ بھی تھوڑی یا بہت فکر و سعی رکھیں، بذات خود اصلاح و تذکیر کے ہر نہ بیزوں (مصرحہ حقیقت علا) سے مسلح ہوں اور ہمیشہ ان سے باقاعدہ کام لیتے رہیں اور اس غرض کی

۹۔ جتنا ہی کسی کو اپنا زیادہ تر محبوب و مقرب سمجھتا اور کسی کا قریبی مصاحب، مخدوم و ممنون یا عزیز و محسن اور بزرگ یا خود ہوتا ہی اُسے دوسروں اور بیگانوں سے کہیں بڑھ کر اور سب سے پیشتر اذکار و عقائد عبادات و معاملات، شکل و لباس، اخلاق و عادات، نشست و برخاست، آمد و رفت اور انفاق و امساک وغیرہا اس کے جملہ ذاتی، خانگی یا قومی امور اور ہر شعبۂ زندگی میں ادنیٰ سے ادنیٰ قصور و غفلت پر زیادہ سے زیادہ سختی کے ساتھ تنبیہ و تلقین کرے، اسی کو ہر لحاظ سے سب سے بڑھ کر پسماندہ و متوجب اصلاح و تذکیر سمجھے اور اسی کو ہر حیثیت سے فلک الافلاک تک پہنچانے کے لئے اپنے ہر تیر دُعا کا نشانہ بنائے۔

۱۰۔ کتنا ہی عالم و عاقل یا رئیس و افسر ہو کر بھی اپنی ذاتی، خانگی، علمی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی مادی یا روحانی اصلاح و ترقی اور ذاتی حقوق و فرائض یا قومی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا اس قدر کسی کتاب و لٹریچر کے مطالعہ (بلکہ اجتماعی تنبیہ و تفہیم یعنی درس و جمعہ) پر نہیں جس قدر کہ اپنے جماعتی بھائی کے ہر نرم و سخت لہجہ میں انفرادی طور پر دئے ہوئے ہدایت و مشورہ پر موقوف سمجھتا ہو اس لئے اتنا کسی اور بڑے سے بڑے اور ضروری سے ضروری کام کے لئے نہیں جیسا کہ کشادہ دلی و خندہ روئی کے ساتھ اس کی سننے ماننے کے لئے ہمیشہ اور ہر جگہ تیار و بے قرار پایا جائے۔

۱۱۔ اس یقین جازم کو اپنے نقرِ دل و دماغ میں بٹھا لینے کے بعد کہ کسی شخص سے بطریقِ احسن اور من کل الوجوہ کوئی ذاتی یا قومی فریضہ انجام دلوانے اور زیادہ سے زیادہ سرگرمی و مستعدی کے ساتھ کوئی کام لینے یا مہم سرکر وانے، کسی کو کوئی کارِ خیر سکھانے اور ہمیشہ ہمیشہ تک اس پر کاربند رکھنے کا اس کی تحسین و آفرین سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے اپنے حلقہ خطاب کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی عبادات و معاملات شکل و لباس، خیرات و صدقات، حق بیانی و صاف گوئی، عفو و احسان، کسی کی عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین، غسل و مسواک، تعمیر و حفاظت یا صفائی مسجد و مدرسہ حتیٰ کہ رستہ سے کانٹا تک ہٹا دینے وغیرہ میں چھوٹی سے چھوٹی خوبی اور معمولی سے معمولی غلطی و کوتاہی چھوڑ دینے پر گھر یا باہر جلوت و خلوت میں ہمیشہ اور بجا بجا اس کا زیادہ سے زیادہ مداح و ثنا خواں رہے۔

۱۲۔ اپنے حلقہ خطاب اور گاؤں بھر بالخصوص اپنی ذات، اپنے اہل و عیال، اپنے جماعتی بھائیوں اور اراکین و عہدہ داران جمعیت سے ایک ایک کی ہدایت، صحت و عافیت، برکت و خوشحالی، فکر و سعی اصلاح و ترقی اور اس میں زیادہ سے زیادہ کامیابی کے لئے بارگاہ الٰہی میں ہر جلوت و خلوت کے اندر ہمیشہ اور بلاناغہ انتہائی عجز و الحاح کے ساتھ دعا کرتا رہے۔

۱۳۔ گھر یا باہر کسی ادنیٰ یا اعلیٰ علی الخصوص اپنے قریبی اور جماعتی بھائی کو اذکار و عقائد میں غلطی

۱۷ جہاں ٹھیک ٹھیک اور موافق بالکتاب وسنۃ نماز روزہ غسل وحجامت، خورد و نوش، مرگ وشادی، لین دین، حجاب وداشت وغیرہ سے عہدہ برآ ہونے سے اور کوئی بھی کار خیر کر کے کسی دیگر کو اپنی پیروی کرانے سے بہ حکم الدال علی الخیر کفاعلہٖ خود کو بھی اس کے عامل و فاعل کے برابر مستحق اجر وانعام سمجھتا ہے وہاں اپنے کسی کام یعنی نماز روزہ، شکل و لباس، حجاب ووداشت، بول چال وغیرہ سے سو فیصدی مطابق کتاب وسنت عہدہ برآ ہونے پر اپنے کو دیکھ کر کوتاہی برتنے والے کی تباہی وگمراہی کا بھی (اس کے اور فاعل ومرتکب ہی کی طرح) عند اللہ خود کو ذمہ دار وجوابدہ قرار دیتا ہو۔

۱۸ نہ صرف کھیل تماشا ہی کے بلکہ ایسی غیر آئینی اور بے مقصد تقاریب ومجالس کے بھی جو محض دفع الوقتی، تفنن طبع اور قال اقول کی غرض سے سر راہ منعقد ہوں لمحہ بھر کے لئے قریب تک نہ پھٹکنے پائے کیونکہ بدیں صورت ا۔ اس کے لئے بڑے سے بڑا عالم وعارف کچھ بھی ہو زیادہ سے زیادہ بات چیت فحش ولغو، مبالغہ، جھوٹ، شکایت وشکوی، بحث وتمحیص، ہنسی مذاق، توہین وگستاخی، سخت وسست طعن واتہام، حسد ورشک، سوء الظن، دل آزاری کرنا، سننا، ہنسنا، ہنسانا وغیرہ لازمی اور یقینی ہوگا۔

ب۔ اس کے حلقہ خطاب اور عامۃ الناس پر واضح ہوگا کہ اس کا دل و دماغ، فکر واحساس اصلاح وتذکیر خلائق سے عاری ہیں تو سرتاسر معمور ولبریز بھی نہیں ورنہ اسے اپنے مذاق ومقصد سے ایک غیر متعلق ولایعنی تقریب ومجلس میں شرکت کی رغبت ہی کس طرح ہو سکتی یا فرصت ہی کیونکر مل سکتی ہے ج وہ اپنے حلقہ کار کے مزدور وقلاش، عدیم الفرصت اور محنت کش، غربت زدہ وکشتۂ قحط وسیلاب وغیرہ طبقہ کی نظروں میں بجائے محبوب ومنظور ہونے کے بیکار نشینی وفارغ البالی کی بنا پر ایک کانٹا سا بن کر کھٹکنے لگے گا۔

د۔ قریب قریب کے گھروں اور رہ گذروں کی نقل وحرکت اور آرام نیند میں دوسرے کے ساتھ وہ بھی مخل وسد راہ ہوگا۔ ھ۔ عوام سے کثرت اختلاط کی وجہ سے اس کی برسوں کی عبادات وریاضات شب خیزیوں اور نفس کشیوں کے ذریعے اپنے دل ودماغ وزبان، چہرہ اور گوش وچشم کے اندر اپنے حلقہ خطاب کی تسخیر وتاثیر کی غرض سے حاصل وپیدا کردہ برقی ومقناطیسی قوتیں عوام ہی کی مانند اور بالکل کند وبے کار ہو کر رہ جائیں گی

۱۹ مقامی جمعیۃ المصلحین کے نصب العین، اغراض ومقاصد، اس کے احکام وہدایات، اس کے قائم کردہ درس وجمعہ یا دار المطالعہ میں پڑھا سنا ہوا اور اُن کی کارکردگی (من وعن یا اس کا ملخص) اپنے اہل وعیال اور ہر اس شخص تک پہنچانا جس کے ساتھ اسے اپنی زندگی کسب معاش، لین دین، مرگ وشادی وغیرہا میں قیل وقال اور نشست وبرخاست کا موقعہ ملتا ہے اور اسے اپنا ہمخیال بنانا اور

تکمیل کے لئے پورا یا ادھورا انتظام کرنے کے بعد واصل بحق ہوں تو اس سلسلہ میں اخلاف واوراث کی کوششیں اور قربانیاں بھی درحقیقت اور عنداللہ ان (اسلاف واکابر) ہی کی کوششیں اور انہی کی قربانیاں اور انہی کی کامیابیاں متصور ہونگی اور ان کی بنا پر اخلاف واوراث کے ساتھ ابدالاباد تک کے لئے اسلاف واکابر بھی عنداللہ وعندالناس مستحق قدر وتحسین اور مستوجب اجر وثواب رہیں گے بخلاف اس کے اگر بدقسمتی سے دور حاضرہ کے اسلاف واکابر کی مانند ان کا دل ودماغ اخلاف واوراث کی (مطابق کتاب وسنت) اصلاح وترقی سے یکسر (یا کسی قدر بھی) عاری ہوگا اور ان کی طرف سے ان کی زندگی میں اپنے اوراث واخلاف اور مولد ومسکن کی دائمی وابدی اصلاح وترقی کے سلسلہ میں قطعاً کوئی قدم نہ اُٹھایا جائیگا تو ان کے اخلاف واوراث کی بے دینی، ذہنی، اعتقادی، اخلاقی، عباداتی یا معاملاتی، اقتصادی یا سیاسی غرض کسی طرح کی تباہی وپسماندگی کے خود ان (اخلاف واوراث) کے علاوہ ان کے اسلاف واکابر بھی عنداللہ وعندالناس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مورد نفرین وملامت اور مستوجب عتاب وعقاب رہیں گے۔ اپنے زادبوم اور یوم النشور تک کے اخلاف واوراث کی اصلاح وترقی ہر قسم کی خاطر (رسالہ ہذا اور اس میں مصرحہ ہدایات وتدابیر کے مطابق) اجماعی نماز پنجگانہ، درس روزانہ، جمعہ، دارالمطالعہ، بیت المال، درسگاہ، انصار وقضا کی بنیاد رکھنے اور اپنی بساط کے مطابق انہیں زیادہ سے زیادہ بلند وبرتر کئے بغیر اور اس سے پیشتر اطمینان کی سانس لینا اور مرنا اپنے لیے کبھی صحیح ومتبرک نہ سمجھے۔

۱۶ اپنے حلقۂ خطاب کی ہر قسم کی اصلاح وترقی کے سلسلہ میں اپنے حد کمال تک پہنچے ہوئے اضطراب وازخود رفتگی، سوز وگداز اور سرگرمی وجانفشانی سے لوگوں کو اپنے حق میں یہ یقین واثق کرنے کے لئے مجبور کر دے کہ اگر ایک شخص کا دل ودماغ یا دست وپا اور گوش وچشم دوسرے کو دیا اور اس کا جزو بدن بنایا جا سکتا اور نماز وروزہ یا حج وزکوۃ وغیرہا سے ایک شخص کے جسم ومال کی طرف سے کی ہوئی کوئی نیکی دوسرے کی شمار کر لی جاتی تو اسے دوسروں کو محبوب ومقرب بارگاہ الٰہی بنانے حقوق وفرائض خلائق وخلائق سے عہدہ برا کرنے غضب وعقاب الٰہی سے بچانے افکار وعقائد، یعنی دین، ظاہر وباطن، اخلاق وعادات، شکل ولباس، حجاب ووراثت، بیٹھنے اُٹھنے مرگ وشادی، کھانے پینے، سونے جاگنے، نہانے دھونے کے آداب وقواعد کے لحاظ سے ذروۂ کمال تک پہنچانے اور عزت وسعادت دارین کا تخت وتاج پہنانے کے لیئے ان کی جگہ اپنے ہاتھ پاؤں یا اپنی زبان وقلم اور جسم وجان خود کو کام میں لانے سے بھی ذرہ برابر گریز وتردد نہ تھا۔

دوصلہ افزائی یا عشر و زکوٰۃ اور کسی طرح کا صدقہ و چندہ دینے میں کسی دیگر بڑے یا چھوٹے کی مثال و سبقت اور امیر جمعیۃ وغیرہ کی مکرر و سہ کرر تاکید و یاد دہانی تو کیا اس کے اشارہ چشم و ابرو سے پیشتر ہی سب سے آگے نظر آئے۔

۲۴۔ اپنے گاؤں کی اصلاح و ترقی، اسکی ہر قسم کی شخصی یا قومی ہنگامی یا دائمی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے اہل دہ کی جسمانی یا روحانی تربیت اور آرام و عیش کے لئے درسگاہ، دارالمطالعہ، بیت المال، مسجد و مدرسہ یا پل، کنواں یا چراگاہ و مہمانسرائے کے قیام و استحکام کی خاطر امیر و جمعیت کے حکم و ہدایت پر باقی بھائیوں کے ساتھ اور ٹھیک وقت پر اپنے مال سے دیا ہوا ایک حبہ اور وقت کا صرف کردہ ایک لمحہ اور سفر کا اٹھایا ہوا قدم بھر یا زمین کی عطا کردہ ایک بالشت تک اپنی مرضی سے جہاں، جسطرح، جب مناسب جانا ہزاروں اور لاکھوں روپے سالہا سال تک صرف کرنے یا میلوں اور منزلوں سفر کی زحمت اور اذیت اٹھانے بلکہ جان تک دینے کے مقابلہ میں بھی کہیں زیادہ عنداللہ و عندالناس قابل قدر و تحسین اور مفید و بابرکت سمجھے۔

۲۵۔ اپنے ذاتی اور خانگی امن و آرام، صحت و جوانی، عزت و شہرت، علم و فضل یا خوشحالی و فارغ البالی، پسند سے دلپسند اور قرۃ العین زن و فرزند حتی کہ تخت و تاج کو بھی بالکل ناچیز، نقش بر آب، کانٹوں کا بستر اور آگ کے انگاروں سے زیادہ رنجیدہ محسوس کرتا رہے جب تک اپنے حلقہ کار اور گاؤں سے علمی، اعتقادی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی مادی یا روحانی غرض ہر اعتبار سے ایک ایک ذلیل و پس افتادہ شخص کو آسمان علم و فہم کا درخشندہ ترین ستارہ، محاسن و مکارم اخلاق کا مجسمہ اور ہر لحاظ سے یگانہ روزگار نہیں بنا لیتا۔

۲۶۔ جب کبھی شاذ و نادر اور اضطرار، ملالت طبع کی بنا پر یا کسی دیگر عذر شرعیہ کے پیش نظر اجتماعی نماز پنجگانہ یا درس و جمعہ میں مشغولیت یا نزہت و افلاس کے باعث ولیمہ و عقیقہ اور قربانی یا فطرانہ وغیرہا سے عاجز و قاصر ہو تو اپنی معذوری و بے بسی سے امیر الجمعیت اور اس کے ذریعے سب کو تحریراً یا تقریراً مطلع کر دے تاکہ وہ خود لوگوں کی نظروں سے گرنے پائے نہ لوگ ہی اس کے ساتھ سوء ظن یا اس کے شکوی و شکایت کے گناہ عظیم کا ارتکاب کریں۔ اور نہ ہی اسے دیکھ کر اوروں میں فرائض و سنن سے غافل و قاصر رہنے کی جرأت و عادت پیدا ہو سکے۔

۲۷۔ یہ عقیدہ کالنقش فی الحجر کر چکا ہو کہ صلاح و تدبیر عالم کے باب میں اہل علم و اقتدار کے صدیوں کے جمود و تعطل، پشتوں کے سکون و غنود اور قرنوں کے "طول امد" یا قطعی انحراف و اغماض اور محض دنیا نوسی زنگ خوردہ ملکی و زمانی مقتضیات قوم سے بالکل بے جوڑ دیگر دلچسپ طریقوں پر ہی قانع رہنے یا انفرادیت و عزلت یا ہر نہ نیروں (معرضِ حقیقت) سے مسلح نہ ہونے یا ان تمام سے بچھو تہا کام نہ لینے وغیرہا کے باعث دنیا کا گھر گھر اور گاؤں گاؤں حتی کہ انسانیت کی انسانیت اپنوں یا بیگانوں، رعیتوں یا حکمرانوں، زمینداروں، افسروں، اہلکاروں، کمینوں، پیشہ وروں، مزارعوں، دکانداروں۔ طبیبوں، ڈاکٹروں، درزیوں، بڑھیوں، دھوبیوں اور

سرتا سر اس کے سانچہ میں ڈھالنا ہی اپنا سب سے زیادہ ضروری کام اور اہم ترین مشغلہ زندگی سمجھے۔

۲۰ے اپنے ذاتی ہر قسم کے فرضی یا نفلی اور جسمانی یا مالی عبادات، حقوق و فرائض، اذکار و وظائف اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے، بول و براز، دخول و خروج مسجد، کھانے پینے، نہانے دھونے، سواری، حجامت، ولیمہ و عقیقہ، عشر و زکوٰۃ، فطرانہ، قرض و مستعار، سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، کسی کی عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین، ادائے دیون میت، تقسیم ترکات، وضو و مسواک، راستہ کی صفائی اور اس کا نشیب و فراز درست کرنے، اس سے اینٹ پتھر یا کانٹا اور کوڑا کرکٹ وغیرہا دور ہٹانے، ایام بیض، شعبان، شوال یا ذی حج کے روزے رکھنے، مہمانوں، مسافروں، مریضوں اور محتاجوں یا اندھوں وغیرہ کی خبرگیری حتیٰ کہ ان کی کفش برداری و قدمبوسی وغیرہا جمیع مافی الاسلام سے (دوسروں، اپنوں یا بیگانوں، دیکھنے یا سننے والوں بڑوں یا چھوٹوں کی تشویق و ترغیب اور یاد دہانی و رہنمائی کی غرض سے) گھر یا باہر اور ہمیشہ ٹھیک موافق کتاب و سنت، مانند انبیا و صحابہ انتہا درجہ معلماً نیز قابل رشک و تقلید اور بین طور پر کھلے میدان پوری پوری اور زیادہ سے زیادہ باقاعدگی و مستعدی کے ساتھ عہدہ برآ ہوتا ہو۔

۲۱ے اپنی، اپنے اہل و عیال، اپنے اعزہ و اقارب اور اپنے گاؤں کی ذہنی، اعتقادی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی اور اقتصادی یا سیاسی غرض ہر قسم کی اصلاح و ترقی، اپنے گاؤں کو ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی سے بطریق احسن عہدہ برآ کرنے اور ہر لحاظ سے ذروہ کمال تک پہنچانے اور باشندگان دہ کے لئے تعلیم و تربیت، درس و جمعہ، دار المطالعہ، بیت المال، فصل القضایا، تجہیز و تکفین، زکوٰۃ و صدقات کی وصولی و تقسیم، غریبوں، محتاجوں، اندھوں اور بیماروں کی حفاظت و اعانت، مسجد و مدرسہ کی تعمیر و صفائی راستوں اور نالیوں کی درستی وغیرہ کا کسی دیگر بزرگ و عالم یا رئیس و حکمراں کی بجائے سب سے زیادہ (بلکہ تنہا) خود ہی کو ذمہ دار و جواب دہ سمجھتا ہو۔

۲۲ے کتنا ہی عسیر الحال یا کسی کے ہاتھوں ستم رسیدہ اور مستحق اعانت و دستگیری ہونے کے باوجود اپنی مشکل و ضرورت بذات خود یا کسی دیگر بھائی کی وساطت سے بارگاہ امارت یا کسی اور کے ہاں پیش کرنے میں زیادہ سے زیادہ تحمل و تامل سے کام لے لیکن دوسرے جماعتی بھائی کو معمولی سے معمولی مشکل میں مبتلا دیکھ کر اسے امیر جمعیت کے ہاں لائے اور حل کروائے بغیر اطمینان کی سانس لینا حرام سمجھے۔

۲۳ے اپنی جمعیت اور گاؤں کی مشترکہ ہنگامی یا دائمی ضروریات و مشکلات زندگی یعنی مسجد و مدرسہ راستہ، پل، کنویں وغیرہا کے قیام و مرمت یا کسی حاجتمند، اعانت مریض و محتاج کی مالی یا جسمانی دستگیری

تفہیم و تذکیر ہی کی صورت میں مخاطب سمجھتا ہے کہ یہ بات بہت زیادہ اہم و واجب العمل ہے نیز مبلغ و مصلح کو اس کی بھلائی اور ترقی کا دوسروں سے بڑھ کر اور خاص خیال ہے۔

۳۰ اپنے عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، شکل و لباس، انفاق و ایثار، کسی کو قرض و متعاد دینے دکھانے پہننے مکان و سامان وغیرہا میں کم سے کم اور گھٹیا سے گھٹیا پر قناعت، سادگی، بڑے سے بڑے ظلم و نقصان پر عفو و صبر، سلام و مصافحہ اور استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ کی دعوت دینے اور قبول کرنے، کمزوروں، بوڑھوں، غریبوں کی حفاظت و اعانت، والدین کی تعظیم و اطاعت، زن و فرزند کی جسمانی یا روحانی تعلیم و تربیت غرض جمیع احکام و فرائض دینیہ کو اپنانے اور ان میں زیادہ سے زیادہ سرگرمی و مستعدی دکھانے سے علاوہ براہ راست رضائے الٰہی کے مخاطبین دعوت کی اصلاح و تذکیر اور ترغیب و تسخیر یا بدیں غرض ان کی نظروں میں زیادہ سے زیادہ پرکشش و ہردلعزیز نیز خدا کے ہاں ان کی ضروریات و مشکلات زندگی پیش کرنے اور حل کروانے کے لئے پیش از پیش مجاب الدعوات و مقبول الحاجات بننا بھی اہم المقصد قرار دیتا ہو۔

۳۱ اپنی صحت و قوت، علم و فہم، زبان و قلم، دل و دماغ، غور و فکر، بینائی و شنوائی، جذب و کشش، اثر و رسوخ یا نقد و جنس سے دہی اور اسی قدر اپنی ملکیت اور نعمت خداوندی، متاع مسعود و مبارک، موجب فخر و سعادت دارین اور عند اللہ و عند الناس قابل قدر و تحسین سمجھے جو مقامی جمعیۃ المصلحین اور امام نماز کے حکم و ہدایت از نسب العین سر چشمہ حقیقت ۱۲ کے مطابق اس کے اپنے ہی اہل و عیال، اپنے ہی اعزہ و اقارب اور اپنے ہی گاؤں کی اصلاح و ترقی، اسی کو ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی غرض ہر اعتبار سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچانے، نادرہ روزگار و لائٹ ہاؤس بنانے اور انہی کے شخصی و قومی، مادی یا روحانی ضروریات و مشکلات زندگی حل کرنے کے سلسلہ میں اور مقامی درس و جمعہ اور مسجد و مدرسہ، دار المطالعہ اور جمعیۃ المصلحین کے دفتر وغیرہا کے قیام و استحکام میں صرف و وقف ہو۔

۳۲ ہدایات برائے عامۃ المخاطبین دعوت کی دفعہ ۶۹ کے مطابق یقین کامل رکھتا ہو کہ اس کے مخاطبین دعوت (مقتدی، متعلم، سامع) بعینہٖ حیوان اور بچے ہیں اور اگر وہ ان کی وحشت و مطلقیت، غیظ و غضب، روٹھنے، مچلنے، نادانی و کج فہمی یا چھچھورا پن سے متاثر و مشتعل یا آمادہ انتقام ہوتا اور ان کے خلاف نفرت و ناراضگی یا بدنیتی و بے اعتنائی کو اپنے دل کے اندر جگہ دیتا، یا ان کی تادیب و تذکیر کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ دھرتا یا مایوس و کنارہ کش ہوتا یا اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہے نہیں گر می یا آگ میں جلتے یا پانی میں ڈوبتے دیکھ کر بے حس و حرکت رہتا یا گھبرا کر یہ کہتا ہے کہ جاتا ہے تو جائے میری بلا سے یا یہ کہ بہتیرا مدتوں اور عمر بھر

بیوی بچوں کی محبت سے تنگ ناقابل بیان اور لا تعداد انفرادی و شخصی جسمانی روحانی تمدنی و معاشرتی اقتصادی و سیاسی
مشکلات، بربادیوں، سفاکیوں، چیرہ دستیوں، خود سریوں، بے راہرویوں، بغض و حسد، قتل و قتال، بغاوت و معصیت
مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ، زلزلوں، قحطوں، سیلابوں و باؤں سے دوچار اور پامال و نڈھال چلی آرہی ہے
حتی کہ وہ قیامت صغریٰ اور اسی کی مانند ہولناک و پراندوہ ہو کر رہ گئی ہے انہیں قبول و تحمل کرنے کی
بجائے اُسے خلد بریں میں بدلنے اور اس میں پھر سے حق و انصاف کا جھنڈا گاڑنے کے لئے بڑی سے بڑی
قربانیوں اور ناقابل برداشت جسمانی یا مالی اذیتوں کو لبیک کہنا کہیں زیادہ عقلمندی یا ہمتی اور باعث
فخر و سعادت ہے۔

۳۸ اپنے دوستوں، قریبیوں، شاگردوں یا عامۃ المخاطبین دعوت سے کسی کو تنا اس لئے ہیں کہ وہ
ذاتی طور پر اس کی تعظیم و تواضع عیادت و تعزیت یا اس کا استقبال و مشایعت یا اس کی قدم بوسی و کفش برداری اور
جسمانی و مالی خدمت و احسان کرتا یا اس کا بھائی بھتیجا ہے۔ بلکہ اس بنا پر قابل قدر و تحسین سمجھے کہ وہ اس کے
جماعتی نصب العین، طریقِ کار، اصلاح و تذکیر خلائق میں اس سے پورا پورا اور بدل و جان متفق و ہمخیال، اجتماعی
نماز پنجگانہ اور درس و جمعہ کا مقیم و ملتزم نیز گاؤں کی اصلاح و ترقی اور اس سلسلہ میں مقامی درسگاہ، دارالمطالعہ
بیت المال کے قیام و استحکام کیلئے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ متفکر و ساعی ہے۔

۳۹ اپنے حلقہ مخاطبین میں کسی بڑے سے بڑے بزرگ و عالم کے اذکار و عقائد، حقوق و فرائض، عبادات و معاملات
لین دین، رسم و رواج، شکل و لباس، حجاب و پردہ، نشست، غسل و حجامت وغیرہ کو فقط اسی لئے صحیح و مطابق کتاب
و سنت اور اقرب بہ تفہیم سے بالاتر نہ سمجھے کہ وہ ذی علم و ممتاز خود خطیب و مدرس یا ملتزم مسجد و مدرسہ ہے بلکہ اس
کی اصلاح و تذکیر بھی زیادہ تر اسے روزمرہ انفرادی و تنہائی کی تنبیہ و تفہیم کرنے پر موقوف قرار دے کیونکہ
ہر انسان کی نظر سے اپنی ذاتی غلطیاں، کمزوریاں اور جہالتیں مخفی رہتی ہیں جب درس روزانہ اور خطبۂ جمعہ میں ایک
ایک شخص کی ذاتی و جزوی منفعتی اور تنہائی تنبیہ اور کوتاہیوں پر تبصرہ نہیں ہوتا جو بخلاف اجتماعی طریق
تعلیم و تفہیم کے کہ اس میں خطیب و معلم کی برقی و مقناطیسی قوتیں ہجوم کے ہجوم میں منقسم و منتشر ہو جاتی ہیں
انفرادی و خلوتی تنبیہ و تذکیر کی صورت میں وہ تمام کی تمام شخص واحد پر مرکوز رہتی ہیں چنانچہ بیعت سلوک و
تزکیہ باطنی کے باقی جملہ ذرائع اصلاح و تذکیر، تعلیم و تفسیر وغیرہ کی نسبت بدرجہا مقبول و موثر خواص و عوام ہونے
کا سب سے بڑا سبب اور حقیقی وجہ بھی شیخ طریقت کا تنہائی میں مرید و متعلم پر پورے سکون و خلوت کے عالم میں اپنی
قلبی و روحانی شعاعیں ڈالنا ہی ہوتا ہے۔ اور اجتماعی طریقِ تفہیم و تذکیر یعنی درس و جمعہ کے حاضرین سے ہر
ایک کا یہی خیال ہوتا ہے کہ کسی اور کی بات کی جارہی ہے اور دوسروں کو ہی سمجھایا سکھایا جارہا ہے مگر انفرادی

کے **اندر** خود زیادہ سے زیادہ تنظیم و اطاعت خاوند کرکے گھر والوں کی غلطیاں اور کمزوریاں چھپا کر، ان کے سامنے گھر والوں کے ساتھ انتہا درجہ خوش دل و خندہ رو اور آہستہ و کم گو رہ کر، برائے نام سامنے بول کر، گھر کے ساز و سامان کپڑوں اور برتنوں کو صاف و باترتیب رکھکر، پینے کو، منہ ہینے، دھونے، ملونے، سینے پرونے وغیرہا کاروبار خانگی کا اکثر و بیشتر اور اپنا ہر کام بذات خود انجام دیکر، کھانے پہننے اور مکان و سامان میں انتہائی سادگی و بے تکلفی دکھاکر، دنیا و مافیہا سے بے رغبتی ظاہر کرکے، عمدہ سے عمدہ طریق پر ان کے ساتھ سلام و مصافحہ، میزبانی یا ہاتھ تول اور عیادت و تعزیت سے عہدہ برآ ہو کر وغیرہ ہر طرح خود میں مطابق کتاب و سنت اس درجہ برقی و مقناطیسی جذب و کشش پیدا کریں کہ ان کی موشگاف سے موشگاف اور بداندیش سے بداندیش بھی سرتا سر ان کے سانچے میں ڈھلنے اور انہی کی ہو رہنے کے لئے بے بس اور ان کے حق میں یہ فیصلہ دینے کو مجبور ہو جائے کہ دنیا جہان میں قیل و قال، نشست و برخاست، لین دین، احسان و ایثار، افادہ و استفادہ یا نکاح و انکاح بلکہ قائد و رہبر بنانے کا بھی مستحق و شایان شان، فرشتوں کا کعبہ اور فردوس بر روئے زمین اگر کوئی گھر ہو سکتا ہے وہ یہی اور فقط یہی ہے۔

ح باہر اور دوسرے گھروں سے آنے والی عورتوں پر (اپنے خاوند، بچوں، بہو یا ساس وغیرہا کی طرف سے) اپنی بے قدری یا ان کی بدسلوکی و زیادتی اور نافرمانی یا گھر والوں کی عبادات و معاملات وغیرہا میں نقائص و عیوب، ان کی بغاوت و معصیت، چھوڑا پن، اسراف و نفس پرستی، دیر سے سونا جاگنا، زیادہ تر اور بے وقت کھانا پینا، کسی سے بغض و عداوت رکھنا، کسی سے مظلوم و رنجیدہ یا بیمار و تنگدست اور ضعیف السمع والبصر یا عدیم الفرصت ہونا وغیرہا **ظاہر کرنا** حرام سمجھیں (کیونکہ یہ خدا اور بندوں کی توہین و شکایت کے علاوہ **اپنی نااہلی کا ثبوت دینا** ہوگا۔

خ جونہی کہ انہیں اپنے محلہ، گاؤں اور اعزہ و اقارب میں کسی اپنی یا بیگانی کی طرف سے اس کے عبادات و معاملات، خورد و نوش، رسم و رواج یا مرگ و شادی، انفاق و امساک اور نکاح و انکاح غرض کسی کام میں کسی غلطی یا بد اعتدالی کے ارتکاب یا ارادہ اور باہم نزاع و شقاق کی اطلاع پہنچے اسی دم اسے اپنے ہاں بلاکر یا بذات خود اس کے ہاں پہنچکر غرض جس طرح بھی مناسب و ممکن ہو موقعہ ملاقات حاصل کرکے یا بذریعہ خط و کتابت اسے تذکیر و تفہیم کریں۔

د وہ کسی غرض سے بھی اپنے گھر میں آنے والی خواتین کے ساتھ ملاقات و نشست و برخاست کا موقعہ قدرت کی طرف سے زیادہ تر روحانی، اخلاقی اور دینی افادہ و استفادہ یا باہم افہام و تفہیم ہی کے لئے عطا شدہ سمجھ کر اس میں اپنے یا مخاطبات کے یا کسی اور کے کپڑوں، مکانوں، زیوروں، برتنوں، منگنیوں، شادیوں، نقصانوں، آمد و خرچ، اشیائے و اجناس کے نرخوں اور ان کے مدوجزر یا گرانی و نایابی ضروریات، لوگوں کی عمروں

کوشش دیکھ بے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا یا انہیں ناقابل اصلاح و تذکیر قرار دیتا اور ان کے مقابلہ میں علماً، جسماً اور مالاً یا تعداداً آٹا میں نمک ہونے کی بنا پر ان کی تنبیہ و تذکیر کے معاملہ میں بزدلی اور غفلت و کوتاہی سے کام لیتا ہے یا بظاہر شاندار و پربہار دکھائی دینے کی وجہ سے کسی اور شعبۂ زندگی کو اس کی نسبت زیادہ پرنفع و بابرکت اور معزز سمجھتا ہے **تو وہ** بھی حیوان و بچہ کا سا دل و دماغ رکھنے کی وجہ سے مصلح و مبلغ عالم و ذی فہم، امام و خطیب یا صاحب عزم و بصیرت تو کیا ایک معمولی و ادنیٰ انسان بھی نہیں بلکہ محض ایک حیوان و بچہ ہی ہوتا ہے۔

۳۳ وہ لذت و فرحت اور فخر و عزت بڑے مقامیوں یا اجنبیوں اور گھر سے دور و دراز کے من و سلویٰ پھولوں کی سیجوں یا تختوں اور تاجوں، ملک کے ملک بلکہ دنیا بھر کی صدارت و امامت میں بھی نہیں جو کہ ایک محدود و مختصر حلقۂ خطاب کے اندر اور گمنام سے گمنام حالت میں اپنے ہی گاؤں کی ذلیل سے ذلیل، وحشی سے وحشی، سفاک سے سفاک، پسماندہ سے پسماندہ، دشمن مال و جان انسانیت، گستاخ سے گستاخ اور نیم جان وَعَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ **آبادی** کی تعلیم و تذکیر کو اپنا اوڑھنا بچھونا قرار دینے اور بدیں غرض انہی کی چارہ کشی و کاسہ لیسی، انہی کا پس خورد و کھانے اور مدت العمر نان جویں و فاقہ مستی تک میں بسر کرنے اور ان کی بھلائی و خیر اندیشی اور ان کے لئے جانفشانی و سرفروشی کے عوض ان کی طرف سے سخت سے سخت مصیبتیں سہنے اور قتل و اخراج کی دھمکیاں سننے حتیٰ کہ انہی کے ہاتھوں جام شہادت نوش جان کرنے میں محسوس کرے۔

۳۴ اپنی خواتین کو بھی اصلاح و تذکیر کے سلسلہ میں اپنی ہی طرح حساس و پرجوش بنائے اور انہیں ہمیشہ **سمجھاتا سکھاتا رہے کہ:—**

ا- مردوں کی طرح اصلاح و تذکیر کے تمام تر نہیں تو کم از کم تین تیروں (۱۔ ذاتی نمونہ عمل ۲۔ حسن معاشرت ۳۔ دعا) سے ضرور مسلح ہو کر اپنے اہلبیت کے علاوہ اپنی سہیلیوں نیز (تمدنی و معاشرتی ضروریات زندگی یا مذہبی و ملکی مقامی تقاریب و مجالس میں) اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے والی عورتوں کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، رسم و رواج، شکل و لباس، نشست و برخاست، بول چال، مرگ و شادی، نہانے دھونے، سونے جاگنے، صحت و صفائی یا سواک و استنجا غرض ایک ایک چیز کا خیال رکھنے اور ایک ایک کام سے متعلق انہیں تعلیم و تفہیم کرنے کی وہ بھی ذمہ دار و جوابدہ ہیں کیونکہ عورتوں کے لئے ان کے جذبات و احساسات یا ان کی خامیوں اور کوتاہیوں اور ان کے اسباب و علل نیز طریق علاج سے صحیح و کامل طور پر واقف و ماہر ہونے کی بنا پر ان کی ہمجنس ہی مؤثر و متاثر ہو سکتی ہیں۔

ب وہ اپنے گھر میں آنے والی عورتوں کے لئے، اپنے افکار و عقائد، نماز و روزہ، شکل و لباس، مرگ و شادی

سے زیادہ مفید و منتج اور شخصی یا قومی، تمدنی یا معاشرتی اور اقتصادی یا سیاسی وغیرہ جملہ ضروریات و مشکلات زندگی کا واحد حل ہونا نہایت دلنشیں یا حکیمانہ انداز میں بذریعہ تحریر و تقریر روز روشن کی مانند ثابت و واضح کر کے

ع۳۸ حقیقت ع۳ میں معرضہ وجوہ و اسباب کی بنا پر وادی پرخار اصلاح و تذکیر خلائق میں قدم رکھنے سے ہر اپنے یا بیگانے، بزرگ و خورد، زن و مرد یا ماں باپ اور ہر عالم و جاہل کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نشانہ طعن و عتاب، مورد سب و شتم اور تختہ تحقیر و تکذیب بننا اور مدت العمر ہر قسم کی کٹھن سے کٹھن تر مصیبتوں یا جانگداز قربانیوں اور مسلسل ناکامیوں سے دوچار رہنا یقینی سمجھ کر ٹھیک شمع دین الٰہی کے سابق الاول اور فرشتہ ہمت پروانوں کا ہی دل گردہ پیدا کر کے سر پر تیغ و کفن باندھ کر خس و خاشاک سے زیادہ ذلیل و پامال رہنے کے لئے تیار ہو کر، مرنے سے پیشتر ہی مر کر نیز عیش و آرام دنیوی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو کر اور نفسانیت و خودداری کو بدل و جان الوداع کہہ کر ہی ادھر کا رخ کرتے

ع۳۹ اپنے گھر، اپنے اعزہ و اقارب، اپنے گاؤں یا زیادہ سے زیادہ اس سے دو دو چار چار میل تک چاروں طرف کی (نصب العین معرضہ حقیقت ع۳ کے مطابق) اصلاح و ترقی یعنی انہی کو اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، علم و فضل، ظاہر و باطن غرض ہر اعتبار سے نیز اقتصادی و سیاسی طور پر دنیا جہان میں اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق اور سب سے زیادہ قابل رشک و لاجواب بنانا اور انہیں ہر قسم کی مادی یا روحانی، شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی سے بوجوہ احسن اور حسب دلخواہ طور پر عہدہ برآ کرنا اور ان اغراض کے پیش نظر مقامی مدرسہ و مسجد، بیت المال و دار المطالعہ، جمعہ و اجتماعی نماز پنجگانہ، مہمان سرائے و شفاخانہ، پل یا کنویں اور تعلیمی و اقتصادی وغیرہ شعبوں کی داغ بیل ڈالنا اور انہیں فلک الافلاک تک پہنچانا نیز مقامیوں ہی سے سلام و مصافحہ، نشست و برخاست، لین دین، مہمانی و میزبانی، عیادت و تعزیت پڑھنے پڑھانے یا نکاح و انکاح وغیرہ تعلقات قائم کرنا اور مستحکم رکھنا انہی کی نظروں میں زیادہ سے زیادہ ممدوح و مقبول ہونا اپنی ہمت قابلیت اور فہم و فراست کا واحد ثبوت نیز منتہائے مقاصد زندگی اور اپنے لئے فوز و سعادت دارین کا بلند ترین مقام سمجھتا ہو۔

ع۴۰ روز روشن کی مانند خود پر یہ حقیقت واضح ہو چکنے کے بعد

کہ جس طرح اصلاح ذات کے بغیر کسی بڑے سے بڑے شخص کے لئے بھی کسی دوسرے (حتیٰ کہ بیوی بچوں) کی تذکیر و ترقی میں کامیاب ہونا ناممکن ہے ٹھیک اسی طرح (نصب العین معرضہ حقیقت ع۱ کے مطابق) اصلاح نفس کے معاملہ میں شاہد مراد سے ہمکنار ہونا تا دم زیست متخلق باخلاق اللہ رہنا اور روحانی و باطنی ترقی کرنا تو کیا جسمانی و مادی طور پر امن و عزت کی زندگی گزارنا بھی از قبیل محالات ہے جب تک کہ اس کے

شکلوں، لباسوں، پیدائشوں، موتوں، لڑائیوں اور جھگڑوں پر نقد و نظر یا بالحان و ترنم منظوم قصے کہانیاں پڑھنے اپنی یا کسی دیگر کی سلائی و کشیدہ کاری، صندوق اور الماریاں، زیور کپڑے وغیرہا دیکھنے دکھلانے کی بجائے انہیں حقوق و فرائض اسلامی افکار و عقائد، عبادات و معاملات، نماز روزہ، حج و اعتکاف، غسل و استنجا، مسواک و وضو و لباس پہننے اتارنے، سونے جاگنے، بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، حجاب، عشر و زکوٰۃ، فطرانہ، وراثت، تجہیز و تکفین، میزبانی و استقبال و مشایعت وغیرہا کے اصول و قواعد اور اذکار و ادعیہ سیکھنے سکھانے اور اکابر امت و پیشوایان ملت کے عبرت آموز و احساس انگیز سیر و سوانح سننے سنانے ہی میں وقف و ختم کریں

۳۴ مذکورہ اغراض کے لئے وہ کبھی کبھار یا باقاعدہ ہفتہ واری اور ماہانہ اجلاس بھی ضرور منعقد کیا کریں۔

۳۵ مقامی اصلاحی و قومی امور کے لئے دوسروں سے اپنی منوانے اور انہیں جسمانی یا مالی امداد و خدمت کی دعوت دینے یا کوئی ذمہ داری پیش کرنے میں نہیں جسقدر کہ خود ماننے اور جسمانی و مالی امداد و خدمت اور جماعتی فرائض کا خود بیڑا اٹھانے پر ہمیشہ پیش پیش اور مستعد و سرگرم کار پایا جائے۔

۳۶ اپنوں یا بیگانوں کی طرف سے اس تعظیم و تواضع، تحسین و آفرین، استقبال و مشایعت، القاب و آداب اور احسان و خدمت حتیٰ کہ کفش برداری و قدمبوسی اور رشتہ ملنے کو بھی جو اسے کسی شخص و مقام کی (پروگرام ہذا کے مطابق) ذہنی، علمی، اخلاقی وغیرہا اصلاح و ترقی اور احیاء و اقامت دین یا اس کے لئے عزم و احساس نیز انتہائی سوز و گداز اور بھاری سے بھاری جسمانی و مالی قربانی کی بجائے محض مادی احسان و خدمت عیادت و تعزیت، لین دین، طعام حسن معاشرت یا نسبی شرافت و قرابت جدی یا علم و فضل یا ذاتی عباداتی و معاملاتی محاسن و فضائل بلکہ مروجہ قسم کی امامت نماز و تدریس و خطابت کی بنا پر حاصل ہو اپنے لئے کبھی باعث فخر و سعادت نہ سمجھے (کیونکہ وہ اصلاح و تذکیر اور فرائض منصبی میں کوتاہی و سرد مہری یعنی سکوت عن الحق یا مداہنت ہی کا ثمرہ ہوگا)

۳۷ منصبی و کتابی علم و فضل اور ذہنی یا اخلاقی فضائل و محاسن کے علاوہ تاریخ مروجہ اقوام عالم، سرگذشت امم ماضیہ، مصلحین و مجددین اسلام کے سیر و سوانح کی واقفیت و مہارت کے اعتبار سے بھی خود کو ایک بحر ذخار اور یگانہ روزگار بنا کر دکھائے ب خود میں مدرسی، خطابت، افتاء و قضا حتیٰ کہ امامت نماز پنجگانہ کے فرائض بھی عند الضرورت بوجوہ احسن انجام دینے کی پوری پوری اور زیادہ سے زیادہ قابلیت پیدا کرے ج ہر اپنی یا پرائی آئینی یا غیر آئینی تقریب و مجلس میں اس کے حسب حال اپنے مقامی جماعتی نصب العین، اپنے طریق کار اصلاح و تذکیر اور اپنے ہی نظریات و افکار کا موافق کتاب و سنت زیادہ

اصلاح و ترقی کے لئے (جس سے کہ استاد و شاگرد یا پیر و مرید، مفید و مستفید، خطیب و سامع اور امیر و مامور یعنی طرفین المتعلقین کی پوری پوری ہمساوی دلی اور مشترکہ و متفقہ خواہش و کوشش ہی سے درحقیقت اور بوجوہ احسن عہدہ برآ ہو جا سکتا ہے) بھی اگر جانب اول یا اعلیٰ (امیر، استاد، والد و خاوند یا خطیب عام مبلغ وغیرہ) اپنے انتہائی درد و احساس، فکر و سوز، عجز و تواضع، رفق و رحمت، خیر اندیشی و جاں نثاری کے ساتھ نصب العین (معرحہ حقیقت ملا) کو سامنے رکھ کر اور ہر نہ تیروں (معرحہ حقیقت ملا) سے مسلح ہو کر اپنے بے پناہ عزم و استقامت کے ذریعے اور "ادفع بالتی ھی احسن" کے طریق پر حسب حالات و مقتضیات ملک و زمہ اور اپنے شایان شان طور سے جانب ثانی و ادنیٰ (مامور و مخاطب یا مرید و شاگرد و طالب و بیوی بچے وغیرہم) کی بے حسی و نا توجہی یا جمود و قعود اور فخر و غرور کی مکافات کرے تو یہ آپ عرض بجائے دوسری جانب کے خود اپنا وقت و مال یا جگہ وغیرہا نثار کرنے کے اسے اپنے ہاں بلانے کی بجائے خود بہ گھر چل کر جانے، اس سے منوانے کی بجائے اس کی ماننے اس سے کچھ لینے اور چاہنے کی بجائے اسکو دینے اور اسے اپنی طرف سے احسان و خدمت کا امید وار بنانے، اس سے ادب و تعظیم اور قدر و تحسین، منت و سماجت، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت، قدمبوسی و کفش برداری کرانے کی بجائے (اس کے پڑھنے سننے پر صرف وقت ہی دیدینے کے احسان و نوازش کی بنا پر) اس کا یہ سب کچھ کر لے تو اس سے پنکھا جھلوانے کی بجائے خود اسے جھلنے اپنی علمی، نسبی اور منصبی حیثیت اور شخصیت و خود داری وغیرہ کو فراموش و قربان کر دینے اس سے اس کے عمل کی بھیک مانگنے اور سایہ کی مانند جیسا کہ اس سے کچھ لینا ہوتا ہے) اس کا ساتھی ہونے اور ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے رہنے اور اسی کام کو اپنا مقصد وحید زندگی قرار دینے کے لئے تیار و جاں نثار ہو جائے تو دنیا میں کسی انسان سے جو مد بلحد سے ملحد یا خونخوار سے خونخوار اور طاغی سے طاغی تک (الا الشقی الازلی) کی بھی ذہنی، اخلاقی روحانی یا مادی، تمدنی یا معاشرتی اصلاح و ترقی نا ممکن نہیں ہے۔

۲۳ بمقتضائے اثنان وما فوقهما جماعة زیادہ نہیں تو کم از کم دو ایسی شخصیتوں پر مشتمل جمعیۃ المصلین کے بغیر جن میں کا ایک مقامی میر و امام نماز اور دوسرا مامور و مقتدی نماز ہو اور ہر دو اصلاح و تذکیر کے ہر نہ تیروں (معرحہ حقیقت ملا) سے پوری طرح مسلح اور ان سے زیادہ سے زیادہ روزانہ اور ہمیشہ کام لیتی ہوں نیز "اراکین جمعیۃ المصلین کے باہمی روابط" اور "اراکین جمعیت کی ذاتی حیثیت" اور "تیسری حقیقت" میں معرحہ جملہ ہدایات پر سو فیصدی یہ امکان بھر کار بند ہوں اور اپنی تمام تر اور ہر قسم کی قوتوں اور قابلیتوں سمیت اجتماعی نماز پنجگانہ درس و جمعہ، بیت المال، دار المطالعہ اور درسگاہ یا افتاء و قضا وغیرہا شعبوں ہی کی ہو رہیں تو بیشک اور تو سب کچھ حتیٰ کہ حکومت خود مختاری اور خلافت الہیہ وغیرہا تک بھی بچوں کا کھیل اور دائیں ہاتھ کا کرتب اور ایک آسان سے آسان کام سمجھ لیکن (نصب العین معرحہ حقیقت ملا کے مطابق) اور تو اور فقط ایک اپنے گاؤں، اپنے ہی

اہل وعیال سے لیکر کم از کم اس کے قریبی یا پڑوسی نیز اس کا خاندان اور گاؤں کا گاؤں،
وغرض اس کے وہ جملہ ابنائے جنس جن سے اسے اپنی زندگی اور جملہ تکوینی یا تشریعی حالات وتقاریب
میں قیل وقال، لین دین، نشست وبرخاست اور نکاح وانکاح کا زیادہ تر واسطہ پڑتا ہے) بھی اپنے
اذکار وعزائم، عبادات ومعاملات، اخلاق وعادات، شکل ولباس، مرگ وشادی، سونے
جاگنے غرض ہر اعتبار سے کتاب وسنت کے مطابق قرون اولیٰ کی سطح پر نہ پہنچا ہوا ہو۔

اپنے اہل وعیال، اعزہ واقارب، خاندان کے خاندان اور گاؤں کے گاؤں کی اصلاح وترقی اور
اس کے لئے دوازدہ تدابیر (مقصد رسالہ ہذا) بروئے کار لانا (گو اس کیلئے اسے کتنی ہی بھاری سے
بھاری جسمانی ومالی قربانیاں دینا، سخت سے سخت مشکلات اور ہر طرح کی ناقابل عبور رکاوٹوں کو
کیوں نہ لبیک کہنا پڑے) **اُن کے لئے نہیں**۔

تو اپنی ذات کے لئے یعنی ان کی طرف سے اپنے مطاع ومخدوم ہونے پر امن وباعزت۔ بنے، ان
سے اپنا ہر کام بآسانی وجلدی اور بہتر سے بہتر طریق پر کروانے اپنے حق میں ان کے دل کو مثل
آئینہ صاف وپر عقیدت اور زبان کو شہد وشکر سے زیادہ نرم وشیریں بنانے، انہیں دیکھ کر ہر حالت
میں اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے، اپنے لئے زیادہ سے زیادہ وفادار ومودب، مخلص وفرض شناس
قدر دان وایماندار بیوی بچے خسر وداماد، مزدور ومزارع، کمین وکسان، دکاندار وپیشہ ور لوہار
وبڑھئی، درزی، موچی وغیرہم حاصل کرنے اور اپنے گردوپیش کو **فردوس برروئے زمین** کہلانے
ہی کی خاطر اپنی ذاتی اصلاح وترقی ہی کو مانند آب وہوا اور خواب وخورش تک سے زیادہ ضروری اور
اپنا محبوب وخوشگوار ترین مشغلہ زندگی قرار دے۔

عالم اس قدر ضرور جانتا اور بخوبی سمجھتا ہو کہ۔

اگرچہ بول چال، لین دین، سلام ومصافحہ، آقائی وغلامی، صلح وجنگ، پڑھنا پڑھانا، سیکھنا سکھانا
نکاح وانکاح وغیرہا جملہ متعدیہ تکوینیہ یا تشریعیہ علائق زندگی بلاشبہ بہر ربہ طرفین المتعلقین کی
مساوی دلی متفقہ ومشترکہ خواہش وکوشش ہی سے شروع ہوتے اور نبھ سکتے ہیں لیکن اگر انہیں
قائم کرنے اور نباہنے میں ایک جانب سے خواہش وکوشش کرنے میں سرد مہری و بے اعتنائی سے کام
لیا جائے تو دوسری طرف کے اپنی خواہش جد وجہد کو اس درجہ تیز اور زوردار کرنے اور اسمیں دوسری جانب کا
قائم مقام ونعم البدل بن جانے سے کہ وہ دوسری (رکوتہ کوشش) جانب کی بے توجہی و بے اعتنائی کی مکافات کرسکے
تو بھی وہ (مذکورہ تعلقات) یقیناً قائم کئے اور نباہے جاسکتے ہیں اسی طرح تعلیم وتربیت یا کسی شخص وقوم کی

ابتدائے آفرینش عالم سے بھوکے، ننگے، گم نام و بے سروسامان، قلاش ونادار، درسی و اکتسابی علوم وفنون سے کورے، خرقہ پوش، بوریہ نشین، کفن بدوش وسر بکف، مصیبت پسند وجفا بردار، گرداب حشر آفریں آفات وآلام کے جانباز شناور، ادھر کے دیوانے اور ادھر کے فرزانے، پیٹ پر پتھر باندھنے والے، دن کے مجاہد اور رات کے تہجد، ذاتی آرام وعیش اور دنیوی مال ومتاع سے نفور وبے نیاز ہی دنیا کی سیاہ بختی وزبوں حالی، فسق والحاد اور جور واستبداد سے متاثر ہوتے، اصلاح وتذکیر عالم کا بیڑا اٹھاتے اور ناموس وعروج انسانیت کی گرتی ہوئی عمارت کو تھامتے، طوفان نوح بن کر ربع مسکون پر چھائی ہوئی ظلمت و عفونت وعلفیت میں شمع امن وانصاف فروزاں کرتے، کوہ ہیکل، مہیب وپرخطر انسان نما دیووں سے ٹکراتے، ذلتوں اور پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی اقوام وامم کو آفتاب عالمتاب بنا کر چمکاتے، دار ورسن کو لبیک کہتے، تہذیب وللہیت کے جھنڈے گاڑتے اور فرعون اوصاف سلاطین وجابرہ بلکہ اپنے باپوں اور مربیوں تک کے سامنے ببانگ دہل إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا کا اعلان کرتے آئے ہیں بنابریں کسی ملت عہد کے اندر کسی بھی ضعیف وقوی، شاہ وگدا، قلیل وکثیر، بزم وسخت شخص وقوم کی نصب العین معرضہ حقیقت (کے مطابق) اصلاح وترقی کے لئے قائد ومصلح شخصیت (یا جمعیت) کو شرافت نسبی، درسی واکتسابی علوم وفنون، کثیر التعداد اعوان وانصار، ہتھیاروں، قلعوں، فوجوں اور خزانوں، مادی وجسمانی اور ظاہری استعداد وبرتری وغیرہا سے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں اگر ہے تو مجسمہ فکر واحساس اور پیکر عزم واستقامت بندہ ہونے حقیقت میں معرضہ ہدایات پر زیادہ سے زیادہ کاربند نیز تدبیر اول میں معرضہ عہدنامہ پر دستخط کرنے اور اسے بہ تمام وکمال نباہنے والے فقط ایک امام نماز پنجگانہ اور دوسرے اراکین جمعیت المصلین کے باہمی روابط اور تیسری حقیقت" میں معرضہ ہدایات پر زیادہ سے زیادہ کاربند نیز "تدبیر اول" میں معرضہ عہدنامہ مقتدی پر دستخط کرنے اور اسے من وعن نباہنے والے دو ایک ماموروں مقتدیوں پر مشتمل مقامی جمعیت المصلین کی

لہٰذا کسی بھی شہر یا گاؤں کا امام نماز یا اس کا مقتدی نماز جو فکر وعسر معاش یا اپنے جامع المعقول والمنقول مرجع الخلائق، جادو نگار ومعجز بیان نہ ہونے یا اپنی پشت پر لیڈرانہ کرسی ومادی قوت سے خالی پانے یا ناسازی ماحول یا حلقہ خطاب کی انتہائی پسماندگی، جمود وبے اعتنائی وغیرہا حیلوں بہانوں کے پیش نظر خود کو اپنے حلقہ خطاب کے قرن اولی کی سطح پر پہنچانے اور اس کی اصلاح وترقی کے سلسلہ میں وہاں درس روزانہ دار المطالعہ درسگاہ، بیت المال، فصل الخصومات، شفا خانہ، مہمان سرائے روشنی وصفائی وغیرہا تمام تر شعبوں کے قیام اور غریبوں، یتیموں اور کس مپرسوں کی خبرگیری کا ذمہ دار وجوابدہ نہیں سمجھتا یا اس میں کسی طرح کے تامل وتردد سے کام لیتا ہے اس کی اس پوزیشن کو کند فہمی، عافیت کوشی، مصلحت اندیشی، ابن الوقتی، انسانیت کشی

اعزہ و اقارب یا خاندان کی علمی، ذہنی، اخلاقی اور مطابق کتاب و سنت اقتصادی، تمدنی یا سیاسی غرض ہر طرح کی کما حقہ اصلاح و ترقی اور کسی شخص و مقام کو اس کی ہر قسم کی جسمانی یا روحانی، شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی سے عہدہ برا کرنا ناممکن ہو جائے۔

۴۳ بدل و جان اس حقیقت کا معترف ہو کہ:۔

انسان کا ہر چیز سے بڑھ کر دائمی محکوم و دست نگر اور قریبی و یگانہ، پروردہ و گلو نڈا، خادم و غمگسار، سانس سانس نیز قدم قدم اور ہر عسر و یسر کا ساتھی ہونے کی بنا پر دنیا کی کوئی دوسری شخصیت حتی کہ زن و فرزند اور والدین بھی نہیں جس قدر کہ خود اس کی اپنی ذات (اس کا جسم و جان، اس کے جذبات و خواہشات، اس کا دل و دماغ، اس کے اعضاء و قویٰ اور گوش و چشم اس کے مطیع و منقاد اور اس کے علم و فضل، احساس و شعور، فکر و فہم، ہمدردی و خیر اندیشی سے مستفید و متاثر ہو سکتے ہیں یا ہونے چاہئیں اس لئے جو شخص اپنی ذات (اور اپنے سب کچھ) کو جدھر چاہے موڑنے اور اسے کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالنے سے قاصر ہے اس کے لئے کسی اور اپنے یا بیگانے شخص و مقام کی تعلیم و تذکیر یا اصلاح و ترقی کا عزم و دعویٰ ہی زیبا ہے نہ وہ اس مہم و مقصد میں کبھی کامیاب ہی ہو سکتا ہے۔

۴۴ اس قدر حقیقت شناس ضرور ہو کہ:۔

۱ اجتماعی نماز پنجگانہ ب اس میں امام کی قرأت و قیادت ج مقتدی کی سماعت و اقتدار د مقتدیوں کے باہم ٹخنہ سے ٹخنہ یا گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا ملانے سے اگر مسجد کے باہر اور نماز کے بعد بھی ہمیشہ اور ہر شعبہ زندگی میں سمع و طاعت، مختلف و منتشر مسلم آبادی کا افکار و عزائم اور اعمال و اخلاق کے لحاظ ایک ہی رشتہ میں ہم و ما، بدل و جان امیر و مامور اور کنفس واحد بننا اور اس طریق سے کسی مقام و محلہ کی اصلاح و ترقی یعنی اس کی شخصی، قومی، ذہنی اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی، اقتصادی یا سیاسی غرض ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی کا انتظام کرنا اور اس سلسلہ میں وہاں درس روزانہ، دارالمطالعہ، درس گاہ، بیت المال، فصل القضایا، روشنی صحت و صفائی، چراگاہ، تالاب، رستوں، پلوں، کنوؤں اور کمزوروں یا ناداروں کی خبرگیری وغیرہا کے تمام شعبوں کا قیام عمل میں لا کر اسے فردوس بروئے زمین بنا کر دکھانا مقصود نہ ہو تو پھر چونکہ از ۱ تا د اس سب کچھ کی رسم و عادتاً یا ادٹھک بیٹھک اور کھیل تماشا سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوگی اس لئے اس قسم کی اجتماعی نماز پنجگانہ وما فیہا کے لئے دن میں پانچ مرتبہ تو کیا ہزار دفعہ بھی یکجا ہونے اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور کندھا سے کندھا تو کیا سینہ سے سینہ ملانے کی بجائے اعتزال و انقطاع اور گھر ہی کے اندر تنہا فرض نماز ادا کرنا کہیں بہتر ہے (کیونکہ صرف ذکر و عبادت اور مجرد بیٹھک اٹھک کے لئے تو خلوت بہ مقابلہ جلوت کہیں زیادہ مناسب حال ہے)

۴۵ یقین واثق اور ایمان کامل رکھتا ہو کہ:۔

کے ہاں پیش کرنے میں ذرہ بھر تردد و تامل سے کام نہ لے بلکہ اسے منوانے اور روبہ کار لانے تک برابر اس کے لیے سینہ تانے ہوئے اور ڈٹ کر لڑنے کی ہمت رکھتا ہو۔

ع ۴۸ اپنی معاشی و تمدنی ضروریات و مشکلات زندگی کے دوران میں کسی اپنے یا بیگانے بڑے یا چھوٹے کسان و زمیندار، مزدور و ملازم یا دکان دار و پیشہ ور کے ساتھ عارضی یا دائمی طور پر قیل و قال، نشست و برخاست پڑ جانے پڑ جانے، خرید نے بیچنے، عیادت و تعزیت، نکاح و انکاح، ملازمت، زراعت یا تجارت وغیرہا کے لیے ملے ہوئے تھوڑے یا بہت موقعہ کو بھی طرفین کی ذہنی، اخلاقی، روحانی افادہ و استفادہ اور مطابق کتاب و سنت اصلاح و تذکیر ہی کے لیے زیادہ تر قدرت کی طرف سے ودیعت سمجھکر اُسے (عام ہنگامی یا ملکی حالات و واقعات یا کسی خاص غیر حاضر شخص یا گھر کی غلطیوں اور زیادتیوں پر تبصرہ کرنے کی بجائے) اپنے مقامی مخاطب و مصاحب بھائی کی اصلاح و تذکیر میں بسر کرتا رہے۔

ع ۴۹ ایسے استاد و شاگرد کو جو تعلیم و تعلم سے فقط پڑھنا، پڑھانا یا لکھنا لکھانا اور ایسے صناع و پیشہ ور یا اس کے متعلم کو جو کسب و ہنر سیکھنا سکھانا اور ایسے امام و مقتدی کو جو عبادت و اقتدار سے محض اٹھنا بیٹھنا اور چند منٹوں کے لیے سننا سنانا اور ایسے خاوند و بیوی یا اولاد و والدین کو جو ازدواج و تاہل اور ابوت و بنوت سے فقط کھانا کھلانا، جینا، جنانا یا پہننا پہنانا اور ایسے مخدوم و خادم یا مالک و مزارع کو جو افسری و ماتحتی اور خادمی و مخدومی سے فقط ظاہری، مادی، تکوینی اور تمدنی و معاشی حقوق و فرائض زندگی ادا کرنا کرانا اور اپنی حیوانی و بہیمی ضروریات و مشکلاتِ زندگی سے عہدہ برآ ہونا ہی مقصد وحید زندگی قرار دیں افادہ و استفادہ کے مذکورہ علائق و روابط سے ذہنی، اخلاقی، علمی اور دینی افادہ و استفادہ کا کچھ بھی کام نہ لیں اور ٹھیک ایک مرید و مرشد، استاد و شاگرد اور امیر و مامور ہی کی طرح باہم کچھ کتاب و سنت سے بھی پڑھ سُن اور سیکھ سکھا نہ رہے ہوں دنیا جہان میں غبی و شقی ترین رفقائے زندگی سمجھے۔

ع ۵۰ اس حقیقت کا پورا پورا اور زیادہ سے زیادہ معترف ہو کہ:—

۱۔ صدیوں کے "طول امد" اور مصلحین خلائق و مبلغین دین یعنی ائمہ، اساتذہ کے مروجہ (حد درجہ ناقابل قناعت، زنگ خوردہ، ترمیم طلب، خلاف کتاب و سنت نیز ملکی و عہدی، شخصی یا قومی ضروریات و مشکلات زندگی سے کلیتہً بے جوڑ) طریقہائے اصلاح و تذکیر خلائق اختیار کئے چلے آنے یا غیر جماعتی اور انفرادی رنگ میں کام کرتے رہنے اور ذہنی اخلاقی اور روحانی حیثیت سے بالکل بیچارا اور اصلاح و تذکیر خلائق کے ہنر سے بے بہرہ ہونے (مصرحہ حقیقت ۷) سے عاری ہونے اور "اراکین جمعیت کے باہمی روابط" یا اراکین جمعیت المصلحین کی ذاتی حیثیت" نیز بندر ہویں اور تیسری حقیقت میں مصرحہ ہدایات کا ذرہ بھر

نفس پرستی کا فرانہ یاس وقنوط، دون ہمتی و بے حمیتی یا ر و سیاہی دار ہن کے سوا کسی چیز سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

٢٦٦ یہ بخوبی ذہن نشین رکھتا اور پوری طرح سمجھتا ہو کہ :-

جس طرح آنکھوں والے کے سامنے کسی نابینا کے کنوئیں میں ڈوب مرنے یا غافل و نوانا کے روبرو کسی بچے کے آگ میں جل جانے یا جاگتے ہوئے کے سامنے سونے والے کا کوئی نقصان ہو جانے یا اس کے کسی کام یا چیز سے محروم و قاصر رہنے یا کسی ذی فہم و دیدہ ور کے ہوتے ہوئے کسی نادان و سادہ لوح کے خود یا کسی اور کو تکلیف و نقصان پہنچانے پر وہ بے چلنے والا بچہ یا اندھا، محروم و قاصر رہنے والا خوابیدہ و غافل اور نقصان و تکلیف اٹھانے یا پہنچانے والا نادان و سادہ لوح نہیں بلکہ پاس کھڑا دیکھنے والا بیدار و بینا اور مسن و ذی عقل ہی ہمیشہ اور ہر کسی کے نزدیک مورد طعن و تنبیہ ہوا کرتا ہے ٹھیک اسی طرح کسی گھر خاندان، گاؤں یا ملک و قوم کی کسی طرح کی ذلت و زبوں حالی اور فسق و الحاد یا بد امنی و ناچاقی، حقوق و فرائض سے لاعلمی و بے اعتنائی، مسجد و مدرسہ کی بربادی و بے رونقی یا فکر و احساس زندگی و ترقی سے خالی الذہنی اور اس کے اپنے لئے مقامی مدرسہ و مسجد یا درس و جمعہ، بیت المال، دار المطالعہ، صفائی و حفظان صحت اور فصل الفضلیا وغیرہ کا انتظام کرنے، جماعت و سمع و طاعت کی ذمہ داری و جوابدہی بھی وہاں کے عقل و ادراک کے لحاظ سے بچوں یعنی زرع و تجار اور نفس پرست و مادہ پسند، محب العاجلہ، دنیا دار و کاروباری، عیاش و خود غرض اور نادان و بے حیثیت طبقہ انسانیت (جو سن و سال کے بچوں ہی کی طرح بدو آفرینش سے آگ تک کے اندر گھس جانے اور زہر ہلاہل تک نوش جان کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے کو بھی بالکل صحیح و بابرکت سمجھنا اور اپنی ہوس رانی و نفس نوازی کے پیش نظر ہمیشہ اس امر کا خواہاں و کوشاں چلا آرہا ہے کہ وہ خود یتیم لاوارث یا ان کے نگران و سرپرست ہی بہرے، گونگے اور اندھے ہوتے کہ انہیں من مانی اور خودکشی کرتے وقت کسی کیطرف سے ڈانٹنے دھمکانے اور بعد میں ملامت اور گوشمالی کا کچھ خوف و خطرہ ہو) کی طرف نہیں بلکہ علی العموم علماء و مبلغین اور علی الخصوص مقامی امام نماز اور ہمیشہ اس کے پیچھے قریب تر کھڑے ہونے والے اولوالاصلام والنہی ہی پر عائد ہوتی ہے۔

٢٦٧ اپنے حلقہ خطاب کی شخصی یا جماعتی، مادی یا روحانی وغیرہ کسی بھی ضرورت اور بھلائی کے سلسلہ میں کوئی بات کہنا یا کام کرنا لازمی سمجھنے کے بعد عامۃ الناس کیطرف سے اس کے محض غرور یا خود غرضی اور کسی سے عداوت یا کسی کی حمایت پر محمول ہونے یا رائے عامہ کے مقابلہ میں گر جانے یا غیر اہم و بے محل سمجھا جانے یا اس کے پاس اور نافذ العمل ہونے کی صورت میں سب سے زیادہ خود پر ہی اس کی ذمہ داری کی زد پڑنے وغیرہ کے زیادہ سے زیادہ خوف و یقین کامل کے باوجود اسے مقامی امیر یہ جلاس شوریٰ (امام نماز اور اولاصلام والنہی)

۵۱ اپنے یا مقامی جمعیۃ المصلحین کے کسی دیگر رکن و عہدہ دار کے سمجھانے بجھانے کے بعد کسی اپنے یا بیگانے کے معمولی سے معمولی کار خیر کرنے یا آسان سے آسان گناہ چھوڑ کر بھی اس کے منّا اس طرح کہنے کہ "میں نے آپ ہی کے حکم و دلجوئی کے پیش نظر ایسا کیا ہے" (گو در حقیقت اسکی وجہ کوئی اور ہی ہو) اسے اسکی توہین و دل آزاری اور جھلاہٹ کے خوف سے یہ جواب دینا کہ اس سے تم نے میرے ساتھ کیا احسان کیا ہے حرام سمجھے۔ بلکہ اسے اپنا ذاتی محسن و مربی یا مالی وجسمانی معاون و مشفق ہی قرار دیتا ہوا ایک ممنون و مقروض ہی کی مانند ہمیشہ اس کے سامنے سرنگوں رہے اور شست و برخاست یا لین دین وغیرہا کی صورت میں اس سے اپنی عقیدت و دلدادگی کا رشتہ پہلے سے زیادہ مضبوط و مستحکم کرے کیونکہ ایک مصلح و داعی الی اللہ شخصیت یا جمعیت کے لئے اس شخص سے بڑھ کر جو بدی چھوڑ کر بدی اور بدوں کی قوت کو کمزور کرتا اور اسکا مسلک عقیدہ اختیار کر کے (عقیدۃً و عملاً) اس سے قریب ہوتا نیکی کی شان و قوت اور نیکیوں کی تعداد بڑھاتا اور اس طرح اس کے مشن کی نشر و اشاعت کرتا ہے کون محسن و منظور نظر ہو سکتا ہے۔

۵۲ کسی شخص، گھر، خاندان یا آبادی کے محض ظاہری حالات، علم و فضل، ان کے بزرگوں کے سیر و سوانح ان کی ادائیں، تحریریں یا تقریریں، مسنونہ و شرعی شکل و لباس یا نماز و روزہ، سن دیکھ کر یا ان کی طرف سے اپنا بہترین طریق پر استقبال و میزبانی ہونے یا اس کے (دو ایک مرتبہ یا ہمیشہ کے لئے باقاعدگی کے ساتھ) عشر و زکوٰۃ دینے یا شاندار و فلک بوس مسجد و مدرسہ تعمیر کرتے یا کسی ایک ادھ تحریک میں حصہ لینے اور خدا کی راہ میں کبھی گرانبہا قربانیاں دینے یا ہنگامی طور سے دو ایک مرتبہ ان سے چند ایک جرائم و معاصی ترک کروا لینے یا کچھ فرائض و سنن کا پابند حتیٰ کہ اسے عالم و فاضل دین بنا لینے وغیرہ سے ہی (نصب العین مصرحہ حقیقت ۱۰) کے مطابق اس کی اصلاح و ترقی کے بارہ میں آسانی و جلدی کے ساتھ کامیاب ہونا یقین کرے نہ خود ہی کو قابل و کارکن سمجھ بیٹھے نہ چند ایک مرتبہ اور دو ایک امور میں افہام و تفہیم کرنے پر اس کی تردید یا تامل و تردد ہونے سے یا فقط دو چار ہی سال یا کم و بیش مدت تک کسی خاندان یا جگہ کی انفرادی و غیر جماعتی طریق پر تعلیم و تربیت اور درس و خطابت (یا مروجہ قسم کی نماز پنجگانہ میں دن رات اور خون پسینہ ایک کر رکھنے) کے باوجود اسے (ذہنی، اخلاقی، تمدنی، سیاسی وغیرہا حیثیت سے) خیر القرون کی سطح تک اور ہر لحاظ سے اوج کمال تک پہنچ سکنے کی وجہ سے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شقی الازلی اور ناقابل اصلاح و تذکیر یا خود ہی کو اس منصب اصلاح و تذکیر کا ناشایان شان اور ہمت و بصیرت سے عاری و خالی ثابت کرلے جب تک کہ اس کی اصلاح و تذکیر کی غرض سے مقامی جمعیت المصلحین (مشتمل

خیال نہ رکھنے ہی کے باعث اس زمانہ میں شاذونادر ہی کوئی بڑے سے بڑا فقیہ و مجتہد حتّٰی کہ علمبردارِ اصلاح و ترقی خلائق گھر، خاندان، طبقہ یا قطعہ ارض گاؤں یا شہر، عربی یا عجمی، قریشی یا ہاشمی، شاہ و گدا، مزدور و سرمایہ دار اور محکوم و حاکم یا معلم و متعلم ایسا باقی ہوگا جو افکار و عقاید، عبادات و معاملات شکل و لباس، نماز، روزہ، حقوق و فرائض، حج و زکوٰۃ، حجاب و وراثت، مرگ و شادی، بول چال، مہر و جہیز، غسل و حجامت، خورد و نوش، سیر و سفر، تول ماپ یا ولیمہ و عقیقہ، نظرانہ و قربانی، تجہیز و تکفین، سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، حتیٰ کہ تسمیہ اولاد و بنات وغیرہ کے اعتبار سے قرونِ مبارکہ، کتاب و سنت اور ابو البشر سے خیر البشر تک کی معشر الداعین الی اللہ کے لائے ہوئے نصب العین (معروضہ حقیقت ۱۷) اور الہامی و اسلامی سطحِ انسانیت سے منزلوں نیچے یعنی ثریٰ سے ثریا کی اتھاہ گہرائیوں تک گر گر کر روز بروز و پشت بہ پشت بد سے بدتر اور اس سے دور سے دور تر نہ ہوتا چلا جا رہا ہو بلکہ غیر المسلمین اور عہدِ الجاہلیۃ ہی کی مانند ملکی و عصری رسوم و رواجات اور نفس و شیطان کے بے پناہ و جاں گداز حملوں یا زخموں سے نیم بسمل اور چھلنی کی طرح داغ داغ نہ ہو چکا ہو اور اس نے غلط و مضر اور حرام و باطل کو فکراً و عملاً صحیح و برحق بلکہ فرض و واجب کی اور صحیح و برحق یا فرض و واجب کو کلیتہً حرام و باطل یا کفر و معصیت کی حیثیت نہ دے رکھی ہو اور اس لئے ہر کہیں فسق و معصیت اور جمود و بے راہ روی کا موافق و مرتکب نہیں بلکہ الٹا اس کا مخالف دماغ ہی خشک و مجنون اور قابلِ قید و قتل سمجھا جاتا ہے۔

جیسے رجعت قہقری کراتے ہوئے پھر سے قرونِ اولیٰ کے مقام تک پہنچانا ہر ملک و عہد میں (امام نماز، موذن و معلم، مفتی و قاضی وغیرہم پر مشتمل) مقامی جمعیۃ المصلحین کے ہر لحاظ سے اپنی (خیر القرون کے داعی الی اللہ) بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے۔ خود میں انہی کی سی جمیع ذہنی، اخلاقی یا عملی قوتیں اور قابلیتیں جمع کرنے یعنی تیسری اور پندرہویں حقیقت نیز "اراکین جمعیت المصلحین کے باہمی روابط" اور "اراکین جمعیت المصلحین کی ذاتی حیثیت" میں معروضہ ہدایات پر من و عن اور زیادہ سے زیادہ کاربند ہونے اور انہی کے مستعملہ ہتھیار (نویں معروضہ حقیقت ملا) ہاتھ میں لینے اور گاؤں گاؤں میں مذکورہ قسم کے اجتماعی نماز پنجگانہ، درس مافی الاسلام روزانہ، دار المطالعہ (زنانہ و مردانہ) دو درس گاہوں، بیت المال، دار الافتاء وغیرہ شعبوں کا انتظام و استحکام کرنے اور تمام تر دوازدہ تدابیر معروضہ رسالہ ہذا من اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا کو ابد الآباد تک کے لئے بروئے کار لانے ہی سے ممکن ہے

ب کوئی شخص بظاہر جتنا زیادہ عالم و عاقل ہوگا اتنا ہی کسی کے افکار و اعمال یا تحریر و تقریر کو بجائے اتباع و استفادہ کے تغلیط و نکتہ چینی کی غرض سے دیکھے گا۔

تو ہرگز ہرگز محفوظ نہیں رہیگا اور کسی کام کو ہمیشہ دیکھتے سنتے رہنے کے بعد اگلا قدم اسے کرنا ہی ہوتا ہے۔

(۵۴ ا) اتنا مذاہب باطلہ اور غیروں یا غیبیوں کا نہیں جیسا کہ (پشتوں سے) مدعی اسلام اور امیدوار اقتدار و سعادت دارین (اپنی ذات) اپنے اہل و عیال، اپنے اعزہ و اقارب، اپنے گاؤں (یا زیادہ سے زیادہ مضافات) کا فسق و معصیت یا جمود و بے حسی اور حقوق و فرائض میں کوتاہی یا مسجد و مدرسہ اور درس و خصوصاً اذان و نماز کی ناحق ادائی بے حجابی، علماء و طلباء سے بے اعتقادی، بد زبانی، خلق آزاری، خود سری و بے راہ روی، فخر و حسد یا باہم آویزی، وحشت و جہالت، خود غرضی و تنہا خوری وغیرہا اپنے لئے تشویش انگیز، موجب ندامت، باعث ذکر و شکایت، افسوسناک و پرخطر اور زیادہ سے زیادہ قابل انسداد سمجھتا ہو۔

(۵۴ ب) مدت العمر اور نہیں تو صرف اسی عزم و احساس کے پیش کہ جب اہل فسق و باطل اپنے اعتقادی و عملی مسلک سے ایک انچ بھر ادھر ادھر سرکتے نظر نہیں آتے تو یہ نیکی و سچائی کا علمبردار اور جنت دارین کا داعی و امیدوار ہو کر کس لئے بد دلی و دوں ہمتی کا شکار ہو اور ادائے فرائض منصبی میں روز بروز زیادہ سے زیادہ سرگرمی و جانفشانی دکھاتا جائے۔

۵۵ اس قدر بخوبی جانتا ہو کہ اس عہد کے اندر چونکہ ایک جگہ، پارٹی اور ملک یا حکومت، معاش یا بیوی، کسان و مزدور یا ملازم، حجام و دھوبی یا درزی یا موچی اور اہلکار یا امام و معلم کو بدلنے اور چھوڑنے سے علی العموم دوسرے اس سے بھی بدتر سے سابقہ پڑتا ہے اس لئے خدا کی خوشنودی اور بندوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ جہاں تک بن پڑے اچھی یا بری موجودہ جگہ، حکومت یا شخص متعلق وغیرہ پر ہی صبر و قناعت کریں اور اسی کو کتاب و سنت کے معیار پر لانے کے لئے مسلسل قربانیاں دیتے رہیں

ہر امام نماز، نائب امام، مدرس، خطیب، مفتی اور قاضی موذن وغیرہم) کو "اراکین جمعیت المصلحین کے باہمی روابط" "اراکین جمعیت المصلحین کی ذاتی حیثیت" تیسری اور پندرہویں حقیقت میں مصرحہ ہدایات پر کاربند اور ہر نہ پیرو (مصرحہ حقیقت ۱۰) سے مسلح کرکے اس کے ماتحت ہمیشہ کے لئے اجتماعی نماز پنجگانہ (مصرحہ تدبیر ۱) درس مافی الاسلام روزانہ (مصرحہ تدبیر ۲) دو درسگاہوں (مصرحہ تدبیر ۱۲) دار المطالعہ (مصرحہ تدبیر ۳) وغیرہا جملہ دوازدہ تدابیر (مصرحہ رسالہ ہذا) کو بھی بر روئے کار نہ لا دیکھے۔

۵۳ جو اس عزم و احساس ہی کے ماتحت میدان اصلاح و تذکیر خلائق کے اندر قدم رکھے اور فہرست جمعیت المصلحین میں اپنا نام لکھوائے کہ:—

(۱) جب گھر یا باہر فلاکت و خوشحالی اور جوانی یا پیری وغیرہ وغیرہ میں انسان کی زندگی اور آرام و خوشی کا مدار اپنے جنس ہی ہیں تو کسی ملک و قوم کا زر و مال، آب و ہوا، نباتات و معدنیات، فلسفہ و سائنس، انگریزی یا انجینئری اور آزادی یا خود مختاری۔ سکولوں اور کالجوں، لائبریریوں اور کانفرنسوں حتیٰ کہ دستور و نظام حکومت جراحی یا مصوری، شہسواری و تیر اندازی، رونق و آبادی اور سرسبزی و شادابی یا تیغ افگنی اور جہاز رانی و ہوا بازی، ڈاک و تار یا ریڈیو اور حرب و ضرب یا فصلوں اور باغوں، کھیلوں، تفریحوں، تماشوں، ریلوں سڑکوں، نہروں یا صنعت و حرفت کے لحاظ سے زینک جتنا ہو ما بھی پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر اس میں حسب دلخواہ طور پر اور وفادار و فرض شناس نوکر و فرزند، مخلص نیکدل خسر و داماد، امانتدار مزدور و کمین، یا خوش مزاج دکاندار و پیشہ ور اور مشفق و مہربان حکام و اہلکار جیسے نہ ہوں

بدیں جہت ہر بڑے سے بڑے اور بہتر سے بہتر کسب ہنر، ایجاد و اختراع، ادب و آرٹ کی بجائے انسان سازی یعنی (کتاب و سنت اور اس پروگرام کے مطابق) اصلاح و تذکیر خلائق ہی دنیا کا سب سے زیادہ متبرک و ضروری کام یا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت و خیر اندیشی ہو سکتی ہے۔

(ب ۵۳) اقامت دین کی جد و جہد سے خیر و معروف کی طرف پیش قدمی اور منکر و باطل کی مدافعت ہمیشہ دونوں مقاصد یکساں طور سے پیش نظر ہوا کرتے ہیں اس لئے اس (اقامت دین) کے لئے دی ہوئی قربانیاں رائگاں کبھی نہیں جاتیں کیونکہ اگر (بفرض محال) اس سے نیکی اور سچائی کا دائرہ دوسروں اور بیگانوں تک یعنی زیادہ وسیع و متعدی نہ بھی ہو تو نیکیوں اور نیکی کی موجودہ تعداد و مقدار تو برقرار رہتی ہے اور کم از کم دنیا کا نیکی پسند و باطل دشمن عنصر (یا بعد جہ اخیر) مصلح و داعی شخص یا گروہ اور اس کے احباب و اہل و عیال تو نیکی اور اچھائی کی موجودہ سطح سے نیچے گرنے اور فسق و الحاد کی جانب زیادہ جھکنے نہیں پاتا ورنہ بصورت دیگر سکوت عن الحق کی شکل میں کوئی عالم سے عالم اور زاہد سے زاہد بھی حرام اور منکر کھانے پہننے یا کم از کم دیکھنے سننے سے

پڑھنے اور بچوں کو پڑھانے، اسی جمعیۃ المصلحین) کی انفرادی تعلیم و تفہیم اسی سے پوچھنے، سیکھنے، سننے اسی کے ساتھ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ نشست و برخاست رکھنے، حتیٰ کہ خس و خاشاک مسجد و مدرسہ بن جانے، کسی سے تنازع میں اسی کو حکم ٹھہرانے، اپنی ہر قسم کی (نکاح و معاش، تعلیم و تربیت بیماری و تنگدستی، تجہیز و تکفین، مکان و سامان وغیرہا) ضروریات و مشکلات زندگی اس کے ہاں پیش کرنے اور اسی سے حل کروانے، عشر و زکوٰۃ یا تحفہ و ہدیہ و ہبہ کی صورت میں کوڑی سے کروڑوں تک اسی کے قدموں میں لا ڈالنے، تلاوت و مطالعہ کی پیاس اسی کے دارالمطالعہ سے بجھانے، بغرض استفادہ اسی کے دارالافتاء سے رجوع ہونے پر ہی اس کی راحت و عزت دارین اور ہر قسم کی علمی، ذہنی اخلاقی یا اقتصادی اور سیاسی اصلاح و ترقی موقوف و منحصر ہے۔

۳/۳۔ اپنی ہر طرح کی ذاتی، خانگی، قومی، مقامی، صوبائی یا بین الاقوامی، مادی یا روحانی، اقتصادی یا سیاسی وغیرہ مصائب و مشکلات زندگی، پریشانی و بدحواسی، قحط و سیلاب، وباء و زلزلہ، قید و بند خوف و جنگ، گرانی و نایابیٔ ضروریات اور کسی شخصی یا قومی مقصد کے حصول میں دقت و ناکامی، حکام وروسا کا جبر و تشدد اور چوری و رہزنی، اپنوں یا بیگانوں کی بے راہروی و بداطواری اور گستاخی و بغاوت سب سے زیادہ اپنی ہی حقوق و فرائض میں (گذشتہ یا موجودہ) غفلت و کوتاہی، احکام و ہدایات الٰہیہ سے بغاوت و بے اعتنائی، کتاب و سنت سے بے نیازی، اور مساجد و مدارس سے بے تعلقی یا علماء و ائمہ کی ناحق ادائی، اپنی محبت و عقیدت اور تعظیم و تواضع یا وقت و مال وغیرہ کو بجائے فرضی و واجبی، دینی یا قومی امور یعنی مسجد و مدرسہ اور علماء و طلبہ نیز مساکین و یتامیٰ کے ظالم و خونخوار رئیسوں یا افسروں اور کھیلوں تماشوں نیز شادیوں، برسیوں اور میلادوں یا میلوں وغیرہ پر صرف کرنے، اپنوں یا بیگانوں سے بدسلوکی، باہمی حسد و رقابت، زیردست آزاری، اصلاح و تذکیر خلائق اور امر و نہی کے باب میں بے حسی، خالی الذہنی نیز اپنے امن و ہدایت کے لئے خدا کے ہاں سے بالکل ہی یا پوری پوری دلسوزی و مداومت کے ساتھ اور بہ آداب ہا دعا و درخواست نہ گذارنے یا اپنی لاپرواہی و بے مہری سے اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کی بھی توہین کرنے اور ان کا دل مجروح دکھانے ہی کا نتیجہ سمجھے اور یاد رکھے کہ اسکی ذاتی، خانگی، ملکی قومی، ذہنی یا باطنی، اقتصادی یا سیاسی غرض ہر طرح کی ترقی و خوشحالی یا امن و اطمینان کی کنجی کسی دیگر قائد اور مذہبی یا سیاسی تحریک و جمعیت اور اس کے استاد و مرشد یا ڈیلر و مصنف اور حکومت وقت کی بجائے خود اسی کے اپنے ہاتھ میں ہے یعنی اگر وہ بذات خود اپنے دست

عامۃ المخاطبین دعوت کے لئے چند عام اور متفرق ہدایات

جنہیں کسی جمعیت المصلین (کے امام نماز، نائب امام نماز، خطیب، معلم وغیرہم جمیع عہدہ داروں اور میمبروں پر اپنے حلقۂ خطاب یعنی مقامی مقتدیوں، شاگردوں، ہمنشینوں، قریبیوں اور حاضرین درس وجمعہ وغیرہم کو ہمیشہ سمجھاتے رہنا بلکہ اگر ممکن ہو تو بحر وبر کے چپہ چپہ، ہر درخت کے پتہ پتہ اور ہر پیر وبرنا کے رگ وریشہ پر سورج کی مانند درخشاں وتاباں حروف میں کندہ کر دینا لازمی ہے۔

(۹) ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ :—

(۱) کتنا ہی بڑے سے بڑا عالم وعاقل، فقیہ وفاضل، محدث ومجتہد، جادو بیان وسحر نگار، پاکباز وباخدا اور عابد وعارف ہونے کے باوجود خود کو دنیا جہان میں ہر کسی سے نہیں تو کم از کم اپنے مقامی ہادی ومصلح اور امام نماز یا خطیب ومدرس وغیرہم اراکین وعہدہ داران جمعیۃ المصلین کے مقابلہ میں مزید علم وفہم، ذکر واحساس، عبادات ومعاملات، حقوق وفرائض، انفاق وایثار ظاہر وباطن غرض ہر لحاظ سے بالکل ناچیز، ایک ذرۂ بے مقدار، نکما اور پسماندہ، انتہا درجہ سیاہ کار ومعصیت شعار، اپنوں یا بیگانوں بڑوں یا چھوٹوں، مزارعوں یا ماتحتوں، علماء وطلباء کے حق میں بد سے بدتر، منان واحسان فراموش، حاسد وبد اندیش، گستاخ وبے ادب، زود رنج وبد مزاج، کذاب ومفتری، بخیل وممسک، خود سر ومطلق العنان، چیرہ دست وخلق آزار سب سے زیادہ مستحق طعن وعتاب خلائق وخلاق، بچپن سے موت تک (اور تو اور معمولی غسل ووضو اور مسواک واستنجا یا خورد ونوش اور نشست وبرخاست وغیرہ تک کے آداب وقواعد بلکہ بات بات میں) بالکل ایک شاگرد اور بچہ ہی کی مانند ہمیشہ زیادہ سے زیادہ (اور ہر کسی سے بڑھ کر) محتاج تعلیم وتفہیم اور مستوجب تنبیہ وتہدید سمجھے۔

(۲) یہ یقین کامل رکھے کہ امام نماز پنجگانہ (اور مقامی جمعیۃ المصلین) کی سمع وطاعت اور اس کے تمام شعبوں کے ساتھ پورے پورے ظاہری وباطنی اشتراک وتعاون یعنی (بحیثیت مقتدی نماز) اسے (مصرحہ تدبیر اول) عہد دیتے مدت العمر اس پر کاربند رہنے تدبیر اول میں مصرحہ قسم کی اجتماعی نماز پنجگانہ ادا کرنے، مقامی درس روزانہ میں باقاعدہ وبلاناغہ حاضر ہونے، مقامی درس گاہ میں خو

وغیرہ یا اذان میں زیر وسویر، کسی عہدہ دار کے عزل و تقرر، کسی قومی سامان کے بننے یا بگاڑنے یا خریدنے بیچنے کو بزعم خود سرتاسر غلط سے غلط اور بے محل سے بے محل پانے کے باوجود کبھی (بجز خود اس کے اور وہ بھی خلوت میں) کسی دیگر مقامی یا غیر مقامی خاص و عام کے ہاں بغرض تحقیق و تصدیق لے جانا کسی بھی خیال سے اسے کسی جلوت و خلوت میں ذکر کرنا بلکہ اپنے دل ہی کے اندر یہ خیال تک لانا کہ اس کا (معلم امام و خطیب وغیرہ معیاری شخصیت نہیں یا کہ دقیق النظری، جادو بیانی اور تحریر و تقریر یا الحان و ترنم اور پاکبازی و باخدائی، فکر و احساس، خلوص و للہیت یا محنت و جانفشانی وغیرہا کے لحاظ سے فلاں مرحوم یا موجود (مقامی یا غیر مقامی) بزرگ کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے یا یہ کہ "اس کا کہنا یا کرنا شائستہ تائید و قابل اطاعت یا موزون و مناسب نہیں ہے حرام جانے۔

(۶) اجتماعی نماز پنجگانہ، درس و جمعہ، روزہ و حج بیت اللہ یا تلاوت و مطالعہ کو مقصود بالذات نہیں بلکہ نصب العین، افکار و عقاید، مقاصد و عزائم، حقوق اللہ، حقوق العباد، حقوق النفس اور حقوق الحیوانات وغیرہ کے لحاظ سے بہتر سے بہتر بننے یا (بالفاظ واضح و مختصر) تکمیل انسانیت کے محض وسائل و ذرایع ہی قرار دیتا ہوا نہیں بالکل بے معنی اور ایک جنون یا بازیچہ اطفال ہی سمجھے اگر اسے ان میں شمولیت یا ان کے احترام و التزام اور ان کے لئے کمربستہ و دلدادہ ہونے سے یا ان کے لئے گھر سے باہر قدم نکالتے وقت ان کے ذریعے اپنے پڑھے سنے یا سیکھے ہوئے کے مطابق اپنے افکار و عقائد، اذکار و عبادات، گھر والوں، زن و فرزند، پڑوسیوں، بڑوں یا چھوٹوں، باہر والوں اور بیگانوں، افسروں یا ماتحتوں، مالکوں یا مزارعوں، دکانداروں اور گاہکوں سے ہر قسم کے تعلقات نیز اپنی شکل و لباس، غسل و حجامت، کسب معاش، بول چال، نشست و برخاست، نکاح و انکاح دست و زبان وغیرہا کی (شخصی یا قومی) تمام تر خامیوں اور کوتاہیوں کو بدل و جان فی الفور اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دینا اور علمی، اخلاقی، فکری، تمدنی، معاشرتی غرض ہر لحاظ سے بلند سے بلند مقام پر پہنچنا بلکہ روز بروز آگے سے آگے بڑھتے اور زیادہ سے زیادہ حساس و بیدار اور مستعد و سرگرم کار ہوتے جانا مقصود نہ ہو۔

(۷) اس حقیقت سے پوری طرح اور زیادہ سے زیادہ باخبر ہو کہ:—

کسی شخص کے (کھانے، پہننے، مکان و سامان، مرگ و شادی وغیرہا میں) اسراف وقت و مال، اس کی گالی گلوچ، طعن و ملامت، گستاخی و بدمزاجی، جبن و خیانت، شکایت و شکوی، انکار و استکبار، اپنے علم و عقل، شکل و نسب، اخلاق و عادات، زور و قوت، مال و اولاد، تحریر و تقریر، سرفروشی،

دزبان یا جسم ومال اور دل ودماغ سے اپنے خلاق وکبرا ابنائے جنس اور ہر اپنے یا بیگانے اور بڑے یا چھوٹے سے موافق کتاب وسنت عمدہ سے عمدہ سلوک روا رکھے اور ان کے حقوق و مطالبات سے بوجوہ اعلیٰ عہدہ برآ ہو کر انہیں اپنا مداح وشکر گذار بنالے اور ہر جلوت وخلوت میں پوری دل سوزی وجانفشانی سے اپنے ذاتی، خانگی، مقامی اور قومی امن وہدایت کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ متفکر اور خدا کے ہاں سے ہمیشہ، روزانہ، بلاناغہ داعی ومتمنی رہے نیز اپنے وقت ومال اور جسم وجان سے مقامی مسجد ومدرسہ یا علماء وطلباء اور مساکین ویتامی کا کما حقہ حصہ نکالنا چاہئے اور جماعت وجمعہ کی پوری پابندی اور مقامی امام نماز کی ہدایات واحکام کو بدل وجان سمعنا واطعنا کہے نیز مسجد ومدرسہ میں زیادہ سے زیادہ آمد ورفت اور مقامی جمعیت المصلین سے ہمیشہ میل جول رکھے تو عند اللہ وعند عالم بھی اسے اپنے یا اس کے ہمجنسوں، یگانوں یا بیگانوں، حکومت وقت یا امراء ورؤساء دہ اور ملازموں یا اہلکاروں وغیرہ کے ہاتھوں کبھی توہین وگستاخی تحقیر وتشدد حسد وبداندیشی، زجر وتضحیک، شکایت وشکوی، قید وبند، غبن وخیانت چوری رہزنی غلامی وکاسہ لیسی، سیلاب، قحط وجنگ، اور تباہی وبربادی کا شکار نہ ہونے دے تو خود (ذات باری) بھی اس سے اچھا برتاؤ کرے اور اپنے تمام بڑے یا چھوٹے، اپنے یا بیگانے بندوں سے بھی اسے ہمیشہ راحت ومسرت پہنچاتا اور ادب وتعظیم اور احسان وشفقت ہی کرواتا رہے۔

(۴) اپنے ہر ہادی وناصح علی الخصوص (مقامی جمعیۃ المصلین کے بظاہر ادنیٰ سے ادنیٰ، کم علم سے کم علم اور بیعمل سے بیعمل) امام نماز اور خطیب ومدرس (حتیٰ کہ موذن وخادم تک کے سے معمولی رکن وعہدہ دار کو والدین سے بڑھ کر اپنا محسن وخیر اندیش (علم وفضل، فکر واحساس، تحریر وتقریر، محنت وجانفشانی دینداری وباخدائی وغیرہ کے لحاظ سے) ایک یگانہ روزگار شخصیت اپنے لئے دنیا جہان کا سب سے بڑا منبع فیوض وبرکات اور سرچشمہ حیات جاوید سمجھ کر اپنے افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، شکل ولباس، گفتار وکردار، گھر یا باہر سے متعلق اس کے بظاہر غلط سے غلط، ناممکن العمل سے ناممکن العمل، لوگوں کی نظروں میں بالکل غیر اہم وبے محل اور سخت سے سخت لہجہ میں دے ہوئے حکم وہدایت یا کڑی سے کڑی تنبیہ وتنقید (کے حرف حرف) کو وحی آسمانی کی مانند واجب السمع والاطاعۃ قرار دیتا ہوا ہر جلوت وخلوت میں انتہائی عجز وادب اور خوشدلی وخندہ روئی کے ساتھ سننے اور ماننے کو تیار رہے۔

(۵) مقامی درس وجمعہ میں پڑھے سنے یا امیر وامام (یا مجلس شوریٰ) کے دے ہوئے کسی فیصلہ یا مفتی کے جاری کردہ کسی فتویٰ یا کسی عہدہ دار جمعیۃ کے طرز بیان یا طریق نماز، اذان اور جمعہ یا درس

اور کچھ خریدنے، بیچنے یا کسی کو عشر و زکوٰۃ (وغیرہ) دینے وغیرہا امور سے متعلق نیز اجماعی نماز پنجگانہ میں ہمیشہ امام کے پیچھے کھڑے ہونے والے اولو الاحلام والنہی (یعنی نائب امام، خطیب و مدرس، مفتی و قاضی، موذن وغیرہم بزرگوں پر مشتمل جمعیت المصلین ہی کو کچھ کہنے یا پوچھنے کا مجاز و مستحق سمجھے کیونکہ ۱؎ عامۃ الناس کی جرح و تنقید یا استفسار و اعتراض یا رائے زنی علی العموم ذاتی اغراض اور عصبیت یا طبقاتی مفاد پر مبنی ہوا کرتی ہے ۲؎ مسجد و مدرسہ اور اجماعی نماز پنجگانہ کے (اوروں کی نسبت) زیادہ اہتمام و التزام کرنے یا اپنے امام نماز کے ذاتی نمونہ اور اس کے روحانی و قلبی تجلیات سے زیادہ مستنیر و متمتع رہنے کی وجہ سے نیز ذہنی، قومی، تحریری و تقریری، مصلحانہ و معلمانہ قابلیتوں یا قربانیوں اور خدمات کی بنا پر انہی کی بات صحیح و موزوں ہو سکتی اور بالاتفاق مانی جا سکتی ہے۔

(۱۰) اپنے اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، گھر یا باہر، مرگ و شادی، خرید و فروخت، حقوق و فرائض وغیرہ کی خامیوں اور کوتاہیوں بلکہ بات بات اور قدم قدم پر اوروں کی نسبت کسی ہادی و مصلح کی طرف سے جس قدر زیادہ سختی کے ساتھ روزانہ اور بار بار نیز بر خلوت و جلوت میں ڈانٹا کوسا اور جرح و تنقید یا تفہیم و تفہیم کیا جائے اتنا ہی اس کی نظروں میں خود کو زیادہ سے زیادہ محبوب و مکرم اور سعادت مند و جلیل القدر شخصیت خیال کرے (نہ یہ کہ اسے اپنے ساتھ عداوت یا اپنی اہانت پر محمول کرے یا چراغ پا ہو کر کہے کہ دنیا جہان میں اکیلا وہی سب سے زیادہ بدکردار و معصیت شعار اور غلط کار یا مستوجب تعلیم و تنبیہ ہے کہ اوروں کے تو قتل و شرک پر بھی کوئی لب تک نہیں ہلاتا اور وہ آہ بھی کرتا ہے تو شکایت و شکوی اور وعظ و ارشاد کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے وغیرہ)۔

(۱۱) یہ حقیقت پوری طرح ذہن نشین کر چکنے کے بعد

کہ اس شخص سے بڑھ کر غبی و بدبخت دنیا جہان کے اندر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا جو اپنے فانیہ و عاجلہ اور مادیہ و حیوانیہ ضروریات زندگی یعنی کھانے پہننے، معاش و نکاح، آرام و آسائش، زیب و زینت، مکان و سامان، زیوروں، کپڑوں، غیر شرعی اور مخرب اذہان و اخلاق تقاریب و مجالس اور ان کے محرک و داعی یا معاون و ہادی کی ذات و صفات یا اس کی دعوت کی ضرورت و اہمیت معلوم کئے اور یہ دیکھے اور سوچے بغیر ہی کہ پہلے اور کسی دیگر نے بھی ایسا کیا ہے یا نہیں اسے سر آنکھوں پر بٹھائے اور اس کے اشارہ چشم و ابرو پر جان تک کو کھیلنے میں بھی تامل نہ کرے لیکن اپنی ذہنی روحانی، اخلاقی اور ابدی عزت و سعادت کی راہ دکھانے والے یعنی عبادات و معاملات، حقوق

وجانفشانی وغیرہا پر) فخر و مباہات، تحاکم الی الطاغوت، لڑنے بھڑنے، رشوت و نذرانہ لینے دینے، چوراہے میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے، شطرنج و تاش کھیلنے، حقہ یا سگرٹ پینے، دنگلوں، کبڈیوں، تماشوں میلوں اور عرسوں میں شامل ہونے، ڈاڑھی منڈوانے کٹوانے، مونچھیں بڑھانے، چادر یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے چھوڑنے، مرد ہو کر سونے کی انگوٹھی وغیرہ کوئی بھی زیور پہننے، غرض خلاف کتاب و سنت کوئی بھی کام کرتے یا کسی بھی فسق و معصیت کو اپنانے، نماز روزہ یا مسجد و مدرسہ اور درس و جمعہ، اذان یا عشر و زکوٰۃ وغیرہ کی ناحق ادائی و بے اعتنائی یا اس کے چھوڑا پن اور حرص و حسد و بزدلی یا بخل سے چونکہ (سے سن دیکھکر) اوروں بڑوں یا چھوٹوں اس کے اپنوں یا بیگانوں کا بھی اسی طرح کرنا یعنی دیا ہی بن کر تباہ و برباد ہونا یقینی ہوتا ہے نیز اس طریق سے وہ دوسرے بیگانوں اور نیکوں کے حق میں بھی دنیا کی نفرت و بدگمانی کا باعث بنتا اور ان کے مفاد اور کامیابی کی راہ میں کانٹے بوتا ہے اسلئے وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ مذکورہ کوتاہیوں اور بد اعتدالیوں کے ذریعے کسی اور کا نہیں بلکہ اپنا ہی کچھ بگاڑ رہا ہے کبھی حق بجانب نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ ان کی بنا پر وہ عنداللہ اپنے علاوہ اوروں کی ضلالت و بربادی کا بھی پورا پورا جواب دہ ہوگا۔

(٨) خود کتنا ہی معزز، ذی عقل اور صاحب علم و عرفان ہو کر بھی امام اور نائب امام نماز یا خطیب و معلم وغیرہم عہدہ داران جمعیۃ المصلحین یا کسی دیگر عالم یا حساس و باخدا بزرگ کے سامنے نماز و قرآن یا کچھ اور پڑھنے، وضو و غسل، مسواک و حجامت، بول و براز، تحریر و تقریر یا کوئی بات چیت، لین دین، خرید و فروخت کرنے، کھانے پینے، بیٹھنے اٹھنے، سونے جاگنے وغیرہا کے بعد ہمیشہ اسی وقت خود اس سے کہہ پوچھ کر مذکورہ امور سے متعلقہ اپنی خلاف ورزی کتاب و سنت اور ان میں واقع شدہ غلطی و کوتاہی کی تنبیہ و اصلاح ضرور کروالیا کرے۔

(٩) نماز و جمعہ کے اندر قرأت و تلاوت یا بیٹھنے اٹھنے میں امام نماز کی واقع شدہ فروگذاشت، امام یا مجلس شوریٰ کے کسی شخصی یا قومی فیصلہ، امام نماز یا کسی دیگر عہدہ دار جمعیت کے طرز عمل یا ادائے فرائض میں یا علمی و اخلاقی وغیرہا لحاظ سے اس کی کسی کوتاہی و زیادتی، نماز و جمعہ یا درس و مطالعہ کے طول و قصر یا ان کے اوقات ابتداء و اختتام میں تقدیم و تاخیر، امام و خطیب کے طرز خطاب و قرأت یا مدرس کے طریق تعلیم و تربیت یا امام نماز بحیثیت امیر وہ کے کسی حکم و ہدایت یا امر و نہی کو بے محل وغیرہا ہم وغیرہا کہنے یا اس کے بجائے کسی اور کو زیادہ صحیح اور مفید و مقدم بنانے، کسی عہدہ دار کے عزل و تقرر، قومی امور کے لئے مطلوبہ امداد کی شرح و مقدار کے تعین یا کسی عمارت وغیرہ کی تعمیر و تخریب

یا بیگانوں سے بدسلوکی وناانصافی اور فسق ومعصیت کی اپنے امام نماز یا کسی دیگر بزرگ وخود یا عہدہ دار جمعیۃ المصلین اور استاد ووالدین کو (بغرض اصلاح وتذکیر یا یہ جان کر کہ انہی کا کہنا اس کے لئے موثر وکارگر ہوگا) اپنے سامنے یا پیٹھ پیچھے اطلاع وشکایت کرنے والے بھائی سے بجائے ناراض ہونے اور اس سے جواب طلبی کرنے کے دنیا جہان میں اسے اپنا سب سے بڑھ کر بلکہ استاد ووالدین جتنا ہی مشفق وغمخوار یقین کرے اور اس بناپر ہر جلوت وخلوت میں اور ہمیشہ اس کا زیادہ سے زیادہ مداح وممنون اور خادم وجان نثار پایا جائے۔

(۱۴) عامۃ العلماء والزعماء کے مقابلہ میں ایک سچے داعی الی اللہ کی فدا یا بندوں کے ہاں سب سے بڑی اور حقیقی وجہ قرابت وقبولیت اس کی حقانیت اور مستجاب اللّٰہیۃ نیز خیر اندیشی وغمخواری خلائق کا روشن ترین ثبوت، اس کی دعوت پر لبیک کہے جانے اور بآسانی وجلدی شاہد مراد سے ہمکنار ہونے کا اصلی ہتھیار اور سب سے بڑا فضل وکمال اس کا (اپنے زن وفرزند، اعزہ واقارب، خاندان اور گاؤں کو مبتلائے فسق ومعصیت اور حقوق وفرائض میں غافل وپسماندہ یا بے جا وقت ومال لٹاتا، علم وعقل سے بے بہرہ اور احساس وشعور ترقی سے خالی الذہن دیکھ کر) حد ضبط وبرداشت سے بڑھا اور خبط وجنون تک پہنچا ہوا ایک خونخوار وپرہول اژدہا بن کر اس کا خون چوسنے والا داعی تاثر وانفعال "ضیق الصدر" "نقض ظہر" یا "بخع النفس" ووارفتگی یعنی سوز وگداز اور فکر وبے چینی ہی سمجھے اور اس ضمن تلبیب اور گرانمایہ میں کسی (مقامی) مصلح وہادی کو مالا مال وبے مثال ثابت کرنے کے بعد اسکی دعوت کو اپنانے اور اس کے حکم وہدایات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے لئے علم وفضل یا جاہ ونسب، تحریر وتقریر، قرأت وتلاوت، الحان وترنم وغیرہا کے لحاظ سے اس کے کتنے ہی پست وقلیل البضاعت ہونے کے باوجود لمحہ بھر کا تامل وتردد روا نہ رکھے۔

(۱۵) مقامی امام نماز پنجگانہ (یا اجلاس شوریٰ) کے حکم واجازت کے مطابق اور اپنے مقامی وہنگامی ملکی وعصری، شخصی یا قومی، تمدنی یا معاشرتی، اقتصادی یا سیاسی ضروریات ومشکلات زندگی کے پیش نظر اپنے عبادات ومعاملات، شکل ولباس، خورد ونوش، مرگ وشادی، حجاب، وصیت، مسواک واستنجا یا متشابہات وتنازعات فیہا امور ومسائل یا اصلاح وتذکیر خلائق وغیرہا سے جس چیز یا کام اور طریق کی حرمت وکراہت کتاب وسنت میں محقق ومصرح (یا عرف عام میں اسکا بطلان ومضرت) مجمع علیہا اور بدیہی نہیں اسے اختیار کرنا اور جو مفروض ومسنون نہیں اور زیادہ سے زیادہ مباح ومستحب ہی ہے اسے چھوڑ دینا بدعت والحاد نہیں بلکہ عین منشاء کتاب وسنت سمجھے۔

و فرائض، ایثار و انفاق، صبر و عفو، حج و زکوٰۃ اور حجاب و وراثت کے لئے متواتر و پیہم نیز بمنتۃ و اصرار اور سخت و بلا معاوضہ دعوت پر اپنے داعی و ہادی کے سامنے بچوں کی مانند اس قسم کے خرافات کا اظہار کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرے کہ "یہ کام اتنا اہم و ضروری نہیں" یا یہ کہ "ہادی و مصلح خود یا اس کا خاندان اپنی یا فلاں فلاں غلطیوں کا شکار اور گمراہ و معصیت شعار ہے" یا یہ کہ "فلاں موجود و مرحوم بزرگ نے ایسا نہیں کیا تو وہ کیونکر کر سکتا ہے" یا یہ کہ وہ خود ذی علم و با بصیرت ہونے کی وجہ سے کسی اور کی طرف سے اصلاح و تذکیر کا محتاج و ضرورت مند نہیں ہے۔

اپنے بظاہر خود غرض سے خود غرض، ریاکار سے ریاکار، کور باطن سے کور باطن اور بد اعمال سے بد اعمال یا کم علم سے کم علم ہادی و مصلح کی انفرادی یا اجتماعی تنبیہ و تذکیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر بجز صَدَقْتَ وَاَحْسَنْتَ اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کچھ بھی جواب نہ دے۔

(۱۲) اپنی اور اپنے خاندان یا گاؤں وغیرہ کی ذہنی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی اور اقتصادی یا سیاسی، غرض ہر قسم کی پستی و زبوں حالی، خدایا بندوں اور حکام و عوام کیطرف سے شخصی یا قومی جسمانی یا مالی مشکلات و مصائب، قحط و سیلاب، چوری و رہزنی، غبن و خیانت، حسد و بغض باہمی و بے انصافی وغیرہ کا

(۹) **پہلا سبب** اپنی شخصی یا قومی، جسمانی یا مالی وغیرہ ضروریات و مشکلات زندگی کا اسٹیج و پریس وغیرہا کے ذریعے نیز جلوت و خلوت کے اندر (ذات باری اور حاکم فیما شجر بینہم یعنی مقامی امام نماز کی بجائے) ہر غیر خدا بیگانہ و یگانہ، پبلک یا حکومت کے سامنے جا بجا ذکر و شکایت کرتے پھرنا **ب** مسجد و مدرسہ، اجتماعی نماز پنجگانہ، درس و جمعہ، اذان اور دار المطالعہ یا بیت المال وغیرہا اور ان کے انچارجوں کی ضرورت و اہمیت سے لاعلمی، ان سے دوری و علیحدگی، ان کی بے قدری و ناحق ادائی، ان کے اذکار و اعمال کی توہین و تحقیر حتی کہ ان کے سامنے اور قریب ہی نازیبا بات چیت، کھیل تماشا، شور و شغب، تاش و حقہ لگانے، بجانے، سوئے بیٹھے رہنے وغیرہ کا ارتکاب کرنا وغیرہ **ج** امام نماز یا جلاس شوریٰ کو حاکم فیما شجر بینہم تسلیم نہ کرنا اور اپنی ذہنی، علمی، جسمانی یا روحانی اور تمدنی یا معاشرتی و اقتصادی یا سیاسی وغیرہا ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی اور ذاتی، خانگی یا قومی اصلاح و ترقی کے بارہ میں ان کی طرف سے مایوسی و بد اعتمادی اور بجائے ان کے غیر مقامی پیروں اور لیڈروں یا حکام و روساء کیطرف رجوع ہونا یا رائج الوقت سیاسی تحریکوں کا سہارا ڈھونڈنا ہی سمجھے۔

(۱۳) حقوق و فرائض یا عبادات و معاملات اور شکل و لباس وغیرہا میں اپنی غلطی و کوتاہی، اپنوں

طور پر خود مفید و مضر ثابت کر کے یا اس کے لئے جمِ غفیر یا آباؤ اجداد اور ملک و قوم کو دلدادہ پا اس سے گھبرا کر نہیں جبکہ کہ صرف اپنے استاد و ہادی یا بزرگ و والد علی الخصوص مقامی امام نماز (یا کسی دیگر رکنِ جمعیۃ المصلین کے حکم و ہدایت پر فی الفور اور بلا تامل (اس کا نفع و نقصان سمجھے اور دیکھے بغیر) اسے ترک و اختیار کرنا عند اللہ قابلِ قدر و تحسین، باعث فخر و سعادت دارین یا اپنی دانائی و بلند نگاہی اور حق پرستی یا نیکدلی و عالی ہمتی قرار دے۔

(۱۹) کسی مقامی یا غیر مقامی، اپنے یا بیگانے، مرحوم یا موجود، با خدا و حق آگاہ، بزرگ و لیڈر، صاحبِ زبان و قلم، حکمران و کشور کشا، شاعر و فلاسفر، شہید و غازی کے فضل و کمال، جرأت و مردانگی، ذکر و عبادت، سوز و گداز، جادو نگاری و سحر بیانی یا سر فروشی و جانبازی کا تذکرہ و تبصرہ، اس سے عقیدت و دلدادگی یا اس کا پرتپاک و شاندار طریق پر استقبال و مشایعت اور تعظیم و تواضع یا اس کی ملاقات و مصاحبت کا شوق و سعی، اس کے قریبی و حلقہ بگوش ہونے پر فخر و ناز، اس کی ذات و صفات کی قصیدہ خوانی اس کی موت کے بعد اس کی برسی منانا یا اس کی یادگار قائم کرنا، اس کے سیر و سوانح لکھنا یا اس کی لکھی ہوئی تحریر و تصنیف پڑھنا سننا بالکل بے معنی اور اپنی بدبختی و نادانی کی انتہا سمجھے اگر اس کے اذکار و اعمال کو ذاتی اور عملی طور پر اپنا نہیں سکتا۔

(۲۰) "اکمالِ دین" و "اتمامِ نعمت" کے بعد سے ابد الآباد تک کے لئے دنیا کے اندر شکل و صورت مکان و سامان، لین دین، تعلیم و تعلم، نشر و اشاعت، بیع و شریٰ، مرگ و شادی، علاج و معالجہ، زراعت و ملازمت، خورد و نوش، زینت و آرائش، تفریح و تعیش، اجتماعات و تقریبات، حکمرانی و جہانبانی غرضیکہ کی نئی پیدا شدہ، بگڑی یا سلجھی ہوئی صورتوں اور ضروریاتِ زندگی میں داخل شدہ جدید طرق و وسائل اور نئے مصنوعات و ایجادات یا متشابہات: مثلاً ان مسائل میں کسی کو حسین و قبیح، مضر و مفید گناہ و ثواب، راجح و مرجوح، قابلِ اخذ و واجب الترک قرار دینے کا (اس سے متعلق) مقامی امیرِ وہ یعنی امام نماز پنجگانہ یا جلاس شوریٰ (مشتمل بر نائب امام، موذن، خطیب و مدرس وغیرہم) کے فیصلہ کے بعد ہی خود کو مجاز سمجھے۔

(۲۱) جب کسی شخص یا قومی معاملہ میں مقامی امیرِ وہ یا جمعیۃ المصلین کی دعوت اور اس کے مطالبہ کو (اپنے حق میں) عامۃ الناس کی امید و اعتماد کے موافق یا سرے سے ہی لبیک نہ کہہ سکے تو کھلے اجلاس میں اور عوام کے سامنے تو بالکل خاموش رہے لیکن اپنی معذوری خلوت میں اور تعمیل حکم سے قاصر رہنے کا سبب امیر یا اس کی جمعیت کے کسی رکن کے ہاں ظاہر کرنے میں کبھی فخر و عار یا تامل و تردد

(۱۶) اپنی علمی، ذہنی، اخلاقی اور عباداتی یا معاملاتی اصلاح و ترقی کے لئے یا کوئی تحریری و تصنیفی اور درسی یا خطابتی اقدام کرتے وقت پختہ سالی، کہولت، بڑھاپے یا کسی خاص و مناسب ترین موقعہ یا سازگار حالات کے منتظر یا معہود الذہن مدت تک تاخیر و التواء و غفلت و مداہنت سے کام لینے والے کو سخت دھوکہ اور شدید غلطی و گمراہی میں گرفتار سمجھے کیونکہ زندگی کا آسانفہمی اور کارآمد ترین حصہ برباد کر چکنے اور نفس پرستی و عافیت کوشی کو طبع ثانیہ بنا لینے کے بعد ہوش میں آکر بھی باقیماندہ حصہ عمر اور اپنی بچی کھچی مدت و قوت سے جبکہ تکمیل انسانیت کی راہ میں روز بروز بیش از بیش معذوریاں اور رکاوٹیں حائل ہوتی جاتی ہیں وہ تلافی مافات کر کے بمشکل تمام اور بہزار منت و اصرار انتہائی ریاضتوں اور جانسوزیوں کے بعد کہیں جا کر صرف ایک عام و ادنیٰ مومن و مسلم کا درجہ پا سکے یا زیادہ سے زیادہ آخری اور ذاتی نجات و فلاح ہی کا مستحق ہو سکے گا لیکن با اقبال و سعادت مند اسی کو جانے اور مستقبل قریب میں آفتاب عالمتاب بن کر چمکنے کی امید و یقین بھی اسی کے حق میں رکھے جو عنفوان شباب اور ۱۵/۱۶ ہی کے سن و سال سے شعور و احساس، غور و فکر، پاکبازی و للّٰہیت، عزم و استقامت، بے نفسی و بلند پروازی، حلم و وقار اور سرفروشی و جانفشانی کی انتہائی منزلوں تک پہنچنے کے لئے برق و باد کے گھوڑے پر سوار ہو اور طفولیت ہی سے اذکار و عزائم، عبادات و معاملات، تعظیم و اطاعت، صبر و خموشی، تعلیم و تعلم، محتاجوں اور کمزوروں کی حفاظت و دستگیری، شخصی یا قومی امور کے لئے وقت و مال کی قربانی، شیریں بیانی و خوش دلی یا کم خوری و شب خیزی، سبز روکھا پھیکا (جب اور جس قدر ملے) کھانے موٹا سوٹا پہننے اور جفاکشی و جانبازی وغیرہ میں بڑے سے بڑوں کے پیش پیش نظر آئے۔

(۱۷) کسی شخص، گھر، خاندان یا گاؤں اور ملک و قوم کا محض علم و عقل، زر و مال، مکان و سامان اولاد و بنات، زور و ہمت، جاہ و منصب اور قد و قامت وغیرہ میں اوروں یا اپنے بزرگوں سے بہتر و برتر ہونا خود اس کے لئے باعث فخر و مسرت یا اپنے دیکھنے والوں کے لئے کبھی وجہ رشک و رغبت نہ سمجھے جب تک کہ وہ مطابق کتاب و سنت اذکار و عزائم، خدا اور بندوں نفس خود اور حیوانات کے (روحانی یا مادی) حقوق و فرائض کی بجاآوری میں بھی پیش پیش نہ ہو کیونکہ انسان کی فضیلت و شرافت اور مقصود حیات و موت پہلا نہیں بلکہ دوسرا امر ہے۔

(۱۸) جس طرح اسی اخذ خیر و ترک شر کو عند اللہ پوری طرح اور زیادہ سے زیادہ ماجور و مشکور سمجھتا ہے جو اتنا اس کے دنیوی و دوری طور پر مفید و مضر ہونے کی بنا پر نہیں جتنا کہ محض اسے حکم و ہدایت آسمانی جاننے اور خوف و رضاء الٰہی کی وجہ سے ہو اسی طرح کسی شخص کا کسی کام کو مجرد ذاتی ارادہ یا محسوسی و عقلی

کسی طرح حصہ لینے، فوٹو اتروانے، سہرا باندھنے، داڑھی کٹوانے، منڈوانے، دن کو چھتوں پر چڑھنے یا وہیں بیٹھنے اٹھنے اور بات چیت کرنے، آبادی کے قریب سرراہ اور لوگوں کے سامنے بول و براز یا استنجا سے فارغ ہونے، ٹخنوں سے اوپر اور گلے سے نیچے تک کا کوئی حصہ بدن برہنہ کرکے لوگوں میں بیٹھنے یا ان کے سامنے چلنے پھرنے وغیرہ سے احتراز برتے کہ اسی طریق سے وہ خود کو شریر نوار و کم سن بچوں، گنوار و وحشی بیدین و ملحد، اچھوت و شودر اور منکر و نامسلم کودن و جاہل اشخاص یا اقوام سے بہتر و برتر ثابت کرسکے گا اسی طرح خندہ جبینی و خوش مزاجی و خوشمزاجی، غض بصر، کم خوری و کم خوابی، قناعت و سادگی، خموشی و کم گوئی، نماز و روزہ، حلم و تواضع، عفو و کرم، وسیع النظری و حق بیانی وغیرہا سے کوئی اچھائی و بھلائی بھی اور نہیں تو فقط اس لئے ہاتھ سے نہ جانے دے کہ وہ ہر کام اور ہر بات میں خود کو بیگانوں، ملحدوں، لامذہبوں اور عباد النفس والشیطان سے بہتر و برتر اور زیادہ سے زیادہ مطیع الکتاب والسنۃ دکھا کر رہی دنیا پر اپنی باخدائی و دینداری اور اپنے مذہب و مسلک یا اس کے اعیان و اکابر کی صداقت و عالمگیری واضح کرسکے گا۔

(۲۵) اپنی ذلت و خفت یا کسی اپنے یا بیگانے کی سرزنش اور لوگوں کی نظروں سے گرجانے اور ان کےہاں سے نااہل و جاہل اور معصیت شعار و نابکار وغیرہا کا خطاب ملنے کے ڈر سے اپنی علمی یا اعتقادی خامی و کوتاہی اور کسی طرح کی غلطی اور جرم و خطا کو چھپانا اور کھلے دل سے بالفاظ بین اسکا اعتراف نہ کرنا یا اسمیں خود کو معذور و حق بجانب اور کسی دوسرے کو ذمہ دار و جوابدہ ٹھہرانا یا اپنے ہادی و ناصح کے حکم و ہدایت اور تنبیہ و تفہیم سے (اسے اسکی خودغرضی یا نادانی سمجھ کر یا اپنی عافیت کوشی کے پیش نظر) مشتعل ہو کر الٹا اسے برا بھلا کہنا یا خود کو (اپنے علم و عمل یا جاہ و نسب کی بنا پر) بہتر و برتر اور تنبیہ و تفہیم سے بالاتر جاننا یا کسی بزرگ و عالم سے پوچھنے سمجھنے میں غفلت و کوتاہی برتنا ہی اپنی ذہنی، علمی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی یا اقتصادی و سیاسی وغیرہ ہر قسم کی پس ماندگی و زبوں حالی کے اسباب سمجھنا ہوا اس قسم کے ملعون و تباہ کن خوف و عار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے دل و دماغ سے باہر نکالنے کے بعد ہی اپنی اصلاح و ترقی ممکن یقین کرے۔

(۲۶) اپنی زبانی، جسمانی یا مالی عبادات اور کارکردگی پر ابنائے جنس کیطرف سے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر شاہد و معترف حاصل کرنا ہی خدا اور بندوں کی نظروں میں ان (عبادات) کے ٹھیک ٹھیک اور زیادہ سے زیادہ مقبول و معزز ہونے اور اپنے حق میں ان کی طرف سے بخل و غفلت وغیرہ ہر طرح کی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں سے بچنے، دوسروں میں تحریک و ترغیب خیر کرنے جذو پوری

سے کام نہ لے

(۲۲) اپنے مقامی امام نماز، خطیب و مدرس یا کسی عام رکن جمعیۃ المصلحین بزرگ سے کہہ چھوڑے کہ وہ اس کے عبادات و معاملات، نشست و برخاست، سونے جاگنے، قیل و قال، غسل و حجامت، خورد و نوش، قرات و تلاوت، تحریر و تقریر وغیرہا کا ہمیشہ بر وقت نظر مطالعہ رکھے اور کسی بھی کام میں اس کی خلاف کتاب و سنت ہر (ادنی سے ادنی) غلطی و کوتاہی کو نوٹ کرتا جایا کرے اور معین وقت پر یا بعد ازاں جلد از جلد یا جب کہیں مناسب سمجھے اُسے پوری جرأت کے ساتھ اس سے آگاہ کر دیا کرے نیز خود بھی اپنے ہر قول و فعل میں اسے کرنے سے قبل یا بعد بلا خوف و عار وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس سے سمجھ پوچھ کر رہنمائی حاصل کر لیا کرے۔

(۲۳) ہمیشہ بالکل اسی عزم و احساس کے ساتھ اجتماعی نماز پنجگانہ یا درس و جمعہ میں حاضر ہو، آ احکام و ہدایات الٰہیہ یا کسی شخصی یا قومی معاملہ میں جسمانی یا مالی امداد و تعاون کی دعوت و اپیل، لوگوں کی غفلت و بے اعتنائی اور اعتقادی، عباداتی یا معاملاتی اور ظاہری یا باطنی خامیوں اور کوتاہیوں پر تنبیہ و تہدید سنا کرے اور انفرادی طور پر کوئی تحریر و تصنیف پڑھے کہ امام و خطیب اور مبلغ و مصلح یا مقرر و مصنف کا روئے سخن تنہا اسی کی طرف ہے یعنی اس نے محض اسی کی بھلائی کی خاطر تقریر و تصنیف وغیرہ کی زحمت اٹھائی ہے اور اس کی نظر میں اسی کی اصلاح و تذکر یا اقبال و ترقی سب سے زیادہ ضروری و مقدم اور ہر کسی سے بڑھ کر مطلوب و مرغوب ہے۔ نیز دل سے یقین کامل رکھتا ہو کہ مسجد و مدرسہ، بیت المال یا رفاہ عامہ، پل، کنوئیں نیز نالی وغیرہا کا قیام یا توسیع و مرمت اور زیادہ تر اسی کے آرام و فائدہ کی غرض سے ہے اور تنہا اسی کی جسمانی و مالی اعانت اور قربانی یا حفاظت و خبرگیری کی امید پر اسے بنایا یا چلایا جا رہا ہے۔

(۲۴) اور نہیں تو فقط اس لئے غیظ و غضب میں آنے گرجنے، چیخنے اور آواز بلند اور زیادہ تر بولنے، بد زبانی، گالی گلوچ، رشک و حسد، لہو و لعب (اپنے علم و عقل، جاہ و نسب یا شکل و قد پر) فخر و غرور، شکایت و شکوی، غیر ملکی و مغربی طرز تشکل و لباس (دکھانے پہننے)، مکان و سامان یا مرگ و شادی میں) اسراف و تبذیر، حقہ، سگریٹ، زیادہ نفع اندوزی و زر پرستی، احتکار و اکتناز، کسی بزرگ یا امیر و افسر کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونے یا کسی کو ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنے، زیادہ ہنسنے، کبڈیوں، دنگلوں، تھیٹروں، سرکسوں، میلوں، لایعنی و غیر آئینی مجلسوں، مداریوں یا کچھوں بندروں کے تماشوں، بازاروں، چوکوں، دفتروں، کچہریوں، تھانوں میں آنے جانے یا ان میں

یا ذاتی و عملی طور پر اس سے پہلو تہی کرنا نہیں جتنا کہ ایک گنہگار دوسرے بحث و تکرار جیسا سنگین ترین اکبر الکبائر یعنی ان کا اپنے (والدین سے بڑھ کر محسن و مشفق) داعی الی اللہ کو نابکار و بدنیت یا مسحور و مجنون، افترا پرداز و جاہ پرست، یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ، وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ وغیرہ کہہ کر اس کا دل دکھانا یا انواع و اقسام کے طعن و تشنیع، شکایت و شکوی، نوک جھونک کی شکل میں ہر جلوت و خلوت کے اندر اس کی دعوت، ذات و صفات اور احکام و ہدایات کو غلط اور ناقابل قبول بتانا نیز نہ صرف بذات خود نماز روزہ، حجاب، داڑھی، اذان و امامت نماز اور علم و اشاعت دین کا پابند و ملتزم نہ ہونا بلکہ ان کا احترام و التزام کرنے والوں کو بھی بہ نظر نفرت و حقارت دیکھنا اور ان پر جرح و ملامت کرنا (فی الجملہ حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ) سمجھے تا کہ اپنے مقامی امیر یعنی امام نماز یا معلم و مبلغ وغیرہ کے (بظاہر غلط سے غلط اور مشکل سے مشکل حکم و ہدایت یا عام طرز عمل اور جمعہ و نماز با جماعت میں دیر و سویر کا دل سے کتنا ہی معترض و انکاری ہو لیکن درس و خطاب یا کسی اپیل و دعوت کے وقت اور بھرے مجمع میں تو اس کے حرف حرف پر سو سو جان سے نثار ہوتا نظر آتے اور اسکی زبان سے نکلنے والا ایک ایک جملہ انتہائی عجز و سکون کے ساتھ سُنے نہ ایں کہ اپنے دلی بغض و استکبار یا جہل و جمود کو بروئے کار لاتے ہوئے بحث و اعتراض اور تنقید و تکذیب کے لئے زبان کھولے اور دوسروں کی بھی جرات و بغاوت کا سبب بنے یا یہ ظاہر و ثابت کرے کہ وہ باقی سب (خاموش رہنے والوں) کی نسبت خود ہی سمجھدار اور سچا بنتا ہے یا محض اپنے کسی ذاتی نفع و نقصان یا تکلیف و آرام کے پیش نظر بول رہا ہے۔

(۳۱) اپنے مصلح و ہادی علی الخصوص مقامی امیر الجمعیت یعنی امام نماز (اور جمعیت المصلین کے کسی ادنی سے ادنی رکن و عہدہ دار) کے جملہ اسباق و ہدایات اور تعلیم و تفہیم کتاب و سنت سے اور جو کچھ یاد نہیں رکھ سکتا نہ رکھے لیکن اپنے اذکار و عقائد، عبادات و معاملات، تشکل و لباس، نشست و برخاست، گفتار و کردار یا انفاق و امساک حتی کہ نکاح و انکاح سے متعلق اس کے (بظاہر غلط سے غلط یا بے محل سے بے محل) اجتماعی یا انفرادی امر و نہی اور سخت سے سخت تنبیہ و تنقید پر بھی اس کے سامنے بصد عجز و ادب ایک اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہنا کبھی اور کسی حال میں نہ بھولے۔

(۳۲) سالہا سال پنشنر اور مدۃ العمر اچھا یا برا عافیت کوش یا محنتی وغیرہ رہنے کو بالکل بے معنی لیکن (جسمانی، مالی یا روحانی دکھ سکھ کی مانند) درحقیقت قابل قدر و اعتبار اور باعث تعریف

پوری توجہ اور زیادہ سے زیادہ باقاعدگی و دلدادگی کے ساتھ یعنی بوجوہ احسن و اکمل ہر فریضہ عبادات مالی و جسمانی یا حقوق و فرائض دینی سے عہدہ برآ ہونے کا مضبوط و موثر ترین ذریعہ اور وجہ ضمانت نیز انسانی برادری کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی کے ساتھ اپنے احساس و دلچسپی اور ان سے اخوت و روا داری، نیز عجز و تواضع کا ایک بین ترین ثبوت قرار دیتا ہوا نماز پنجگانہ، افطار صوم، تراویح، عشر و زکوۃ یا صدقۃ الفطر ہمیشہ کھلے بندوں، علی الاعلان مقامی امام نماز کے حکم و نمونہ عمل کے عین مطابق جماعتی بھائیوں کے ساتھ مل کر انہی کی مانند اور انہی کے برابر ایک ہی مقررہ وقت و مقام پر انجام دیا کرے۔

(۲۷) دوسروں کی بڑی سے بڑی اخلاقی، عباداتی یا معاملاتی، زبانی یا جسمانی غلطیوں اور زیادتیوں پر بھی ان کی غیبت و شکایت کو اس کے دیگر بے شمار نقصانات کے علاوہ صرف اسی (صد ہزار نقصان کے برابر) ایک ہی نقصان عظیم کی بنا پر کہ وہ اپنے عادی و مرتکب کو پاک باز و نکوکار سمجھنے کے لئے مجبور کر دیتی ہے اور اس کے اندر اپنی ذاتی اصلاح و تذکیر کے لئے جو نیکی کا سب سے زیادہ وسیع و پر خطر علم اور ایک نا پیدا کنار بحر ذخار ہے۔ قدم تک رکھنے کا عزم و احساس باقی نہیں چھوڑتی گھر یا باہر ہر کہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خود پر قطعاً حرام کر رکھے۔

(۲۸) ہمیشہ ذی علم و باعمل اور حق پرست و بیزار عنصر انسانیت یعنی مقامی امام نماز یا خطیب مدرس ہی سے سلام و مصافحہ، بول چال، نشست و برخاست صحبت و معاوضۃً یا قرض و مستعار لین دین، خرید و فروخت، عیادت و تعزیت، ملازمت و مزدوری اور نکاح و انکاح وغیرہا کے تعلقات قائم رکھے۔

(۲۹) بھولے سے بھی کبھی کسی جلوت و خلوت میں جوابًا یا یونہی زبان سے یہ ظاہر کرے نہ دل ہی میں یہ خیال آنے دے کہ وہ عبادات و معاملات، جسمانی یا مالی، شخصی یا قومی احسانات و خدمات، علم و فضل، زہد و اتقا، عقل و فہم، عالی ہمتی و وسیع النظرتی، اقامت الصلوۃ، کم گوئی و کم خوابی، قیام اللیل، حق بیانی، تحریر و تقریر یا کسی دیگر وصف و کمال کے لحاظ سے فلاں شخص کے مقابلہ میں یا سب لوگوں سے بہتر و برتر ہے کیونکہ دوسروں کی تحقیر و دل آزاری اور فخر و خود ستائی کے علاوہ اس کی وجہ سے خود اس کی اپنی ذاتی اصلاح و ترقی کی رفتار میں بھی ضعف و رکاوٹ پیدا ہو جانا یقینی ہے۔

(۳۰) مخاطب دعوت آسمانی جملہ اقوام و امم ماضیہ کے قہر و عذاب الہی کے ہاتھوں صفحہ ہستی سے نابود و بے نشان ہونے کا سبب اس قدر ان کا اسے (دعوت آسمانی کو) دل سے غلط و مضر وغیرہ جاننا

جہاں اور جیسے چاہے بذاتِ خود دینے کی بجائے سب بھائیوں نے ساتھ ملکر ٹھیک اور ایکہی وقت مقررہ پر کھلے بندوں مقامی بیت المال میں ڈالنا نیز امام نماز (باحلاس شوریٰ کی سرپرستی میں ان کا تقسیم ہونا ہی صحیح یا مفید و منتج اور عند اللہ قابل قبول سمجھے کیونکہ :۔

(۱) اسی طریق سے خود مختاری و مطلق العنانی کے شجرہ خبیثہ کی جڑ کٹ سکتی اور ہر شخص پر امام نماز ہی کا ہر لحاظ سے اور ہر بات میں حلقہ بھر کے اندر حاکم اعلیٰ اور مختار کل ہونا واضح ثابت ہوسکتا ہے۔

(۲) اسی طریق سے زیادہ سے زیادہ لوگوں سے لیا اور اس کے بل بوتے پر زیادہ سے زیادہ نیز اہم سے اہم شخصی یا قومی ضروریات کو پورا اور مشکلات کو حل کیا جا سکتا ہے۔

ب۔ مساکین و مستحقین بجائے گھر گھر کا طواف و سجدہ ریزی کرنے، در در پھرنے اور ایک ایک شخص کے آگے ہاتھ پھیلانے کے (گھر بیٹھے بٹھائے نہیں تو) زیادہ سے زیادہ بیت المال میں اور صرف ایک امام نماز یا اس کی شوریٰ ہی سے رجوع ہو کر بآسانی اپنا حق و حصہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ت۔ اسی طرح وہ امام نماز پنجگانہ اور مقامی جمعیۃ المسلمین سے اپنی گہری عقیدت و اعتماد اور مسجد و بیت المال نیز درسگاہ وغیرہ کے حقیقی احترام و دلبستگی اور مقامی مساکین، غربا و طلبہ کی ذہنی، روحانی، جسمانی اور انفرادی یا اجتماعی وغیرہ ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی سے پوری ہمدردی و دلچسپی کا ثبوت بہم پہنچا سکے گا۔

ج۔ اسی طریق سے لوگوں کے دلوں میں امام نماز، جمعیۃ المصلین اور مقامی بیت المال کی ضرورت، اہمیت نیز ہمہ گیری اور حسن کارکردگی و غریب پروری کا سکہ بیٹھ سکے گا۔

د۔ اسی طرح صدقات سے حصہ پانے والے بجائے ایک ایک معطی کی بجائے ہمیشہ جمعیت کے ممنون و دعا گو رہیں گے اور مقامی جماعتی نصب العین اور اصلاحی اغراض و مقاصد میں اس کی تائید و ہمنوائی کا دم بھرنے کے لئے مجبور ہونگے۔

ر۔ اسی طریق سے مستحق ... [illegible] ... یاد دستی و رفتہ داری اور محض اداگی بنا پر کسی کو کچھ دینے یا ذاتی رنج و رقابت کی وجہ سے محروم رکھنے کی بجائے ٹھیک ٹھیک مستحقین ہی متمتع ہونگے اور حقیقی غیر مستحق ہی محروم رہیں گے۔

س۔ اسی طریق ادا سے ہر معطی لازمی اور یقینی طور پر ٹھیک ٹھیک شرح و مقدار سے اور بہتر سے بہتر جنس گھر سے لانا اور داخل خزانہ کرنا چاہے گا۔

ص۔ یہی طریق ہر معطی کو یہ یقین دلا سکتا ہے کہ اس کا دیا ہوا ٹھیک وقت پر جوں کا توں

وتحسین یا موجب شکایت ونفرین اسی آخری حالت کو ہی جسیں کہ وہ کسی شخص جگہ یا عالم دنیا کو چھوڑ رہا ہے سمجھتا ہو آخدایا بندوں، اپنوں یا بیگانوں، بڑوں یا چھوٹوں کے ساتھ بول چال، لین دین، محبت وعقیدت، سلام ومصافحہ، عیادت وتعزیت، استقبال ومشایعت، عجز وتواضع، خوشدلی وخندہ جبینی اقامۃ الصلوٰۃ وقیام اللیل، شخصی یاقومی، جسمانی یامالی، تحریری یاتقریری قربانیوں اور جانفشانیوں وغیرہا کی رو سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یعنی موت تک ہر عسر ویسر میں ایکھی رفتار پر قائم رہے۔

(۳۳) جس طرح اور تو اور خود اپنے بیوی بچوں تک کے افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، شکل ولباس، نقل وحرکت، انفاق وامساک، اخلاق وعادات اور کسی سے ان کے وصل وقطع یا ان کے کسی چیز کو ترک واخذ کرنے کے بارہ میں بھی خود کو ذمہ دار وجوابدہ نہیں مانتا اسی طرح اپنی ذاتی، ذہنی، علمی، اخلاقی، اقتصادی یا سیاسی کمزوری وتباہی کے لئے بھی اپنے سوا اپنے والدین، استاد، حکومت وقت، ماحول، ملک وقوم، کسی قائد ولیڈر، امام وعالم یا رئیس وافسر وغیرہ سے کسی کو مسئول ومعتوب نہ سمجھے۔

(۳۴) اپنے افکار وعقائد، عبادات ومعاملات، شکل ولباس، حقوق وفرائض وغیرہا میں اپنی ذاتی خامیوں اور کوتاہیوں یا اپنے فسق ومعصیت، فخر وغرور، جہالت وبیدینی، مدرسہ ومسجد اور نماز وجمعہ کی ناحق ادائی کو اپنے علاوہ اپنے اسلاف واکابر کی ذلت وضلالت کا اعلان کرنے اور اپنے اوراث واخلاف کے حق میں بھی لوگوں کے اندر مایوسی وبداعتمادی پھیلانے کا مترادف سمجھتے ہوئے اور نہیں تو انہی (اپنے اکابر واخلاف دونوں) کو دنیا کی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ہی (عبادات ومعاملات اور حقوق وفرائض وغیرہا) ہر اعتبار سے فلک الافلاک تک پہنچنے کے لئے ہمیشہ بیتاب رہے کیونکہ دنیا پر روز روشن کی مانند یہ حقیقت واضح ہے کہ علی العموم بیدینوں اور نااہلوں ہی کے بیٹے پوتے نااہل وبے دین نکلتے ہیں اور اپنے زمانہ کے عامۃ الناس سے بہتر وبرتر والدین کے اولاد واحفاد بھی علی العموم اپنے عہد کے عوام سے بہتر وبرتر ہی ثابت ہوا کرتے ہیں یعنی کسی شخص خود ہی کی ذات وصفات کا جائزہ لینے سے (اس کے باپ، دادا یا بیٹے پوتے کے سیر وسوانح تحقیق کئے بغیر) اس کے ماضی ومستقبل دونوں سے متعلق بھی آپ سے آپ اور بخوبی پتہ چل سکتا ہے گویا یہ بھی کہ اس کے بزرگ کس قسم کے تھے؟ اور یہ بھی کہ اس کے بیٹے پوتے کس راہ پر چلیں گے۔

(۳۵) اپنے عشر وزکوٰۃ، جلود الانعام، نطرانہ وغیرہا جملہ صدقات ونفقات اپنی مرضی سے جب جہاں

خ۔ اسی صورت میں عبادات و معاملات اور ادائے حقوق و فرائض کے اندر وہ ہر بڑی سے بڑی پیش آمدہ جسمانی و مالی یا جانی مشقت اور قربانی کو بخوشی و آسانی خیر مقدم کر سکیگا۔

د۔ اسی صورت میں معاش کے لیے اُسے کم از کم فکر و تشویش لاحق ہوگی اور اس پر تھوڑی سے تھوڑی محنت و مدت صرف کرنا پڑیگی۔

ذ۔ ایسا ہی شخص (کم سے کم ساز و سامان رکھنے اور سادہ سے سادہ روٹی، سالن، کپڑا وغیرہ استعمال کرنے کے باعث) بلا خاص کوفت و تکلف کے انفاق فی سبیل اللہ کی سعادت حاصل کر سکتا ہے (کیونکہ انسان کے لئے اسقدر قیمتی اور دلکش چیز کا نہیں جتنا کہ معمولی اور کم قیمت کا دینا آسان ہوتا ہے)

ر۔ اسی صورت میں اسے جھوٹ، مبالغہ، رشوت و ارتشا، خوشامد، کسی کی خوشامد تابعداری یا اہل دنیا سے خلط و ملط اور حرص و آز، کسی سے رقابت یا عداوت اور بدگمانی وغیرہ کی بھی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

س۔ اسی صورت میں وہ خدا اور بندوں کے حقوق و فرائض کے بارہ میں کم سے کم مکلف و جوابدہ ہوگا۔

ص۔ اسی صورت میں اس کے لیے ہمیشہ حلال و طیب کھانا، حلال ہی لینا دینا اور حلال ہی دیکھنا سننا نہ صرف آسان و ممکن بلکہ یقینی ہوگا۔

ط۔ اسی صورت میں وہ اپنے گھر والوں اور متعلقین کے لئے کم سے کم تکلیف دہ ہونے کی وجہ سے ان کا زیادہ سے زیادہ قرۃ العین بن سکےگا۔

ظ۔ اسی صورت میں وہ دنیا و ما فیہا سے ہر چیز کے عدم و وجود، قلت و کثرت، قحط و خوشحالی، گھر یا باہر اور دکھ یا سکھ وغیرہ کو یکساں سمجھیگا۔

ع۔ لذیذ و مکلف غذاؤں اور زیادہ تر نیز بار بار کھانے کا دلدادہ یا لباس فاخرہ اور اس کے متعدد جوڑوں یا روزانہ بار بار ان کے ادل بدل کرنے کا شیدائی یا جاہ و منصب یا منزلہ یا غسل و حجامت اور خوشبو و صفائی یا عورت سے معاشرت و مصاحبت کا حد سے زیادہ عادی اپنے ملک، قوم یا مسجد و مدرسہ تو کجا پڑوسیوں، قریبیوں بلکہ گھر والوں تک کا یعنی بجز اپنے مذکورہ مشاغل و مرغوبات کے کسی کے کام کا بھی نہیں رہتا نیز روزمرہ کا تجربہ اور مطالعہ بھی شاہد ہے کہ جتنا زیادہ لذیذ و مکلف کھایا جائے یا قیمتی اور دلکش لباس پہنا یا پیا سویا جائے اور پرشکوہ مکان و سامان بنایا جائے یا زر و مال جمع کریں یا بلند و برتر جاہ و منصب پر پہنچ جائیں یا معاشرت کی عادت ڈالیں اتنی ہی روز بروز نفسانی و بہیمی یا ھل من مزید کی بھوک اور بے چینی گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی جاتی ہے حتی کہ شرعی حدود کو پھاندے بغیر نہیں بنتی۔

مطابق کتاب و سنت لگیگا۔

ط۔ اسی طرح ادا سے ہر صاحبِ نصاب اپنے حق میں لوگوں کے اس قسم کے شکوک و شبہات سے کہ اس نے مَا وَجَبَ سرے سے ادا نہیں کیا ہوگا یا خراب، کم مبے وقت، اور کسی غیر المستحق، قریبی اور کمین و ملازم وغیرہم کو دیا ہوگا کلیتہً محفوظ رہ سکے گا۔

(۳۶) دنیا و ما فیہا سے استغنا و بے رغبتی اور اس سے فقط اتنا ہی تعلق رکھنا اور متمتع ہونا کہ جس کے بغیر زندگی اور معمولی صحت جسمانیہ بھی ناممکن ہو (یعنی معمولی سے معمولی، تھوڑے سے تھوڑا اور سادہ سے سادہ جب اور جیسا ملے کھانا، ادنیٰ سے ادنیٰ اور موٹا سوٹا پہننا، کم سے کم اثاث البیت رکھنا، چھوٹے سے چھوٹے اور حقیر سے حقیر مکان میں رہنا، کم سے کم سونا، کم سے کم غسل و حجامت کرنا یا کم سے کم بولنا، دیکھنا، سننا وغیرہ ہی) اپنی ذہنی علمی، اخلاقی یا باطنی وغیرہ ہر طرح کی اصلاح و ترقی، تکمیل انسانیت اور خدا یا بندوں کی آنکھوں کا تارا بننے کا واحد ذریعہ سمجھے کیونکہ:—

ا۔ اسی صورت میں وہ اپنے وقت، مال اور جسم و جان کا زیادہ سے زیادہ خدا اور بندوں کی حق ادائی و حاجت روائی میں صرف و وقف کر سکے گا کیونکہ جتنا زیادہ اچھا کھاؤ، پہنوگے وغیرہ اس کے لئے اتنا ہی زیادہ وقت لگانا، اتنی ہی زیادہ جسمانی اور دماغی محنت و کاوش سے کام لینا پڑیگا۔

ب۔ اسی صورت میں لوگوں کی نظروں میں اس کے محسود و مبغوض ہوتے یا خود کسی سے رشک و حسد اور فخر و غرور کرنے نیز کمزوریوں سے منسوب و متہم تک ہونے، کسی کو دکھ دینے، کسی سے اُلجھنے، ٹکرانے یا کسی سے رنجیدہ ہونے اور نقصان و تکلیف اٹھانے کی شاذ و نادر ہی کوئی وجہ باقی رہے گی۔

(پ) اسی صورت میں نماز و تلاوت اور ہر طرح کے ذکر و عبادت کے وقت زبان و جوارح کے ساتھ اس کا دل و دماغ بھی ہمیشہ اور پوری طرح متفق اور شامل حال رہ سکیگا۔

ج۔ اسی صورت میں اسکے دل میں غریبوں، کمزوروں، مصیبت زدوں، مہمانوں وغیرہم کی اعانت و دستگیری اور ہر کہ و مہ سے سلام و مصافحہ، ہر کسی کے استقبال و مشایعت یا عیادت و تعزیت کا درد و احساس پیدا ہو سکیگا کیونکہ وہ اپنی کا سا ہوگا۔

ح۔ جمیع مانی الاسلام علی الخصوص نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ سے بھی زیادہ تر یہی (ماسوی اللہ ہر شخص یا چیز) کام حتی کہ حد سد رمق سے زیادہ اور بہتر کھانے، پہننے، سونے، مکان و سامان، زن و فرزند سے ہجرت اور زہد کی تعلیم و تربیت مقصود ہے بلکہ یہ کہتا بھی کہ وہ مجمعہ و مجموعہ یا ملخص ہی اسی ہجرت ماسوی اللہ کا ہیں اور ان میں قدر مشترک بھی یہی ہے تو بے جا نہیں ہے۔

اور ہجرت و جہاد، داڑھی رکھنا، عداوت و دشمنی وغیرہ) اور اُسے اپنے لئے پیام موت اور پیالہ زہر تصور کریں نیز اس تک پہنچنے کی راہ میں ان گنت بے پناہ رکاوٹیں اور آزمائشیں حائل ہوں یا اس کے لئے صرف و وقف کردہ وقت و محنت برسوں اور مدتوں کے بعد بھی بیکار ثابت ہوتے اور دنیا جہان میں شاذ و نادر یا خال خال ہی اس کا کوئی عامل دستیاب ہو سکے کہ حقیقی اور دائمی طور پر مفید و بابرکت ہر قسم کی شرط زندگی کا واحد حل جانے اور اس کا حصول اختیار ہو، مردی و عالی ہمتی، انتہائے کمال بشریت اپنے لئے حیات جاوید اور فردوس بریں سے زیادہ یقین کرے نہ کہ عبادات، معاملات، مرگ و شادی، شکل و لباس، خورد و نوش، نفاق و ایثار، غسل و وضو، آمد و رفت، بیاہ، خرید و فروخت، نکاح و طلاق وغیرہ جملہ تکوینی یا تشریعی امور میں تنبیہ و رہنمائی کرنے والی ہر (بظاہر نقاد سے نقاد، متشدد سے متشدد) مصلح، مبلغ اور والد و ہمنشیں وغیرہ شخصیت یا جمعیت سے اپنی سب سے زیادہ اور حقیقی ہمدرد و خیر اندیش معلوم ہو جو اتباع کتاب و سنت کے سلسلہ میں سب سے زیادہ آسانیوں، مصلحتوں یا رخصتوں اور عیش و عافیت کی بجائے علی العموم، سختیوں، محنتوں، قربانیوں، خطروں، زیادہ سے زیادہ پابندیوں اور طول طویل تنبیہ نفس، انتظار و تامل اور انتہائی صبر و استقامت کی دعوت دے اور فقط فرائض و سنن اعمال ہی نہیں بلکہ عزائم و فضائل پر بھی تاکید و اصرار کرتا رہا ہے اور محرمات و منکرات کے علاوہ مشتبہات و متنازعات سے بھی زیادہ سے زیادہ بچائے نیز غیر ضروری مباحات و مجوزات سے بھی اسے شاذ و نادر اور کم سے کم ہی سے متمتع ہونے کی اجازت دے۔

(۳۹) اس خاندان، آبادی یا گاؤں کو جس کے افراد ہمیشہ اور پشتوں سے قریب سے قریب ہونے، محدود سے محدود جگہ میں اکٹھے اور تکوینی طور سے ہر رنج و راحت کے اندر متفق و مشترک چلے آنے (جس سے بڑھ کر اتحاد و یکجہتی اور اقبال و ترقی کا کوئی دوسرا ذریعہ یا بہترین موقعہ نہیں ہو سکتا) کے باوجود باہم ہمنوا و صاف دل، نیک نیت، جاں نثار و غمگسار، مشفق و مہربان، محافظ و خیر اندیش دل و جان نیز ہر ایک دوسرے کے امن و خوشی، تعلیم و تربیت اور اصلاح و ترقی کے لئے بدل و جان خواہاں و کوشاں نہیں اور اپنے لئے حفظان صحت، رفاہ عامہ، فصل القضایا، درسگاہ، ہسپتال، بیت المال، جمعہ وغیرہ کے قیام کمزوروں، غریبوں، محتاجوں اور پیشہ وروں کی اعانت و حفاظت اور اس کی فکر و سعی اور جماعتی یا قومی احساس و شعور سے غافل و عاری ہیں کسی بڑی سے بڑی اور عالمگیر سے عالمگیر اقتصادی و سیاسی اور داخلی یا خارجی یا بین الاقوامی و بین الملی تحریک و انقلاب یا بہتر سے بہتر طرز حکومت و قابل سے قابل قائد و رہبر حتیٰ کہ سحر و معجزہ تک سے بھی کبھی حقیقی ترقی و خوشحالی پانے یا کسی کے حق میں مفید و متبرک ہونے کے قابل نہ سمجھے۔

غ۔ اسی صورت میں وہ اخروی خوشیوں اور نعمتوں کے لئے زیادہ سے زیادہ امیدوار و بیقرار اور ان کے حصول کیلئے ہمیشہ نیز بدل و جان ساعی و سرگرم کار رہ سکیگا۔

(۳۷) کسی کام میں فقط اپنے ہمعصروں، عامۃ الناس یا بیریوں اور مجرموں یا عہد جاریہ کے علماء و عمائد قوم کے بھی مقابلہ میں بہتر و برتر پایا قرب الی الکتاب و السنۃ ہونا اپنی جوانمردی وسعی و دانشمندی اور اپنے لئے باعث فخر و موجب سکون و قناعت یا ثبوت للہیت و باخدائی نہ سمجھے بلکہ ابھی خود کو گمراہ و پس ماندہ ہی سمجھے جبتک کہ افکار و عقائد، مشاغل و عزائم، عبادات و معاملات، خوراک و پوشاک، مکان و سامان، بود و ماند، مرگ و شادی، خرید و فروخت، نکاح و نکاح، لین دین، غسل و حجامت، مسواک استنجا، صبر عفو احسان و ایثار، کم گوئی و کم خوری، اقامۃ الصلوٰۃ، بولنے چلنے، بیٹھنے اٹھنے، حیاء و عصمت، غیرت و حمیت عزم و استقامت، رحمت و رافت، عجز و تواضع، سلام و مصافحہ، عیادت و تعزیت غرض ہر کام اور ہر بات میں اور ایک ایک شعبۂ و گوشۂ زندگی کے اعتبار سے (کسی دیگر محدث و مجتہد بزرگ، صحابی و تابعی، عارف و صوفی، پیر و اساتذہ کی بجائے) سرتاسر "سراج منیر" کے رنگ میں نہ ڈوب جائے کیونکہ وہ (کسی اور کا نہیں بلکہ) صرف اسی کا امتی یا کلمہ خواں اور اسی کی شہادت و شفاعت کا امیدوار و طلبگار اور اسی کی اتباع و اطاعت کا مکلف و جوابدہ ہے نیز دینداری اور دانائی یا خوش بختی کا منتہائے کمال بھی یہی ہے کہ عارضی و عاجلہ عیش و آرام، زر و تامت، شکل و صورت یا صحت و قوت وغیرہ میں تو کم سے کم اور معمولی سے معمولی پر قانع و مسرور رہے اور نیز بلا ہر ادنیٰ سے ادنیٰ لوگوں کے تشابہ کا دم بھرے لیکن اخروی و دائمی عزت و راحت، اور اس کے لئے عبادات، معاملات، ضبط نفس، اخذ ماموارت اور ترک منہیات وغیرہ کے ذریعہ کوشش و قربانی کرنے میں ٹھیک سید ولد آدم کے سانچہ میں ڈھلے۔

(۳۸) ہر ایسے کام یا چیز کو جو بادی النظر میں اور طبائع عامہ انسانیت کو زیادہ دل آویز و خوش نما اور انتہائی درجہ شاندار و پرکشش معلوم ہو نیز نفس امارہ پر اس سے احتراز و انحراف شاق و ناگوار گزرے اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ زن و مرد سوجان سے اس پر نثار و لٹو نظر آئے (مثلاً کھیل، تماشہ، حقہ سگریٹ، شور و غوغا، بے ریشی، چہل پہل، مکلف غذا و قیمتی لباس، نقل و حرکت، گانا بجانا، بے حجابی وغیرہ) وہ درحقیقت اپنے لئے ابھی یا کبھی ضرور بالضرور مہلک و وبال جان اور شرعاً بھی حرام و معصیت صریحہ نہیں تو خلاف اولیٰ ضرور سمجھے اور جس کا قبول و برداشت دشوار و ناپسند اور ایک پہاڑ سا دکھائی دے اور اکثر الناس ہمیشہ سے اس سے نفور و گریزاں پڑے جائیں بلکہ اس کا نام تک بھی نہ سن سکیں (مثلاً تعلیم و تعلم، اقامت الصلوٰۃ، جماعت بندی اور سمع و طاعت، صبر و عفو، وصل بالقاطع، قیام اللیل، حکومت الٰہیہ

رئیس و افسر اور نجیب و شریف صاحب اہل و عیال ہو اسی قدر التزام و اقامتِ جمعہ، قیام اللیل، حج و زکوٰۃ، خدا اور بندوں کی حق ادائی، درسگاہ، بیت المال، پل، کنویں یا دار المطالعہ وغیرہ کے قیام، انتظام پاکدلی و وسیع النظری، خندہ جبینی و خوش مزاجی، عجز و تواضع، ادب و ملنساری، عیادت و تعزیت، عفیفت و اطاعتِ امیر یا والدین، عزم و استقامت، عفو و احسان، کمزوروں اور ناتوانوں کے استقبال و شائستگی سلام و مصافحہ، اعانت و دستگیری مساکین و غربا، کفش برداری علماء و طلباء، گورکنی یا تجہیز و تکفین موتی کھانے پہننے اور مکان و سامان میں سادگی و کم خرچی وغیرہا میں پیش پیش نظر آئے کیونکہ خدا کیطرف سے اسے ہر چیز دوسروں سے زیادہ اور عمدہ عطا کرنے سے اُسے اوروں کی نسبت عبادات و معاملات خدمت ملک و دین، اعانت مساجد و مدارس یا خبر گیری مساکین و غربا رفاہ عامہ کے قیام و استحکام وغیرہ کے لحاظ سے صفِ اول میں دیکھنا ہی مقصود قدرت ہے بلکہ ذہین و خوش بخت ہے تو اسے مطلق و معمولی از دواج، اہل و عیال، مکان و سامان، خوراک و پوشاک، کسب و معاش، جاہ و منصب، صحت و قوت جسمانیہ اور شنوائی و بینائی سے بھی (ان کے ذریعے) خدا اور بندوں کی حق ادائی اور ملک و قوم کی جسمانی یا مالی دمادی یا روحانی اور تحریری یا تقریری خدمت و اعانت ہی مقصود ہونا چاہئے۔

(۴۴) اگر بوڑھا ہے تو جوانی کا بیمار ہے تو تندرستی کا مجرد ہے تو تاہل کا تنگدست و قلاش ہے تو آسودگی و خوش حالی کا کثیر الاشغل ہے تو فراغت کا اپاہج ہے تو دست و پا کا اندھا بہرہ ہے تو بینائی و شنوائی کا جاہل ہے تو علم و عقل کا مزدور و کسان ہے تو ملکیت و سرمایہ کا اور غلام ہے تو آزادی و خود مختاری کا مرتیب الموت ہے تو زندگی کا **شوق و خواہش** دنیا کی لذتیں اور بہاریں لوٹنے یا اہل و عیال کو کھلانے پہنانے کی غرض سے نہیں بلکہ **محض** خدا اور بندوں کے حقوق و فرائض سے بیش از بیش نیز کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے تلافی مافات کرنے اور زیادہ سے زیادہ زادِ راہِ آخرت بنانے ہی کے لئے رکھے۔

(۴۵) اور نو اور کھانے پینے، مکان و سامان بنانے، نکاح لینے دینے، سلام و مصافحہ، اہل و عیال کی تعلیم و تربیت، غسل و مسواک، استقبال و مشایعت، مہمانداری، حجامت و استنجا، بول و براز، خرید و فروخت نشست و برخاست، بولنے چلنے، کہیں آنے جانے وغیرہا سے بھی اتنا ذاتی نفع و آرام، قلبی سکون و اطمینان، دنیوی جاہ و اقتدار اور تندرستی و توانائی **نہیں** بلکہ امتثال و احترام احکام الٰہی، بندوں کی حق ادائی و دلجوئی اور اجر و ثواب آخرت ہی **مقصود رکھے**۔

(۴۶) عبادات و معاملات، انفاق و ایثار اور اسلامی حجاب یا شرعی تقسیم ترکات اور پڑھنے پڑھانے یا کسی بھی شخصی یا قومی کام میں پیچھے رہنے پر اپنی بدبختی و نااہلی کو چھپانے یا دوسرے کی تخفیف کرنے

(۴۰) بندوں کی مانند خدائے بزرگ و برتر کو بھی ہمیشہ سے اسقدر جدی بیگانوں، ملحدوں، فرعونوں، نمرودوں اور خونخواروں کی بڑی سے بڑی پہاڑ دل اور سمندر دل جتنی بغاوتوں اور معصیتوں پر نہیں جتنا کہ اپنے قریبیوں دوستوں اور اولی النہیٰ و الابصار، علماء و انبیاء کی رائی برابر ادنی سے ادنی اور معمولی سے معمولی لغزش بلکہ محض ان کے ترک افضل و اولیٰ پر قہر و غضب کے پہاڑ توڑ دینے کا عادی **سمجھے** اس لئے کہ انہی کی غلطی و بے اعتنائی عامۃ الناس کی نسبت اُن کے اپنوں کے لئے زیادہ دل آزار، موجب حیرت و شکایت و بیگانوں میں زیادہ سے زیادہ باعث تحقیر و تضحیک، وجہ توہین دین و رسوائی خاصانِ بارگاہِ الٰہی دنیا بھر کے لئے اس تمام تر طبقہ (ائمۃ الناس) سے متنفر و برگشتہ ہونے اور ہمیشہ کے لئے ہدایت و ترقی سے محروم رہنے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

(۴۱) اقامۃ الصلوٰۃ، قیام اللیل، ڈاڑھی، حقہ، خمر و زنا وغیرہا دینیہ و تشریعیہ مامورات و منہیات کے آسان و مشکل ہونے کا حال بھی ٹھیک معاشی و تکوینی، دنیوی امور مثلاً کڑاکے کی سردی میں نہانے لمبی اور پر خطر مسافت یا بحر ذخار طے کرنے، فصد و اپریشن کرانے، زہر کی سی کڑوی دوائی یا مسہل پینے، خانہ داری، زراعت و تجارت، عمارت، سائیکل یا جہاز وغیرہ چلانے یا کوئی علم و فن سیکھنے، کوئی امتحان پاس کرنے کسی عظیم الشان اور محنت طلب عہدہ یا خدمت کا بیڑا اٹھانے، وطن و اقارب چھوڑنے وغیرہ ہی کی مانند **سمجھیے** کہ وہ اپنے سے ناآشنائی و اجنبیت تک اور ایک دور سے دیکھنے والے ہی کے لئے نیز شروع کرنے سے پیشتر ہی ابتداً پہاڑ اور جوئے شیر لانا معلوم دیتے ہیں لیکن اپنی طرف رجوع کرنے والے اپنے میں وقف و محو ہونے اور روز بروز مشق و تمرین کے ذریعے اپنے سے تعلق و تعارف بڑھاتے جانے سے دہنی بائیں ہاتھ کا کرتب اور بازیچہ اطفال بن کر رہ جاتے ہیں۔

(۴۲) مدت العمر محض حظ و طمع نفسانیت کی بنا پر ہنگامی اور سطحی دلکشی و نظر فریبی کے زیر اثر خمر و زنا یا تاش و حقہ وغیرہا کا ارتکاب کرکے یا جسمانی کلفت و مشقت اور عدیم الفرصتی کے پیش نظر نماز، روزہ اور قیام اللیل وغیرہ سے تمام عمر منحرف رہ کر یا بخل و بزدلی کی وجہ سے عشر و زکوٰت سے انکار و غفلت برت کر پیچھے مڑ کر دیکھے اور یہ ذہن نشین کرے کہ اس راہ پر چل کر اگر اب تک کچھ بنا نہیں سکا اور خدا یا بندوں کی طرف سے اسے بجز ذلت و حقارت اور بے اعتمادی کے کچھ حاصل نہیں ہوا تو آئندہ بڑھاپے یا موت تک سہا سال اسی ڈگر پر بدستور گامزن رہنے سے بھی ابدی محرومی و پشیمانی یا لعنت و ملامت دارین سے زیادہ کوئی چیز اس کا ساتھ نہ دیگی۔

(۴۳) بوڑھوں، بیماروں، اندھوں، تنگدستوں، کمینوں، مزدوروں اور اپاہجوں کے مقابلہ میں جسمانی مالی اور علمی یا ذہنی وغیرہا حیثیت سے جتنے ہی زیادہ صحیح و قوی، خوشحال و خوبرو، بینا و شنوا، عالم و عاقل

عصبیت، رقابت و بداندیشی کے میل سے سرتاسر صاف و پاک اور عشق و عقیدت الٰہی اور (ہر کسی کے لیے) خلوص و ہمدردی، عجز و تواضع یا خوش فہمی و خیر اندیشی کا ایک بحر ناپیدا کنار ہو

ب۔ ہر شخص ہمیشہ ذہن نشین رکھے کہ:—

(۱) جو شخص اپنی ۱۵ یا زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال کی عمر تک اجتماعی نماز پنجگانہ، علم و ہنر، حفظ قرآن و حدیث، صبح خیزی، حفظان صحت، سیر و ورزش، غسل و مسواک، داڑھی، درس و خطاب، اذان یا قرأت و تلاوت، سادگی و جفاکشی، حق گوئی و بیباکی، اتفاق و ایثار، غض بصر اور خلوت و خاموشی وغیرہ کے التزام و اہتمام اور حقہ و سگرٹ بازی، شطرنج، عیاشی اور لہو و لعب یا زود رنجی، بدمزاجی وغیرہ سے نفرت و اجتناب میں ناکام رہا ہے وہ کسی آئندہ حصہ عمر کے اندر بھی شاذ و نادر ہی کامیاب ہو گا۔

(ب) ہماری قدیمی و پشتینی نادینی، بدعملی اور ہر طرح کی پسماندگی کی اس سے بڑھ کر شاید ہی کوئی اور وجہ ہو کہ ہم نے اپنی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کے واحد ذمہ دار و جوابدہ مقامی امام نماز پنجگانہ کی قیادت و امارت کے سامنے کبھی جھکنا نہیں سیکھا اور اگر شاذ و نادر اور بھول کر یا نام نہاد طور سے کہیں اسکی رہنمائی و امامت کو تسلیم کیا بھی ہے تو اپنی ذاتی اصلاح و ترقی سے متعلق اس سے کبھی اس قدر شوق و فکر کے ساتھ پوچھا سیکھا نہیں جتنا کہ اس سے خود کو سمجھانے، سکھانے اور سزا دے کر ذریعہ انجام دلوانا چاہا ہے یا بالفاظ دیگر اپنی اصلاح و ترقی ہر قسم کا خود کو نہیں بلکہ دوسروں (علماء و ائمہ یا بزرگوں اور والدین وغیرہ) ہی کو ذمہ دار و جوابدہ قرار دیا ہے اور اسمیں ناکام و قاصر رہنے پر بجائے اپنے علماء و ائمہ ہی کو کوسا اور مورد طعن و ملامت بنایا ہے دراں حالیکہ کسی شخص (یا قوم) کی کسی طرح کی اصلاح و ترقی اور تعلیم و تہذیب وغیرہ اس قدر اس کے استاد و امام اور والدین یا حکومت و قوت وغیرہ کی نہیں جسقدر خود اس کی اپنی ذاتی جد و جہد اور قربانی و جانفشانی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(۲) (و) حق تعالیٰ جس طرح کسی شخص یا گھر، خاندان، گاؤں یا ملک و قوم کو اس کی کتاب و سنت سے بیزاری، حقوق و فرائض سے بیگانگی اور مسجد و مدرسہ یا اذان و اجتماعی نماز پنجگانہ اور درس و جمعہ کی حق ادائی یا اخلاقی بربریت اور خلق آزاری وغیرہ دشمنی کی چوٹی پر پہنچا ہوا دیکھ کر بھی ابھی یا کبھی اس کے راہ راست پر آنے کی توقع میں، قرنوں اور پشتوں تک اس کا بال تک بیکا نہیں کرتا اسی طرح جب پکڑنے اور غیظ و انتقام پر اتر آئے تو بھی پشتہا پشت اور صدیوں تک اس کے یا اس کی اولاد و اخلاف کے کتنے ہی ولی و متقی اور مجاہد و غازی نکل ہی جانے کے باوجود اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اس لحاظ سے کوئی گنہگار و معصیت شعار نفقط اپنا ہی دشمن جان نہیں بلکہ اپنی نسل یا نسل کے لئے بھی ذلت و شقاوت دارین کا پیش خیمہ اور تباہی و

اور یہ اپنے لئے بجائے کہ "وہ مجھ سے زیادہ خوشحال و فارغ البال یا معمر و کمسن وغیرہ ہے اس لئے اس کو میرے سے بڑھ کر عزت کو زیادہ کما رہا ہے" یا یہ کہ میری بے بضاعتی و عدیم الفرصتی کی بنا پر میری طرف سے جتنا کچھ بھی ہوا یا ہو رہا ہے وہی کافی اور بہت زیادہ ہے اور میں پھر بھی اور لوگ یا فلاں سے کہیں زیادہ مستحق قدر و تحسین ہوں" (کیونکہ یہ فخر و حسد کی دلیل ہے) اسے علانیہ اپنے سے ہزار گنا بہتر و برتر سمجھے اور ہر جلوت و خلوت میں اس کی بلند ہمتی و با اقبالی اور اپنی نا اہلی و شومی قسمت کا کھلے لفظوں میں **اظہار و اعتراف** کرے

(۴۷) اس عقیدہ کے **ماتحت** کہ کسی شخص کا کسی اصلاحی و انقلابی پارٹی یا **تحریک** و جمعیت کی رکنیت قبول کرنا اور زبانی، جسمانی یا مالی طور پر اس کا ساتھ دینا اپنے ذاتی، خانگی، موجودہ، فوری یا طبقاتی نہیں بلکہ (حکم و رضائے الٰہی کے پیش نظر) تمام انسانی، قومی، مشترکہ اور مستقبل و دائمی مفاد کے لئے ہوتا ہے اس لئے جس طرح حکومت پنجاب کے شاہی مسجد لاہور کی مرمت وغیرہ کے لئے چندہ کی اپیل یا سڑک و مدرسہ وغیرہا کے لئے لوکل ریٹ کے مطالبہ پر کوئی شخص یوں کہہ کر انکار و تامل سے کام نہیں لیتا کہ وہ تو فیروز پور کا باشندہ ہے اسے شاہی مسجد لاہور سے کیا واسطہ؟ یا یہ کہ وہ اولاد ہی نہیں رکھتا اور سرکاری سڑک پر تانگہ یا چھکڑا وغیرہا نہیں چلاتا اسے سڑک و مدرسہ سے کیا فائدہ یا یہ کہ اسکی اجازت و مرضی کے مطابق خرچ ہو تو وہ دیگا بلکہ اس جواب کو ذریتہ آدم اور انسانی ملکی و قومی برادری سے **انقطاع** کا ثبوت اور دعویٰ یا ایک کھلی ہوئی بغاوت **سمجھتا ہے** اور حسب استطاعت تعاون ہی کرتا ہے وہ مرکزی امیر وہ کے حکم و ہدایت پر مقامی درسگاہ، دار المطالعہ، مسجد وغیرہا کے لئے عشر و زکوٰۃ وغیرہا کی صورت میں دئے گئے اپنے عطیہ سے خود کو پشتوں تک ذرہ برابر فائدہ نہ پہنچنے اور سراسر اس کے اپنی خلاف مرضی اور غلط طریق پر خرچ ہونے کا کلی و قطعی یقین رکھنے کے باوجود اس کی تعمیل و اطاعت اور امداد و اعانت میں لمحہ بھر کا تامل و تردد روا رکھے بغیر سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

(۴۸) **قلب انسانی** ہی کے ہر طرح کی (زبانی یا دستی وغیرہ) نیکی و بدی، کسی سے **محبت** یا عداوۃ، کفر و ایمان، انفاق و امساک، صلاح و فساد کسی کام کے ترک و اختیار اسمیں چستی و سستی کا سرچشمہ اور سب سے بڑا محرک و داعی نیز محل نظر الٰہی اور "گزرگاہ جبیل اکبر" ہونے کے باعث کسی بڑے سے بڑے عالم و عاقل، حافظ و حاجی، عارف و صوفی، فقیہ و مجتہد، نمازی و صائم، قائد و مصنف مجاہد و غازی کو نہیں بلکہ سب سے زیادہ اسی (بظاہر ادنیٰ سے ادنیٰ اور کم علم سے کم علم) انسان کو مقبول و محبوب بارگاہ الٰہی سمجھے جس کا سینہ مثل آئینہ خوف و طمع غیر اللہ (ہر بڑے یا چھوٹے، اپنے یا بیگانے، ملکی یا غیر ملکی، غلام یا آقا انگریز یا ہندو کے لئے) فخر و غرور، بغض و عناد، حسد و رشک، خود غرضی و سوء ظنی، ضد

مثلاً فسق و معصیت، جمود و غفلت، لہو و لعب، فخر و غرور، رشک و حسد، مکر و زنا، گانے بجانے، جور و تعدی، نزاع و شقاق، بدزبانی و ترش روئی، بے رحمی و سفاکی، خود غرضی و تنگ ظرفی، رشوت و انتشار، حقہ نوشی و بے حجابی وغیرہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتی وہی لعنت و شقاوت دارین اور جو بھی اسے زیادہ مومن او موحد پاکباز و باصفا، مودب و متواضع، حقوق و فرائض کے لیے متفکر و مستعد، مقیم الصلوٰۃ و قائم اللیل یا حق پرست و راست رو بنائے وہی رحمت و سعادت کونین ہے۔

(۶) بحکم "مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ" صحیح یہ ہے کہ (الف)۔ انسان کو فطرت کی جانب سے اہل و عیال، شکل و صورت، مال و صحت، یا ابنائے جنس سے … زیادہ یا جلدی اور بڑھیا کی بجائے جتنا بھی … ملے وہی باعث مسرت اور قابل قدر و تحسین سمجھے
(ب) کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر اسلئے مصر نہ ہو کہ اس سے بڑے گناہوں کا مرتکب تھا یا ہے کسی غیر … کو اس … تو معمولی ہے … بڑا ہی … دوسرے … کے عذر … سے … محروم … اس کا … چھوٹی نیکی کو اور … بڑے گناہ سے ملوث ہونے … سے زیادہ قابل تعریف اور تحسین جانے … اگر انتہائی جد و جہد کے باوجود … وسعت … امام و امیر یا … دستیاب نہ ہو سکے تو بجائے بہتر سے بہتر … بیکار لائے … مقام پر پہنچانے کی جہد کرے … کو دنیا … سے زیادہ قابل قدر … باعث اطمینان سمجھے

(الف) اسلام نماز بجماعت … کی حق ادائی … اپنی جماعت کے اندر کسی بزرگ و فرد … عالم و جاہل، میاں بیوی، حاکم و محکوم، پسر و پدر یا استاد و شاگرد کو باہم مطیع و مطاع یا مودب و معزز اور مخلص و معتمد بن سکتی ہے اور التزام اجتماعی نماز پنجگانہ ہی سے کوئی شخص حقیقی معنوں میں خوش مزاج و ملنسار اور فرض شناس و حساس، تیز ذہن و معاملہ فہم وغیرہ بن سکتا ہے۔

(ب) جب یہ صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ دل و دماغ اور زبان یا آنکھ اور کان نیز دست و پا وغیرہ الغرض جوارح ہی انسان سے ارتکاب جرائم کرانے یا اسے نیکی سے محروم رکھتے ہیں تو کسی شخص سے کوئی ہنگامی غلطی صادر ہونے یا اس کے کسی فعل بد پر بجائے خود اس کے اس کی نماز و حج یا شکل و لباس اور نسب و وطن، تسبیح و سجادہ یا اہل الحدیثی و حنفیت وغیرہ کو طعن و ملامت کرنا کیا معنی؟

(۷) طبابت، جراحی، نقاشی، … خوش نویسی، تحریر و تقریر، ڈرائنگ، جہاز رانی، ہوا بازی یا تیر اندازی، و تیغ زنی وغیرہ کی طرح اسلامی حقوق و فرائض، توحید و ایمان، عبادات و معاملات، نماز روزہ

و بربادی کا فرشتہ ہوتا ہے۔

(ب) جو دیگر غیر صرف اپنے قدیم ملکی یا آبائی رسم و رواج کے ماتحت اور سہل العمل یا موافق طبع انسانی ہونے کے باعث یونہی لوگوں کی دیکھا دیکھی چلی آرہی ہے کو مطابق کتاب و سنت ہی کیوں نہ ہو کبھی شرعی سنت ہی جا سکتی ہے نہ موجب اجر و ثواب ہی ہو سکتی ہے تا وقتیکہ فرائض و واجبات اور علاوہ بریں اہم مسنونات کو بھی پورا احترام بجا نہ لایا جائے۔

(۳) انسان کی نظر میں اسی زن و فرزند، جاہ و منصب، بیاہ و شادی یا مکان و سامان، کپڑے، زیور، مال، مواشی وغیرہا کے جو قبل از حصول و تمتع دور سے اور دوسرے ہاتھوں میں دیکھنے یا کبھی کبھار ملنے کی وجہ سے ایک عجوبہ روزگار اور فردوس بر روئے زمین نظر آتا تھا اس سے لذت گیر و بہرہ ور ہو چکنے یا اپنے اور قبضہ میں لانے اور اس سے میل جول کرنے اور بڑھاپے کے بعد خس و خاشاک سے زیادہ ذلیل و ناچیز ہو جانے کا علاوہ دیگر مقاصد کے ایک سب سے بڑا مقصود قدرت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی اور دل کش سے دل کش دیدہ یا نادیدہ حاصل یا غیر حاصل نعمت و دولت سے (اسے بالکل ناچیز و بے معنی قرار دیتا ہوا) لحہ بھر کے لئے بھی دل نہ لگائے اور بجائے اس کے اپنی تمام تر اور ہر قسم کی توجہات قابلیتیں، کوششیں، دلچسپیاں اور قربانیاں فقط استرضاء ذات باری، اجور و انعامات اخروی اور زاد راہ آخرت کی تیاری ہی کے لئے وقف و مرکوز کر رکھے۔

(ب) عبادات و معاملات یا شکل و لباس وغیرہ سے اتنا خود بخود اپنی مرضی سے نہیں جتنا کہ کسی بزرگ، بھائی اور دوست یا امام و استاد وغیرہ کے کہنے پر اسی وقت اور اسی ... دیر کرنا یا چھوڑنا خوش بختی اور سمجھداری کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ اس سے رضاء الٰہی اور اپنی بھائی کے علاوہ کہنے والے کی خوشنودی و دلداری نیز تحسین و آفرین کی ایک نعمت غیر مترقبہ بھی مفت میں ہاتھ آ جاتی ہے

(۴) افکار و عقائد، عبادات و معاملات، شکل و لباس، نکاح و انکاح، بیع و شری، مرگ و شادی، خورد و نوش، غسل و حجامت، وضو و اذان، تحریر و تقریر میں زیادہ تو کیا خود ... ہی ارتکاب کر کے کسی کے اس کے منقولہ جرح و اعتراض کرنے پر اپنے ہی کئے ہوئے کو صحیح و مسنون ثابت کرنے کی غرض سے اس قدر اسفار کتاب و سنت کی ورق گردانی اور زیادہ سوال و جواب کرنا نہیں جتنا کہ علی الفور اپنی غلطی کا معترف اور اس پر نادم ہونا۔ نیز آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا پختہ عہد کرنا آسان اور کسی شخص کی نیک دلی، حق پرستی، دیدہ وری و بے خدائی اور ہونہاری یا سعادتمندی کا ثبوت بلکہ وجہ عزت و شہرت دارین ہو سکتا ہے۔

(۵) علم و جہل، تہذیب و وحشت، شرقیت و غربیت، فقر و غنا، ضعف و قوۃ، عربیت و عجمیت، جوانی و پیری، تجرد و تاہل، سفر و حضر، صحت و بیماری، قلت و کثرت، غلامی و آزادی، تخت و تختہ سے جو چیز کہ

سے حظ اٹھانے یا اس کی طرف سے سانس لینے چھوڑنے ہی کی توفیق پانے کی بناپر (جسمانی یا مالی طور پر) کتنا ہی مصیبت زدہ ہونے (حتیٰ کہ پہاڑ بھی سر پر آ گرنے) کے باوجود یہ دیکھے بغیر کہ اُسے مزید برآں زن و فرزند، مال و منصب، عزت و شوکت، صحت و جوانی، زمین و مکان وغیرہا بھی حاصل ہے یا نہیں اور لوگوں سے بہتر ہے یا کمتر خود کو دنیا جہان میں سب سے زیادہ خوشحال و بامراد سمجھکر دل و زبان اور اعضاء و جوارح سے ٹھیک مطابق کتاب و سنت زیادہ سے زیادہ شوق و مستعدی کے ساتھ ہمیشہ اور ہر جگہ حقوق و فرائض میں خدا اور بندوں کا مطیع و منقاد، تسبیح خوان و شکر گزار رہتا ہے اور اپنی ذاتی خانگی جسمانی یا مالی بڑی سے بڑی انسانی یا آسمانی تکلیف و نقصان کا کسی اپنے یا بیگانے سے ذکر تک نہیں کرتا اور اس کے نتیجہ میں روز بروز زیادہ سے زیادہ باقبال اور اپنی منہ مانگی مرادوں سے شادکام ہوتا جاتا ہے لیکن غنی بد بخت دست و پا یا گوش و چشم اور صحت و جوانی تو کیا اگر تخت و تاج بلکہ حیات جاوداں سے بھی متمتع ہو تو اور زیادہ جسمانی و مالی طور پر تو کیا چھوٹی زبان سے اللہ اکبر یا الحمد للہ تک کہنا بھی دوبھر خیال کرتا اور ہر کہہ و مہہ اور یگانہ و بیگانہ سے اپنی ذاتی خانگی اور جسمانی و مالی تکلیف حتیٰ کہ کانٹا تک چبھنے پر بھی جا بجا شاکی و نالاں پایا جاتا ہے اس لئے روز بروز شعوری یا غیر شعوری طور پر کلاً یا جزاً زیادہ سے زیادہ ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتا چلا جاتا ہے۔

(ب) (۱) - اسلام میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو سب مسلمانوں سے ہمیشہ ایک ہی وقت و مقام پر نیز برملا ادا کروانا زیادہ تر اس لئے ہے کہ انسان طبعاً اپنے ہر فریضہ دلجمعی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس قدر خلوت میں نہیں جیسا کہ جلوت میں انجام دیتا ہے نیز (اپنے یا بیگانے) دیکھنے سننے والوں میں مذکورہ فرائض کے لئے شوق و رغبت بھی بہ ایں صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

(۲) انسان کے اندر اس جذبہ کی نشو و نما سے کہ وہ خود کتنا ہی دولتمند، خوبرو اور خوشحال صاحب تخت و تاج تک ہونے کے باوجود اوروں ہی کو خود سے خوشحال و مطمئن اور بہتر و برتر خیال کرتا بلکہ ہمیشہ چاہتا ہے کہ اسے ٹھیک ویسا یا بالکل اسی کا قد و قامت، رنگ و شکل، علم و عقل، مکان و سامان، ناک، کان، آنکھ، دانت یا مال و مویشی، زن و فرزند، زمین و باغ، بیوی، خاوند وغیرہ نصیب ہو علاوہ دیگر امور کے ایک تو اس میں عجز و انکسار پیدا کرنا اور دوسرے اسے (اور نہیں تو ظاہری و مادی ہی خوبیوں کی بناپر) ابنائے جنس کا محب و مداح بننا مقصود ہے۔

(۳) نماز میں فریضہ صف بندی ہمیشہ علی الترتیب امام نماز، نائب امام، اولوا الاحلام والنہیٰ (امام کے ٹھیک پیچھے اور نائب امام کے دائیں بائیں کھڑے ہونے والے موذن، مدرس وغیرہم ارکان جمعیۃ المصلین)

اور حج وزکوٰۃ یا حجاب وجہاد فی سبیل اللہ اور شرعی شکل ولباس کی ضرورت واہمیت اور ان کی خوبیوں یا رموز واسرار اور نتائج وعواقب کی صحیح وکامل واقفیت یا مہارت بھی زبان سے ان کی باتیں کہنے یا آنکھوں کانوں سے پڑھنے سننے سے نہیں جتنی کہ ذاتی طور پر انہیں اپنانے اور عملی طریق سے مدۃ العمر ان پر کاربند رہنے اور دل ودماغ کو ہمیشہ اور ہر جگہ ان کے تصور وتفکر سے معمور رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے اس لحاظ سے کتاب وسنت کا فقط ظاہری اور کتابی علم وشعور رکھنے والا ہی نہیں بلکہ عملی طور سے انہیں اپنانے والا مقیم الصلوٰۃ ومنفق فی سبیل اللہ یا حاجی وصائم ہی ان کا حقیقی عالم وعارف ہو سکتا یا ان سے متعلق رائے زنی کا حق رکھتا ہے۔

(۸ ا) غیر خدا کو سجدہ کرنے، اس سے مرادیں مانگنے اور امید نفع وخوف رکھنے یا مشکل کشا سمجھنے اور پوجنے کے علاوہ خود کو مخلوق ومرزوق خدا سمجھتے ہوئے اس کی رضا جوئی اور قصد اجر آخرت کے بغیر کسی اور سے خوف وطمع کر کے یا محض رشتہ داری کی بنا پر یا کسی کو دکھانے سنانے اور داد وتحسین کی غرض سے یا محض اوروں کی دیکھا دیکھی یا بادلِ ناخواستہ یا فقط اپنی ذاتی وطبعی ضروریات ومشکلات زندگی کے پیش نظر یا خودداری یعنی مادی ومعاشی حیثیت کو بہتر وبرتر بنانے یا محض عزت ونموری اور آرام وعیش کے لئے پڑھنا پڑھانا اور دنیا ہی میں صلہ پانے کی غرض سے کسی سے احسان وشفقت یا کسی کی عیادت وتعزیت تائید وحمایت، میزبانی، استقبال ومشایعت یا نکاح وانکاح کرنا، زراعت، تجارت، ملازمت کے ذریعے کمانا اور گھر والوں کو پالنا کہیں جانا آنا، بولنا یا خاموش رہنا، والدین یا بزرگوں کی تعظیم واطاعت کسی سے صلح وعمل یا کھانے پہننے اور مکان وسامان میں قناعت وسادگی اختیار کرنا (حتیٰ کہ کھانا پینا غسل ومسواک اور علاج ومعالجہ کرانا) کسی کو قرض ومستعار دینا یا خیرات وصدقات اور شرعی شکل ولباس اپنانا یا فسق ومعصیت، غیبت ونمیمت، کنجوسی وبدمزاجی، شراب وحقہ، خودسری وکج روی چھوڑنا وغیرہ بھی بالکل بے معنی بلکہ (شرک ہی کے نتائج بد پیدا کرنے کی وجہ سے) شرک ہی کی مانند (کسی شخص وقوم کیلئے) باعث لعنت وعتاب الٰہی اور موجب بربادی وتباہی ہو سکتے ہے۔

(۸ ب) ادخلوا فی السلم کافۃ کے فرمان ایزدی پڑھ سن چکنے کے بعد کسی حق پرست وبابصیرت کیلئے یہ اختیار باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ (علاوہ باقی اصولی اور بنیادی مسائل دین کے) اسلامی شکل ولباس داڑھی، حقہ، سگریٹ، ٹخنوں سے اوپر پاجامہ رکھنے وغیرہ سے متعلق امر ونہی کرنے والے کو متشدد وتنگ نظر کہے یا خود ان کے بارہ میں کچھ کہنے کرنے میں سرد مہری سے کام لے۔

(۹) ایک ذہین وخوش بخت تو محض مخلوق ومملوک خدا ہونے، صرف اس کی آب ہوا اور چاند وسورج

تو یہ توں کھانے پہننے، مکان و سامان اور عیش و عشرت کا بھی معیار بلند کرتے جائیں بلکہ یہی ہے کہ اپنی ذاتی اور خانگی خورد و نوش اور مکان و سامان وغیرہ کی کیفیت تو ہمیشہ یکساں پہلے عالم عزت و افلاس ہی کی سی (یا زیادہ سے زیادہ متوسط) رہنے دیں لیکن دینی، قومی اور رفاہی امور یعنی مدرسہ، مسجد اور مساکین و یتامیٰ کی باقاعدہ اور مستقل روزانہ، ماہانہ یا سالانہ زبانی و مالی یا جسمانی وغیرہ امداد و اعانت کا جذبہ عمل روز بروز بڑھاتے اور تیز سے تیز تر کرتے جائیں۔

(۱۱) انسان کی طرح کہ اس سے دائمی و دیرینہ تعارف اور قدیم و بہترین تعلقات کے بغیر قرض و سفارش وغیرہا کی صورت میں کوئی مشکل و ضرورت حل نہیں کروائی جا سکتی خود ارحم الراحمین، مالک الملک کے ہاں بھی بیماری و تنگدستی یا کسی مہم و مقدمہ اور روح فرسا و جگر سوز حادثہ سے نجات حاصل کرنے میں اسی شخص (یا اسی کے لئے کسی دیگر) کی ہنگامی آہ و بکا، خیرات و صدقہ، استغفار و توبہ نتیجہ خیز و بار آور ہو سکتی ہے جو شعور و بلوغ ہی سے کوئی خاص ہنگامی، دنیوی اور مادی غرض پیش نظر رکھے بغیر ہمیشہ ہر جگہ اور ہر طرح سے خدا کا ذاکر اور طاقتی و منابع افکار و عقائد، حقوق و فرائض، عبادات و معاملات، مرگ و شادی، شکل و لباس وغیرہا ہر امر میں پورا پورا متبع کتاب و سنت چلا آ رہا ہو۔

(ب۱۱) ہر ملک و عہد کے اندر غلاموں کی آزادی یا مزدوروں اور کسانوں وغیرہ کی خوشحالی میں قدرت کی طرف سے زیادہ تر ان کی علمی و اخلاقی اور ذہنی پستی یا نااہلی کے پیش نظر ہی تامل و تردد سے کام لیا جاتا ہے کیونکہ اختیار و اقتدار سنبھال لینے کے بعد ان سے بھی اپنے پیشروؤں کی طرح بلکہ بسا اوقات ان سے بھی بڑھ کر کتاب و سنت کو ٹھکرانے اور دنیا کو تختہ مشق جور و الحاد بنانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(ب۱۱) ۲۔ کیا کسی ملک و قوم کے ایڈیٹروں یا نامہ نگاروں وغیرہ کا اپنے ہی (بڑے سے بڑے علما و زعما اور باہم باپ بیٹیوں کے) چوری، ڈکیتی، زنا و اغوا، قتل و غارت، غبن و خیانت یا خمر و قمار وغیرہ ایسے انتہائی سنگین و شرمناک واقعات و مقدمات کو ضبط تحریر میں لانا اور پریس و اخبارات یا ریڈیو کے ذریعے تشہیر کرنا اس کی غیبت اور انتہائی توہین و تذلیل کا ارتکاب نہیں؟

(ب۱۱) ۴۔ کسی ملک و قوم کی لادینیت، بے راہ روی اور بداخلاقی کے لئے اس میں کے بڑے یا چھوٹے مالک و مزارع، افسر اور ماتحت، یا حکام و رعایا اور پیر و مرید کے دو گروہ ذمہ دار و جوابدہ ہوتے ہیں پہلا گروہ تو اس لئے کہ وہ اسے رواج دیتا اور پروان چڑھاتا ہے اور دوسرا اس لحاظ سے کہ وہ اپنی بے پناہ علمی، دماغی، عددی وغیرہ ہر قسم کی مدافعانہ قوتوں اور صلاحیتوں کے باوجود اسے چیلنج کرنے اور ٹھکرانے کی بجائے بخوشی لبیک کہتا اور اپناتا ہے۔

سے شروع ہو کر انجام پائے اور دوسری، تیسری وغیرہ الیٰ آخرھا صفوف بھی اس طرح سے بندھا کریں کہ پہلے ایک معزز و معتمد مقتدی امام اور نائب امام کے پیچھے ٹھیک ان کی سیدھ میں اپنا دایاں پاؤں انکے دائیں پاؤں اور اپنا بایاں پاؤں ان کے بائیں پاؤں کے بالکل متوازی جما کر اور بعد ازاں اسی طرح سے ہر مقتدی اس کے دائیں بائیں اسی قدر فاصلہ سے اگلی صف والے مقتدی کے دائیں پاؤں کے سامنے اپنا دایاں اور بائیں کے سامنے بایاں پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا کرے۔

(۴) نماز میں جلسہ استراحت یا جا بجا امام کے وقفوں اور سکتوں سے (علاوہ دیگر مقاصد) ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مقتدی آئندہ رکعت کے لئے کھڑا یا ایک سے دوسرے رکن نماز کو منتقل ہوتے اور پڑھتے وقت سبقت امام کا مرتکب نہ ہونے پائے۔

(۵) جن نمازوں اور رکعتوں کے اندر (تکبیرات انتقال کے ذریعے) بیٹھنے بٹھانے یا اٹھنے اٹھانے سے زیادہ امام اور مقتدی کے مابین (سیکھنے سکھانے یا پڑھنے سننے وغیرہ کی شکل میں) بظاہر کوئی خاص تعلق اور قیادت و اقتدا کا کچھ نمایاں فائدہ نظر نہیں آتا ان میں بھی مقتدی کو بدستور پیروی امام کرنے اور برابر اٹھتے بیٹھتے یا بحزار رہنے و پابند بننے سے (بعد از نماز کے بھی ہر شعبہ زندگی) میں علاوہ معین و آسان بظاہر مسفر و مشکل حکم امام نماز (بحیثیت امیر ده) کی بھی ہمیشہ اسی طرح بلا چون و چرا اطاعت امر کرنے کی ٹریننگ دینا مقصود ہے۔

(۱۰) الف- اعتبار آفرینش، وزگورے غریب و کمزور صیغہ اور سینتہ ہی کے احکام و ہدایات الٰہی کا حامل وخزانچی چلے آئے اور ابدالآباد تک سی کو ان کو قسم دو قیمت بن دیے جانے کے باعث، دینی کی ذہنی اخلاقی علمی، مادی، تمدنی، سیاسی، شخصی یا قومی غرض ہرگونہ اصلاح و ترقی سرتسراہی کو مانکم و ہادی خلائق ماننے پر موقوف ہے۔ اس لحاظ سے ملا ستر متین یعنی سیدوں، افغانوں، رئیسوں اور افسروں کو جو ہمیشہ سے اور آبا عن جدٍ سر بلاہیں آذ لَنَہ بَادِیَ الرَّأْیِ ” اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا“ یا مسحور و مجنون وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ الخ وغیرہ کہنے اور حسن و فاشاک سے زیادہ حقیر و ناچیز جاننے کے عادی و نیز اپنے جاہ و مال اور حسب و نسب یا علم و عقل کے بل بوتے پر ان کے پیچھے جا کر نماز پڑھنا یا ان کا شاگرد بننا تو کجا ان سے ملنا جلنا، کچھ پوچھنا پوچھنا یا سننا سمجھنا تک کسر شان خیال کرتے ہیں اور بجائے اس کے گھر بیٹھے بٹھائے ذاتی قابلیت یا کتابی مطالعہ اور خانگی تلاوت و قرأت ہی کے ذریعے اپنی اصلاح و ترقی ممکن خیال کرتے ہیں خدا ہی حافظ ہے اور وہ مرکر ہی راہ راست پر آسکتے ہیں۔

(ب۱۰) ذہانت و خوش بختی یہ نہیں کہ جوں جوں تنخواہ و آمدنی یا فارغ البالی و خوش حالی بڑھتی جاتے

نے حکم فرمایا یا اس کے رسول اکرم نے کر کے دکھایا کیونکہ (علاوہ تشریعی امور کے) زراعت و تجارت یا ملازمت و مکاسب وغیرہ سے کوئی دنیوی یا تکوینی کام بھی ایسا نہیں جو وقت و مقام اور نوعیت کے تعین و ترتیب کے بغیر انجام دیا جا سکے چنانچہ دین القیم اسلام اور اس کے اعیان و اعاظم کا فخر و فوقیت یا امتیاز بھی زیادہ تر اسی (نیکی و اچھائی کو ہمیشہ، ٹھیک وقت و مقام اور مقدار و نوعیت کی پابندی کے ساتھ نیز خدائی احکام و ہدایات اور اس کے فرستادہ کے طریق عمل کے مطابق ادا کرنے) کی بنا پر ہے ورنہ عام، مجمل یا جزوی نیکی اور اچھائی کے لحاظ سے تو بیشتر غیر مسلم و لامذہب بھی مسلمانوں سے بہتر و برتر پائے جا سکتے ہیں

(۱۴) محرمہ و ممنوعہ یا عیاشانہ قسم کا لباس و مکان یا ساز و سامان اور گراموفون یا پیانو، موسیقی، تاش یا حقہ اور شطرنج یا افسانے، ڈرامے اور ناول وغیرہ بنوانے، خریدنے اور استعمال کرنے والوں کے علاوہ ان کے تیار و پیدا کرنے اور بیچنے یا لانے بنانے والے مزدور و معمار و مزدور، بڑھئی یا درزی اور اسی طرح فحش مصور و نقاش، رنگریز اور آرٹسٹ نیز کھیل تماشے، میلے، اکھاڑے، دنگل اور شیطانی قسم کی شادیاں، برسیاں، یادگاریں رچانے یا طریق ناجائز سے باغ، غلہ، مواشی یا کچھ بھی لینے دینے والے یا غیر شرعی اور فاسقانہ تقریبوں پر ان کی مطلوبہ ضروریات یا لوگوں کا پسندیدہ ساز و سامان قیمتاً یا کرایہ پر بہم پہنچانے اور مفت یا اجرت پر وہاں کوئی کام کاج یا ان کی تعظیم و توقیر کرنے اور ان میں بیٹھنے سننے والے نیز نماز پنجگانہ یا جمعہ کے دوران ادا ہیں بدستور دکانیں، دفتر، ٹھیکیں بدستور کھلی رکھنے اور اپنا کاروبار اور بات چیت برابر جاری رکھنے والے دکاندار و ملازم اور پیشہ ور یا ان سے خریدنے یا کوئی کام کرانے والے سائل و خریدار یا ان کے ہمنشیں اور اہل فسق و الحاد سے (بجز غرض اصلاح و تذکیر) آمد و رفت یا قیل و قال، نشست و برخاست، مزدوری و ملازمت اور لین دین وغیرہ کے تعلقات رکھنے والے اور عام فحش، منکر یا کسی خاص غلط و مضر کام کی حالی یا مقالی دعوت دینے اور اسے ماننے والے جملہ اشخاص یا گروہ اخوان الشیاطین، ضال و مضل، ہلاک و مہلک، دشمن ملک و ملت، باغی کتاب و سنت اور مورد غضب و عتاب الٰہی ہوتے ہیں یکساں ہیں کیونکہ ایسے ہر ایک کی زندگی اور پیشہ دونوں سر بسر مضر ہوتے ہیں۔

(۱۵) اگر انسان کو بیوی، بچوں، شاگردوں، ماتحتوں، مزارعوں، بڑوں یا چھوٹوں، دوستوں یا دشمنوں کی غیبت و خطابت میں جوش و غضب یا مذاق و ہنسی وغیرہ کی حالت کے اندر بھی انہیں ڈانٹنے کوسنے، برا بھلا کہنے، طعن و تہدید، گالی گلوچ، زیادہ یا خلاف عقل و تہذیب بات چیت اور بحث و تمحیص یا شکایت و شکوی کرنے، گرج، چیخ کر بولتے، اپنی بیماری، تنگدستی یا مظلومیت کا رونا رونے وقت یہ

(۱۲) الف- ہمیشہ زیادہ سے زیادہ شاندار و پُرتکلف لباس میں ملبوس رہ کر یا بناؤ سنگار کا التزام کرکے یا فلک بوس محلات بنا کر یا پُرشکوہ بیاہ شادیاں، چاکر اور قیمتی ساز و سامان یا بکثرت مال و مواشی، اونٹ گھوڑے، ہاتھی اور کاریں وغیرہ رکھ کر کوئی شخص (بجز عوام کالانعام کی (اہل السعد) کو مرعوب و مداح تو کیا کرسکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں عزت و شرافت کی دلیل ہیں نہ اطمینان و خوشی ہی کا ذریعہ ہیں البتہ اس بنا پر کہ اس کے ایسا کرنے سے اس کے اپنی امور کو عزیز ترین مشغلہ و منتہائے زندگی یا وجہ فضل و کمال انسانیت سمجھنے اور حقیقی علمی، ذہنی، اخلاقی اور باطنی محاسن و کمالات سے کلیتہً محروم و بے نیاز اور کوتاہ اندیش یا صبی الذہن نیز خاکباز ہونے کا ثبوت ملتا ہے وہ ان کی نظروں سے گر ضرور سکتا ہے۔

(۱۲ ب) کوئی شخص یا گھر علمی و ذہنی یا دینی حیثیت میں عوام سے بڑھ جانے اور عالم و مرشد یا مدرس و حاجی بن جانے کے بعد سبکدوش نہیں بلکہ حقوق و فرائض یا امر دینی اور عبادات و معاملات نیز اصلاح و تدبیر خلائق کے لحاظ سے بیش از بیش مسئول و مکلف ہو جاتا ہے۔

(۱۳) الف- ایک شخص دوسرے کی طرف سے ہمیشہ ہر کام میں نیز ہر جگہ جس چیز کا سب سے زیادہ متمنی اور ضرورتمند ہے وہ توحید و ایمان، پوجا پاٹ، نماز روزہ، علم و عقل، حج و حجاب، خوبروئی اور خوش نمائی و قیمتی لباس یا نجابت و شرافت نہیں بلکہ (۱) اچھی زبان (۲) جانی یا مالی اور شخصی یا قومی احسان ہی ہے اس لئے کوئی (بدمزاج) مومن و موحد، عالم و زاہد، تائب پیر و حکیم الامر، مسٹر یا مولانا، شاعر یا مصنف، سید و افغان یا حافظ و حاجی نہیں جس قدر کہ ایک گنوار سے گنوار خندہ جبیں و خوش مزاج قرض و مستعار دینے والا، ولیمہ و عقیقہ پر بلانے والا لپیٹ سے لپیٹ اور نرم سے نرم آواز میں مگر ضروری سے ضروری بات کرنیوالا سوال و جواب اور بات چیت کے وقت منہ سے موتی بکھیرنے والا، ہر اپنے بیگانے اور غریب و امیر کی عیادت و تعزیت، تعظیم و تواضع، سلام و مصافحہ اور استقبال و مشایعت میں پیش پیش رہنے والا علماء و طلباء اور مساکین و غرباء نیز مسجد و مدرسہ کی ضرورتوں کا خیال رکھنے یا پلوں، کنوؤں اور رستوں یا نالیوں کی تعمیر و حفاظت کرنے والا اپنوں یا بیگانوں کو اپنا گرویدہ و جاندادہ بنا سکتا ہے۔

(۱۴) الف- خداوند بزرگ و برتر بندوں سے مطلق اور عام نیکی نہیں بلکہ اس قسم کی نیکی چاہتا ہے جو ٹھیک اس کے احکام و ہدایات کے موافق نیز اس کے فرستادہ کے بالکلیہ مطابق نمونہ عمل ہو اس لحاظ سے وہی نماز، روزہ اور زکوٰۃ یا ولیمہ و عقیقہ یا صدقہ و نفقہ، عیادت و تعزیت اور جہاد و حجاب یا ایصال ثواب اور غسل و حجامت یا ذکر و فکر اور سلام و استقبال یا مہمانی و میزبانی باعث اجر و ثواب اور موجب نجات و مغفرت ہو سکتی ہے جو ہمیشہ ٹھیک اسی جگہ، اسی قدر اور اسی طرح عمل میں آئے جس طرح کہ اس (خدا تعالیٰ)

لینا، انہی کی کفش برداری وحاشیہ نشینی، استقبال ومشایعت یا تعریف وتحسین، عیادت وتعزیت اور تجہیز وتکفین کرنا، انہی سے نشست وبرخاست، لین دین، قیل وقال، پڑھنے پڑھانے، سیکھنے سکھانے، ماننے منوانے، افادہ واستفادہ اور نکاح وغیرہ تعلقات قائم رکھنا، انہی کو بہترین خلائق سمجھنا، انہی سے استقبال اور انہی سے تعریف وتعظیم یا عیادت وتعزیت اور اپنی تجہیز وتکفین اور انہی سے پروانہ خوشنودی مزاج حاصل کرنا اور انہی کے قعر ذلیل جگہ پانا حقیقی جوانمردی وسعادتمندی ہے۔

(ب ۲) کوئی شخص، گھر یا خاندان اور طبقہ اپنی قوم کی مشترکہ مادی یا روحانی ضروریات ومشکلات زندگی کیطرف سے بیفکر رہ کر یعنی مساکین وغربا اور علماء وائمہ کو بےیار ومددگار یا مساجد ومدارس کو برباد وسنسان چھوڑ کر اگر تنہا اپنی ذاتی یا خانگی ترقی وآسودگی کی جد وجہد کرے بھی تو وہ اس میں ٹھیک اسی طرح اور اتنی ہی دیر کامیاب رہ سکتا ہے جیسے اور جتنی دیر تک کہ جڑ سے کٹ کر کوئی پتہ یا شاخ سرسبز وشاداب رہتی اور پھل پھول سکتی ہے۔

(۱ ۹) خمر وزنا، قتل وقتال اور چوری ورہزنی سے متنفر ومجتنب لیکن فخر وحسد، گالی گلوچ، ترش کلامی وبدمزاجی، بدگمانی وتنہا خوری، عناد وبداندیشی، افترا واتہام، شکایت وشکوی سے ملوث "فقیر گشتن ذبچہ اش را نگاہ داشتن" اور نماز وروزہ، ذکر وتسبیح اور تلاوت کتاب اللہ وغیرہ میں پیش پیش لیکن اصلاح وتذکیر خلائق اور اقامت دین کی راہ میں یا مدرسہ ومسجد اور مساکین وغرباء اور رفاہ عامہ کے لئے قربانی وقت ومال وجان دینے سے کترانے والا (خاص ہو یا عام، عالم ہو یا جاہل) میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کا مصداق ومرتکب اور دین ودانش سے بے بہرہ ہوتا ہے۔

(ب ۲۱) جب تک گاؤں یا محلہ کے اندر اتفاق رائے عامہ سے مقرر کردہ (پہلا) امام نماز، خطیب ومدرس یا موذن وخادم مسجد برسرکار نیز درسگاہ وبیت المال قائم ہے اور اکثریت افادہ واستفادہ دونوں صورتوں میں ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہی ہے یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھتی، مدرس سے تعلیم وتربیت پاتی اور خادم وموذن سے اس کی متعلقہ ومفوضہ خدمات لیتی اور بیت المال کو اپنے صدقات ونفقات ادا کرتی ہے تو ان کی کسی بھی اعتقادی واخلاقی وغیرہ غلطی یا نافرض شناسی کی بنا پر ان میں کے دو ایک یا چند مخالف شخص کو باقی سب لوگوں کی طرح ان کے اندر رہ کر پوشیدہ ومودبانہ نیز پرخلوص طریق سے ان کی جواب طلبی اور اصلاح وتنبیہہ کا تو پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے لیکن اگر وہ باہر جا کر اور ان کی غیبت میں عوام کے سامنے ان کی شکایت وملامت یا ان کے رد وقدح وبحث وجدال کے لئے زبان کھولیں یا باجماعت نماز پڑھنا اور مسجد میں آمد ورفت چھوڑ دیں یا بیت المال کو عشر وزکوٰۃ

یہی کہ مزدور مزارع اور حقیر و ناچیز لوگوں ہی کا رہنا بلکہ مسجد و مدرسہ تک کا قیام بھی ممکن نہ تھا۔

(ط) بمقتضائے کفیٰ بالمرء اِثماً اَن یحدث بکل ما سمع عامہ مسلمین کی طرح مصنفین اور اخبارات کے لئے بھی یہ زیبا نہیں کہ وہ خود دیکھے یا ذاتی مشاہدہ اور تحقیق و تبین کے بغیر محض نامہ نگاروں یا نیوز ایجنسیوں اور دوسرے کتب و اخبارات ہی پر اعتماد کر کے کوئی واقعہ (بغرض اشاعت) تحریر میں لائیں۔

(۱۸) اعضاء و قوائے جسمانی یعنی آنکھوں، کانوں، دانتوں، ظاہری رعب و شان، بالوں کی سیاہی اور چمک دمک وغیرہ سے محروم اور نحیف و ناتواں ہو کر چونکہ انسان کا چوری، زنا، جوا، شراب اور ڈاکہ وغیرہ تو کیا ان کبائر جرائم کے تصور بلکہ انکی نسبت و اہتمام سے (طوعاً یا کرہاً) بچنا روز بروز یقینی ہوتا جاتا ہے نیز افکار و نظریات، ذکر و عبادت، حقوق و فرائض، اعمال و اخلاق، زن و فرزند، تعلیم و تذکیر اور نقل و تجربہ کی صورت میں بڑھاپے ہی کے فیضان سے وہ کھونے کی نسبت ہزار گنا زیادہ پا بھی لیتا ہے اس لئے بچپن اور جوانی کے بعد مزید براں انسان کو اگر تیسرے دور زندگی یعنی عہد پیری سے بھی دوچار کیا جاتا ہے تو یہ امر اس کے لئے اس قدر موجب شکایت نہیں جتنا کہ باعث فخر و مسرت ہونا چاہئے۔

(۱۹) درجۂ کمال بشریت، منتہائے عبودیت اور عشق و اتباع کتاب و سنت کی غایت الغایات یہی ہے کہ علاوہ تشریعی احکام و فرائض کے اپنی روزمرہ حیوانی و تکوینی اور طبعی ضروریات و مشکلات زندگی (از قبیل خورد و نوش، کسب معاش، لباس و مکان، خرید و فروخت، محنت و مزدوری، ملازمت زراعت یا تجارت، لکھنے پڑھنے، کہیں جانے آنے، کسی سے ملنے، چلنے حتیٰ کہ بول و براز سے بھی انسان کو اس قدر اپنا جسمانی اور ذاتی نفع و آرام یا قیام زندگی نہیں جتنا کہ (ان کے لئے توفیق عطا کرنے والے خالق و رازق اور ان امور میں مدد پہنچانے والے بندوں کی) تعمیل و اطاعت اور ان کی دلجوئی یا شکر گذاری و حق ادائی (۲) (ان کی ابتدا، وسط یا آخر میں) خدا کا زبانی ذکر و عبادت۔ (۳) ان (حالتوں) میں اپنے پاس بیٹھنے، دیکھنے اور سننے والوں کو اپنے ذاتی نمونہ عمل کے ذریعے اپنے نقش قدم پر چلانا۔ (۴) (بات بات، قدم قدم اور سانس سانس پر) اس حقیقت کا اظہار و اعتراف کرنا کہ وہ کس قدر ممنون و محتاج خلاق و خلائق ہے مقصود ہو۔

(۲۰) باہر اور بیگانوں کی نسبت مدۃ العمر اپنوں ہی میں رہ سہہ کر انہی کو خوش رکھنا، انہی کا ظلم و ستم نخرہ حسد، شکایت و شکوہ، گستاخی و بے ادبی سہنا، انہی کو قرض و مستعار یا تحفہ و تحیہ دینا اور انہی سے

(۲۳) اس معتقد یا غیر معتقد، سنی یا شیعہ، عالم و عامی، سید و امتی یا عربی و عجمی سے زیادہ دنیا جہان میں کوئی دوسرا غبی و شقی، بے حمیت اور روسیاہ و نابکار نہیں ہو گا جو کذب و افترا، رشوت و ارتشا، گالی گلوچ، بحث و جدال، رشک و حسد، فخر، غرور، خود غرضی و تنہا خوری، ترشروئی و بدمزاجی، ضد انانیت بغض و عناد، شکایت و شکوئی (بیاہ شادی کھانے پہننے مکان و سامان وغیرہا میں) اسراف و تکلف بےجا لہو و لعب، قتل و قتال، مقدمہ بازی و باہم آویزی، تن آسانی و عافیت کوشی، بدعہدی و بیہودہ گوئی، تاش و حقہ، ناچ رنگ، راگ و سرود، خمر و زنا، افیون و سگریٹ، تفریق یا نفاق و شقاق میں دن رات اور سر تا سر لت پت رہنے اور سینماؤں، سرکسوں، میلوں، دنگلوں اور کبڈیوں کو اپنے لئے غذا و آب ہوا ہی کی مانند ضروری قرار دینے نیز عداوت و حسدوں کی بغاوت و معصیت کو طبیعت ثانیہ بنا لینے کے باوجود محض زبانی دعویٰ اور اسلامی نام یا اپنے علم و عقل اور مادی قوت و عددی اکثریت یا فقط اپنے معابد و مدارس کے بل بوتے پر یا "پدرم سلطان بود" کہہ کر ہی خود کو مومن و مسلم اور جنتی و ناجی بتلائے یا اپنے دین و آئین کی صداقت و برتری کا ڈھنڈورا پیٹے یا اقتصادی و سیاسی لحاظ سے دنیا پر غالب آنے کی امید رکھے اور کسی دوسرے شخص و قوم یا اس کے دین و آئین کو غلط و حقیر اور قابل نفرت قرار دے۔

(۲۴) انسان کی غلطی و برائی، جہالت و لایعقلی اور ذہنی، اخلاقی یا اقتصادی و سیاسی وغیرہا کمزوری و پسماندگی کا وزر و وبال یا اس کی اچھائی و نیکی اور علم و عقل یا بہتری و اقبالمندی کا ثمرہ بھی چونکہ اسی کو پہنچتا ہے اس لئے اس کی اصلاح و ترقی کی فکر و سعی یا اس میں کامیابی کی توقع بھی اس کے کسی اور قریبی سے قریبی، بزرگ و استاد یا امام و خطیب اور حکومت وقت سے نہیں بلکہ خود اس کی اپنی ہی ذات سے کی جا سکتی ہے نیز انسان کا دل و دماغ، زبان یا ہاتھ پاؤں اور گوش و چشم وغیرہا بھی چونکہ فقط اسی کے اپنے ہی مملوکہ و مفوضہ ہیں اور وہ خود بھی ہر جگہ اور ہر وقت یا ہر حال میں ان سے کوئی اچھا کام لے سکتا یا انہیں برائی سے روک سکتا ہے اس لئے اس کے نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی ذمہ داری اور جوابدہی بھی سب سے زیادہ خود اسی پر عائد ہوتی ہے۔

(۲۵) تشریعی اور اخروی کے علاوہ تکوینی اور دنیوی نقطہ نگاہ یعنی ذاتی و خانگی فائدہ کی غرض سے بھی انسان کے لئے ذکر و عبادت، انفاق و ایثار، عجز و تذلل، ہمدردی و غمخواری، عصمت و پاکبازی خوش خلقی و خندہ جبینی، اقامت الصلوٰۃ اور قیام اللیل بہرحال ناگزیر اور لازمی ہے راحت و اطمینان اور آسودگی و خوشحالی کے عہد میں تو اس کی شکر گزاری کے طور پر اسے برقرار رکھنے کے لئے اور بیماری و تنگدستی یا تجرد و لاولدی وغیرہ کے ایام میں اس سے نجات پانے کی غرض سے۔

دینے اور موذن وخادم وغیرہ کی حق ادائی سے دستکش ہو جائیں یا کسی دیگر جگہ جہاں کہیں ان کا دل چاہے نماز پڑھنا یا تعلیم حاصل کرنا اور صدقات ونفقات دینا شروع کر دیں تو عند اللہ وہ مسلم سوسائٹی کے ممبر نہیں رہیں گے۔

(۲۲و) مطلقاً خدا اور رسول کو راضی کرنا نہیں بلکہ اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ اذیت سہنا، جسمانی مالی یا نفسانی اور روحانی مشقت اٹھانا ہی جب درحقیقت منتہائے بشریت ہے تو اس لحاظ سے خدا کی راہ میں عالم خوشحالی وفراغبالی کے اندر بلا تکلف ہچکچاہٹ اور زائد از ضرورت کتنا ہی وقت ومال صرف کر کے عظیم الشان مساجد ومدارس بنانے، ہزارہا یتیموں اور مسکینوں کو پڑھانے کھلانے پہنانے یا ان کو مکان وبیوی یا روزگار وغیرہ دلانے یا حج ونکاح وغیرہ کرانے والا رئیس وامیر شخص نہیں جس قدر کہ ایک غیر الحال وکثیر العیال اور عدیم الفرصت ایام قحط وتنگدستی یا دور جمود وجہالت میں یا اپنے (مقامی) بھائیوں کی روحانی یا جسمانی اور قومی یا شخصی ضروریات ومشکلات زندگی سے متاثر ہو کر سخت کمزوری اور شدید گرمی یا سردی کے دنوں میں یا اپنا پیٹ کاٹ کر، خود دودھ گھی گوشت، کھانڈ تیز زیادہ عمدہ اور قیمتی لباس سے بے نیاز دست بردار ہو کر اور تھوڑے سے تھوڑے یا گھٹیا سے گھٹیا کھانے اور ادنیٰ سے ادنیٰ مکان وسامان پر قانع بلکہ (قریب قریب) بھوکا پیاسا ننگا اور مزدوری سے ضروری کام کاج چھوڑ کر (مقامی) بیت المال کے اندر (مقامی) مدارس ومساجد یا چاہ، پل، نالی وغیرہ رفاہ عام کے سلسلہ میں یا (مقامی) مساکین ویتامیٰ کے لئے ایک حبہ مال اور لمحہ وقت دینے والا یا نماز روزہ خیرات وصدقات، قیام اللیل، حجاب یا جہاد اور ذکر وعبادت کرنے والا محبوب ومقرب بارگاہ الٰہی، حق آگاہ وحقیقت شناس دین، متبع کتاب وسنت، محب ملک وقوم اور غمخوار بنی نوع انسان ہو سکتا ہے۔

(۲۳ب) اخلاقی وعلمی یا معاشرتی وغیرہ کسی بھی حیثیت سے کسی مسلم خطۂ زمین اور اس کے عوام کے حال ومستقبل کا جائزہ لینے کے لئے اس کے (حکمرانوں کے علاوہ) امامانِ نماز ہی کا ملاحظہ کافی ہے اس لحاظ سے ہماری نااہلی وبدنصیبی شک وشبہ سے بالاتر ہے کیونکہ ہم اپنی کوتاہ نظری اور مسجد واجتماعی نماز پنجگانہ اور اس کی ضرورت واہمیت سے ناواقفی وبے تعلقی کے باعث اپنے ہر قسم کی اصلاح وترقی (کے واحد مرکز ومحور) کا انچارج صدیوں سے اسی قسم کے لوگوں کو بنائے چلے آ رہے ہیں جن کے احساس وشعور، علم وعمل اور فرائض واوصاف کا حلقہ غسل میت یا کفن دفن، ایصال ثواب، یاسین خوانی اور نکاح پڑھنے یا ذبح حیوانات اور اذان کہنے تک محدود ہوتا ہے اور اس سے زیادہ سیکھنے یا کرنے کی ان میں قابلیت ہوتی ہے نہ ہم ہی ضرورت سمجھتے ہیں۔

یا غدار و باغی کی حیثیت میں اور اپنی سینہ زوری سے یا لوگوں کی ناشعوری و بزدلی اور نادانی کے باعث یا محض ہوس پروری کے طور پر اس سے مستفید ہو رہا ہے اس کا یہ سب کچھ بظاہر پوری لذت و مسرت کے ساتھ مدت مدید تک پیٹ میں اترتا تو رہتا ہے لیکن ہضم ہو کر کبھی جزو بدن نہیں بن سکتا بلکہ اجتماعی یا انفرادی شعوری یا غیر شعوری طریق سے مضر صحت و غیر فطری خوراک ہی کی طرح نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ یا بیماری و قحط اور سیلاب و جنگ وغیرہ کی شکل میں ہمیشہ ساتھ ساتھ یا تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد یا اکٹھا ایک ہی دفعہ کئی گنا زیادہ ہو کر نکل جاتا ہے تا کہ رہے بانس نہ بجے بانسری یا اپنوں ہی کو بیگانوں کی طرح متشدد و بد اندیش بنا دیا جاتا ہے اور ظاہری و مادی نعمتوں اور کامیابیوں ہی کے اندر رنج و عذاب کی تاثیر بھر دی جاتی ہے تا کہ آرام و اطمینان کی بجائے ہمیشہ موجب نقصان و خذلان اور باعث پریشانی بنی رہیں۔

(ب ۲) علماء و ائمہ دین اور جمہور کے درمیان انتہائی اعتماد و عقیدت کی بجائے ہمیشہ سے نفرت و اجنبیت کا ایک بحر ناپیدا کنار حائل چلا آرہا ہے اور فریقین سے ہر ایک نے دوسرے ہی کو ملک و قوم کے زوال و انحطاط کا ذمہ دار و جوابدہ ٹھہراتے ہوئے اسے طعن و ملامت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن اس فیصلہ اور نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کہ دونوں میں کون سچا ہے یہی کافی ہے کہ ان دونوں کے (مثبت طور سے) عقائد و ایمانیات، عبادات و معاملات، تہذیب و تمدن، اخلاقیات و معاشرت، شرعی شکل و لباس، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، تجہیز و تکفین، تعلیم و تبلیغ دین، نماز جمعہ اور درس وغیرہ کے لئے حاضری مسجد، شرعی تقسیم ترکات حج و زکوٰۃ، خدا کی راہ میں وقت و مال اور جان کی قربانی، خلوص و حق بیانی، فرضی یا نفلی روزہ وغیرہ کو اپنانے اور پھیلانے یا (منفی لحاظ سے) غیر اللہ پرستی، نفاق و تصنع، سود اور خمر و قمار، گالی گلوچ، کذب و اتہام اسراف و تعیش، مرگ و شادی وغیرہ کی طاغوتی رسومات، فخر و غرور، نزاع و شقاق اور باہمی قتل و قتال یا غیر ملکی طرز زندگی وغیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے اور دنیا سے چھڑوانے کا جائزہ لیا اور باہم موازنہ کیا جائے اور پھر جس گروہ کی طرف سے مذکورہ مثبت یا منفی مطالبات دین و قوم کو پورا کرنے میں اب تک راہ فرار اختیار کی گئی ہے یا جو آئندہ کرے اسی کے ابتدائے آفرینش عالم سے ابدالآباد تک کے لئے ملک و قوم کی تباہی و بربادی کے لئے ذمہ دار و جوابدہ ہونے کا ہمالہ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اور ببانگ دہل دنیا میں اعلان کر دیا جاتا ہے۔

(۲۵ب) تاوقتیکہ نیکی اپنانے اور بدی سے اجتناب کے باعث جان ہی سے ہاتھ دھونا یقینی نہ ہو محض کسی حکمران یا رئیس و افسر وغیرہ کی رنجیدگیٔ خاطر، زجر و توبیخ، نقصان مال و منصب، قید و بند، مار پیٹ یا جلاوطنی ہی سے مرعوب ہو کر نیکی سے محروم رہنا یا مرتکب گناہ ہونا اضطراری ہرگز ہرگز نہیں صد فیصدی اختیاری حیثیت رکھتا ہے، اس لحاظ سے رشوت لینے یا شراب و جوا اور سینما کو رواج دینے یا حد پرستش تک پہنچی ہوئی تعظیم و تواضع یا اثم و عدوان میں تائید و تعاون کا خواہاں غرض کسی بھی خلاف شرع اسلام کام کی دعوت دینے والا ہی نہیں بلکہ اُسے زبانی یا عملی طور پر لبیک کہنے والا بھی ٹھیک اسی کا سا گنہگار اور مورد عتاب کردگار ہے۔

(۲۶و) اگر خلاق اکبر بندوں کی نااہلی و بدعنوانی کے باوجود ان سے احسان و شفقت میں ذرہ بھر کمی یا تاخیر روا نہیں رکھتا تو ایک متخلق باخلاق اللہ کے لئے کس طرح یہ موزوں اور جائز ہے کہ اپنے ہم جنس میں سے کسی کے ساتھ محض اس لئے کہ وہ اس سے محسن و مشفق یا اس کا مطیع و مودب نہیں یا اسے قرض و مستعار نہیں دیتا یا اس کے حق میں حاسد و شاکی یا ظالم و بد اندیش ہے اس کے ساتھ مادی یا روحانی احسانات اور محبت و عقیدت سے قاصر رہے۔

(۲۶ب) جو حکام و رؤسا یا وزراء و سفرا اور اہلکاران پولیس و مال یا ہنر وغیرہ حد درجہ متمول و آسودہ حال اور تنخواہ دار ہو کر عوام کی دعوتیں، پارٹیاں، نذرانے اور تحفے قبول کرنے بلکہ ان سے غلہ، چارہ، گھی، دودھ، سبزی، انڈے اور مرغے تک مانگنے اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں اور حقیر سے حقیر رقموں کے لئے ہاتھ پھیلانے میں لمحہ بھر کا تامل روا نہیں رکھتے وہ اہل مسجد و مدرسہ تو کیا مساکین و فقرا اور بھک منگوں تک کو برا بھلا کہنے کا حق نہیں رکھتے۔

(۲۷و) ہر شخص یا گروہ کو قدرت کی طرف سے زن و فرزند، مکان و سامان، زر و جواہر، مال و مواشی، اونٹ، گھوڑے، گائے بھینس، دودھ، گھی، غلہ اور سبزی، پھل اور میوہ جات، باغ و بہار، موٹر اور جہاز، علم و فضل، تحریر و تقریر اور کشمیر یا شملہ حتیٰ کہ تخت و تاج وغیرہا سب کچھ صرف یہ دیکھنے کے لئے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے سلسلہ میں وہ ان سے ان کی حسب مرضی کام لیتا ہے یا خلاف منشا استعمال کرتا ہے پس اس لئے جو شخص آسمانی احکام و ہدایات کے موافق اسے ٹھیک خدا کی محبت اور رضا اور بندوں کی خدمت و اعانت میں صرف کرتا ہے وہی صحیح (و بجا طور پر اور موافق کارکردگی) اس سے انتفاع و تمتع کا مجاز اور اس میں زیادہ سے زیادہ کمال و ترقی کا مستحق ہوتا ہے اور جو ذاتی و عملی قابلیت یا جانفشانی و قربانی کے بغیر ایک چور و رہزن

اور خدائی اصول و احکام کی پیروی کرنا یعنی انہی کے مطابق پیدا ہونا، زندہ رہنا، مرنا، بولنا چلنا، اٹھنا بیٹھنا، بڑھنا گھٹنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، لینا دینا، بنانا بگاڑنا، اپنی محنت و قوت اور وقت و مال کے ذریعے زراعت، تجارت، ملازمت وغیرہا کی صورت میں مفت، قرض و مستعار یا معاوضہ کے طریق پر اپنانے جس کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی سے انہیں عہدہ برآ کرنا ہے تو اختیاری اور تشریعی امور و حالات کے اندر بھی اس کا قدرتی اور آسمانی احکام و ہدایات کے سامنے ہتھیار ڈالنا یعنی انہی کے مطابق زندگی گزارنا اور اپنے دست و زبان یا جسم و جان نیز وقت و مال کو خدا کی مرضی اور بندوں کی حاجت روائی میں صرف کرنا ہی اس کی دیدہ وری و سلامت روی کہی جا سکتی ہے۔

(نمبر ۳) امر و نہی، اصلاح و تذکیر، سمجھانے بجھانے اور اذکار و اعمال کی دعوت دینے یا غلطیوں اور خرابیوں پر روکنے ٹوکنے سے بڑھ کر کوئی تیر و شمشیر انسان کے لئے موجب رنجیدگی اور باعث توہین و بداندیشی ثابت نہیں ہوتی، اسلئے دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں ہر زمانہ کے اندر مار پیٹ، قید و بند اور گالی گلوچ نہیں تو تحقیر و الزام اور شکایت و شکوہ اور مسلسل جد و جہد نیز عزم و ثبات تو بڑے سے بڑے عالم و صوفی یا مبلغ و مصنف اور قریبی سے قریبی رشتہ دار حتی کہ بیوی بچوں تک کے دوران اصلاح و تذکیر میں بھی) قطعی و یقینی ہے اب یہ ہمارے احساس و شعور پر موقوف ہے کہ معمولی دنیوی محنت و مشقت اور چند روزہ سختی و تلخی کو لبیک کہتے ہوئے ہر لمحہ ہر جگہ اور ہر کسی کو کہتے سنتے اور سمجھاتے سکھاتے رہیں یا نفرت و حقارت اور اشتعال و رنجیدگی سے بچنے کیلئے سکوت عن الحق اختیار کر کے دنیا کو تباہی و بربادی کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔

(۱۳) اگر "سادات و کبرا" اپنے ناگفتہ بہ اور بدترین ذاتی نمونہ عمل نیز دین و قوم سے قطعی بے رخی و جمود و بے حسی کی بنا پر کمزور و گمنام طبقۂ انسانیت کی ذہنی و اخلاقی وغیرہا تباہی یا پسماندگی کا ذمہ دار و جوابدہ اور عند اللہ و عند الناس صد درجہ مورد لعن و عتاب ہے تو کمزور و گمنام گروہ عوام بھی سادات و کبراء اور حکام و سرداروں کی خود سری و بے راہروی کے وزر و وبال دارین سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے، کیونکہ وہ بھی تو صدیوں سے انہیں جگانے، حق سنانے، امر و نہی کرنے، غلطیوں اور زیادتیوں پر ٹوکنے، دعوۃ دین پہنچانے اور راہ راست پر لانے کی بجائے تن من دھن سے انہی کے بد سے بدتر افکار و اعمال کو اپنانا، انہیں خالق و رازق قرار دینا، ہر غلط و صحیح اور مفید و مضر بات میں اس کا شریک حال اور مؤید و مشابہ

(۲۸) گرچہ ایک باخدا، پاک طینت بندگان الٰہی کی یہ دولت قوموں کی قومیں اور ملکوں کے ملک دنیا کے اندر مدتوں اور قرنوں تک کے لئے غضب و عقاب الٰہی کی آنچ تک سے محفوظ رہتے ہیں تو دنیا کی لادینی اور حد سے بڑھی ہوئی سیاہ کاریوں اور خون آشامیوں کی یاداش میں اسی کی عبرت اور بھلائی کی غرض سے بے خداؤں اور معصیت شعاروں کے ساتھ اگر خدا کے مٹھی بھر (اور وہ بھی صرف ذاتی اور ظاہری طور سے) صالح و حق پرست یا مطیع و معصوم بندوں (جن کی طرف سے اصلاح و تذکیر خلائق کے سلسلہ میں کوئی ٹھوس اور جماعتی قدم نہ اٹھایا گیا ہو) کو بھی (چند ایام و شہور زندگی یا ہمیشہ تک کیلئے) قحط و جنگ یا قید و بند اور لاقانونی و طاغوتی نظام حکومت وغیرہا کی شکل میں مبتلائے مصائب کیا جائے تو مقام حیرت و وجہ شکایت نہیں ہے

(۲۹) اتباع اور عشق کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے متبع کیلئے تو اپنے متبوع کے حکم و مطالبہ پر وقت و مال کا فقط مقررہ و معمولی حصہ ہی صرف کرنا کافی ہوتا ہے لیکن ایک عاشق و جانباز کیا؟ کب، کیسا اور کتنا وغیرہا سوالات دل و زبان پر لائے بغیر اپنے معشوق حقیقی کے حق میں اپنے پورے کے پورے وقت و مال حتیٰ کہ جسم و جان سے بھی ہمیشہ کے لئے دست بردار ہو جاتا ہے اس لحاظ سے کسی شخص کو عاشق و فانی فی الکتاب والسنۃ کا سرٹیفیکیٹ دلانے میں فقط اس کے فرائض و واجبات اعمال یعنی صلوٰۃ المکتوبہ، صیام فرضیہ اور عشر و زکوٰۃ یا حج، حجاب وغیرہا کچھ زیادہ کام نہیں دے سکتے تا وقتیکہ ہمیشہ کے لئے وہ غریبی یا امیری، جوانی یا پیری، تندرستی یا بیماری، سفر یا حضر، گھر یا باہر ہر حال و مقام میں اپنے نفقہ و عیش، زر و مال، علم و عقل، زبان و قلم، دل و دماغ، چشم و گوش غرض جملہ قوتوں اور قابلیتوں کو خدا اور بندوں (یا ملک و قوم) ہی کا نہ کر رکھے۔

(۲۹ ب) کسی شخص کی جسمانی، مالی یا زبانی وغیرہ نفلی عبادات بھی خدا اور بندوں کے ہاں جبھی مستحق قدر و قبولیت اور قابل تعریف و تحسین ہو سکتی ہیں کہ وہ پہلے اجتماعی نماز پنجگانہ، جمعہ، حج و زکوٰۃ اور حجاب وغیرہ فرائض و سنن دین سے بھی ہمیشہ اور بوجوہ احسن و اکمل ٹھیک ٹھیک مطابق کتاب و سنت عہدہ برآ ہوتا ہو۔

(۳۰) انسان کی ذات سے اختیاری اور اضطراری (یا بالفاظ دیگر تشریعی و تکوینی) دو قسم کے افعال و حرکات صادر ہوتے ہیں جب وہ اپنے اضطراری و تکوینی افعال و حرکات میں مومن و مسلم ہو کر فطرتی

زر و مال، برادری اور نفس و رواج) وغیرہ سدراہ ہے اور اکمل و اعلیٰ معیار کی دنیا پرستی **دین** (یعنی فکر فردا اور امر و نواہی کا تازیانہ) نہیں کرنے دیتا تو ذکاوت و سعادتمندی یہ نہیں کہ عارضی کے لئے دائمی و ابدی سے آنکھیں بند کریں بلکہ یہی ہے کہ دائمی و ابدی کی خاطر ننگا مع عارضی ہی کو لات مار دی جائے۔

(۳۴) اگر مقتدی سے اس کا امام نماز، بیوی سے اس کا خاوند اور اولاد سے اس کے والدین خوش نہیں تو وہ کسی دیگر کی خوش مزاجی بھی حاصل نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ (مقتدی، بیوی یا اولاد) اپنے متذکرہ مطاعوں سے خراج تحسین و آفرین وصول کرنے میں کامیاب ہے تو وہ کسی اور ابن جنس کے لئے بھی کبھی موجب رنج و شکایت نہیں ہوگا کیونکہ وہ (امام، والدین اور خاوند کی) ان لاجواب درسگاہوں اور شخصیتوں سے تعظیم و اطاعت کی تعلیم و تربیت پا چکا ہے کہ اس کے بعد بقول کل الصیدِ فی جوف الفرا سنے جمیع الخلائق کے ساتھ اور ہر شعبہ زندگی کے اندر حسن معاشرت، تعظیم و اطاعت امر، فرض شناسی، حق ادائی سیکھنے کے لئے کسی اور شخصیت یا درسگاہ سے رجوع ہونے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں رہ جاتی۔

(۳۵) کوئی مومن و مسلم اوروں کی نسبت جتنا زیادہ غلیظ اور گندہ، بدمزاج و منہ پھٹ اپنے پابیگانے اندھے، بوڑھے اور اپاہج، مسلول و مدقوق یا مسکین و یتیم کی کفالت و تربیت کرتا، اس کی جوئیں نکالتا، اس کا بول و براز صاف کرتا، نہلاتا دھلاتا، بٹھاتا اٹھاتا یا اس کے پاس جتنی زیادہ قرض و مستعار یا مفت لینے اور کوئی بھی شخصی یا قومی کام کروانے کے لئے آنے والوں کی بھرمار رہتی ہے اتنا ہی زیادہ بلند پایہ شخصیت، محبوب و مقرب بارگاہِ الہیٰ و رسید ملک و قوم ہوتا ہے اگر وہ ان کی حق ادائی و حاجت روائی میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

(۳۶) خدا کے محبوں اور مطیعوں کی طرح اس کے چور اور رہزن یعنی عباد النفس و الشیطن بھی مدارج رکھتے ہیں **گروہ اول** ایسے لوگوں کا ہے جو اپنے وقت، و مال یا جسم و جان وغیرہ میں سرے سے اس کا کوئی حق یا حصہ ہی تسلیم نہیں کرتے **گروہ دوم** ان لوگوں پر مشتمل ہے جنہیں دل یا زبان سے اپنی ذات میں خدا کا حق و حصہ تو تسلیم ہے مگر وہ اسے عملاً شاذ و نادر ہی ادا کرتے ہیں **گروہ سوم** ان اشخاص کا مجموعہ ہے جو زبان اور دل دونوں سے اپنے میں خدا کا حق و حصہ تسلیم بھی اور اپنی طرف سے ادا بھی کرتے ہیں مگر نہ پورا پورا نہ بروقت نہ صحیح مقام پر نہ جس طرح وہ کہتا اور چاہتا ہے بلکہ جتنا جب جہاں اور جیسا کہ وہ خود چاہتے ہیں یا اوروں کو کرتا دیکھتے ہیں۔

رہنا بلکہ ان کی پرستش کرنا اپنی برتری وسعادت مندی کا واحد ذریعہ سمجھتا چلا آرہا ہے لیکن ایک باضمیر اور مومن و موحد محض دولت وحکومت سے مرعوب ومتاثر ہوکر یا خوف وطمع کی بنا پر اور تو اور رئیس و افسر سے نیچے بیٹھنے یا ان کے پیچھے چلنے اسے پہلے سلام یا حضور، عالیجاہ وغیرہ کہنے اس کا استقبال ومشایعت کرنے اس کے ورود پر تعظیماً کھڑا ہونے یا خصوصی وامتیازی طریق پر اس کی ضیافت و تواضع کے فرائض انجام دینے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتا۔

(۳۲ الف) ایک ذی عقل وسعادت مند تو یہی کہتا ہے کہ جس کارِ خیر کو کوئی اور نہیں کرتا اسے میں ضرور کرونگا یا جس کارِ بد سے دوسرے احتراز نہیں کرتے میں ضرور اس سے محترز رہونگا لیکن نادان و بدبخت کہتا ہے کہ اگر اور لوگ فلاں کارِ خیر نہیں کرتے تو اکیلا میں کس لئے کروں یا اور لوگ فلاں غلطی و گمراہی سے نہیں بچتے تو میں اس سے کیوں بچوں۔

(۳۲ ب) کوئی شخص گھر یا خاندان اور ملک اپنی داخلی، ذہنی اور اخلاقی یا روحانی حیثیت میں معیار کتاب وسنت سے گرے بغیر کبھی بیگانوں کے ہاتھوں اور مادی یا سیاسی ناکامی و بربادی کا شکار نہیں ہوتا۔

(۳۳) دوسرے ملک و وطن کے مقابلہ میں اپنے ہی دیس و قوم کے اور غیر صوبہ و غیر ضلع یا غیر گاؤں کی نسبت اپنے ہی صوبہ یا اپنے ہی ضلع اور اپنے ہی گاؤں کے اندر بسنے والوں، وہیں بچپن، جوانی، بوڑھاپا گزارنے والوں، وہیں اپنا مکان و سامان، زن و فرزند اور لین دین بات چیت و برخاست اور نکاح انکاح وغیرہا ہر قسم کے تعلقات قائم کرنے اور رہنا سہنے والوں اور وہیں عالم عقبیٰ کو سدھارنے اور وہیں کی خاک پاک میں دفن ہونے کے شرف سعادت سے بہرہ اندوز ہونے والوں ہی کے مکمل طور پر اور سو فیصدی شخصی یا اجتماعی رنگ میں ابتدائے آفرینش سے وہاں کی امارت و قیادت، مدرسی و خطابت یا فصل القضا یا دیگر ہا جملہ (دینی و قومی عہدوں یا خدمات) کے شایانِ شان سمجھے جانے اور وہاں کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کی پوری پوری فکر و احساس رکھنے اور اس کے لئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی و جانفشانی دکھانے اور اپنے مقاصد و عزائم میں کامیاب ہونے کے **وجوہ و اسباب** میں ایک سب سے بڑی وجہ اور **اہم الاسباب** یہ ہے کہ اپنی ذاتی اور خانگی ضروریات کی بنا پر بھی وہاں کی امن و خوشحالی اور ذہنی، علمی یا اخلاقی اور تمدنی وغیرہا ترقی و برتری کے وہی محتاج و ضرورتمند ہوتے ہیں۔

(۳۴ الف) مطابق کتاب وسنت یعنی سو فیصدی دیندار و باخدا بننے میں **دنیا** (کسب معاش، گھربار

یا ناف اور سینہ پر ہاتھ باندھنے وغیرہ مسائل بھی کبھی ہمارے لئے کسی ملک وعہد میں موضوعات بحث وجدال بننا چاہیئے تھے اور مذکورہ معمولی مباحث سے گزر کر محکمات ومسلمات تک میں نہ صرف عوام کالانعام ہی یا ہم بلکہ علماء وائمہ دین ایسی مشفق وجان نثار ملک وقوم شخصیتیں بھی ان کے یا اپنے ہمجنسوں (علماء وائمہ) ہی کے تیر زبان وقلم سے کبھی اس طرح چوما دبیجان مادست وگریباں پائی جانا چاہیے تھیں۔

(۳۷) ج- خدا یا بندوں کیطرف سے اپنے ساتھ ناروا وبے رخانہ رویہ پر صبر وشکر کرنے کے لیے علم وعقل، قد وقامت، شکل ولباس، زور وہمت، بینائی وشنوائی، اعضاء وقوائے یا جاہ ومنصب وغیرہ میں خود سے کمتروں اور فخر وغرور سے بچنے کے لئے مذکورہ امور میں اپنے سے برتروں کو دیکھنا ہی کافی ہے۔

(۳۸) بمقتضائے جزاء سیئۃ سیئۃ بڑوں یعنی حکام وروسا وغیرہم کیطرف سے حقیر وناچیز وہی سمجھا جاتا ہے جو اُن کے سلام ومصافحہ، استقبال ومشایعت، تعظیم وہمدردی، قرض وسنتار عقیدت وخیراندیشی، وعیادت وتعزیت سے وہی محروم رہتا اور دنیا کی طرف سے حسد وبداندیشی، فخر وغرور، رشوت وحق تلفی، شکایت وشکوی، بے ادبی وسوء الظنی کا وہی شکار ہوتا ہے جو شعوری یا غیر شعوری طور پر (پہلے یا اب) خود کسی دوسرے کسان ومزدور، اندھے بہرے، غریب ومسکین بھکاری وغیرہا شخص یا طبقہ کو اپنے سے حقیر وناچیز جانتا، اسے اپنے سلام ومصافحہ، احسان وایثار، استقبال ومشایعت، تعظیم وتواضع، عیادت وتعزیت، وقرض ومستعار یا خوش فہمی وخیراندیشی سے محروم رکھتا اور اُسے اپنے حسد وبداندیشی، جبر وجور، فخر وغرور، گستاخی وبدمزاجی یا شکایت وشکوی وغیرہ کا شکار بناتا ہے۔

(۳۹) ب- حکام ورعایا، دکاندار وگاہک، افسر وماتحت، مالک ومزارع، غلام وآقا، والدین واولاد، استاد وشاگرد، خاوند یا بیوی وغیرہ جملہ فریقین الست بینت سے جبھی کوئی ایک فریق دوسرے کی شکایت وملامت یا اپنی تعریف وتحسین کرنے یا خود کو مظلوم ومعصوم اور مستحق اعانت ودستگیری اور سزاوار عزت واقتدار قرار دینے یا دنیا کی تمدنی، معاشرتی یا سیاسی وغیرہ اصلاح وترقی کی تڑپ یا امید رکھنے میں حق بجانب کہا جا سکتا ہے جب کہ بذات خود اپنے خالق ومالک اور جمیع متعلقین زندگی کیطرف سے

(۳۷ و) خدائے بزرگ و برتر اپنی لاجواب ازلی و ابدی رحیمانہ و دیرگیرانہ اور مستدرجانہ سنت کے ماتحت حقوق و فرائض کے بارہ میں اپنے احکام و ہدایات سے انسان کی بغاوت و معصیت یا سکوت عن الحق پر اسے اسی دم پکڑ کر مبتلائے عقوبت نہیں کرتا بلکہ مدتوں ہمیشہ اسے گھر اور شہر سے دور و دراز یا ہمسند ر پار کالے کوسوں کے اسی قسم کے فسق و معصیت کی سزائیں وارد شدہ جسم و روح انسانی کو لرزا دینے والے قحط و سیلاب، جنگ، زلزلہ، قتل و قتال، ہیضہ، طاعون و غیرہا کے اخبار و حوادث دکھاتا، سناتا اور پڑھاتا رہتا ہے تاکہ اگر وہ ذکی و خوش بخت ہے تو انہیں اتفاقی و طبعی نہیں بلکہ محض اسبابی یعنی حقوق و فرائض سے روگردانی اور احکام و ہدایات الٰہیہ سے سرتابی کا نتیجہ یقین کر کے ان (عذابوں اور سزاؤں) کے دوسرے ملکوں سے اس کے ملک و وطن پھر اس کے گاؤں پھر اس کے گھر اور انجام کار خود اس کی ذات کا رخ کرنے تک دوسروں (یعنی اول تو دیگر ملکوں اور صوبوں کو نہیں تو اپنے علاقہ و شہر یا گاؤں) ہی کو ذلیل و برباد ہوتے دیکھ سن کر (ان پر فقط انا للہ الخ پڑھ کر یا چند آنسو بہا کر اور لرزہ کانپ یا گڑگڑا کر یا زبانی اور جسمانی و مالی طور پر اظہار ہمدردی کر کے ہی نہ چپکا ہو رہے بلکہ) اپنی ذات سے تباہ شدہ ملکوں، قوموں، گاؤں اور گھروں کی تباہی و بربادی کے وجوہ و اسباب کا قلع قمع کر کے خدا اور بندوں کے حق میں (اور دین کی اصلاح و تدبر کے لحاظ سے) بہتر سے بہتر اور چست سے چست ہو جائے۔

(ب ۳۷) بمقتضائے مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ راندۂ بارگاہِ الٰہی قوموں کے ہاں اپنی ذات اور پارٹی کے غلط سے غلط اور مضر سے مضر جدی و آبائی اور فرقانی اعمال و عقائد کو صحیح سے صحیح اور مفید سے مفید لیکن دوسرے اپنے ہی ہم قوم شخص و گروہ کے ٹھیک مطابق کتاب و سنت سچے سچے نظریات و کردار کو بھی مستوجب صد ہزار طعن و ملامت قرار دینے اور اسے گرانے پچھاڑنے کے سوا کوئی چیز مرکز جد و جہد، مشغلۂ حیات اور سرمایۂ نجات نہیں رہ جاتی شومیٔ قسمت سے ہم بھی اپنی مذکورہ اقوام و ملل سے ہیں ورنہ کذب باری، استوا علی العرش، حجاب، اختکار، طلاق، خلق قرآن، حیات مسیح، غیب دانی غیر اللہ، سماع و استمداد موتیٰ، اتخاذ بناء علی القبور، فضیلت و نورانیت سید ولد آدم، جمعہ، تصور شیخ، ملوکیت و خلافت، فاتحہ خلف الامام، آمین اور رفع یدین، تقلید شخصی، تراویح، حتیٰ کہ نماز میں طول و قصر اور دیر سویر

زبانی خود اس سے یا کسی اور سے اس کا ذکر تک کرنے اور اسے مذکورہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے ملوث کہنے (العیاذ باللہ) (نظاہر باخدا سے باخدا) بھی بزدلی و کم ظرفی میں، اس سے بڑھ کر نہیں تو اس کے برابر ضرور ہوتا ہے۔

(۳۲ب) کوئی عورت اپنی دیگر صفات و کمالات کے باوجود جب تک علاوہ دیگر متعلقین علی الخصوص بہو، ساس، سوت، نند، بھاوجہ اور سسر سے بھی پروانہ خوشنودی مزاج حاصل نہ کرے کبھی ایک بہترین و بلند پایہ یا معیاری خاتون نہیں کہی جا سکتی۔

(۳۳الف) تہمت تراش و افترا پرداز اور لوگوں کو خود پر تہمت و افترا کا موقعہ دینے والا، رشک و حسد یا شکایت و شکوی کرنے اور اپنے اذکار و اخلاق سے لوگوں کو اپنی شکایت و شکوی یا اپنے سے رشک و حسد کا موقعہ دینے والا یا خمر و زنا کا مرتکب و عادی اور گھر والوں کو مطلق العنان اور محروم و تشنۂ تذکیر و تربیت چھوڑ کر انہیں ارتکاب معاصی کا موقعہ دینے والا دونوں مورد غضب و عقاب الٰہی اور دشمن خلق خدا ہونے میں قریب قریب اور مساوی ہوتے ہیں۔

(۳۳ب) ابن آدم بحیثیت مظہر قدرت کی طرف سے خوبیوں اور خامیوں دونوں کا مجموعہ و ملغوبہ بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہے اگر اسے علم و ہنر، حسن و جمال، قد و قامت اور زر و مال یا صنعت و حرفت وغیرہ قابلیتوں سے نوازا گیا ہے تو اس لئے کہ اپنی کے طمع میں اس کے ابنائے جنس اس کی تعظیم و تواضع کا حق ادا کریں اور اس کے ساتھ نشست و برخاست وغیرہ ہر قسم کے تعلقات جوڑیں اور کمزوریاں و کوتاہیاں بھی اس لئے اس کے اندر رہنے دی گئی ہیں کہ وہ ان کی بنا پر دوسروں کا محتاج و دست نگر رہے اور ان کے ساتھ سلام و استقبال، نشست و برخاست اور قیل و قال وغیرہ کے لئے مجبور ہو گویا خوبیوں اور خامیوں دونوں سے ذریت آدم کا باہمی اتحاد اور افادہ و استفادہ ہی حقیقی اور انتہائی غرض ہے۔

(۳۴الف) تنگدل از روئے عقل و انصاف ایسا شخص نہیں کہا جا سکتا جو ہمیشہ خلاف کتاب و سنت چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں پر کڑھتا اور ٹوکتا ہنر اونی سے ادنی اچھائیوں کی جانب بھی پورے زور و شور کے ساتھ دعوت دیتا ہے بلکہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو ادنی سے ادنی خامیوں پر بھی مصر اور بضد رہے یا آسان سے آسان نیکیاں اپنانا یا ان سے متعلق کہنا سننا گوارا نہ کرے۔

(۳۴ب) ایک حساس و باخدا کی شان سے بہت بعید ہے کہ کسی قرض و مستعار کے ضرورتمند یا قومی مقاصد کے معاملہ میں کسی تعاون و حمایت کے طلبگار بھائی کو فی الفور فائز المرام کر سکنے کی پوری قوت و قابلیت رکھنے کے باوجود اسے ہفتوں اور مہینوں تک بار بار اپنے در دولت کا طواف کر لینے اور پھر پھر کہنے سننے کی ذلت اٹھانے کے لئے مجبور کرے یا دیتے وقت اپنی حیثیت یا اس کی ضرورت اور رتبہ کا خیال نہ کرے

خود پر عائد شدہ حقوق و فرائض سے بالکل مطابق کتاب و سنت بوجوہ احسن عہدہ برآ ہونا ہو۔

(۳۹) آج اور اسی نماز، اسی ذکر و عبادت، اسی غسل و وضو، اسی مسواک و حجامت، اسی میزبانی، اسی لین دین، اسی نکاح و ذبح، اسی خرید و فروخت، اسی نشست و برخاست اور قیل و قال وغیرہ سے دس منصف یا بندوں کی طرف سے عالم یا جاہل، غنی یا ممسک، زاہد و دنیادار، خوش خلق و متواضع اور متکبر، سست یا ہوشیار، کم ظرف و عالی مشرب وغیرہ کا لقب پاتا ہے تاکہ وہ مندرجہ بالا امور سے دائماً انتہا درجہ موثر و دلکش طریق سے اور بالکل مطابق کتاب و سنت عہدہ برآ ہوا کرے۔

(۴۰) جس ملک، عہد، گاؤں، شہر یا خاندان یا موسم و موقعہ میں اذان و اقامت، جمعہ، حج و زکوٰۃ، ڈاڑھی، قیام اللیل، حجاب، تعلیم و تعلم دین، عشر و زکوٰۃ، شرعی تقسیم ترکات، صدقہ و خیرات، ادب و تعظیم، صبر و حلم، ولیمہ و عقیقہ، خلوت و خاموشی، سادگی و جفاکشی، امر و نہی یا تعاون علی البر و التقویٰ، نابود و مفقود اور ناقابل اعتنا ہوں انہیں بجلو تنہا **انجام دینا** یا جہاں اور جس وقت خمر و قمار، جھوٹ، انتقام، ناش، دحقہ، سود، راگ و سرود، نفاق و تصنع، بغض و رقابت، عیش و عشرت، میلے، اکھاڑے، گداگری، جہل و جمود، شرک و بدعت، غیر اسلامی رسم و رواج، اجنبی تہذیب و تمدن وغیرہ خس و خاشاک کیطرح رسوائے عالم ہوں ان سے **محفوظ رہنا** اعظم الجہاد کا حکم رکھتا ہے۔

(۴۱) اس سے بڑھ کر سعادتمندی و جوانمردی کا کوئی درجہ نہیں کہ ـــــ کسی گاؤں، گھر یا خاندان سے اپنے حق میں یا عوام کے لئے شخص واحد ہی کے معمولی سے معمولی محسن و مشفق اور مطیع و مؤدب یا بہی خواہ و خوش نیت ہونے کی وجہ سے وہاں کے بد سے بدتر مرد و زن اور بزرگ و خرد کو اپنی طرف سے قابل تعظیم و احسان **سمجھا جائے**، اس سے زیادہ کج فہمی و بدبختی بھی کوئی اور نہیں ہوگی کہ فرد واحد کی غلطی و کوتاہی کے باعث کسی خاندان کے خاندان یا گھر کے گھر کو مستوجب نفرت و حقارت قرار دیں۔

(۴۲) حقیر و ناچیز سمجھنے والے، احسان و تعظیم، سلام و مصافحہ، عیادت و تعزیت، قرض و مستعار یا رشتہ وغیرہ سے محروم رکھنے والے، منافقت، احسان فراموشی، نادہندگی، ریا و نفاق، اتہام و افترا، جہد و بدانہ بینی، فخر و غرور، غبن و خیانت یا شکایت و شکوہ کے مرتکب و عادی اور سیہ کار کے ساتھ (محض اپنے ذاتی نفع و ضرر کی بنا پر) اسی جیسا سلوک کرنے یا بائیکاٹ روا رکھنے (تو کیا صرف

لوگوں کی نظروں سے گرا سکتا ہے۔

(ج) شاذونادر ہی ایسا دیکھا گیا ہے کہ غیر ملکی زرق برق اور زیادہ قیمتی لباس یا بوٹ، پتلون ہیٹ وغیرہ پہنے اور طرہ دار پگڑی سے مزین ہوتے اور مذکورہ امور کے لئے ہمیشہ اپنا زیادہ تر زور و شوق اور جدوجہد وقف کرنے والے کا دل و دماغ بازاری اور بے دین لوگوں کے سے باقی اذکار و اعمال سے بھی متاثر نہ ہو یا کم از کم وہ خود کو اوروں سے بہتر و برتر نہ سمجھتا ہو۔

(چ) کتاب وسنت (علی الخصوص قرآن حکیم) میں جہاں کہیں بھی اچھائیاں اپنانے یا برائیاں چھوڑنے کی تاکید و تلقین کی گئی ہے وہاں باطن کے ساتھ ظاہر کی صراحت بھی موجود ہے بلکہ ظاہر ہر جگہ مقدم الذکر ہے

ح۔ کسی شخص کے ظاہر ہی کو دیکھنے سے اس کے اپنا یا بیگانہ، سرکش و متواضع یا دہریہ و ناد ہندہ وغیرہ ہونے سے متعلق کافی حد تک اور صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

(س) صالح الظاہر ہی علی العموم صالح الباطن پائے گئے ہیں۔ (ر) ظاہر کی ہی اصلاح باطن کے مقابلہ میں آسان ہے اسی کی اصلاح میں کامیاب ہونے والا اصلاح باطن میں کامیاب اور اسی کی اصلاح میں ناکام رہنے والا اصلاح باطن میں بھی ناکام رہتا ہے اس لئے اصلاح ظاہر کو ہی اصلاح باطن کے لئے بنیاد قرار دینا ناگزیر ہے۔

س۔ اگر ظاہر کا باطن پر کچھ اثر نہیں پڑتا تو سطحی بنو سنگار اور ظاہری چمک دمک پر دنیا کی دنیا کس لئے سوجان سے نثار اور اپنا سب کچھ لٹا رہی ہے۔

(ش) کسی قوم، گاؤں، خاندان یا گھر کے ظاہراً (یعنی عبادات، معاملات، شکل ولباس، مرگ و شادی کے رسومات وغیرہ کے لحاظ سے) متفق و متحد ہی باطناً یعنی بدل وجان ہر کام میں اور ہمیشہ باہم ہمنوا و یک سو رہ سکتے ہیں۔

(ص) کسی شخص کے ظاہری کے زیر اثر سب سے پہلے اور زیادہ تر انسان اس کا دلدادہ یا اس سے متنفر ہوتا ہے۔

(ط) کسی شخص کی صفائی و درستی ظاہری اس امر کا کامل بین ثبوت ہے کہ وہ صالح الباطن ہے ورنہ بصورت دیگر اس کا اپنے دل سے مطلق العنان ہو کر صالح الظاہر ہونا کبھی ممکن نہ تھا۔

(ع لم) اگر رب السماوات والارض کی رضا و خوشنودی ہی انسان کیطرف سے مقصد حیات زندگی اور فخر و سعادت دارین کا بلند ترین مقام قرار پانا اور اس (انسان) کی طرف سے اسے زیادہ نہیں تو کم از کم "ناقصات عقل و دین" اور "رشت استخوان و مضغۂ گوشت معشوقات کا سا ہی رتبہ دے دیا جاتا تو

بلکہ اپنی مرضی کا پابند ہو۔

(۴۴) جہاں اپنی نسبتی شرافت، جاہ و مال اور جوانی و خوبروئی یا افسری و سرمایہ داری کے بل بوتہ پر دوسرے کمین و مزدور اور کسان و ماتحت یا ضعیف و کم صورت کو حقیر و ناچیز جاننا خلاف انسانیت ہے وہاں کمزوروں اور چھوٹوں کا بیدین و مغرور رئیسوں، افسروں یا اہلکاروں، جاہل پیروں اور سجادہ نشینوں وغیرہ کو محض دولتمندی و طاقتوری کی بنا پر ان کے قدموں میں گرنا، ان کے ساتھ میل جول اور نشست و برخاست رکھنا، ان کا استقبال و مشایعت یا ان کی تائید و حمایت یا عیادت و تعزیت کرنا بھی بے حمیتی و کمینگی (بلکہ خود بڑوں سے بداندیشی) کی انتہا ہے۔

کیونکہ (ا) وہ غریبوں اور کمزوروں کیطرف سے ادب و تعظیم وغیرہ کو محض ان کے خوف و طمع یا ضعف طبعی اور ریاکاری پر محمول کرتے ہوئے اسے اپنے لئے کبھی باعث فخر و خوشی یا قابل قدر و تحسین خیال نہیں کرتے (ب) وہ اپنی ذاتی، علمی، یا اخلاقی اور دینی وغیرہ کسی حیثیت سے مذکورہ امور (استقبال و تعظیم وغیرہ) کے مستحق نہیں ہیں (ج) اپنی انتہائی لادینی، خودسری اور مطلق العنانی کے باوجود غریبوں اور ماتحتوں کی طرف سے بدستور اپنی روز افزوں قدمبوسی و کفش برداری اور بڑے سے بڑے اعزازات و مناصب پیش ہوتے دیکھ کر انہیں کبھی مطابق کتاب و سنت ذہنی، علمی، اخلاقی خوبیاں اپنانے اور بدعنوانیاں چھوڑنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی (د) اس (بڑوں کی قدمبوسی و کفش برداری) سے ان غریب و کمزور اور شریف بندگان الٰہی کی جو اس کے علمی یا اخلاقی وغیرہ ہر لحاظ سے حقدار ہونے کے علاوہ قدردان بھی ہوتے ہیں صد درجہ حق تلفی و دل آزاری ہوتی ہے

(۴۵) اصلاح و تزکیہ باطن کی ضرورت و اہمیت سے تو کسی عالم و جاہل یا فقیہ و سفیہ کو مجال انکار نہیں لیکن تربیت و تزکیۂ ظاہر (یعنی زبان اور شکل و لباس وغیرہ کو ٹھیک مطابق کتاب و سنت بنانا) بھی اس سے کچھ کم اہم و ضروری نہیں کیونکہ :۔

(ا) جس طرح قیل و قال، نشست و برخاست اور لین دین وغیرہ ظاہری تعلقات، باطنی میلان و عقیدت ہی سے ممکن ہوتے ہیں بالکل اسی طرح باطنی محبت و اتحاد بھی ظاہری موافقت، قیل و قال اور نشست و برخاست وغیرہ سے شروع ہوتا اور قائم رہتا ہے۔

(ب) اسلامی اور شرعی ظاہر کسی شخص کی اندرونی خرابیوں یا مخفی کوتاہیوں یا بغض و عناد اور بخل و جہالت وغیرہ کا بھی (مدتوں) پردہ چاک نہیں ہونے دیتا۔

(پ) اس قدر جلدی اور آسانی کے ساتھ کسی شخص کی خرابی باطن نہیں جتنا کہ غیر شرعی ظاہر سے

سلام و مصافحہ، اصلاح و تذکیر اور فی الجملہ اتباع کتاب و سنت ہی ہو سکتا ہے۔
(۷) خدا بزرگ و برتر کیطرف سے عائد کردہ معمولی و مختصر حقوق و فرائض اپنی مرضی سے، ہمیشہ، ساتھ ساتھ، موقعہ بموقعہ،..... روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنا وقت و مال یا جان چھپانے والی قوم کو یقیناً کبھی بالجبر ان معمولی مقررہ سے ہزار درجہ بڑھ کر خانہ برانداز اور نا قابل برداشت مالی یا جانی قربانیاں دینا بلکہ بسا اوقات خدا یا بندوں اور اپنوں یا بیگانوں کے ہاتھوں جائز یا نا جائز، آئینی یا غیر آئینی طریق پر زن و فرزند، مال و جان اور گھر بار جیسے متاع عزیز سے دست بردار ہونا اور صفحہ ہستی سے مٹنا پڑتا ہے۔
(۸) غریب و مزدور یا کسان و کمیں اور ماتحت طبقہ، انسانیت بھی کسی طرح قابل رحم و شفقت، مستحق عزت و اقتدار اور مستوجب آسودگی و خوشحالی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ (۱) وہ بھی اپنے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، قیل و قال، شکل و لباس، امساک و انفاق، مرگ و شادی اور اپنے جیسوں، شریفوں اور کمزوروں سے برتاؤ کرنے میں بڑوں سے ذرہ بھر بہتر نہیں پایا جاتا (۲) جہاں تک اس سے بن پڑتا ہے وہ بھی ہر شعبۂ زندگی میں فاخرانہ و مسرفانہ طریق پر بڑوں ہی کی مشابہت اور برابری کا زیادہ سے زیادہ خواہاں و کوشاں رہتا ہے۔ (۳) کسی اصلاحی و انقلابی تحریک و دعوت پر یہ سمجھ کر کہ بڑوں یا چھوٹوں کو عزت و ذلت سے دنیا میں جو مقام بھی حاصل ہے بالکل صحیح و منصفانہ اور اٹل یا قدرتی اور ازلی و ابدی ہے) کبھی کان نہیں دیتا بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس کا سدباب کرتا ہے (۴) اپنے کمزور و شریف اور مستحق تعظیم و تواضع بھائیوں کیطرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن جابر و با اقتدار طبقہ کے اشارہ چشم و ابرو پر سو جان سے نثار ہونے کو تیار رہتا ہے (۵) کبھی وہ لذت و فرحت کسی اور جگہ سے نہیں جو بڑوں سے جوتے کھانے اور اپنی عزت و آبرو برباد کرا نے میں محسوس کرتا ہے۔
(۹) کسی گھر کی نااہلی و بے راہروی یا خدا اور بندوں کی ناحق ادائی کا ایک بہت بڑا سبب والدین یا خاوند کا بجائے روحانی کے گھر والوں کی غذا، مادی و جسمانی کی بہم رسانی اور امور معاشی ہی میں اپنی تمام تر (یا زیادہ سے زیادہ) کوششیں وقف و مرکوز رکھنا ہوتا ہے اس لحاظ سے ان اہل و عیال کو جنہیں شومئ قسمت سے اس قسم کے والدین اور سرپرستوں سے واسطہ پڑا ہے جو بجائے ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت اور امر و نہی کے زیادہ تر ان کی جسمانی و مادی پرورش یا زیب و زینت پر زیادہ زور دیتے ہیں اگر یتیم و لاوارث بھی کہا جائے تو بے جا نہیں ہے۔

جیسا کہ دنیا کی تاریخ عشق وجنون کی ورق گردانی سے متحقق ہے کہ بڑے سے بڑے لبیب و حازم " ذی فہم ودبا اقتدار اور شہنشاہانِ عالی تبار اپنے معشوقانِ مجازی کے استصال واستحضار کے لئے ہرنا ممکن کو ممکن پہاڑوں کو رائی اور زہر کو شہد وشکر اور اغلال وسلاسل کو پھولوں کے ہار سمجھ کر لبیک کہتے آئے ہیں اس کے مشکل سے مشکل احکام ومطالبات، گراں سے گراں اور شاق سے شاق زبانی، جسمانی یا مالی عبادات وتحیات، سخت سے سخت سردی میں غسل ووضو، شدید سے شدید گرمی بلکہ آتش فشانی وبمباری تک کے اندر نماز وروزہ، جہاد یا حج بیت اللہ، روح گداز سے روح گداز بیماری میں ذکر وعبادت انتہائی عدیم الفرصتی کے عالم میں تسبیح وتلاوت اور تنگدستی سے تنگدستی میں غریبوں، محتاجوں، اندھوں اور بیماروں، مہمانوں اور مسافروں کی زبانی، جسمانی یا مالی عیادت وغمخواری، کسی اپنے یا بیگانے کے عظیم سے عظیم ظلم وتشدد پر صبر وعفو، اعلائے کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں مدۃ العمر کے لئے قید وبند، یا قدیم سے قدیم اور مرغوب سے مرغوب طبیعتِ ثانیہ بنے ہوئے فخر وحسد، شکایت وشکوی، خمر وزنا اور افیون وحقہ جیسے) مہلک ترین امراض وعادات اور محرمات وممنوعات یا مشتبہات تو کیا مباحات وجائزات تک کو چھوڑنا وغیرہ سب کچھ بمقتضائے حُبُّکَ الشَّیءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ اور اس وجہ سے کہ وہ معشوق حقیقی کی رضا اور ملاقات کی طرف سیدھی سڑک بلکہ خود منزل ہی ہے اُسے بالکل ایک بائیں ہاتھ کا کرتب معلوم ہوتا ہے۔

(۷ الف) خدا کا حقیقی ذکر وشکر یا والدین، خاندان اور کسی بزرگ واستاد کی اصلی اور قابل قدر یعنی مخلصانہ تعظیم وتواضع یا استقبال ومشایعت اور عقیدت واطاعت یا تعریف وتحسین وہی ہوتی ہے جو ان کے موجودہ یا آئندہ متوقعہ ہی نہیں بلکہ زیادہ تر قدیم وگذشتہ حاصل کردہ احسانوں اور کارناموں کے پیشِ نظر ہو۔

(۸ الف) کسی شخص، گھر، خاندان، گاؤں یا ملک وقوم کا فقر وغنا، بیماری وتندرستی، بلندی وپستی، شہرت وگمنامی، کسی مقصد میں کامیابی یا ناکامی چونکہ اس قدر فوری یا ہنگامی ظاہری اور تکوینی اسباب کا نہیں جتنا کہ روحانی، باطنی، تشریعی اور قدیم ودیرینہ وجوہ کا نتیجہ ہوتی ہے اس لئے اس کی ہر طرح کی کمزوریوں، مشکلوں اور ناکامیوں کا حقیقی اور موثر ومنتج طریق علاج بھی روحانی، تشریعی اور مستقل ودائمی یعنی توحید وایمان، اقامت اجماعی نماز پنجگانہ، درس وجمعہ، بیت المال، دار المطالعہ، غسل ووضو، حجاب وغض بصر، دعا ودعا، قیام اللیل، صبر وعفو، ایثار واحسان، اپنوں یا بیگانوں غریبوں اور محتاجوں کی عیادت وتعزیت، خیراندیشی وخندہ جبینی، عجز واطاعت، تسبیح وتہلیل،

پر امید سے پر امید اقتصادی و سیاسی نصب العینوں اور اسکیموں حتیٰ کہ تخت و تاج اور زن و فرزند کو بھی اپنے مقصد حیات سے ایک بالکل غیر متعلق اور ناچیز و بے معنیٰ سمجھتا ہوا اس سے کلیتہً بے نیاز و دل برداشتہ ہو کر اور یہ یقین کر کے کہ سوائے دار آخرت کے کوئی چیز اس کا ساتھی حقیقی و دائمی ٹھکانہ اور قرار دل و جان نہیں اپنی تمام تر اور ہر قسم کی توتوں، کوششوں، دلچسپیوں اور قربانیوں کے ساتھ تعظیم لامر اللہ نیز شفقت علیٰ خلق اللہ کے ذریعے دار آخرت ہی کا ہو رہے دوسرا مقصد یہ ہے کہ وہ مصائب و آفات کی ان مذکورہ چنگاریوں سے "عذاب السعیر" کا تصور ہمیشہ تازہ و برقرار رکھے اور اس سے لرزہ براندام رہے اور غور کرے کہ معمولی گذشتنی و رفتنی آفات و حوادث کے "عذاب ادنیٰ" کے سامنے اس کی عاجزی و بے بسی کا یہ عالم ہے تو وہ ابدی "عذاب الاکبر" کا سامنا کیونکر کر دیگا تیسرا مقصد یہ ہے کہ انسان اور نہیں تو مذکورہ آفات و آلام سے نجات پانے اور محفوظ رہنے کی ذاتی و نفسانی غرض کے پیش نظر ہی ہمیشہ محو ذکر و دعا رہے اور زبانی، جسمانی یا مالی وغیرہا طریق پر خدا اور بندوں کے ساتھ عمدہ سے عمدہ برتاؤ رکھے، چوتھا یہ بھی کہ اور نہیں تو نہیں مذکورہ مواقع پر وہ خود اپنے ابنائے جنس کی اور ابنائے جنس اس کی خدمت و اعانت کا حق ادا کر سکیں پانچواں مقصد یہ بھی ہے کہ اور نہیں تو اسی طرح سے اس کے گناہوں اور غلطیوں کا بوجھ اس سے ہلکا ہوتا رہے چھٹا یہ بھی ہے کہ جس طرح وہ ان حالات و مشکلات کے اندر خاشع و متواضع پایا جاتا ہے ویسا ہی مدۃ العمر رہے ساتواں یہ بھی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ ایک ابن الوقت و مطلب پرست کی طرح فقط عیش و فراغت ہی میں محبت و اطاعت کا دم بھرتا ہے یا برے وقتوں میں بھی خدا اور بندوں کی حق ادائی کرتا اور اکمل و اعلےٰ انسان کا لقب پاتا ہے آٹھواں مقصد یہ ہے کہ وہ خود کو عجز و بے چارگی اور ہیچمیرزی میں عامۂ انسانیت ہی کے برابر سمجھے اور کسی سے اجنبی و ناچیز کا سا سلوک روا نہ رکھے چنانچہ ابتدائے آفرینش سے کوئی مومن و مسلم گروہ جتنا زیادہ نشانۂ مصائب و شدائد بنایا گیا اتنا ہی زیادہ بہتر و برتر بندۂ خدا بن سکا اسی لیے خدا کے حق آگاہ و دیدہ ور اور خوش بخت بندوں نے آفتوں اور گردشوں کو بھی بخوشی لبیک کہا۔

(۵۲) اگر خلاق اکبر انسان کی ہر عسر و یسر، فسق و تقویٰ، طاعت و معصیت وغیرہ حالت میں اور ہر وقت و مقام پر اُسے ضروری جسمانی یا مالی انعام و عطایا سے برابر مستفید رکھتا ہے تو عقل و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ بھی خوشحالی یا تنگدستی، ضعیفی یا جوانی، سفر و حضر، شغل و فراغت

(۴۹) خلاف کتاب وسنت کوئی غلطی وگمراہی خواہ فکری ہو یا عملی جتنی زیادہ مزمن اور عالمگیر ہو
جاتی ہے اسی قدر (اس کے مرتکب وناشر کی بجائے) الٹا اس کا مخالف ومانع (شخص وگروہ) ہر جگہ
اور ہر کسی کے ہاں قابل نفرت وحقارت ٹھہرتا، مجنون ومفسد کہلاتا اور معتوب ومغضوب ہوتا ہے
کیونکہ وہ اپنی دعوت وطریق کار یا طرز زندگی وغیرہ کے لحاظ سے لوگوں میں نادرۂ روزگار اور تعداد
وقوت میں کالعدم نظر آتا ہے

(۵۰) بیماری وتنگدستی، غلامی ومحکومی، قبولیت دعا یا کسی مقصد میں ناکامی، نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ
وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ، قحط وسیلاب، کسی اپنے یا بیگانے کی بدسلوکی یا تحقیر وتضحیک اپنے
ساتھ کسی کے فخر وغرور یا حسد وبخل یا شکایت واتہام حتی کہ ضرب وزخم اور قید وقتل وغیرہ سے
دوچار ہونے پر خدا اور بندوں کی شکایت اور ان سے ناراضگی کی بجائے اگر انسان حقوق وفرائض
کے باب میں اپنی موجودہ یا مدۃ العمر کی گذشتہ ذاتی کمزوریوں اور غفلت شعاریوں، خدا اور بندوں
کے ساتھ اپنی بدمعاملگیوں اور کوتاہ کاریوں کی فہرست پر بھی ایک نظر مار لیا کرے تو یہ سب کچھ
اسے کبھی ناانصافی وحیرت انگیز یا خلاف توقع معلوم نہ ہو۔

(۵۰ب) ایک خدا اور دین القیم کی غلامی قبول نہ کرنے کی پاداش میں کسی شخص وقوم کو اپنی
گردن میں نفس وطبع، وطن وماحول، اسلاف واکابر (ملکی یا غیر قومی) حکام ورؤسا، اشتراکیت
وسرمایہ داری، ناقصات العقل والدین وغیرہ بیسیوں قسم کے آقاؤں کی غلامی کا قلادہ اپنے
گلے میں ڈالنا پڑتا ہے۔

(۵۱) رب قدیر وارحم لعبادہ من الام بولدہا نے اشرف المخلوقات اور اپنے خلیفہ فی
الارض کی فرودگاہ کو جہاں مہر وماہ، آب وہوا، باغ وبہار، دریاؤ کوہسار، جوانی وگل اندامی، زن
وفرزند، سیم وزر، پھلوں اور میووں، شملہ وکشمیر سے جنت نظیر بنا رکھا ہے وہاں اسے اس کے لئے
اپنوں یا بیگانوں کے ظلم وبداندیشی، فخر وحسد، بغض وعناد، بیماریوں، قحطوں، سیلابوں، وباؤں،
آندھیوں، طوفانوں، آتش فشانیوں، برفباریوں، ضربوں، زخموں، حملوں اور جنگوں، ناکامیوں
اور تنہائیوں، بڑھاپے، قید وبند، لوٹ مار، اندھے بہرے پن، تنگدستی، تجرد ولاولدی، (ہر چیز کے)
زوال وفنا وغیرہ لاعلاج قسم کے آفاقی وانفسی، زمینی یا آسمانی مصائب اور ہمیشہ کسی نہ کسی شخصی
یا قومی، جسمانی یا مالی، اقتصادی وسیاسی خدشہ یا فتنہ کا نشانہ بنائے رکھنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی
جس سے علاوہ دیگر مقاصد کے پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا وما فیہا من العجائب واللذائذ

بلند و پست اور اس کے لئے ناموزوں ہوتی ہے یا یہ مقصود ہوتا ہے کہ داعی زیادہ سے زیادہ مدت تک یا عمر بھر کے لئے (اور نہیں تو اسی ہوش میں) ذات باری کے شرف مناجات و ہمکلامی سے مشرف ... اور الحاح و زاری ہے کبھی یہ مدعا ہوتا ہے کہ داعی قدرت کے ہاتھوں شاہد مراد سے ہمکنار ہونے کے لئے عبادت و اطاعت الٰہی اور عیال اللہ کی تعظیم و شفقت میں زیادہ سے زیادہ اور بیش از پیش مستعدی و گرمجوشی دکھاتا رہے کبھی دعا داعی یوں بھی منظور ہوتی ہے کہ اسے ٹھیک وہی مراد جو وہ مانگتا ہے تو حاصل نہیں ہوتی لیکن کوئی دیگر اسی پایہ کی یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی چیز اور مادی یا روحانی نعمت و دولت غیر شعوری طور پر اسے ہاتھ آجاتی ہے یا فی الجملہ اس کی ذاتی یا خانگی، ذہنی یا عملی، اخلاقی یا علمی، اقتصادی یا سیاسی وغیرہ حیثیت ہی شعوری یا غیر شعوری طریق سے بہتر و برتر ہوجاتی ہے یا اور زیادہ نہیں تو کم از کم موجودہ حالت و حیثیت ہی جس کا دعا و وظیفہ یا ذکر و عبادت سے غافل و قاصر رہنے کی صورت میں اگر جانا مقدر تھا برقرار رہنی اور گرنے سے محفوظ ہوجاتی ہے یا یہ کہ داعی یا اس کے اعزہ و اقارب اور ملک و قوم کے سر سے کوئی موجودہ یا آئندہ معلومہ یا غیر معلومہ داخلی یا خارجی اور اجتماعی یا انفرادی عام یا خاص مصیبت و ذلت ہی ٹل جاتی ہے کبھی یہ مقصد ہوتا ہے کہ داعی و عامل اپنی دعا اور ذکر و عبادت کے سلسلہ میں کی ہوئی جانفشانیوں اور دلسوزیوں کی بنا پر اپنی دعا کے واجبات و ثمرات کے لئے ذات باری کو اپنا زیادہ سے زیادہ زیر بار و مقروض سمجھ کر مستقبل میں اپنی شادکامیوں اور بامرادیوں کے لئے اس کی طرف سے بہت زیادہ پر امید و مطمئن رہے کبھی خود داعی یا عامۂ خلائق پر اس کے عجز و بے بسی کا اظہار و اعلان بھی اس طریق سے کیا جاتا ہے۔

(۳۳۵) انسان کی اچھائی یا برائی، ہدایت و گمراہی اور فرض شناسی یا کام چوری اور خودسری یا راست روی میں اس کے کسی بھی عضو جسمانی (حتیٰ کہ سمع و بصر یا زبان) کو نہیں جو آمر آور کلیۃً اثر و اختیار اور بے پناہ سطوت و جبروت ایک مضغۂ گوشت یعنی اس کے دل کو حاصل ہے اسی لئے تو حق تعالےٰ کی طرف سے اس کے رد عمل کی غرض سے انسان کو اس کی نسبت کہیں زیادہ طول طویل اور بھاری بھر کم قالب و دماغ اور سمع و بصر یا تکلم وغیرہ کی قوتوں اور قابلیتوں سے لیس کیا گیا ہے لیکن انسان کی ناتوانی و بے بسی کی انتہا ہے کہ وہ باایں ہمہ عظمت شان اور کثرت

وغیرہ کسی حالت اور وقت و مقام میں اس کی زبانی، مالی یا جسمانی وغیرہ کسی طرح کی عبادت و اطاعت سے ایک لمحہ بھر کے لئے غافل نہ ہو بلکہ اپنی بڑی سے بڑی جسمانی یا مالی، شخصی یا قومی معاشی یا سیاسی مشکل و مصیبت کے وقت بھی حقوق و فرائض اور عبادات و معاملات وغیرہ میں اتباع کتاب و سنت کے لحاظ سے پیش از پیش سرگرمی و جاں فشانی دکھائے کیونکہ ہر قسم کے مشکلات و مصائب انسان پر نازل بھی عبادت و اطاعت یا حقوق و فرائض کی ناادائی و بے اعتنائی ہی کے باعث ہوتے ہیں اور ان کا علاج بھی انہی کی جانب رجوع ہے اور کبھی دلجمعی و فراغبالی کا انتظار نہ کرے کہ وہ دنیا کے اندر کما حقہٗ اسے تادم زیست نصیب نہیں ہوگی۔

(۳۰۵) قبولیت دعا سے عامۃ الناس کی محرومی و بے یقینی یا ذکر و عبادت وغیرہ کے (بظاہر) جلد بار آور نہ ہونے کے وجوہ و اسباب تو کسی (ذی بصیرۃ) سے مخفی نہیں (اور وہ اوامر و نواہی یا حدود و احکام دین الٰہی سے بے اعتنائی ہی ہے) لیکن لبا اوقات خاصان بارگاہ الٰہی کی دعائیں اور عبادتیں بھی (در حقیقت یا بظاہر) کچھ مدت یا ہمیشہ کے لئے تشنۂ اجابت و گرسنۂ سماعت رہ جاتی ہیں جس کا زیادہ اور سب سے بڑا سبب تو یہ ازلی و ابدی سنت الٰہیہ ہوتی ہے کہ دنیا میں کوئی کارندہ، اجیر یا مزدور و کاشتکار وغیرہ اپنی محنت و کوشش کا پھل علی الفور نہیں بلکہ ہمیشہ (اپنی مراد و مدعا کی مقدار و نوعیت کے موافق) دیر و انتظار کے بعد ہی پاتا بلکہ بہت دفعہ بالکل ہی خالی ہاتھ رہ جاتا ہے یا اس ذکر و دعا اور قربانی ہر قسم کے صلہ سے دیر تک محروم رہتے) سے ذات باری کو داعی و عامل کی توحید و توکل، عزم و ثبات یا عجز و انابت وغیرہ کا امتحان مقصود ہوتا ہے یا داعی کی تکمیل انسانیت اور سعادت دارین (وغیرہ) کے پیش نظر اس کے لئے مدعا کا دیر سے ہاتھ آنا یا بالکل ہی حاصل نہ ہونا فی عِلمِ اللہ بہتر و ضروری ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ نتیجہ دعا و ثمر تمنا (کچا پکا یا کڑوا کسیلا اور ادھورا نہیں بلکہ) خوب پھل پھول کر لذیذ و شیریں شکل دیکھتے "یسمن و یغنی عن الجوع" حالت میں یا لامقطوعۃ ولا ممنوعۃ حیثیت سے شدید ترین مشکل و ضرورت کے وقت اور کلی و قطعی قحط و نایابی کے عالم (عقبیٰ) میں داعی و عامل کے ہاتھ لگے یا کبھی داعی کسی دیگر ایسے شخص کی مشکل و ضرورت حل کروانے کی دعا کرتا یا اپنی دعا کے اثر و نتیجہ میں اپنے ساتھ کسی ایسے اپنے یا بیگانے شخص یا اشخاص و اقوام کو بھی شامل کر لیتا ہے جن کی محرومی یا سزا پانا اور مبتلائے ذلت و مصیبت ہونا یا رہنا (خود اس کی یا) ان کی اپنی اصلاح و عبرت یا عامہ خلائق کی خوشی و بہبودی کے لئے ناگزیر ہوتا ہے کبھی مطلوبہ چیز داعی (یا جس کیلئے وہ چاہتا ہے) کی شان ہی سے

عورتوں اور عورتوں کا نامحرم مردوں کی شکل و لباس اور ان کے باہمی ناجائز تعلقات یا عشق و اغوا کے (موجودہ یا فرضی) حکایات و واقعات کہنا، سننا یا پڑھنا اور فوٹو کھچوانا، رکھنا یا دیکھنا، جوا یا چوری و رہزنی اور قتل و قتال سے احتراز و برات کا اور علانیہ دوسرے (اپنے یا بیگانے) کے عام ذاتی و اخلاقی عیوب و نقائص یا اس کی اپنے ساتھ بدسلوکی و زیادتی یا ناحق ادائی کا کسی تیسرے سے ذکر و شکایت کرنا، دوسرے کے علم و فضل وغیرہ کی تعریف یا تحسین یا عزت دیکھ سن کر جل بھن جانا، کسی کی قبولیت و مرجعیت یا خوش حالی و خوش پوشی یا کسی کا صاحب اموال و عیال ہونا گوارا نہ کرنا، کسی کی نیکیوں اور خوبیوں کی بجائے اس کی خامیوں اور غلطیوں کو دیکھ سن کر زیادہ خوشی منانا اور انہیں تشہیر کرنا، اپنے ساتھ کسی کے سلام و مصافحہ، استقبال و مشایعت، نشست و برخاست اور عیادت و تعزیت وغیرہ کے کتنے ہی عمدہ سے عمدہ ظاہری تعلقات کے باوجود اسے اپنا حاسد و بداندیش اور ریاکار و مکار سمجھنا یا کسی کے بظاہر کتنا ہی صاحب فضل و کمال ہونے کے باوجود اس کے باطن و خلوت کے بارہ میں ہمیشہ پرشکوک رہنا، کسی (اپنے یا بیگانے) کے برے یا بھلے سے، ذاتی نفع و نقصان کی بنا پر لڑنا جھگڑنا یا غیبت و خطاب میں اسے لعنت و پھٹکار اور گالی گلوچ کرنا یا دعائے بد دینا، اپنی شکل و صورت، حسب و نسب، علم و فضل، جوانی و توانائی، تحریر و تقریر، صدقہ، خیرات، عبادت و تلاوت، حج و قیام اللیل یا شخصی اور قومی، مادی یا روحانی احسانات، خدمات کا از خود کسی سے ذکر کرنا یا ان کی بنا پر خود یا اپنے اہل و عیال کو دوسروں سے بہتر و برتر سمجھنا وغیرہ بھی ٹھیک آگ سے بچنے، شعلے کو ہتھیلی پر رکھنے یا تیل سے پرہیز اور پکوڑے کھا جانے یا منکرے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن کا مصداق ہے۔

(۵۱ و) چند اشخاص کو ایک ہی مذہب و ملت کا آویزہ گوش یا ایک ہی خاندان کا چشم و چراغ بنانے اور ایک ہی گھر، گاؤں یا محلہ میں مدتوں بسانے سے ان کی مادی و معنوی نیز دماغی و تشریعی دونوں طرح کی ضروریات و مشکلات زندگی میں ان کا ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانا اور پہنچانا ہی مقصود قدرت ہے اور یہی چیز اجتماع و تمدن کی روح رواں ہے، اس لئے اگر وہ ایک دوسرے کو کسی طرح کی (علمی، اخلاقی، عبادتی یا معاملاتی، زبانی، جسمانی یا مالی وغیرہ) خامی و کوتاہی پر سمجھانے، روکنے، راہ راست دکھانے اور کسی بھی وجہ سے تنبیہ و تلقین کرنے سے غافل و قاصر ہوں یا اپنی ذہنی، اخلاقی، عملی وغیرہ اصلاح و تکمیل کے سلسلے میں دوسرے سے ہمیشہ کچھ پوچھنے، سیکھنا اور سمجھنا نہ چاہتے ہوں یا ان کا ہر چھوٹا اور

سازوسامان اسے جینے اور اپناتے میں ہمیشہ سے نہ کام ہی چلا آرہا ہے جس کے نتیجہ میں وہ حامل امانت الٰہی اور مخاطب دعوت آسمانی* کی حیثیت سے کوئی اہم اور قابل قدر پارٹ ادا نہیں کر سکا اور اگر شاذونادر کچھ کر بھی پایا ہے تو وحی و الہام اور ربانی ہدایات و احکام کے مطابق معیاً نہیں بلکہ جس قدر، جب اور جیسا کہ اس کے دل نے کہا چنانچہ نماز، روزہ، حجاب و حج، انفاق و اساک حقوق و فرائض وغیرہ سے کا بالکلیہ انکار و انحراف یا آدھا ادھورا نہیں انجام نہ دینا بھی اسی لئے ہے کہ دل انہیں قبول و برداشت نہیں کرتا اس لحاظ سے انسان کے لئے دنیا کے اندر اتنا ضروری اور واجبی نیز کرنے کا کام کوئی بھی نہیں جتنا کہ دل کو رام کرنا قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۱۴۵) شرک اور عبادت و استعانت غیر اللہ سے یا مزارات و مراقد سے علیحدگی و بے نیازی کا ادعا لیکن اموال و اولاد یا کسی اور چیز کی محبت و استرضا یا محض کثرت مشاغل کی بنا پر یا نسیان و تکاسل طبعی کی وجہ سے نماز و روزہ یا حج و زکوٰۃ سے غافل و قاصر رہنا، اپنی ضروریات و مشکلات زندگی حل کروانے کے لئے کسی غیر خدا پیر و بزرگ یا رئیس و افسر کے سامنے ہاتھ باندھنا اور ہاتھ پھیلانا یا گڑگڑانا۔ محض اپنی ذات، گھر والوں یا افسروں، رئیسوں، غیر ملکوں اور قوموں یا ماحول سے پروانۂ خوشنودیٔ مزاج اور داد و تحسین حاصل کرنے یا ان کی نظروں میں کھٹنے (اونچا ہونے یا ان سے بڑا کہلانے) کے لئے ہمیشہ ان کا مرغوب الطبع زرق برق قیمتی لباس یا زیورات وغیرہ پہننا، ان کا طرز بود و باش یا طریق سیاست و معاشرت اپنانا۔ شاندار و پرتکلف مکان بنانا یا زیادہ قیمتی ساز و سامان و بڑھ چڑھ کر مال و مواشی رکھنا یا دھوم دھام سے شادیاں، ضیافتیں اور پارٹیاں کرنا، گھر یا باہر والوں اور اپنوں یا بیگانوں کے ہاتھوں اپنی مظلومی، تنگدستی، نقصان و تکلیف، بیماری یا ضعف و نقاہت، درد و زخم، گرمی یا سردی، تھکن و گرانی، تھکاوٹ یا مکھی، مچھر وغیرہا کی شکایت شکوہ کرنا۔ زنا و اغوا یعنی نامحرم کی مباشرت سے نفرت و برأت کا ادعا لیکن انتہائی پاکدلی کے باوجود اپنی ذاتی و معاشی اغراض یعنی تجارت و ملازمت، علاج و معالجہ اور سفر و سیر وغیرہا کے بہانے یا سلسلے میں مردوں، عورتوں کا باہم یا عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں کے سامنے اور قریب تر بات چیت کرنا، ہنسی مذاق، لین دین، خرید و فروخت، بول و براز، تاک جھانک، غسل و استنجا، سڑکوں، چوکوں، بازاروں، دکانوں، میلوں اور تماشوں میں آنا جانا۔ بیٹھنا اٹھنا اور ناچنا گانا یا مردوں کا نامحرم

* یعنی خلیفۃ فی الارض

ہولناک سے ہولناک منکرات و مناہی کو بھی معمولی درجہ کے اور ادنیٰ سے ادنیٰ جرائم خیال کرتا ہے جن سے کہ وہ خود ملوث ہو اس لحاظ سے جو شخص یا گروہ خود ہمیشہ بر وقت و باجماعت نماز پنجگانہ وجمعہ پڑھنے یا اسلامی طرز حجامت یا حجاب وغیرہ کسی بھی ضروری و واجبی کار خیر سے قاصر و منحرف ہے اس کا اس سے انحراف و بے اعتنائی کو معمولی غلطی اور ادنیٰ فروگذاشت قرار دینا یا جو شخص خود مغربی و غیر قومی شکل و تہذیب، حقہ، سگریٹ، تاش یا گانے بجانے اور تماشے اکھاڑے وغیرہ کا دالہ و دلدادہ ہے اس کا انہیں حلال و مباح ثابت کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

(۵۵ج) ذہنی، علمی یا اخلاقی وغیرہ ہر لحاظ سے اور کما حقہٗ اتباع کتاب و سنت اتنا کسی بھی اور سے نہیں جس قدر کہ ایک مصلح و مبلغ دین یا خطیب و معلم قوم اور (علی الخصوص) امام نماز پنجگانہ سے ممکن ہے کیونکہ اسی کو (اور نہیں تو) اپنے شاگردوں اور معتقدوں کی اصلاح و تذکیر کے سلسلہ میں ہی ان کے سامنے ہر وقت اور زیادہ سے زیادہ بطور نمونہ عمل پیش ہونے کی غرض سے اپنے لئے اس (اتباع کتاب و سنت) کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے چنانچہ ہمارے اعیان و اکابر دین کے ہر وصف و خوبی میں باکمال و بے مثال ثابت ہونے کا بھی سب سے بڑا سبب یہی (مبلغ دین و امام نماز ہونا تھا۔

(۵۵د) خون کے آنسو رونے کا مقام ہے کہ ابن آدم کسی کام کو اچھا یا بُرا قرار دینے اور اسے کرنے یا چھوڑنے کا فیصلہ لینے کی غرض سے وحی و الہام اور کتاب و سنت کی بجائے ہمیشہ (اپنی محدود و ناقص عقل و شعور یا) نفس امارہ اور اجداد و خاندان یا اکابر ملک ہی کے (کسی ایک یا ہر سہ چہار) مفتیوں اور ججوں سے رجوع ہوتا آیا ہے

(۵۶و) اگر فسق و معصیت، کفر و الحاد، سفاکی و خونخواری یا حقوق و فرائض سے غفلت و کوتاہی کا خمیازہ پشتوں اور مدتوں تک متواتر و مسلسل ان کا ارتکاب کرنے کے بعد ہی کہیں جا کر بھگتنا پڑتا ہے تو توحید و ایمان، ذکر و عبادت، بندوں سے مادی یا روحانی احسانات و صدقات اور جسمانی و مالی وغیرہ قربانیوں، اصلاحی و تبلیغی کارناموں، دعاؤں، شب خیزیوں اور آہوں کا ثمرہ بھی اگر سالہا سال گزر جانے پر حاصل ہو تو کسی باخدا، ذی بصیرت اور سعادتمند و دقیق النظر کے لئے وجہ شکایت و موجب حیرت نہیں ہونا چاہئے۔

کم علم اپنے سے بڑے اور ذی علم کو استاد و مرشد اور بزرگ و عالم یا اپنے سے چھوٹے اور قلیل العلم کو ٹھیک مرید و شاگرد کی حیثیت نہ دیتا ہو یا "جماعت" و "امارہ" اور "سمع و طاعت" کے قائل نہیں تا شرمندہ معافی ہوں یا وہ اپنا کوئی بھی بڑا یا چھوٹا (تعلیم و معاش یا خرید و فروخت، وصل و قطع اور نکاح و انکاح وغیرہ) کام کرنے میں مقامی امیر و (امام نماز پنجگانہ) کے پابند احکام اور راجع الی الشوریٰ نہیں ہوتے یا اپنے ہاں ہر بڑے اور چھوٹے کی مادی یا روحانی ضروریات و مشکلات کے لیے مقامی درس و جمعہ، دار المطالعہ اور بیت المال یا فصل القضایا وغیرہ کا مکمل و منظم قیام عمل میں نہیں لاتے یا وہ دوسرے کی خلاف مرضی اور بلا مشورہ اور بغیر حکم و اجازت کوئی بھی کام کرنے کے عادی ہوں یا وہ باہم خوش اعتماد، شیر و شکر، یکدل و یکزبان اور جان نثار و بنیان واحد کے طور پر نہ رہتے ہوں یا باہم قرض و مستعار لینے دینے نیز عیادت و تعزیت، تجہیز و تکفین اور فرضی یا نفلی انفاق فی سبیل اللہ میں تامل و تردد روا رکھتے ہوں یا ایک دوسرے کو دیکھے ملے بغیر بھی جی سکتے ہوں یا دوسرے کے آرام و خوشی اور ترقی و آسودگی کے لیے اپنی ہی طرح فکر و احساس نہ رکھتے ہوں یا وہ اجماعی نماز پنجگانہ، درس و جمعہ، دار المطالعہ اور بیت المال وغیرہ مقامی، اصلاحی و تعمیری شعبوں کے استحکام و ترقی اور اپنے عہدہ داران و خدام دین و قوم (امام و مؤذن، مدرس و خادم) کی حق ادائی یا ان کے احکام و ہدایات کی تعمیل و تائید اپنی جسمانی، زبانی اور مالی وغیرہ ہر قسم کی کوششوں اور قربانیوں کا مرکز و محور قرار دیتے ہوں اور انہی پر اپنی علمی، اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی اصلاح و ترقی موقوف نہ جانتے ہوں۔

تو واللہ، باللہ، تاللہ انہیں عند اللہ، متغائر الملت، متخالف النسب، متباعد الوطن اور ایک دوسرے سے ہزارہا کوس دور و دراز یکہ قبروں ہی میں بستے سمجھنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ اجتماع و تمدن کے مذکورہ حقوق و فرائض سے (صدیوں تک) کوتاہی و بے اعتنائی برتنے والی آبادیوں کو ناقابل اجتماع و تمدن قرار دیتے ہوئے ابھی یا کبھی کسی نہ کسی طرح اپنوں یا بیگانوں کے ہاتھوں ایک دوسرے سے بعد المشرقین پر متفرق و متمزق کرنے کے بعد بینچھون فی الارض کی سی حالت میں مانند ماہی بے آب تڑپا تڑپا اور در در پھرا کر انجام کار دنیا سے مٹا دیا جاتا ہے۔

(۵۵ ب) انسان ہمیشہ سے علی العموم ادنیٰ سے اعلیٰ اچھائیوں یا فرضی احکام و اعمال دین کو بھی بالکل معمولی اور غیر اہم کہنے کا عادی ہے جنہیں وہ بذات خود اپنا نہ سکتا ہو اور اسی طرح ان

وہ اپنے اعمال و عقائد کے خلاف کسی کی جرح و تنقید علی الخصوص اس کے کہنے سے راہ راست پر آنے یعنی نیکی اختیار کرنے یا غلطی و بدی چھوڑنے کو اپنی ذلت و بے بسی سے تعبیر کرتا ہے یا یہ کہ وہ اپنی تنگدلی خودسری اور عافیت کوشی کی بنا پر کوئی پابندی نہیں چاہتا اس لئے دعوت حرکت و انقلاب[1] مردہنی کو بیایہ زہر اور مصلح و ہادی کو الجیبت اس طرح جیسا کہ کوئی سوتا ہوا جگانے والے کو اور کوئی لیٹا ہوا اٹھانے والے کو) ملک الموت تصور کرتے ہوئے (اسے لبیک و مرحبا اور امنا وصدقنا کہنے، اپنے کو غلط کار و گم کردہ راہ ماننے اور مصلح و ہادی کا شکر گزار ہونے یا اصلاح حال خود کرنے کی بجائے اس نے داعی و دعوت دونوں کے مقابلہ کے لئے متعدد ہتھیار اور مختلف قسم کی ڈھالیں تیار کر رکھی ہیں دعوت کے سامنے تو علی العموم وہ ماسمعنا بهذا في آبائنا الاولین یعنی یہ کہ وہ خلاف عقل و عادت، من گھڑت، نادر الوقوع اور بزرگوں کے اذکار و وصایا یا طرز عمل کے منافی یا غلط اور غیر اہم و بے محل وغیرہ ہے یا یہ کہ فلاں کام اور دعوت اس سے زیادہ صحیح نیز مقدم و ضروری اور قابل توجہ ہے یا کوئی اور (بڑا شخص و گروہ) اس کا مؤید نہیں ہے کا ہتھیار اور ڈھال لیکر آتا ہے لیکن خود ذات داعی کے خلاف کبھی اس ہتھیار کو کہ وہ علم و عقل، عمر و جاہ یا حسب و نسب اور ہمت و قوت وغیرہا میں معیاری یا اس سے بہتر و برتر نہیں (یا یہ کہ ادنیٰ و کمتر ہے) کبھی اس (ہتھیار) کو کہ وہ حاسد و بداندیش، خود غرض و ریاکار، مغرور و متکبر، گستاخ و منہ پھٹ، تحسین و ناموری یا اقتدار و امتیاز کا بھوکا ہے اور اسے اس طریق سے اس کی توہین و نقصان یا اسے گرانا اور خود یا اپنی قوم و ذات کو چمکانا اور بلند و برتر کرنا مقصود ہے کبھی اسکو کہ وہ مجنون و مخبوط ہے کبھی اسے کہ تنہا وہی (مخاطب دعوت شخص و گروہ) نہیں بلکہ دنیا کی دنیا صدیوں سے اسی غلطی کا شکار ہے یعنی یہی کچھ کرتی چلی آرہی ہے (تو پھر اکیلے اسی کو کس لئے غلط کار سمجھ کر تنبیہ و تفہیم اور امر و نہی کی جاتی ہے) کبھی اسے کہ اس (داعی) کا اہل و عیال اور اعزہ و اقارب وغیرہ خود بھی (اسی جرم یا) فلاں فلاں جرائم اور خرابیوں سے ملوث ہیں کبھی اسے کہ وہ (مصلح و ہادی) خود بھی تو (ایسا) فرشتہ (سیرت) اور ہمہ داں و مختار کل نہیں (کہ اس کے احکام و ہدایات اور قیادت کے سامنے سر تسلیم و اطاعت خم کیا جائے) بلکہ ایسا ویسا ہے وغیرہا استعمال میں لاتا ہے

لیکن ان مذکورہ تمام تر ہتھیاروں اور ڈھالوں میں وہ اتنا کسی اور سے نہیں جیسا کہ (اپنی طرف

(۵۶ب) اس سے بڑھ کر کور فہمی، بدبختی اور تنگدلی اور کیا ہوگی کہ کسی متبع کتاب وسنت داعی الی اللہ شخص یا گروہ کو اس کے ہر علمی، عملی، ذہنی، تبلیغی اور اخلاقی لحاظ سے معراج کمال پر پا لینے کے باوجود صرف اسی لئے نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتے یا اس کی دعوت کو لبیک نہ کہا جائے یا اس کی قربانیوں اور کارناموں کو ناچیز سمجھا جائے کہ وہ آمین بالجہر، رفع الیدین یا فاتحہ خلف الامام کا عامل یا تارک ہے بدیں حالیکہ وہ اپنی ہر قسم کی تکوینی اور معاشی ضروریات زندگی میں بد سے بدتر اپنوں یا بیگانوں، افسروں اور رئیسوں کی غلط سے غلط دعوت کو ہمیشہ بدل وجان اپنا تا اور چھوٹے سے چھوٹے مقاصد میں ان سے اشتراک عمل کرتا بلکہ ان کا خیمہ بردار تک بنا چلا آرہا ہے

(۵۷) اور زیادہ نہیں تو روحانیات سے صرف ذکر و احساس یا عزم و استقامت نیز عقل و دل ایک اور جسمانیات سے محض گوش وچشم یا زبان اور ہاتھ پیر ہی اگر صحیح ومناسب طور پر انسان کا حق رفاقت ادا کرتے رہیں تو صرف پچاس ساٹھ سال تک میں ہی اتنے ایام وشہور، رمضان المبارک، جمعے اور عیدین، فجریں اور ظہریں، بہاریں اور خزائیں، گرمیاں اور سردیاں، حج اور عرفے، ربنج اور راحتیں، گھڑیاں و گھنٹے اس پر آتے اور گزر جاتے ہیں کہ وہ چاہے تو اپنے لئے توحید وایمان، اذکار و اوراد، عبادات واحسانات ہمدردیوں اور فیاضیوں، دعاؤں اور استغفاروں، صدقوں اور استغفاروں، صدقوں اور خیراتوں نالوں اور آہوں، تحسینوں اور مبارکبادیوں، تسلیمات وتحیات، درسوں یا مجموں، تحریروں اور تقریروں وغیرہ کی لازوال وغیر فانی دولتوں اور سعادتوں سے ایک ایک روڑہ اٹھا کر بلکہ اینٹ اینٹ اور روڑہ روڑہ ہی روزانہ رکھ کر خشت اول سے لیکر سدرۃ المنتہی تک بلند و برتر سنہری و مرمریں مکان بھی تعمیر کر لینا ہے،

(۵۸) انسان کی (ذہنی، اعتقادی، اخلاقی، ورظاہری یا باطنی) غرض ہر طرح کی غلطی و کوتاہی یا گمراہی و بیراہروی اور مطلقیت وانانیت پسندیوں سے اس کی ذات کے اندر انتہائی عزت وعقیدت کا مقام بلکہ طبیعت ثانیہ اور جزو بدن (ہی) کی حیثیت اختیار کر چکی ہوتی ہے اور وہ اس کی حفاظت بھی ایک جدی متاع عزیز بلکہ اپنی جان جسم ہی کی طرح کرتا ہے یا بالفاظ دیگر انسان کو جس طرح خود اپنے جسم کا میل اور پھوڑا پھنسی حتیٰ کہ بول وبراز بھی (دوسرے جسم) نفرت انگیز وبدبودار معلوم نہیں ہوتا یا جیسا کہ حقہ پینے والا خود اس کی بو اور گندگی محسوس نہیں کرتا اسی طرح اسے بھی مکروہ نہیں جانتا یا ایں کہ

اپنی بھلائی اور فرض و عہد کے پیش نظر اس کے ہر صحیح و غلط کو وحی الٰہی سمجھکر اس کے اشارہ پر پہاڑ سے جون وآتش کے سمندر تک میں کود جایا کرتا ہے تو کیا اس نے اپنے دینی و روحانی پیشوا ہی کی تعمیل و اطاعت احکام کے لئے نفس و شیطان سے یہ عذر لنگ کہ "وہ فرشتہ اور ہمہ دان کیوں نہیں" سیکھ رکھا ہے۔

(ج ۱) ہر داعی الی اللہ چونکہ آدمیوں کے لئے مبعوث ہوتا ہے اس لئے اپنے مخاطبین دعوت کا یہ کہنا کہ وہ فرشتہ، فوق البشر لایاکل الطعام ولا یمشی فی الاسواق یا ترقیٰ فی السماء، ادنا اللہ، یفجر الناس فی الارض ینبوعا وغیرہ مطالبات کبھی سن مان نہیں سکا ہو۔

(ج ۲) اگر ہادی و ناصح کے فرشتہ سیرت و ہمہ دان نیز ہر لحاظ سے یگانہ روزگار ہونے کی شرط لازمی قرار دیدی جائے تو آج ہی مساجد و مدارس کے اندر سوائے قفلوں کے کوئی چیز نظر نہ آئیگی اور اس کے بعد ملک و قوم کا جو حشر ہوگا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے

(ج ۳) ہر (مقامی امیر و جمعیۃ المصلحین کا مقرر و منتخب) داعی الی اللہ امام نماز اور خطیب و معلم یہ جانتا ہوا کہ وہ اپنے مخاطبین دعوت مقتدیوں اور شاگردوں یا سامعین وغیرہم کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے سیوں و منزلوں آگے نکلنے یا بلند و برتر ہونے کے بعد ہی انہیں بمشکل تمام اپنوں اور فتنوں سے آگے بڑھا اور اونچا کر سکیگا اپنی ذاتی، علمی، فکری اور اخلاقی وغیرہا اصلاح و تکمیل میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا

(ج ۴) کسی تحریک دعوت یا مشن و نصب العین سے عقیدت اور دلدادگی کے تین دلائل یا تعلقات ((۱) اس کے افکار و احکام کا علم و شعور (۲) ذاتی طور پر اس کے اعمال و عقائد پر کاربند ہونا (۳) دوسروں میں اس کی تبلیغ و تلقین) میں اسقدر پہلا اور دوسرا نہیں جتنا کہ سب سے مفید و باعث امن و فلاح خلائق اور پر خطر و ہولناک ترین ہونے کی بنا پر تیسرا کسی مبلغ و مصلح کی فوقیت و برتری کا ثبوت اور کفارۂ صغائر و کبائر ہوتا ہے۔

۶- کوئی امام نماز یا عام مبلغ و مصلح بھی اپنے مخاطب دعوت شخص و قوم یا شاگرد و مقتدی کے لئے ایک جراح و معالج، معلم و مجاز، قاصد و ہرکارہ، رہبر و نمائندہ وغیرہ اصل و نافذ ہی ہوتا ہے جب ان سے اپنا کوئی کام کرواتے یا کسی سے کسی شخص، گھر یا مقام کا پتہ اور رستہ یا وقت و تاریخ وغیرہا پوچھتے یا پیغام اور چٹھی لیتے وقت کوئی بد و نیک یا کہ وجہ اس کا فرشتہ سیرت قائم اللیل و صائم الدہر یا وحید العصر عالم و متقی ہونا لازمی نہیں سمجھتا تو اس کا اپنے امام نماز یا ہادی و مصلح کی نسبت

مدوث ۱۹۶۲ء از آدم تا ایندم کسی شخص نے اس بنا پر حکیم و ڈاکٹر سے علاج کروانے ہیں کہ وہ (حکیم و ڈاکٹر) خود بیماری اور موت کا لقمہ ہوتا ہے یا اس باعث موچی سے جوتہ سلوانے ہیں کہ اس کا اپنا جوتہ ٹوٹا ہوا یا نابود ہے کبھی تامل و تردد سے کام نہیں لیا۔

موثر و کارگر ترین سمجھ کر) اس ہتھیار اور ڈھال سے کہ وہ (داعی و مصلح) فرشتہ سیرت نہیں یا ایسا ویسا ہے)
زیادہ سے زیادہ کام لیتا ہے جو کہ اس کی انتہائی غباوت و بدبختی ہے کیونکہ فکر و احساس اصلاح
و تذکیر ہی نفع پہنچا سکتی ہے اس لئے اسے زیادہ تر اسی سے ہی مطلب ہونا چاہیے اور یہ اظہر من الشمس
فی النہار ہے کہ مصلح و داعی اس حیثیت سے تو دنیا میں بے مثال و لاجواب ہوتا ہے۔

ب اس (اپنی ہدایت کو اپنے ہادی و مصلح کے فرشتہ سیرت وغیرہ بننے سے مشروط کرنے) سے
دراصل اسے بدیں طریق اپنی ہوس پرستی و بے راہروی کو برقرار رکھنا مقصود ہوتا ہے کہ نہ وہ ہی
ہر لحاظ سے اور سو فیصدی اس کے مطلوبہ و مقررہ معیار پر پورا اُترے نہ اسے ہی راہ راست پر
آنے یعنی غلط کاری چھوڑنے اور اچھائی اپنانے کی زحمت گوارا کرنا پڑے۔

پ۔ کسی شخص کا نمونہ دیکھ کر اور دوسروں کے بعد کوئی نیکی کرنے یا بدی چھوڑنے کا وعدہ
دینے یا ارادہ رکھنے والا ثابت کرتا ہے کہ وہ حکم الٰہی کی تعمیل کی غرض اور اس کے خوف و طمع سے نہیں
بلکہ محض تقلیداً اور کسی کی دیکھا دیکھی ہی کچھ کرتا یا چھوڑ سکتا ہے گویا اس کا نیکی اپنانا یا برائی ترک کرنا خود
اس کے اپنے نہیں بلکہ لوگوں کے بس میں ہے۔

ت۔ ایسے شخص کی نسبت جو معصیت شعار کے ساتھ سَاکِتٌ عَنِ الْحَقِّ (شیطان اخرس) بھی
ہے یعنی دوگونہ گناہوں کا مرتکب ہے وہ شخص کہیں زیادہ قابل قدر و تحسین ہے جو پاکباز و متقی تو نہیں
لیکن دوسروں کے لئے اٰمِرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهِيْ عَنِ الْمُنْكَرِ ہے یعنی ایک ہی گناہ سے ملوث ہے۔

ٹ (حلقہ یا گاؤں بھر کے اتفاق اور اجماع و رضامندی سے آئینی طور پر مقرر و منتخب کردہ) امام نماز
پنجگانہ، خطیب و معلم وغیرہم کسی مصلح و مبلغ جمعیۃ المصلحین کے ذاتی اعمال و اخلاق یا کسی طرح کی خامیوں
اور کوتاہیوں پر سوائے خود انہی میں سے کسی ایک (یا ان تمام پر مشتمل اجلاس شوریٰ) کے کوئی دوسرا
بڑے سے بڑا (کسی جلوت و خلوت کے اندر) جرح و اعتراض یا جواب طلبی کا مجاز نہیں ہوتا ورنہ اجماعی
اور متفقہ انتخاب و تقرر بے معنی ہوگا۔

(ث ا) جب کسی رئیس و افسر یا کمانڈر اور جرنیل کے حکم و ہدایت یا افہام و تفہیم کی تعمیل و اطاعت
کو اس کے فرشتہ سیرت اور قائم اللیل و صائم الدہر اور (علم و عقل کے لحاظ سے) یکتائے روزگار ہونے
سے کبھی مشروط و معلق نہیں کیا گیا بلکہ ہر شخص اُف تک کئے اور لمحہ بھر کا تردد و تامل روا رکھے بغیر فقط

[illegible]

(زہ) کیا عہد طفلی اور دورِ نفسانیت میں خود ہمیشہ مٹی، کیچڑ یا بول و براز میں لت پت ننگا دھڑنگا، پھرنے، گرمی سردی یا آندھی سے بے خوف ولاپروا رہنے والا، پرندوں کے انڈے بچے ضائع کرنے، کتے بلیوں کو چوٹنے والا اور گھر کو آگ تک لگا دینے والا اور گالی گلوچ، لڑائی جھگڑے، شور و غوغا، مار پیٹ، چھوڑاپن، رشک و حسد یا خود غرضی و تنہا خوری اور لہو و لعب وغیرہ کا مجسمہ بچہ بڑا ہوکر اور باپ بن کر اپنے بچوں اور عزیزوں کو من نہ کرد، م شما حذر بکنید کہ کر مذکورہ غلطیوں اور زلۂ عقل و انصاف کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں ہوسکتی کہ دین و دانش کے نام تک سے ناآشنا رئیسوں، افسروں، شاعروں، پیروں اور سجادہ نشینوں کے تو اشارہ چشم و ابرو پر اپنے مال وغیرہ وجان سے ایک ایک چیز نچھاور کردی جائے لیکن علماء و ائمہ یا اپنے ہادی و ناصح کو کبھی بھول کر ایک کوڑی بھی دینا تو کجا (بلکہ معمولی سے معمولی لغزش پر) انہیں الٹا مورد طعن و ملامت بنایا اور نا قابل امامت و قیادت قرار دیا جائے (بدا تحالیکہ انکی خدمتوں اور قابلیتوں کے مقابلہ میں انکی غلطیوں اور کمزوریوں کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو آٹے میں نمک کو)

ثر- کیا علم و اخلاق سے خود محروم و بے بہرہ والدین یا بزرگوں کے لئے اپنے اولاد و اصاغر کو پڑھانا سمجھانا جائز نہیں ہے؟

س- ہر داعی الی اللہ کے مخاطب دعوت ہر دو گروہوں سے پہلا سعید و فہیم نہیں بلکہ ہمیشہ دوسرا شقی و نااہل اور منکر و باغی گروہ ہی اپنی ہدایت و اطاعت یا ایمان و اسلام کو (لن نؤمن لک الی... بشرا رسولا) وغیرہ کسی نہ کسی امر سے مشروط کرتا رہا ہے۔

ش- قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا سے یہ مراد کہیں نہیں پائی گئی کہ اپنی اصلاح و تزکیہ سے پہلے اور خود روح القدس بنے بغیر دوسروں (اپنوں یا بیگانوں) کو سمجھانا بجھانا حرام ہے۔

ص ہر زمانہ کا ہادی و ناصح حلانوا ہمیشہ اپنے مخاطب عامۂ تلامذہ و متقدین کے مقابلہ میں علمی، اخلاقی، ذہنی وغیرہ ہر لحاظ سے ہزار درجہ بہتر و برتر ہوتا ہے لیکن پھر بھی اگر اس کا مخاطب دعوت یہ کہے کہ اس کا علی وجہ الکمال اصلاح پذیر اور مرتبہ سے بلند مقام انسانیت پر فائز ہونا اس کے ہادی رہبر یا امام و استاد کے خود مثل انبیاء و صحابہ کامل و اکمل بننے پر موقوف ہے تو اس کا یہ خیال پھر بھی خلوص و حقیقت پر مبنی اور قابل غور سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے ان امور (مثلاً علم و فکر، شکل و لباس، ظاہر

(نمبر۱) کیا عہد طفلی اور دور نفسانیت میں خود ہمیشہ مٹی، کیچڑ یا بول و براز میں لت پت، ننگا دھڑنگا، پھرنے، گرمی سردی یا آندھی سے بے خوف و لاپرواہ رہنے والا، پرندوں کے انڈے بچے ضائع کرنے، کتے بلیوں کو چوٹنے والا اور گھر کو آگ تک لگا دینے والا اور گالی گلوچ، لڑائی جھگڑے، شور و غوغا، مارپیٹ، چھچھورا پن، رشک و حسد یا خود غرضی و تنہا خوری اور لہو و لعب وغیرہ کا مجسمہ بچہ بڑا ہوکر اور باپ بن کر اپنے بچوں اور عزیزوں کو منع نہ کرے؟ مشما حذر بکنید کہ کرمذکور غلطیوں اور [illegible] زمانہ عقل و انصاف کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں ہو سکتی کہ دین و دانش کے نام تک سے ناآشنا رئیسوں، افسروں، شاعروں، پیروں اور سجادہ نشینوں کے تو اشارہ چشم و ابرو پر اپنے مال و عزۃ و جان سے ایک ایک چیز نچھاور کر دی جائے لیکن علماء و ائمہ یا اپنے ہادی و ناصح کو کبھی بھول کر ایک کوڑی بھی دینا تو کجا (بلکہ معمولی سے معمولی لغزش پر) انہیں الٹا مورد طعن و ملامت بنایا اور نا قابل امامت و نیابت قرار دیا جائے (بیدا انحا لیکہ انکی خدمتوں اور قابلیتوں کے مقابلہ میں انکی غلطیوں اور کمزوریوں کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو آٹے میں نمک کو)

نمبر۲۔ کیا علم و اخلاق سے خود محروم و بے بہرہ والدین یا بزرگوں کے لئے اپنے اولاد و اصاغر کو پڑھانا سمجھانا جائز نہیں ہے؟

س۔ ہر داعی الی اللہ کے مخاطب دعوت ہر دو گروہوں سے پہلا سعید و فہیم نہیں بلکہ ہمیشہ دوسرا شقی و نااہل اور منکر و باغی گروہ ہی اپنی ہدایت و اطاعت یا ایمان و اسلام کو (لن نومن لک الی... حتیٰ ... بشرا رسولا) وغیرہ کسی نہ کسی امر سے مشروط کرتا رہا ہے۔

ش۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا سے یہ مراد کہاں لکھی ہوئی ہے یا پائی گئی کہ اپنی اصلاح و تذکیر سے پہلے اور خود روح القدس بنے بغیر دوسروں (اپنوں یا بیگانوں) کو سمجھانا بجھانا حرام ہے۔

ص۔ ہر زمانہ کا ہادی و ناصح حلانکہ ہمیشہ اپنے مخاطب عامۂ تلامذہ و متقدین کے مقابلہ میں علمی، اخلاقی، ذہنی وغیرہ ہر لحاظ سے ہزار درجہ بہتر و برتر ہوتا ہے لیکن پھر بھی اگر اس کا مخاطب دعوت یہ کہے کہ اس کا علی وجہ الکمال اصلاح پذیر اور بلند سے بلند مقام انسانیت پر فائز ہونا اس کے ہادی یا امام و استاد کے خود مثل انبیاء و صحابہ کامل و اکمل بننے پر موقوف ہے تو اس کا یہ خیال پھر بھی خلوص و حقیقت پر مبنی اور قابل غور سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے ان امور (مثلاً علم و فکر، شکل و لباس، ظاہر

مانتے تھے)، اس کے فرشتہ بسیرت و ہمہ داں ہونے کو فرض و واجب کی حیثیت دینا کیا معنی؟

(ح) کوئی شخص کسی غلطی یا بے اعتدالی کے ارتکاب کے بعد اس کی پاداش و جوابدہی سے اس بنا پر کبھی محفوظ نہیں رکھا جاتا کہ دوسرے (اس کے کسی بزرگ و استاد وغیرہ) بھی اس کے مرتکب ہیں یا نیکی اور تعمیل حکم سے قاصر رہنے پر یہ کہ کر کبھی معذور نہیں دیا جا سکتا کہ اور لوگ یا فلاں بھی اس سے غافل ہے۔

(ط) کتاب و سنت میں چراغ رخ زیبا لیکر ڈھونڈنے سے بھی اس حقیقت کا کہیں پتہ نہیں چلتا کہ کوئی خود قصور وار و گنہگار ہو کر یا عبادات و معاملات اور اخلاق و عادات یا ظاہر و باطن اور علم و فضل وغیرہ کے لحاظ سے ذروۂ کمال تک پہنچے، بجائے دہر ثابت ہوئے بغیر دوسرے کو سمجھانے بجھانے کا مجاز نہیں اور کہ ایسے شخص کی تلقین و تفہیم رد کر دی جاتے۔

(ی) اگر قال یقول ابواب لازمیہ سے ہے تو لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ میں علی الخصوص مبلغین و مذکرین سے اور تبلیغ و تذکیر کے سلسلہ میں خطاب نہیں بلکہ اس سے فقط عامہ مسلمین کو جھوٹ اور بد عہدی سے متعلق تنبیہ و تہدید کی گئی ہے۔

(ک) ہر زمانہ میں دنیا نے ایسے ہی بزرگوں سے تعلیم و تقریر یا تحریر و تصنیف کے ذریعے توحید و تقویٰ دین و ایمان، علم و فضل، تہذیب و تمدن، ایثار و احسان، فکر و احساس، عبادات و معاملات ظاہر و باطن، حقوق و فرائض، سرفروشی و جانبازی وغیرہا سب کچھ سیکھ کر خاک سے عالم پاک تک پرواز کی جو علمی، عملی، اخلاقی، ظاہری یا باطنی، عبادی و معاملاتی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے (سو فیصدی) معصوم اور (یقیناً) فرشتہ نہیں تھے۔

(ل) کلمۃ حکمۃ من سفیہ فاقبلوھا و کلمۃ سفہ من حکیم فاغفروھا، انظر الی ماقال ولا تنظر الی من قال، کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن ھو احق بھا حیث وجدھا وغیرہ کی رو سے انسان کے لئے صحیح و معتبر بات خواہ وہ اپنے یا بیگانے، دوست یا دشمن نیک یا بد جس کسی کی زبان سے نکلے خوشدلی سے سننا اور شکریہ کے ساتھ قبول کرنا اسی طرح لازمی ہے جس طرح کہ وہ مال گم شدہ یا کوئی بھی چیز (یا اعلان و پیغام) حاصل کرتے وقت کبھی ایسا نہیں کرتا کہ اچھے بھلے اور بڑے آدمی کی ٹھکرا دے۔

کے پیش نظر عہد جاریہ کے علمی اخلاقی، باطنی غرض ہر لحاظ سے قرون اولی کے مقابلہ میں ناقابل پسلنہ شخص کو اپنا دینی ہادی و مصلح سمجھ کر اسکی دعوت پر لبیک کہنے میں بھی کیا عیب ہے۔

ک۔ ہر ملک و عہد میں کسی شخص و قوم کی ذلت و شقاوت کا بین ترین اور ہر قسم کی ذہنی، علمی، اخلاقی، روحانی، اقتصادی یا سیاسی ترقیوں اور سعادتوں سے محرومی و ناکامی کا سب سے بڑا سبب ۱۔ اس کا اپنے مقررہ و منتخبہ منبع فیوض و برکات و ارین کسی عہدہ دار مقامی جمعیۃ المصلین علی الخصوص امام نماز پنجگانہ کے کسی بڑے یا چھوٹے سے نقص و عیب کے باعث اس کی تردید و تکذیب اور شکایت و شکوی کرنا یا ۲۔ اپنی اصلاح و ترقی کے بارہ میں اس سے بے اعتمادی اور مایوسی و بے نیازی ہی رہا ہے۔ گ۔ جمعیۃ المصلین اور امام نماز پنجگانہ کی طرح اگر عامۃ الناس کو بھی اس کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، در نقل و حرکت یا علم و عقل اور شکل و لباس، درس و خطابت، ادائے فرائض وغیرہا کے خلاف شکایت و شکوی یا جرح و اعتراض کی کھلی چھٹی دیدی جائے تو امام و معلم اور عوام کے مابین فرق مراتب ہی کیا رہ جائے گا۔

ل۔ کسی مصلح و مبلغ اور امام و معلم کے افکار و عقائد، عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، علم و عقل، درس و تعلیم وغیرہا کے خلاف عامۃ الناس کیطرف سے جرح و اعتراض اور شکایت و شکوی یا اس کے خوف و خدشہ کی صورت میں اس کے لئے پوری مستعدی و جانفشانی کے ساتھ اپنے فرائض منصبیہ سے عہدہ برآ ہونا نا ممکن ہوجاتا ہے نیز امام و مصلح وغیرہم عہدہ داران مقامی جمعیۃ المصلین سے کسی کے عیوب و نقائص منظر عام پر لانے اور اس کے ساتھ بغض و بدگمانی رکھنے سے اس کی طرف سے نفور و بددل ہوجانے کے نتیجہ میں اس قدر اُسے نہیں جتنا کہ عامۃ الناس کو لاتعد و لاتحصی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اس لئے ذہین و خوش بخت قوم یا شخص وہی ہے جو اس قدر اپنے کسی دیگر بڑے سے بڑے اور قریبی سے قریبی حتی کہ والدین اور بھائی بہن یا زن و لڑکی کے رشتہ تعلقات کے سلسلہ میں بھی نہیں جتنا کہ (آئینی طریق پر مقرر و منتخب) اپنے مقامی امام نماز اور خطیب و معلم کے بارہ میں مندرجہ ذیل سنہری اور دنیا وما فیہا کے برابر وزنی اور قیمتی اصول و ہدایات پر ہمیشہ کاربند رہے، نیکی یاد رکھو اور بدی بھول جاؤ، کسی کی بری بات سن کر اس کی اور مردی عنہ کی علمی، عملی، اخلاقی اور منصبی حیثیت کا موازنہ کئے بغیر کبھی تصدیق و تائید نہ کرو، کسی کے گناہ و غلطی کو بلا قصد، سہواً، اضطراراً یا کسی مصلحت کی بنا پر ہی

و باطن، گفتار و کردار اور عبادات و معاملات، مرگ و شادی وغیرہ) میں تو جس پر کہ اس کا ہادی و رہبر
کار بند ہے سو فیصدی اس کا پیرو اور ہم پلہ بن کر دکھائے۔

ط۔ سر تا سر مجسمہ فسق و فحشا اور پیکر وحشت و الحاد، بندۂ نفس و شیطان عوام کالانعام کا علماء ائمہ
دین کی معدودے چند نام نہاد بلکہ اکثر و بیشتر محض افتراء و مبالغہ کمزوریوں کی بنا پر انہیں ڈانٹنا،
کوسنا، ان کی شکایت و شکوہ کرنا، انہیں ناقابل امامت و قیادت قرار دینا بھی صحیح و برحق ہو سکتا
ہے کہ پہلے چھلنی کی زبان سے سوئی پر جرح و اعتراض کو بھی قابل غور و سماعت سمجھا جائے۔

ظ۔ اچھوں اور دوستوں سے تو ہر ایک فائدہ اٹھاتا ہے لیکن لطف جب ہے کہ انسان دشمنوں
اور بدوں سے بھی کچھ ہاتھ آتا نہ جانے دے بلکہ اسے نسبتاً زیادہ کوشش اور خوشدلی سے حاصل کرے

ع۔ بڑے سے بڑے فواحش و مناہی (حتیٰ کہ خمر و زنا) کے کسی عام عادی و مرتکب (علی الخصوص ان سے
تائب و نادم اور امام و مبلغ) کی نسبت اس کے رو در رو اسکی تحقیر و تشہیر کر کے اس کا دل دکھانے یا
اس کی پس پشت اسے برا بھلا کہنے والا پاکباز کہیں بڑھ کر مغضوب و معتوب بارگاہ الٰہی ہوتا ہے،

ف(۱) جب ہر بد و نیک، دیوار، اینٹ، پتھر، لکڑی، ٹنک پر (اور کفار و فساق کے ہاتھوں) لکھے ہوئے
رستوں، دکانوں، بازاروں حتیٰ کہ غسل خانوں، نالیوں اور ٹٹیوں وغیرہ میں لگے ہوئے غلیظ اور گندے
نوٹس، پوسٹر، سائن بورڈ، اخبارات اور چارٹس وغیرہ ہمیشہ پورے غور و شوق سے پڑھتا، انہیں سر
آنکھوں پر اٹھاتا اور ان سے مستفید ہوتا ہے تو کیا ایک اشرف الخلائق مومن و مسلم، ہادی و مصلح اور
امام و خطیب ان سے بھی کم رتبہ اور گیا گزرا ہے کہ کسی امر میں اس کی اپیل و دعوت یا فی الجملہ اصلاح
و تذکیر کو محض اس لئے کہ وہ چند خامیوں اور کوتاہیوں سے ملوث ہے درخور قبول و سماع نہ سمجھا جائے۔

ف(۲) کسی خود خطاکار و گنہگار کے لئے دوسرے کو امر و نہی کا مجاز نہ سمجھنا بھی صحیح و قابل قبول ہو سکتا ہے
کہ وہ راہرو ساتھیوں سے سابق کے خود گڑھے میں گر پڑنے یا کانٹوں سے الجھ جانے کے بعد اس کا اپنے
پیرو کو اس سے بچنے اور محتاط و متنبہ رہنے کی تاکید کرنا بھی گناہ قرار دیدیا جائے۔

ق۔ اگر قحط الرجال کے باعث اور ماہر و کامل الفن اشخاص نہ ملنے کی بنا پر اپنی ہر تکوینی و معاشی
ضرورت زندگی میں بڑے سے بڑا محتاط و موشگاف بھی ہمیشہ نااہل و ناقص الفن بڑھیوں، لوہاروں
درزیوں، طبیبوں اور کاتبوں، معماروں اور ماسٹروں کی جانب رجوع ہو سکتا ہے تو اسی حالت اضطرار

خود محروم و تہیدست ہونے کے باوجود دوسروں کو ان کی دعوت دینے والے کیوں قابل تعریف و تعظیم ہو

و۔ جب کوئی شخص کچھ خریدتے یا مفت و قرض و مستعار لیتے وقت یا کوئی اندھا رہنمائی و دستگیری حاصل کرتے وقت یا آگ، کنویں اور کسی خونخوار یا دشمن سے پناہ پاتے وقت کبھی یہ خیال نہیں کرتا نہ ہی یہ پوچھتا ہے کہ اس کا محسن و معطی یا ملجا و ماوی اور معاون و دستگیر یعنی وہ جس سے کہ وہ اپنی ضرورت کو پورا اور مشکل کو حل کر رہا ہے علمی و اخلاقی وغیرہا حیثیت سے کس پایہ کا ہے تو دینی و روحانی ضروریات یا امر و نہی حاصل کرتے ہوئے اس کا یوں کہنا کہ اس کا ہادی و مصلح اور واعظ و مبلغ روح القدس ہی ہو تو سنے مانے گا کس طرح اسکی دانائی و سعادت مندی ہو سکتی ہے۔

ک۔ ہادی و ناصح تو اسے عزت و سعادتِ دارین کا تخت و تاج دیتا ہے لیکن یہ اُسے ٹھکراتا اور طعن و ملامت یا زجر و توبیخ وغیرہ سے اسکی تعظیم و تواضع کرتا ہے۔

ع۔ جب کسی غریقِ بحر یا مار گزیدہ کی اپنے باقی اور پسماندہ ساتھیوں کو یہ الفاظ کہ "آگے نہ بڑھنا مر جاؤ گے" یا یہ کہ "پیچھے مڑ جاؤ" یا یہ کہ "دوسرا رستہ اختیار کرو" انہیں جان بچانے کی دعوت دینا کیسا؟ اس وجہ سے کہ وہ خود محفوظ کیوں نہیں رہا ہے باعث اعتراض و وجہ شکایت یا نا قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ اُس کے اُنہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و مقدم سمجھنے اور اسکی بے مثال عالی ہمتی اور لاجواب جوانمردی کا ثبوت ہوتا ہے تو اپنے امام و خطیب یا عام مصلح و مبلغ کی بڑی سے بڑی وقتی، جسمانی اور مالی قربانیوں یا جانفشانیوں اور حد سے بڑھے ہوئے سوز و گداز، اصلاح و ترقیِ اخلاقی اور دیگر بیشمار علمی، عملی، اخلاقی، ظاہری اور باطنی، تحریری یا تقریری خوبیوں اور قابلیتوں کا فقط اسکی چند معمولی خامیوں اور کمزوریوں کی بنا پر (جس سے کہ وہ کبھی بھول کر یا اضطراراً ملوث و متہم رہ چکا ہے (یا فی الحال مرتکب ہے) انکار کرنا اور اس کے نتیجہ میں خود ہر قسم کے علمی، ذہنی، اخلاقی وغیرہا محاسن و کمالات سے محروم رہنا کیسے معقول و صحیح ہو سکتا ہے۔

ی۔ جو شخص و گروہ اپنے مصلح و امام نماز کو اپنے ولد و والد اور جان تک سے عزیز نہیں سمجھتا اور اپنے باپ، بیٹے، بھین، بھائی حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ کمین و ملازم کا کسی طرح کا علمی و اخلاقی یا منصبی نقص و جرم خود ظاہر کرنا تو کیا دوسرے ایسا کرنے والے کی (اگر بس چلے تو) زبان تک کاٹنے کا خواہاں وکوشاں ہوتا ہے لیکن اپنے ہادی و بخشندۂ تخت و تاجِ دارین امام و معلم کے خلاف جرح و اعتراض کرنے اور اس کی تشنیع

صادر شدہ یقین کرو، شکایت و شکوئی کرے اور سننے (دونوں گنا ہوں) سے بچی کیونکہ خطا کار و معصیت شعار اس قدر قابل طعن و ملامت نہیں جبقدر کہ اسکی شکایت اور تشہیر و تائید کرنے والے ہوتا ہے) اپنے کو اپنے سے ہزار درجہ بہتر نیز علمی، عملی، اخلاقی، ظاہری اور باطنی، تحریری یا تقریری غرض ہر لحاظ سے بہتر شخصی یا قومی احسانات اور قربانیوں کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ باکمال اور قابل تعظیم و تحسین بلکہ پورا پورا مستحق قیامت و امامت سمجھو۔

(ھ) یہ غلط ہے کہ عبادات و معاملات، ظاہر و باطن، علم و فضل، سرفروشی و جانبازی، شکل و لباس، اخلاق و عادات کے لحاظ سے یکتائے دہر بزرگ ہی کی دعوت اصلاح و تذکیر، افہام و تفہیم قابل قبول ہوتی ہے بلکہ صحیح صرف اسقدر ہے کہ کسی مصلح و مبلغ امام و معلم کے علم و احساس، فکر و فہم اور ہر قسم کی خوبیوں اور قابلیتوں میں سب سے اول خود اسی کا اپنا متاثر و مستفید ہونا اس کی حقیقی ذہانت و سعادتمندی ہوتی ہے یا اوروں کو دعوت اصلاح و ترقی دینا اور بذات خود (عام حقوق و فرائض وغیرہا سے) بدستور غافل و قاصر رہنا انتہائی غباوت و شقاوت ہے۔

(م) اگر دوسروں کو آرام و فائدہ پہنچانے کی غرض سے بازاروں اور گلیوں میں چلنے والے نابینا کی روشنی یا مشعل سے ہر شخص بلا تامل استفادہ کر سکتا ہے تو ناقص العمل ہادی و ناصح کے امر و نہی کو کس وجہ سے رد کیا جائے۔

ن۔ جب کسی بد سے بد، اچھوت و شودر، احمق سے احمق اور کمسن سے کمسن بچہ کے یہ کہنے پر کہ "سیلاب، شیر، بھیڑیا، باولہ کتا، یا حملہ آور آرہا ہے ہوشیار و بیدار اور محتاط و مسلح ہو جاؤ" ہر عالم و عامی ہر ممکن طریق سے حفاظت و مدافعت اور دوڑنے، بھاگنے، چھپنے یا مسلح ہونے میں کبھی اس بنا پر تامل و انکار نہیں کرتا کہ راوی و مخبر ایک شہرۂ آفاق عالم و عارف اور فرشتہ سیرت نہیں ہے تو کسی شخص کی ذہنی، اخلاقی، تمدنی یا معاشرتی وغیرہا کمزوریوں اور کوتاہیوں پر اسے تنبیہ و تفہیم کرنے اور دعوتِ حرکت و انقلاب دینے والے امام نماز یا مبلغ و مصلح کے حکم و ہدایت پر سمعنا و اطعنا کہنا بھی کبھی خود اس کے فرشتہ سیرت اور ہر لحاظ سے یگانۂ روزگار بن کر دکھانے پر مشروط و موقوف نہ کرنا چاہیئے۔

ن(۲) اگر خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانے والا قابل قدر و تحسین ہوتا ہے تو اعمال و اخلاق صالحہ سے

زیورات سے مزین ہونے کی حالت میں کسی کو اپنی زیارت اور تقرب وہمکلامی سے کس طرح مشرف کرے۔

(الف) عبادات ومعاملات، اقامتہ الصلوٰۃ اور قیام اللیل، رحم و ایثار، عجز و تواضع، خندہ جبینی و شیریں بیانی، ہمدردی و غمگساری، عیادت و تعزیت، بےنفسی و پاکبازی، سرفروشی و جانبازی، تلاوۃ و مطالعہ، تعلیم و تعلم، عزیمت و استقامت، صبر و عفو وغیرہ کے لحاظ سے جو مرد عورت سے، جو جوان بوڑھے سے، جو مالدار تنگدست سے، جو تندرست بیمار سے، جو جوان بچے سے اور جو عالم جاہل سے بدرجہا بہتر و برتر نہیں وہ اپنی مردمی و جوانی، علم و فضل، خوبصورتی، تندرستی و خوشحالی اور فراخبالی کے حقیقی مقصد و مصرف اور مذکورہ امور میں اوروں سے اپنی فوقیت کی اصلی غرض وقدرت سے قطعاً بے خبر نیز ایک غایت درجہ غبی و شقی انسان ہے۔

(ب) دینی و قومی اجتماع اور تحریری یا تقریری جد و جہد سے کسی شخصی یا گروہ کی علیحدگی چونکہ اس کا بیڑا اٹھانے والوں یا متعلقین کیطرف سے علاوہ کج فہمی اور بےحسی و نارسائی کے طبقاتی وغیرہ رقابت یا فخر و حسد پر بھی محمول کی جا سکتی ہے اس لئے، دانائی اور سعادتمندی یہی ہے کہ اونہیں تو اسی ظن و اتہام سے بچنے بین الملی مفاد کے پیش نظر اور اپنا دینی قومی اور خاندانی وقار و اعتماد برقرار رکھنے ہی کے لئے اس سے رضاکارانہ، مالی یا زبانی وغیرہ کسی نہ کسی طریق پر ضرور ہی تعاون کیا جائے۔

(ج) خلاف عالم بھی اپنے (نماز اور حج یا زکوٰۃ و نفقات وغیرہ) حقوق و فرائض کی ادائگی میں (علاوہ صریح انکار و بغاوت) محض تاخیر و بے قاعدگی یا بیدلی سے بھی ٹھیک ایسے ہی متاثر ہوتا ہے جس طرح کہ ہم تم کسی کام میں دوسرے کی طرف سے تاخیر و کم کوشی کو بھی صاف صاف انکار و بغاوت ہی کی مانند برا مانتے ہیں۔

(د) کوئی شخص اور قوم خوشحالی و فراغبالی اور شوکت و سطوت نیز تخت و تاج اور خود مختاری و جہانبانی وغیرہ کی شکل میں جب اپنی منہ مانگی مراد پالے اور پھر بھی اس سے متعلقہ حقوق و فرائض خلاق و خلائق انجام نہ دے بلکہ مذکورہ احسانات و اختیارات کو کتاب و سنت کی خلاف ورزی و ہوس پرستی میں خرچ کرے تو وہ عہد عروج و اقبال سے پیشتر کے دور ذلت و بےبسی سے بھی ہزار درجہ بڑھ کر قہر و عذاب الٰہی سے دوچار ہوتی ہے۔

(ہ) ازلی اور ابدی حکمرانی عالم یا پاسبانی خلائق کے لئے تنہا خلاق اکبر کے شایان شان ہونے کی

وشکوہ کہتے سنتے ہیں من و سلویٰ کی سی لذت وراحت محسوس کرتا ہے اس کی اجتماعی نماز واقتدار اور دین وایمان بالکل بے معنی ہے۔

ے۔ اگر ہر شخص اپنی جسمانی و مادی ضروریات زندگی حاصل کرتے یعنی روٹی کھاتے، کپڑا وغیرہ لیتے وقت فقط یہی دیکھ کر کہ وہ اس کے لئے ضروری ہے یا نہیں اور مفید ہے یا مضر نہ یہ کہ دینے والا کون اور کیسا ہے (یا پہلے کسی اور نے بھی اسے کھایا پہنا وغیرہ ہے یا نہیں) اس پر دیوانہ وار لپکتا اور اسے سب سے پہلے اور آگے سے آگے بڑھ کر ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے تو وہ دنیا جہان کی سب سے بڑی اور لازوال و غیر فانی اور وجہ شرافت و سعادت دارین انسانیت غذا روحانی حاصل کرنا یعنی تفہیم و تذکیر سننا اور ماننا کیوں کسی دوسرے عام و خاص یا امام و مبلغ وغیرہ کے خود بھی اسے حاصل کرنے سے مشروط کرے۔

(۵۹) اگر ہر شخص اپنی اور اپنے گھروالوں کی ہر طرح کی غلطیوں اور خامیوں سے متعلق اپنے پڑوسی و قریبی (شخص یا گھر) سے اور اپنی کتخدا بیٹی یا بہن اور بیٹے وغیرہ کی خامیوں اور کمزوریوں یا ناحق اور بُرا کے بارہ میں اپنے داماد اور بہنوئی یا بہو وغیرہ سے بھی التزاماً اور مدۃ العمر خود پتہ کرتا اور بعد ازاں ہمیشہ انہیں سمجھاتا بجھاتا رہے تو وہ بہر لحاظ اس قدر بلند و برتر مقام پر فائز ہو سکتے ہیں کہ کسی دیگر طریق سے ممکن نہیں ہے نہ یہ کہ صرف ان (اپنوں) ہی کی یکطرفہ باتیں سننے تک اکتفا کر کے یا ترط محبت کی بنا پر اس غلط فہمی کا شکار ہو کر کہ کیا اس کے عزیز از جان، گھروالے یا کتخدا بہن بھائی بیٹے بھی کبھی حقوق و فرائض سے غافل و قاصر ظالم و ستمگار، بد اخلاق و غلط کار، گستاخ و قاطع الرحم وغیرہ ہو سکتے ہیں انہیں مطلقاً یا دوسروں کے مقابلہ میں حق پرست و دیانتدار، مہذب و نکوکار اور حقوق و فرائض میں چاق و چوبند ما ابر و ہنی اور محاسبہ و نگرانی سے بے نیاز و بالاتر ہی قرار دئے رکھے۔

(۶۰) اگر محبوب و معشوق مجازی وفا کی اپنے عاشق و طالب کو ظاہری (چہرے، بدن، کپڑوں وغیرہ کی نجاست اور باطنی (تعلق و محبت غیر کی) غلاظت یا فخر و غرور کی صورت میں اپنی ملاقات و مصاحبت سے سرفراز کرنا تو کیا اپنے قریب تک پھٹکنے نہیں دیتا تو معشوق و محبوب حقیقی بھی غسل (از جنابت) استنجا، وضو، و مسواک، جگہ اور دیگر ہر ایک چیز کی صفائی اور دل کو شرک (تصور و تعلق غیر اللہ) یا فخر و غرور اور بغض و حسد سے پاک و صاف دیکھے بغیر یا بیٹھن و پر تکلف لباس اور سبز کی ور دیسی

مصدرہ حکم و ہدایت پر (اپنے یا امدوں کے لئے) مزید روشنی ڈلوانا یا (اس بہانہ سے) دنیا جہان کی سب سے زیادہ محبوب و مقرب بارگاہ ایزدی شخصیت کی ہمکلامی سے مشرف ہونا مقصود ہوتا تھا۔

ب۔ اس لئے کہ ان درباروں کے حاضرین علی العموم بادیہ نشین یا نو آموز دین اور زبون حال و تنگدست ہونے کی وجہ سے اپنی ہر قسم کی فوری اور حد سے بڑھی ہوئی انفرادی، علمی، ذہنی، جسمانی، مالی اور تمدنی ضروریات و مشکلات زندگی کے سلسلہ میں خود امراء و ائمہ ہی کیطرف سے باپ بیٹوں کی طرح خصوصی طور پر ہر وقت اور ہر جگہ بے تکلفانہ ان سے مانگنے، پوچھنے، سمجھنے اور سوال و جواب کرنے کے لئے پوری طرح مجاز و مرخص تھے۔

ج۔ اس لئے کہ اگر امام نماز پنجگانہ، امیر القوم یا نائب الرسول اور خلیفۃ النبی ہوتا ہے تو نبی ہی کیطرح وہ اپنے احکام و ہدایات اور طرز عمل یا طریق کار میں عامۃ المخاطبین دعوت کے جرح و اعتراض اور تنقید و نکتہ چینی سے بھی محفوظ و بالاتر اور بے خوف و مطمئن ہونا چاہیئے۔

د۔ اس لئے کہ جن فرشتہ سیرت و پیشرو بزرگوں کو اپنے امیر قوم اور امام نماز کے اشارہ چشم و ابرو پر جان تک کو کھیل جاتے ہیں بھی تامل نہ تھا حتی کہ وہ اپنے امراء و ائمہ کے ایسے صاف اور سیدھے سوالات کے جواب میں کہ یہ کونسا شہر، کیا دن یا کیا وقت و ماہ ہے لب کشائی کرنا ان کی توہین و گستاخی سے تعبیر کرتے اور دعویٰ ہمسری و ہمہ دانی کا مترادف سمجھتے تھے وہ اپنے ایسے اور کتنے ہی سوالات و اعتراضات کے باوجود (ہماری طرح کے) بدنیت، شوخ چشم، دیدہ دلیر اور خود غرض و عافیت کوش وغیرہ کہے جا سکتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں کو (جو اولو الاصلاح والنہی اور امام و امیر کے لئے دست و بازو کی حیثیت رکھتے تھے) جرح و اعتراض اور مشورہ و رہنمائی کا حق و اختیار دیدینا کبھی خلاف مصلحت ہی ہو سکتا ہے۔

س۔ اسلئے کہ زیادہ جلد باز و متشدد و نقاد و معترض علی العموم مخاطبین دعوت کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو بہت جدید الاسلام یا مغلوب البدویت و الاعرابیت ہونے کی وجہ سے ہنوز دربار خلافت و رسالت اور امیر و امام نماز کی جلالت شان، آداب و شرائط مجلس نیز استفسار و اعتراض کے اصول و فوائد ان کی اہمیت و مضرت سے پوری طرح باخبر نہیں ہو چکے تھے۔

س۔ اس لئے کہ جب ایک ادنیٰ اور معمولی شخص کو عجز و ادب اور آہستگی کے ساتھ نیز علیحدگی میں اور اس کے کسی خاص راز دار و مجاز و مقرب بارگاہ ہی کی طرف سے ہدایت و رہنمائی کرنا دیا

اہلیت ہی سب سے بڑی چیز ہے اس لئے اسکا مختار کار و خلیفۃ فی الارض بھی وہی ہو سکتا ہے جو اسی کے سے اوصاف و محاسن سے متخلق ہو اور دنیا سے اسی کا سا برتاؤ کرے اس لحاظ سے کسی شخص و قوم کا حلقۂ افتدار جتنا زیادہ وسیع اور عہدہ و منصب جسقدر بلند و تر ہوگا اس کے لئے اتنی ہی پاکدلی، ہمدردی و انکساری، خوش مزاجی و ملنساری اور قناعت و سادگی با علم و عجز نیز جفاکشی و جانسوزی ضروری ہوگی ورنہ اسے جلند و برتر اور عالم گیر منصب تدبیر خلائق سے اولاً تو سرفراز ہی نہیں کیا جائے گا اور اگر شاذ و نادر بطور اتمام حجت کبھی کر بھی دیا جائے تو نااہل و غیر مستحق ثابت کرنے کے بعد وہ جلد ہی اس سے چھین لیا جائیگا۔

(۶۱ ف) کسی شخص، گھر، خاندان، گاؤں اور شہر یا ملک و قوم کی نقطۂ مجمل، ظاہری اور بیرونی حالت یعنی مسجد و مدرسہ یا اہم الفرائض دین (علی الخصوص اجتماعی نماز پنجگانہ) سے اس کے تعلق و تجنب کو دیکھکر ہی اسکی مفصل خانگی، اندرونی، علمی، اخلاقی اور لسوانی وغیرہ حیثیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے

.. ..

.. ..

(۶۲) مصلح اعظم عالم اور ان کے خلفاء الراشدین المہدیین کے حاضرین دربار کی طرف سے گاہے ماہے بلکہ سالہا سال میں فقط چند ایک مرتبہ معمولی و مختصر اور اس پر ان کی طرف سے کچھ بھی اظہار خفگی یا تنبیہ و تشدید نہ ہونے سے اس نتیجہ پر پہنچنا کہ ہر کہ و مہ اور جاہل و عالم اپنے امیر القوم (امام نماز پنجگانہ) یا جلاس شوریٰ کے کسی قومی فیصلہ یا متفقہ نظریہ اور طریق کار وغیرہ کے خلاف ہمیشہ جب اور جہاں چاہے ہر جلوت و خلوت میں جرح و اعتراض یا نکتہ چینی و جواب طلبی کا پورا پورا مجاز و مستحق ہے مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

(۱) اس لئے کہ ان سے اکثر بزرگوں کے ان مواقع پر سوالات و اعتراضات یا (بظاہر جواب طلبیوں) سے ہماری طرح اپنے جوش و جذبۂ درون کو فرو کرنا یا اظہار علم و جاہ، اپنی عافیت کوشی، تن آسانی اور تحمل و خود غرضی وغیرہ یا احکام و ہدایات کو نرم و تبدیل کروانا نہیں بلکہ زیادہ تر استفہام و استفسار

اپنی ذات و صفات سے ان (وجوہ و اسباب) کے قلع قمع کے لئے ہمیشہ متفکر و ساعی رہنے والا کہیں زیادہ ذہین و خوش بخت، محبوب و مقرب بارگاہِ خداوندی اور قرۃ العین خلائق ہوسکتا ہے۔

(۴۳) شکایت و شکوی کرنے والا اور یہ کہنے والا کہ فلاں میری شکایت و شکوی کرتا ہے، بغض و عناد کا عادی اور یہ کہنے والا کہ فلاں مجھ سے بغض و حسد رکھتا ہے، حقیر و ناچیز سمجھنے والا اور یہ کہنے والا کہ فلاں مجھے حقیر و ناچیز جانتا ہے یا تعظیم و تواضع، اسلام، مصافحہ، استقبال و مشایعت، عیادت و تعزیت اور تجہیز و تکفین نہ کرنے والا اور یہ کہنے والا کہ فلاں میری تعظیم و تواضع یا عیادت و تعزیت وغیرہ نہیں کرتا، گستاخی و بے ادبی کرنے والا اور یہ کہنے والا کہ فلاں میرے حق میں گستاخ و بے ادب ہے، ریاکار و منافق اور یہ کہنے والا کہ فلاں ریاکار و منافق ہے، قرض و مستعار نہ دینے والا اور احسان و ایثار سے ہاتھ بند رکھنے والا اور اپنی زبانی یہ کہنے والا کہ میں معصوم و پاکباز اور زاہد و ذاکر ہوں یا تن آسان و عافیت کوش اور بزدل و نابکار اور اپنی زبانی اس طرح کہنے والا کہ میں دلیر و جری اور جفاکش و محنتی ہوں یا غبی و جاہل اور اپنی زبانی یہ کہنے والا کہ میں وہ جادو نگار و معجز بیان شخصیت ہوں غرض کسی بھی صفت اور خوبی سے عاری اور اپنی زبانی کہنے والا کہ میں بے مثال و باکمال ہوں کم و بیش دونوں ہی غلطی پر اور قابل اصلاح و تربیت ہیں۔

(۴۴) "دین القیم" اسلام میں مکلف غذائیں، قیمتی لباس، شاندار مکان اور بے پناہ ساز و سامان اور مال و مواشی، زیادہ عیش و عشرت، میلے، تماشے، یادگاریں، برسیاں، تعزیئے، پیرپرستی اور قبہ نوازی، دھوم دھام کے بیاہ شادیاں، (مرد کے لئے) ریشمی کپڑے اور زیورات، حکام و روساء سے میل جول، رشوت، نذرانے اور پارٹیاں دینا لینا، احتکار و اکتناز، لہو و لعب زیادہ تر اسی لئے ممنوع ہیں کہ بدیں صورت مساکین و یتامیٰ، علماء و طلبہ اور مدارس و مساجد یا رفاہ عامہ کی حق ادائی و خبرگیری ناممکن ہو جاتی ہے اور آدمی اپنے ملک و قوم کا دائرہ فقط اپنی ہی ذات اور بیوی، بچوں یا خواہشات نفسانی تک محدود سمجھکر بغیر ان کے دنیا میں کسی کام کا نہیں رہ جاتا۔

(۴۵) اپنی آنکھیں، کان، دست و پا وغیرہ اعضاء و قویٰ جسمانیہ یا جوانی و توانائی اور زن و فرزند عیش و آرام، دولت و سطوت، جاہ و منصب، خوشگواری موسم اور باغ و بہار وغیرہ سے کوئی چیز تلف ہونے یا چھن جانے اور کوئی سی تکلیف و نقصان اٹھانے یا احسان و خدمت سے محروم رہنے

صحیح و مستحسن، قرین عقل و تہذیب اور دلیل خیر اندیشی سمجھا جاتا ہے تو کھلی اور بھری مجلس کے اندر جوش و غضب کے ساتھ اور حلقہ بھر کی ایک ایسی ممتاز و لاجواب شخصیت کے خلاف جسے نہ صرف وہ خود بلکہ حلقہ بھر سے ایک ایک شخص دینا جہان میں اپنا سب سے زیادہ بہی خواہ، صاحب فہم و فراست، منصف مزاج و حق پرست اور سرفروش و جانباز تسلیم کرچکا ہے کسی طرح کی جرح و نقد تنبیہاً شکایت و اعتراض کرنا کیونکر کسی شخص کی حق شناسی، عالی ظرفی اور دیدہ وری پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

ص - اس لئے کہ سرورِ کائنات اور خلفاء راشدین کیطرف سے اپنے حاضرین دربار کی سخت سے سخت اور گستاخانہ سے گستاخانہ جرح و تنقید پر بھی تہدید و سرزنش نہ کرنا اس کے صحیح و برحق ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ شور، جھگڑے اور بدنظمی سے بچنے کے لئے اور معترضین کے نفر دل و دماغ میں جگہ پانے کے مقصد سے یا اس باعث تھا کہ مبادا وہ عوام میں قصور وار گردانے جائیں۔

ط - عہد رسالت و خلافت راشدہ مہدیہ کے حاضرین دربار کے اعتراضات و سوالات ان کے امرا و ائمہ کے قومی احکام و ہدایات یا جمہوری دستوری فیصلوں کے نہیں بلکہ اکثر و بیشتر (اپنی مزعومہ) امرا و خلفاء کی ذاتی لغزشوں اور فروگذاشتوں کے خلاف یا ان کی اپنی ذاتی و قومی ضروریات و مشکلات زندگی (خواہ وہ روحانی بھی یا جسمانی) سے متعلق ہوا کرتے تھے۔

(۶۳) احسان و محبت، صبر و عفو، ہمدردی و غمخواری، ادب و تعظیم، خندہ پیشانی و شیریں بیانی عالی ظرفی و بلند ہمتی، ایثار و سخاوت، سکوت و کم گوئی، حیاء و عصمت، ذکر و عبادت، عزیمت و استقامت تعلیم و تربیت، عزت و حمیت، امر و نہی، قناعت و سادگی، خلوص و دیانت، محنت و جفاکشی، امارۃ و اطاعت وغیرہ اوصاف و عادات کا مظاہرہ و معاملہ باہر اور بیگانوں، بڑوں یا چھوٹوں میں جاکر بھی ہی افسر و اہلکار یا پیشہ ور شخص کر سکتا ہے جو پہلے اپنے گھر کے اندر اور اہل و عیال کے ساتھ ان کی (مدتوں) مشق و ریاضت کر چکا ہے۔

(۶۴) کسی کے اپنے ساتھ حسد و بد اندیشی اور بغض و عناد رکھنے، حقیر و ناچیز سمجھنے یا شکایت و شکوا کرنے پر ما یحب اللہ والرسول مناہ من لسان الوحی فکیف انا کہنے والے یا خود بھی جواباً اس سے نفرت و عداوت کرنے والے کی بجائے اس کے بغض و عناد یا حسد و بد اندیشی رکھنے یا شکایت و شکوی کرنے کے) وجوہ و اسباب پر غور کرکے اور ع اسے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔

یا پلید، نمازی و بے نمازی، حاجی یا غیر حاجی، باحجاب و بے حجاب، باریش و بے ریش، شریف و رذیل بے دینی، مادہ پرستی، فحاشی و بد اخلاقی، اسراف و عیاشی وغیرہ کے لحاظ سے فی الواقع ایک ہی جیسے ہوں یا سمجھے جائیں۔

(۶۵) تکوینی حیثیت سے اور احتیاج و استفادۂ غذا جسمانیہ و مادیہ میں تو حیوان و انسان دونوں مساوی ہیں لیکن حیوان کے مقابلہ میں انسان کو جو فوقیت و شرافت حاصل ہے وہ فقط (یا زیادہ تر) اسی وجہ سے کہ اس کے لئے مزید برآں (احکام و ہدایات آسمانی کی شکل میں) غذا روحانیہ اور ضروریات تشریعیہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے اس لحاظ سے اگر وہ (انسان) اجتماعی نماز پنجگانہ، درس روزانہ، تعلیم و تلاوت وغیرہ جو غذا روحانی ہی سے عبارت ہیں) سے بالکل بے نیاز و برکنار رہے یا محض فقہا ان سے عہدہ برآ نہیں ہوتا تو اسے وہ خود یا کوئی اور اشرف المخلوقات سمجھے یا مذکورہ طرق و ذرائع کے سوا کسی اور طریق سے) اس کے ترقی پانے کی امید و خیال میں کبھی حق بجانب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۶۶) اگر مساکین و غرباء ہمارے ہی دینی و قومی بھائی ہیں یا مساجد و مدارس اور ان کے طلبہ یا امام نماز، خطیب و مدرس اور خادم موذن فی الواقع ہمارے لئے کچھ کر رہے ہیں اور ہم ان کی عزت و آسودگی[۲] اور ان کی ذلت و کسمپرسی کا خیال کرتے ہیں تو انہیں گھر گھر کا بار بار طواف کرواتے اور گاؤں گاؤں کی خاک چھنوانے کی بجائے ہمیں ان کی ہر قسم کی ضروریات و مشکلات زندگی[۳] کا پتہ کر کے روزانہ، ماہانہ یا سالانہ انہیں بیٹھے بٹھائے خود ان کے گھروں اور مساجد و مدارس میں پہنچانے کا بیڑا اٹھانا چاہیئے۔

(۶۷) جب کوئی تیر انداز و بندوقچی باہم غیر مربوط، الگ تھلگ اور متعدد نشانوں کو سامنے رکھنے سے کسی ایک نشانہ پر بھی اپنا تیر یا گولی نہیں گرا سکتا تو (اپنوں یا بیگانوں کو مرعوب کرنے یا ان سے اپنی ہستی و برتری منوانے یا زمانہ کے دوش بدوش چلنے وغیرہا کسی وجہ سے) توحید و ایمان یا اخلاق و اعمال صالحہ اور حقوق و فرائض دینیہ کے علاوہ جملہ مروجہ علوم و السنہ، صنعت و حرفت، تحریر و تقریر، شاندار و قیمتی لباس و مکان، صحت و قوت جسمانیہ، زینت و آرائش، تیغ زنی و شہسواری، جہاز رانی و ہوابازی، سیر و تفریح، زراعت و تجارت، جاہ و مال، تخت و تاج، خطابوں، اعزازوں، عہدوں اور کرسیوں کو بھی برابر اپنی فکر و سعی کا مرکز و محور بنائے رکھنے سے کوئی شخص و گروہ کس طرح مطابق کتاب و سنت جمیع الاخلاق و باحذارہ سکتا یا حقوق و فرائض کا پورا پورا احترام بجا لا سکتا ہے جب تک کہ تمامتر

[۳] ان کی زندگی غربت و کسمپرسی کی

[۲] گداگری کی ذلت و رسوائی

پر اگر انسان اس کے گذشتہ اور سابقہ آرام و فائدہ کی بھی یاد تازہ کرلیا کرے تو اسے حسرت و شکایت کرتے وقت یقیناً شرم و خوف الٰہی محسوس ہو۔

(۶۵ ب) کوئی شخص محض کسی دوسرے کو سالہا سال کچھ کہتا کرتا اور انفرادی یا اجتماعی طور سے اور وں کو سمجھاتا سکھاتا دیکھتے سنتے رہنے کے باوجود کبھی اچھائیاں اپنا سکتا ہے نہ غلطیاں ہی چھوڑتا ہے تاوقتیکہ اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں وہ ہمیشہ اور بار بار اسے سکھانے سمجھانے اور امر و نہی کرنے کی زحمت نہ اُٹھائے۔

(۶۶ و) کسی قوم یا گھرانے کی بدبختی و نالائقی کی یہ انتہا ہے کہ (۱) اسے معصیت الٰہی یا بندوں سے ظلم و بد دیانتی، جھوٹ، اتہام، فریب، لڑائی جھگڑا، گستاخی و بے ادبی، تول ماپ میں کمی بیشی، گراں فروشی و نفع اندوزی، غیبت و شکایت، چوری و فحاشی، بخل و حرص، بدگمانی و بے اعتمادی، حسد و فخر، لہو و لعب، خمر و قمار یا رقص و سرود وغیرہ کا ارتکاب کرتے وقت اپنے یا بیگانے، غریب و امیر، بڑے یا چھوٹے، عالم و عامی، عرب و عجم، امن و خوف، شادی و غمی، جلوت و خلوت، بازار و مسجد، رمضان و غیر رمضان، گھر یا باہر کا احساس و امتیاز بھی نہ رہے حتیٰ کہ وہ خود اپنے عالم و قاری، معتکف و روزہ دار، حافظ و حاجی، شریف النسب و معمر وغیرہ ہونے کو بھی نظر انداز کرتے اور ہر حالت و حیثیت میں نیز ہر وقت اور ہر جگہ، ہر کسی سے پوری جرأت و بیباکی کے ساتھ جو دل چاہے کر گذرے (۲) خود بد سے بد ترین خلائق ہونے کے باوجود نیکوں اور مصلحوں یا مسجدوں اور مدرسوں سے ہمیشہ دور و نفور نیز ان کے مشوروں اور ہدایتوں سے بے نیاز رہے اور ان کے وجود کو اپنی شخصی یا قومی یا دینوی و اخروی خوش حالی و ترقی کے نقطہ نگاہ سے غیر ضروری و لایعنی خیال کرے (۳) اسے اپنے وقار و اعتماد زائل ہو جانے کا خطرہ بھی فسق و معصیت سے باز نہ رکھ سکے (۴) اپنی شخصی یا قومی بدعنوانیوں اور سیاہ کاریوں کی پاداش سے دو چار حتیٰ کہ پیوند زمین ہو جانے کے بعد بھی اس قسم کے بودے دلائل کی بنا پر کہ دیندار و پابند لوگ بھی تو اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں اسے (پاداش اعمال) کی محض اتفاقی اور بے سبب سمجھتے ہوئے ان پر بدستور مصر رہے (۵) (فخراً و ریاءً) فقط بزرگوں اور شریفوں کے اذکار و کردار پر جرح و اعتراض یا ان سے شکایت و شکوی کر کے یعنی ان پر کیچڑ اچھال کر ہی اپنی کوتاہیوں اور بد اطواریوں کو چھپانے اور سچا بننے یا صالح و متدین کہلانے کی کوشش کرے (۶) یا اس میں کے سب عالم و جاہل بزرگ خود اپنے

[illegible]

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی سی) حالت طاری رہے جو ان (ابنیہ دین) کے عین دوران ادا میں ہوتی ہے

(۶۹) چونکہ بچہ یا حیوان ہی

۱- اپنی ابن الوقتی اور کم نگاہی کیوجہ سے گذشتہ یا دیرینہ اور آئندہ و نادیدہ کا نہیں بلکہ فقط سامنے اور ہاتھ میں موجودہ زیر استعمال عیش و آرام یا وقتی منعم و محسن ہی کا قائل و قدردان ہوتا ہے

۲- زیادہ دیر تک ایک ہی چیز، ایک ہی شخص یا پارٹی کا گرویدہ، ایک ہی اصول و خیال پر کاربند، ایک ہی کام میں مصروف اور ایک ہی جگہ میں مقیم نہیں رہ سکتا۔

۳- کھانے پینے، بیٹھنے اٹھنے، سوتے جاگتے، نہانے دھونے، کہیں آتے جاتے، ہنسنے رونے کھیلنے کودنے، بول و براز غرض کسی کام کے شروع یا ختم کرنے یا اس میں لگے رہنے کے لئے وقت و مقام یا مقدار و نوعیت وغیرہا یا کسی اصول اور قاعدہ کا پابند نہیں ہوتا۔

۴- خوشی، غم اور غصہ ہر سہ حیوانی و طبعی حالات کا دست و زبان وغیرہا کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کئے (بلکہ ان میں ایک طوفان عظیم مچائے) بغیر نہیں رہ سکتا۔

۵- چاہتا ہے کہ کوئی چیز کسی اور کو کب، کہاں، کیسی اور کتنی ملے یا نہ لیکن اُسے ضرور ساری کی ساری نہیں تو زیادہ سے زیادہ اچھی، یہیں اور سب سے بہتر حاصل ہو اور اگر اسے نہیں تو کسی دیگر کو بھی کیوں ملے۔

۶- ہمیشہ خواہاں اور کوشاں ہوتا ہے کہ اسکی مطلوبہ چیز مشترکہ ہو یا بیگانی حرام ہو یا حلال محض ہو یا طیب، مضر ہو یا مفید، پکی ہو یا کچی، زہر ہو یا شہد کسطرح سے بنی اور کہاں سے آئی ہو خود اس کی کمائی ہو یا کسی غیر کی، چوری و رہزنی، جھوٹ اور رشوت یا گداگری سے حاصل ہوئی ہو یا کسطرح، دینے والا دے بھی سکتا ہو یا نہ مانگنے کا وقت و مقام بھی ہو یا نہ بہرکیف اسے ضرور مل جائے نیز صرف اپنی خوشدلی اور شکم سیری سے مطلب رکھتا ہے اور اس امر کا مطلق احساس نہیں کرتا کہ اس کے لئے اسکے مربی و سرپرست کو کس قدر جسمانی و دماغی اذیت اٹھانا پڑے گی۔

۷- کسی شخص کیطرف سے اپنے کو نفع و آرام پہنچانے کے سلسلہ میں اسکی کتنی ہی حد سے بڑھ کر قربانی و جانفشانی کو پرکاہ کے برابر وقعت نہیں دیتا جب تک کہ وہ کوئی چیز فی الواقع اور سو فی صدی اسکی مطلوبہ کیفیت و کمیت کے موافق اس کے قدموں میں نہیں لا ڈالتا۔

اہداف و محاذات سے منہ موڑ کر (اس پروگرام میں مصرحہ دوازدہ تدابیر کے ذریعے کتاب و سنت کی روشنی میں محض اعمال و اخلاق فاضلہ (جن کے ہاتھ آجانے سے باقی سب کچھ آپ سے آپ قدموں میں آ گرتا اور نہ ہونے سے کچھ بھی مل پایا بلکہ رہ نہیں سکتا) ہی کو اپنی زندگی اور تمام تر توتوں اور کوششوں کا مرکز و محور نہ بنا لے۔

(۴۸ و) بغاوت و انحراف عن الکتاب والسنۃ، کفر و الحاد، بے راہ روی و نفس پرستی (مرگ و شادی وغیرہا میں) پابندی رسم و رواج، اسراف و تعیش، بغض و عناد، رشک و حسد، فخر و غرور سوء الظن و بد اندیشی، گالی گلوچ، لعنت و پھٹکار، حلف بغیر اللہ، مردوں کا ریشمی لباس اور زیورات پہننا یا نزاع و جدال، ہنچ و رنگ، گراں فروشی و نفع خوری، ناز یبا ضروب و محاورات کے استعمال ظلم و طغیان، غیر شرعی تشکل و لباس، سیاہ دلی و کور باطنی، زنا و اغوا، کم ماپنے تولنے، بے حجابی و فحاشی شراب و حقہ اور تاش و سگریٹ وغیرہ طاغوتی اور نفسانی افکار و مشاغل میں علمبرداران توحید اور یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ غیر مسلم (بلکہ اچھوت و شودر) اقوام عالم کے یا تو پیشرو اور استاد ہو سکتے ہیں یا شاگرد و پیرو اور ان (استادی و شاگردی) دونوں سے جس حیثیت کا بھی وہ اعتراف دادعا کریں وہی ان کے خیر امت ہونے کی حیثیت کے پیش نظر ان سے بحر ندامت کی انتہائی گہرائیوں میں ڈوب مرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

(۴۸ ب) ابنیۂ خمسہ اسلام (نماز، روزہ، حج وغیرہ) کے ذریعے تکمیل انسانیت اور اتمام جمیع مقتضیات دین جبھی ممکن ہے کہ نمازی فقط دوران نماز اور روزہ دار فقط صبح سے شام تک یا رمضان رمضان ہی کے اندر اور حاجی بلاد عرب اور ۹ ذی الحجہ یا ایام تشریق ہی تک نہیں بلکہ مذکورہ ارکان کے (ذکر و عبادت، تسبیح و تکبیر، چشم بند و گوش بند و لب بر بند، عجز و خشوع، سکون و ثبات نظم و ضبط، ہمنوائی و یکجہتی، قربانی و جانفشانی اور اطاعت امر وغیرہ کے) قدر مشترک اور ان اصولی و بنیادی اور دائمی مقاصد و قواعد کے احترام و التزام کا جنہیں ان ابنیۂ خمسہ دین کے اندر ٹھیک مغز و روح کی حیثیت حاصل ہے، ان کے معززہ اوقات و مقامات کے بعد بھی مدۃ العمر، ہر وقت اور ہر جگہ نیز ہر مرحلہ زندگی میں خود کو مامور و مکلف سمجھے اور ہر شعبہ و مسئلہ حیات میں اس کے ظاہر و باطن اور گفتار و کردار پر تا بامکان وہی (ایک مہاجر و عابر السبیل اور

تریز نہلک سے مہلک زخم و مرض کو فصد و علاج وغیرہ سے کلیۃً بے نیاز اور خود کو بالکل پاک و صاف اور تندرست سمجھنا اور اپنے عیوب و امراض کے چارہ ساز یا جراح و حجام اور خلاف مرضی کام کروانے یا چھوڑ وانے، نہلانے اور دہلانے، اٹھانے اور جگانے والے کو (یہ جان کر کہ وہ اس کے نقصان اور اپنے فائدہ کے لئے ایسا کہتا کرتا ہے) اپنا دشمن جانی اور احمق و نادان تصور کرتا ہے، ہمیشہ نا دیب و ترتیب اور صفائی و طہارت سے گھبراتا، چراغ پا ہوتا، اسے زہر کا پیالہ جانتا اور اس پر مرنے مارنے کو تیار ہوتا ہے۔

۱۵۔ بولنے چلنے، لینے دینے، کھانے پینے، دیکھنے سننے، کہیں جانے آنے اور ہنسنے رونے وغیرہ جذبات و خواہشات نفسانی کو لمحہ بھر کے لئے ضبط نہیں کر سکتا۔

۱۶۔ بھوک، پیاس، کھیل کود اور نیند تک کے سامنے بے بس ہو کر ضروری سے ضروری کاموں، نایاب سے نایاب تعمتوں، خدا اور بندوں کے اہم سے اہم حقوق و فرائض سے قاصر رہتا ہے۔

۱۷۔ ہر وقت کھانے پینے ہی کا ذکر و فکر کر کے اور زیادہ تر کھانے پینے اور لہو و لعب ہی میں مشغول رہ کر یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے ہاں خلق و خالق، حق و باطل، ماضی و مستقبل، مبدء و معاد، توحید و ایمان یا حشر و نشر اور دوزخ و جنت وغیرہ زندگی اور اس کی ضروریات و مشکلات سے بظاہر بے جوڑ نظر آنے کی وجہ سے اور نفس پرستی و جذبات نوازی میں مخل و مانع ہونے اور مطلقیت و بے رہبری کے لئے زہر ہلاہل کا حکم رکھنے کے باعث) محض ایک افسانہ ہیں اور دنیا جہان کے اندر فقط ایک کھانا پینا سونا اور کھیل کود ہی حقیقت ہے۔

۱۸۔ زبردست اور سامنے موجود و ظاہر کو اپنا خدا اور غائب از نظر یا کمزور و ناتواں کو چیونٹی سے زیادہ حقیر و ناچیز سمجھتا ہے۔

۱۹۔ اپنے ساتھ کسی کے بات چیت یا تعلیم و تفہیم کرتے وقت اپنے کسی دیگر خیال و کام میں مصروف یا دوسری چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے خواہ اسے کتنی ہی دفعہ اور پھر پھر مخاطب و متوجہ ہونے کی تنبیہ و تاکید کی جائے گویا کسی اور کی یا دوسرے سے بات کی جا رہی ہے بیز کہا، بتایا یا سمجھایا ہوا دل سے مطلق نہیں سمجھتا لیکن ظاہر یہی کرتا ہے کہ وہ سب کچھ بخوبی سمجھ اور مان رہا ہے۔

۲۰۔ اسے ہر شخص جو چاہے منوا سکتا، جو چاہے کہلوا سکتا، یہ ہر جا چاہے لے جا سکتا، جس کام یا چیز کا چاہے

۸۔ کھلے بند دل، رستوں اور گلیوں میں گھر یا باہر، جہاں، جب اور جس طرح سے اس کا دل چاہے کھڑا، بیٹھا یا لیٹا و نیم برہنہ، بے غسل و حجامت، آزادانہ و بے باکانہ کھاتا پیتا، لڑتا جھگڑتا، نہا دھوتا، ناچتا کودتا، تھوکتا، کھانستا، کھجلاتا، ریح فاسد چھوڑتا اور بول و براز و غیرہا ہر نازیبا نازیبا کام کرتا پھرتا ہے۔

۹۔ زیادہ تر اپنوں سے بغض و عناد یا رشک و حسد، فخر و غرور کرتا، لڑتا جھگڑتا اور دست گریباں رہتا ہے۔

۱۰۔ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، دیکھنے سننے، پکڑنے چھوڑنے وغیرہا سے ہر کام یہ جانے بغیر کہ کیوں اور کس غرض سے کر رہا ہے یعنی یہ مفید ہے یا مضر، مشروع ہے یا ممنوع محض اس لئے کرتا ہے کہ دوسرے کرتے ہیں یا اس کا اپنا دل چاہتا ہے اسی طرح ہر کام کو اچھا یا برا سمجھنے یا اس کے ترک و اخذ میں فقط ہی دل یا رائے عامہ کے فتویٰ و فیصلہ کا پابند ہونے کے باعث زر و جواہر کو ٹھکراتا اور خس و خاشاک گلے کا ہار بناتا ہے۔

۱۱۔ امن و سکون کے ساتھ رہنے اور سرگرمی و جانفشانی سے کوئی مفید و منتج کام کرنے کی بجائے لڑبھڑ، کھیل تماشا، دنگا فساد، ناچنا کودنا، شور و غوغا کرنا یا بلاضرورت ادھر ادھر جانا آنا اور دنیا و مافیہا سے فارغ البال و خالی الذہن رہنا پسند کرتا ہے۔

۱۲۔ دوسرے کو کچھ دیتے وقت کم از کم، خراب سے خراب، بچا کھچا، دیر و مدت کے بعد دینا بلکہ خود لیتے وقت ہر کسی سے زیادہ سے زیادہ، عمدہ سے عمدہ، جلد سے جلد اور مفت و بے تکلف لینا چاہتا ہے

۱۳۔ فقط اپنی جسمانی و مادی قوت یا عددی کثرت یا قد و قامت اور نسل و رنگت کی بنا پر دوسروں کو حقیر و ناچیز سمجھتا اور ہمیشہ اس امر کا خواہاں و کوشاں پایا جاتا ہے کہ ضعیف و زیر دست ہمیشہ کے لئے اس کا ریزہ چین و کفش بردار ہے جونہی کہ وہ کھانے پینے وغیرہا میں اس سے شریک و مساوی ہونے کو آگے بڑھتا ہے یہ گھوڑ جھڑک کر اور دولتیاں یا سینگ وغیرہ مار مار کر اسے پیچھے ہٹا دیتا ہے

۱۴۔ اپنے غلط سے غلط اور مضر سے مضر خیال و عمل کو سو فیصدی صحیح و مفید اور اصلاح و تنقید سے

۲۹- جسمانی و مادی قوت یا عددی اکثریت ہی کو ہر مشکل و ضرورت کا حل سمجھ کر اس کے بل بوتے پر باتوں باتوں میں ہاتھا پائی پر اتر آتا - اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہے کسی سے رنج و نقصان اٹھا کر دکسی دربار و سرکار میں اپنی شکایت لے جاتے اور اس کے فیصلہ کا انتظار کئے بغیر اسی دم اور بذات خود اسے اس سے بدرجہا زیادہ رنج و نقصان پہنچا کر دم لیتا ہے۔

۳۰- خود محروم ہو تو کسی دوسرے حتی کہ ماں باپ کا بھی کھانا پینا یہ آرام و عزت رہنا، اور کوئی اچھی چیز رکھنا نہیں دیکھ سکتا۔

۳۱- دینے کی بجائے ہمیشہ دوسرے سے لینے اور منت و سماجت، پیار و خدمت یا تعریف و تحسین کرنے کی بجائے کروانے ہی کا خواہاں و کوشاں رہتا ہے۔

۳۲- اپنی غلط سے غلط منوا کر چھوڑتا لیکن دوسرے کی صحیح سے صحیح بھی ٹھکرا دیتا ہے۔

۳۳- کسی شخص، جگہ یا چیز کی دائمی روحانی و اصلی اور گذشتہ یا آئندہ نہیں بلکہ ظاہری یا مادی، فوری، سطحی اور موجودہ خوبی یا نقصان کے باعث ہمیشہ اس کا دلدادہ یا (اس سے) متنفر ہوتا ہے۔

۳۴- کھانے پینے، اچھی جگہ اور عیش و آرام حاصل کرنے کیلئے اپنی حد سے بڑھی ہوئی بیقراری، منت و سماجت، چیخ و پکار، بدحواسی و از خود رفتگی سے اور دست و گریبان ہو کر ظاہر کرتا ہے کہ زیع مسکون میں سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر (بلکہ فقط) وہی ایک اس دکھانے پینے یا آرام و عیش کا مستحق و ضرورت مند ہے اور کہ صبر و انتظار، ہمدردی و خودداری یا ایثار و انصاف کچھ چیز نہیں ہیں۔

۳۵- فقط خود سے پیار و احسان کرنے یا کھلانے پلانے والے کو دنیا جہان کی سب سے زیادہ قابل قدر و تحسین بلکہ یگانۂ روزگار شخصیت سمجھتا ہے اور اسے اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی کہ اس کا خدا اور ابنائے جنس سے برتاؤ کیسا ہے اسی طرح کسی سے دوستی یا دشمنی اور افادہ و استفادہ کرتے یا بیٹھتے اُٹھتے وقت بھی اپنے یا اس کے پایہ اور قابل و ناقابل ہوتے وغیرہ کی مطلق پروا نہیں کرتا۔

۳۶- دل سے کبھی سیر نہیں ہوگا گو منہ تک ہی پر شکم کیوں نہ ہو جائے یعنی اس کا دستر خوان یا آخور ہر شے سے معمور و لبریز ہو تو بھی بزبان حال ھل من مزید کہتا ہوا مطبخ یا کھانا چارہ لانیوالے کی طرف بدستور آنکھیں پھاڑے حریصانہ و بیتابانہ دیکھتا رہیگا۔

۳۷- کچھ چیز ملنے پر خوشی و شکر گذاری کی بجائے اس وجہ سے اسے جھٹ رنجیدہ سمجھے گا کہ اس

گرویدہ بنا سکتا اور جس سے چاہے متنفر کرسکتا، جس سے چاہے جوڑ اور جس سے چاہے توڑ سکتا، جسے چاہے تو پہاڑ پر چڑھا اور چاہے تو آگ یا کنویں میں گرا سکتا ہے۔

۲۱۔ بولنے چلنے، دیکھنے سننے، کھانے پینے وغیرہ حالات میں اس علم و تخیل سے بالکل خالی الذہن ہوتا ہے کہ یہ مفید، ضروری اور جائز و برمحل بھی ہے یا نہیں بلکہ سمجھتا ہے کہ ہر چیز، ہر جگہ اور ہر وقت دیکھنے، سننے یا بولنے چلنے اور کھانے پینے ہی کو ہی ہے۔

۲۲۔ دوسروں کو بے اعتدالی، خودسری یا کجروی کی سزا پاتے دیکھکر نہیں بلکہ بذات خود اس کی پاداش سے دوچار ہونیکے بعد ہی اگر اسے چھوڑے تو چھوڑتا ہے۔

۲۳۔ کھانے پینے وغیرہا کی کسی ناجائز سے ناجائز اور بیگانی سے بیگانی چیز والے کھیت، باغ، دکان، گھر یا شخص کے پاس سے للچائی ہوئی نگاہوں سے بار بار یا اور مسلسل ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھے بغیر، چوری یا منت وسماجت سے غرض جس طرح ممکن ہو حاصل کئے اور نہ ملنے کی صورت میں آہ و بکا سے آسمان سر پر اٹھائے یا غم و افسوس سے سرد آہیں بھرے بغیر آگے نہیں گزر سکتا۔

۲۴۔ سدھرا اور بنا ہوا بگاڑنا (یعنی نفع سے نقصان کیطرف لانا) تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لیکن روٹھا اور بگڑا ہوا منانا (یعنی نقصان سے فائدہ کی جانب مائل کرنا) جوئے شیر لانا ہوتا ہے۔

۲۵۔ اس قدر مفید و نیک اور ماسورہ کام یا چیز کا خواہاں اور شیدا نہیں جتنا کہ غلط اور مضر اور ممنوعہ کام یا چیز پر لٹو ہوتا ہے۔

۲۶۔ کسی کو کوئی اچھا کام بلا ناغہ کرتے دیکھکر بلکہ چند مرتبہ اس سے متعلق زبانی کہنے پر بھی اسے کبھی اپناتا ہے اور نہ اسی طرح کرنے ہی لگتا ہے جب تک کہ اس کے لئے کسی سے خود کو مدتوں، بار بار اور روزانہ کہلواتا اور جد وجہد نہ کرواتا رہے۔

۲۷۔ بے ہنگمی، خودسری، مطلق العنانی، فراغت و بیکاری سے خوش اور تندرست رہتا ہے جبھی تو اپنا امیر و قائد بنانا اور محافظ و معلم کی شکل تک دیکھنا یا ضبط و نظم کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتا۔

۲۸۔ جیسا کہ ناچیز سے ناچیز اور معمولی سے معمولی مادی احسان پر خوشی سے بلیوں اچھلنے لگتا ہے اور اپنے محسن کو سجدہ تک کرسکتا ہے اسی طرح کوڑی سے ادنیٰ ترین چیز چھین جانے اور کسی کے ماتھے پر بل تک پڑا دیکھ کر بھی مرنے مارنے سے دریغ نہیں کرتا۔

اپنی معمولی سے معمولی کرتوت اور ادنیٰ سے ادنیٰ صفات پر زیادہ سے زیادہ مغرور اور مطمئن ہوتا ہے۔

۵۰- اپنی ناخود اعتمادی اور احساس کمتری کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ اس کے کھانے پینے، امن و آسائش، نہاتے، دھوتے، ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی کی فکر دسی کوئی دیگر والدین، حکومت یا آقا وغیرہ ہی کرے گا۔

اس لئے مسطورہ بالا دفعات یا ان میں کسی ایک سے ملوث و متصف شخص بھی گو کہ بزعم خود یا دنیا کی نظروں میں وہ کتنا ہی بلند و برتر اور مسلم ہو یا غیر مسلم سید ہو یا "امتی"، عالم ہو یا جاہل مسٹر ہو یا مولانا، عربی ہو یا عجمی، محکوم ہو یا آزاد، پسماندہ ہو یا ترقی یافتہ، افسر ہو یا ماتحت، لیکن درحقیقت وہ ایک بچہ یا حیوان ہی ہے۔

(۷۰)- ازدواج و تولید سے اگر ابد الآباد تک کے لئے دین الٰہی کا جھنڈا بلند رکھنا اور اہل عیال کو مطابق کتاب و سنت خدا، بندوں یا نفس خود اور حیوانات کی آنکھوں کا تارا بنانے کے لئے حقوق و فرائض کی تعلیم و تربیت کرنا اہم المقاصد ہے اور اس حقیقت سے کسی ذی بصیرت و حق پرست کو مجال انکار نہیں کہ بلحاظ تعداد ہر شخص تھوڑے سے تھوڑے افراد خانہ سے متعلقہ اپنے (مالی یا روحانی اور تعلیمی اور تربیتی) فرائض انسانی و خوش اسلوبی کے ساتھ اور کما حقہٗ انجام دے سکتا ہے تو ذکاوت و خوش بختی یہی ہے کہ تا بامکان ایک سے زیادہ بیویوں اور دو ایک سے بڑھ کر لڑکے لڑکیوں کی کبھی خواہش و کوشش نہ کی جائے۔

(۷۱) اپنی شکل و صورت، خورد و نوش، بود و ماند، بول، چال، ساز و سامان یا مرگ و شادی، معاش و تعلیم، غسل و حجامت یا تمدن و سیاست وغیرہ کے لئے صرف اپنی ہی ذات، اپنے اہل عیال اور ملکی یا غیر ملکی حکام و روسا ریا خاندانی بزرگوں کی بجائے ہمیشہ اسی بزرگ و برتر ہستی کا بتایا یا بھیجا ہوا اور پسندیدہ و مجوزہ طرز و طریق اختیار کرنا سمجھداری و سعادتمندی ہے جسکی خوشنودی یا ناراضگی انسان کا کچھ بگاڑتی یا سنوارتی ہے اور جو کہ انسانیت کی خالق و مالک اور مختار کل نیز علیم و خبیر ہونے کی بنا پر مذکورہ جمیع امور و مسائل زندگی میں اس کی رہنمائی کی کفیل و مستحق ہے اور اس کے لئے کسی چیز کو مفید یا خوبصورت و بدنما وغیرہ قرار دینے کا فیصلہ کر سکتی ہے اور جسکی حاکمیت و آمریت کے سامنے ہر شعبہ اور مرحلہ زندگی میں سرنگوں رہنے کا اس نے ازل سے عہد و اثق کر رکھا ہے۔ نیز

سے زیادہ، بہترین اور بیشتر کیوں حاصل نہیں ہوئی۔

۳۸۔ بزرگوں ناصحوں اور داناؤں کی بجائے ہمیشہ ہمچشموں اور ہمجنساؤں ہی سے ملنا جلنا، انہی میں بیٹھنا اٹھنا اور رہنا سہنا پسند کرتا ہے۔

۳۹۔ آزاد اور اکیلا چھوڑ دینے پر یا اختیار و موقعہ پاکر چوری، آتشزنی، خیانت و اسراف وغیرہا کی شکل میں جس طرح اور جتنا جی چاہے اپنا یا کسی اور کا نقصان مال و جان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۴۰۔ شکل و نام مرغوب الطبع کام کی دعوت پر بیمار و نزار بلکہ بیدست و پا لیکن انسان اور بن کھاتے شکل میں ایک سے دو چار ہو برق و باد کے گھوڑے پر سوار اور سمندر تک چیرنے کو تیار ہوتا ہے۔

۴۱۔ جس کنوئیں یا آتشکدہ کے اندر صبح کو گرا اور مرتے مرتے بچا ہے شام کو پھر اسی میں گر سکتا ہے۔

۴۲۔ (اپنی سطح یعنی مادہ پرستی کیوجہ سے) اذکار و اعمال کی بجائے محض شکل و قد، نسل و رنگ یا سن و سال میں اپنے سے مشابہ و موافق اور اپنے ساتھ بیٹھنے اٹھنے یا رہنے سہنے والوں کو اپنی قوم سمجھتا ہے۔

۴۳۔ کچھ کرنے یا چھوڑنے میں اپنے دل و زبان، آنکھ کان اور ہاتھ پاؤں پر کنٹرول نہ رکھنے سے یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ ان کا مالک نہیں مملوک ہے۔

۴۴۔ بین دین، نشست و برخاست، صلح و جنگ، تکریم و توہین. کھانے پینے، پکڑنے چھوڑنے وغیرہ میں قابل و ناقابل، جنس و طیب، اپنے یا بیگانے اور ادنیٰ یا اعلیٰ کی تمیز نہیں کرتا۔

۴۵۔ کسی شخص، چیز یا جگہ کی حقیقی، دائمی، ٹھوس اور باطنی خوبیوں کی وجہ سے نہیں جتنا کہ وقتی، ظاہری اور اس کی عارضی دل کشی و بہاہمی پر جان دیتا اور اسی کا ہو رہتا ہے۔

۴۶۔ اگر خود سیر و سرشار اور تندرست و مطمئن ہے تو دوسرے قریبی سے قریبی حتی کہ والدین تک کی بھوک پیاس یا گرمی و سردی اور بیماری یا موت تک سے متاثر نہیں ہوتا۔

۴۷۔ کسی کو ممدوح و معزز اور آرام و ترقی میں دیکھکر اتنا خوش نہیں ہوتا جیسا کہ کسی پستی و رسوائی اور محرومی چاہتا اور کسی کو جھڑکوانے یا سزا دلوانے یا نیچا دکھانے اور شرمندگی دلانے کا کوشاں بنتا ہے۔

۴۸۔ کے نزدیک راہ راست وہی ہے جس پر کہ وہ خود چلتا یا جو کچھ کہ وہ خود کرتا یا جو کام کہ وہ اپنے دائیں بائیں دوسرے ہم ہمچشموں کو کرتے دیکھتا ہے۔

۴۹۔ دوسرے کی زیادہ سے زیادہ خوبیوں اور بڑے سے بڑے کارناموں کو حقیر و ناچیز سمجھنا لیکن

شکور ہے یا کفور اور کہ وہ خدا اور بندوں کے (مادی یا روحانی) حقوق و فرائض ادا کرتا ہے یا نہیں)
مقصود ہے اور یہ (ابتلا و امتحان) اسے جسمانی یا مالی وغیرہا ہر حیثیت سے اچھے یا برے ہر قسم کے حالات
اور ادوار سے گزارنے اور کئی ایک گروہوں میں تقسیم کرنے سے ہی ممکن تھا اس لئے اس کا چند روز
ایک کو فلاکت اور دوسرے کو تمول میں ایک کو شغل اور دوسرے کو فراغت میں، کسی کو بیماری
اور کسی کو تندرستی میں، کبھی جوانی اور کبھی بڑھاپے میں، کہیں سفر اور کہیں حضر میں، ایک کو خوب
صورتی اور دوسرے کو کم صورتی میں ایک کو اچھائی اور دوسرے کو برائی میں مبتلا کرنا کسی ذی بصیرة
کے ہاں مقام حیرت و وجہ شکایت یا باعث رنج اور موجب مسرت نہیں ہونا چاہیئے۔

(۷۴) اپنے کھانے پینے، غسل و استنجاء اٹھنے بیٹھنے وغیرہ کی طرح کسی شخص کا اپنی ذات، اپنے گھر،
خاندان یا گاؤں سے جمود و جہالت کو دور کرنا، تہذیب و متدین بنانا اور کتاب و سنت کے سانچہ
میں ڈھالنا (اور ان اغراض کے پیش نظر مقامی اجتماعی نماز پنجگانہ، جمعہ، درس صبحگاہی، بیت المال
فصل القضایا، دار المطالعہ وغیرہ شعبوں کی داغ بیل ڈالنا) اس کے باپ بیٹے یا کسی دیگر مقامی
و غیر مقامی عالم و واعظ، حکومت وقت اور پیر و مرشد کی بجائے ہر ملک و عہد کے اندر زیادہ تر بلکہ
فقط اسکی اپنی ہی ذاتی فکر و سعی سے ممکن ہوتا ہے کیونکہ اس کے نیکی اپنا لینے اور محنت و جانفشانی کرنے
کا فائدہ یا بدی و غلطی سے بچنے اور غفلت و کوتاہی کا نقصان دنیا و عقبیٰ میں اسی کو پہونچتا ہے۔

(۷۵) اپنی (کھانا، پینا، غسل و صفائی، بستر بچھانا، لپیٹنا، کچھ دھرنا اٹھانا، لانا، لے جانا وغیرہا)
خالص ذاتی ضروریات و مشکلات زندگی میں بھی کسی دوسرے (اپنے یا بیگانے بڑے یا چھوٹے) سے
امداد کا امیدوار و عادی کبھی دوسرے کی جسمانی تعظیم و خدمت کا حق پوری خوشدلی و مستعدی سے
ادا نہیں کرسکتا گویا اپنا ذاتی و خانگی فریضۂ زندگی بذات خود انجام دینا ہی دراصل اپنے اعزہ و اقارب
یا ملک و قوم کی خدمت و حق ادائی کی واحد درسگاہ اور اس کا مقدمہ یا پیش خیمہ ہے۔

(۷۶) لازمی اور یقینی نہیں ہے کہ فعال لما یرید نے دنیا کے اندر اگر ایک فاسق و ملحد شخص و گروہ
کو اسکی انتہائی لادینی اور ظلم و معصیت کے باوجود عزت و خوشحالی اور صحت و توانائی یا زن و فرزند
وغیرہ سے بہرہ ور کیا ہے تو دوسرے کو بھی کرے یا ایک شخص و گروہ کو ذلت و زبوں حالی اور اپنے
مقت و عذاب سے محفوظ رکھا ہے تو دوسرے کو بھی محفوظ رکھے یا اگر اس نے ایک با خدا سے با صفا

کیچوں کی مانند محض اپنے چند روزہ جھوٹے اور بے بنیاد عیش و لذت یا نفس امارہ کی خوشنودی اور چند نااہل و کالانعام یا بازاری ابنائے جنس اور حکام و رؤسا یا ناقصات العقل والدین وغیرہ کی نظروں میں بچے کی خاطر (اپنی معاشرت و تمدن وغیرہ جملہ شعبہ ہائے حیات سے متعلقہ) احکام ہدایات آسمانی کی بجائے اپنا دل پسند غیر اسلامی ملکی یا خاندانی و ہندوانہ اور مغربی وغیرہ طرز زندگی اپنا کر اپنے خالق و رازق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے حق میں غضبناک کر لیا جائے کہ اس سے بڑھ کر دنیا و عقبیٰ میں کوئی اور خسارہ نہیں ہو سکتا نیز یوں بھی کسی دین و قوم کی پسماندگی و تہی مائگی کی یہ انتہا ہے کہ وہ اپنے طرز زندگی، نظام سیاست و معاشرت اور طریق بود و ماند میں خداوند تعالیٰ کو حاکم و مقنن اعلیٰ تسلیم کرنے اور آسمانی ہدایات کے ہوتے ہوئے بھی بغیر ان کے اپنے یا کسی دوسرے ملک و قوم کو متبوع و مقتدا ٹھہرائے اور اپنے اس رویہ سے خداوند تعالیٰ اور اس کے احکام و ہدایات کی کھلی ہوئی توہین و بغاوت بلکہ شرک ایسے ظلم عظیم کا ارتکاب کرے اور اپنوں یا بیگانوں کے لئے خیر امت کے حق میں اس دریدہ دہنی کا موقعہ بہم پہنچائے کہ وہ اقوام عالم کی پیشوائی و دستگیری کے لئے نہیں بلکہ ہر شعبہ زندگی میں صرف اوروں کی پیروی یا خوشہ چینی و خیمہ برداری ہی کے کام کی ہے۔

(۷۲) اگر اپنے احسانات و اختیارات اور زیادہ سے زیادہ نیز گہرے سے گہرے تعلقات کی بنا پر اور انہی کے موافق کوئی شخص انسان کے ہاں مستوجب محبت و عقیدت اور مستحق تعظیم و اطاعت ٹھہرتا ہے تو پہلے درجہ میں ملک الحق دوسرے میں مقامی امیر القوم (امام اجتماعی نماز پنجگانہ) تیسرے میں والدین چوتھے میں (بیوی کے لئے) میاں یا (میاں کے لئے) بیوی پانچویں میں اعزہ و اقارب یا پڑوسی، چھٹے میں اپنا گاؤں اور ساتویں میں من حولہا ہی سب سے زیادہ شایان شان ہے کہ انسان اس کے سامنے ہمیشہ اور ہر حال میں سرنگوں رہے اسے اپنا ملجا و ماویٰ اور قبلہ و کعبہ قرار دے اور اسے اپنی زبان اور برتاؤ سے خوش رکھے اور اس کی بڑی سے بڑی ناحق ادائی و بدسلوکی کو بھی (باعث ناراضگی و شکایت سمجھنے کی بجائے) انتہائی خوشدلی کے ساتھ برداشت کرے۔

(۷۳) فعال لما یرید کے لئے ذریت آدم کے جمیع افراد و عناصر کو باہم مساوی اور ہر شخص کو بچپن سے موت تک ہمیشہ ایک ہی حال پر اور خوشحال و مطمئن اور اپنے بھائی بندوں سے بے نیاز رکھنا کچھ مشکل نہ تھا لیکن انسان کی آفرینش و زندگی سے اسے چونکہ اس کا امتحان و ابتلا یعنی یہ معلوم کرنا کہ آیا وہ

وسیاست وغیرہا انتہا درجہ بھیانک وپرپیچ اُلجھے اور تاریک وخاردار مراحل سے ایک ایک پر اپنی بے مثال اور لاجواب تعلیم وہدایت کے سنگھاسنے میل وتنزیل نصب کرکے انہیں پھولوں کی سیج، شہد وشکر، آغوش مادر اور پرتندرست وبیمار یا تنگدست ومالدار کے لئے، فردوس بردوئے زمین بنا دیا ہے۔

(۸۷ و) اپنی ذات یا گھر والوں کے اعمال واخلاق پر کسی سے شکایت وشکوی، جرح واعتراض یا تبلیغ وتنبیہ سن کر اپنی غلطیوں اور بدا عتدالیوں کا جائزہ لینے اور اصلاح حال کے لئے آمادہ ہونے کی بجائے کہنے والے کا درپے ہونے والا ٹھیک اسی طرح کا نابکار وبدبخت ہے جس طرح اپنا کان کٹ جانے کی خبر سنتے پر اپنا کان دیکھنے اور اس کا علاج کرنے کی بجائے کاٹنے والے کا تعاقب کرنیوالا ہوتا ہے

(۸۷ ب) کوئی شخص، گھر، خاندان یا گاؤں علمی، اخلاقی، اقتصادی یا سیاسی حیثیت میں کسی دوسرے سے نہیں بنتا کہ اپنے ہاتھوں بنتا یا بگڑتا اور آباد وبرباد ہوتا ہے۔

(۸۷ ج) ہر کہ وسہ کے دوسرے شخص یا گھر کی محض ظاہری شکل ولباس، بناؤ سنگھار، مکان وسامان، قد وقامت یا زر ومال ہی کو اس کی اچھائی کا معیار قرار دینے اور اسی کی بنا پر کسی کے ساتھ نشست وبرخاست، میل جول، لین دین یا نکاح وانکاح کی صورت میں افادہ استفادہ کا تعلق قائم کرنے اور قابل محبت وعقیدت جاننے کے باعث دنیا ہمیشہ سے اپنی روحانی، باطنی، علمی، ذہنی اور اخلاقی کی بجائے ظاہری وسطحی زیبنت وکشش اور مادی چمک دمک ہی کے حصول وترقی پر سو جان سے لٹو چلی آرہی ہے جس کی ذمہ داری وجوابدہی ان میں کے تنہا ایک ہی گروہ پر نہیں بلکہ ظاہری ومادی تکلف وتصنع یا اسراف وعیاشی اور غیر شرعی شکل ولباس پر زور دینے والے اور فقط اسی کے پیش نظر کسی سے مرعوب ومتاثر ہو کر اس کی تعریف وتحسین نیز اس سے ہر قسم کے تعلقات قائم کرنے والے ہر دو گروہوں پر برابر عائد ہوتی ہے۔

(۸۷ د) اپنی لڑکی لڑکے یا بیوی بھین کے کسی بد سے بدتر شخص اور اپنے دشمن سے دشمن کیطرف سے اور الزام وتہمت کے رنگ میں بھی کسی علطی وکوتاہی یا فسق ومعصیت سے منسوب کرنیوالے کو دنیا جہان کی سب سے زیادہ حق بیان وخیر اندیش شخصیت سمجھ کر حقیقی مجرم ہی کی مانند بیٹی اور بیٹے

شخص و گروہ کو انفرادی یا خانگی اور اقتصادی یا سیاسی غرض کسی اعتبار سے ذلیل و خوار اور محروم و ناکام رکھا ہے تو ایسے دوسرے شخص و گروہ کو بھی ذلیل و ناکام رکھے یا کسی شخص و گروہ کو اب تک اس کے ارادوں اور کوششوں میں شادکام نہیں کیا تو آئندہ بھی ہمیشہ تنگ نہ کرے یا کسی شخص و گروہ کو اب تک گرفتار غضب و عتاب نہیں کیا تو آئندہ کبھی نہ کرے۔

(۶ بہ) اگر انسان اپنی صحت و قوت اور وقت و مال سے آسمانی احکام و ہدایات اور خدائی حدود و قواعد کے موافق کام نہ لے اور مساجد و مدارس کو اپنی غیر حاضری اور بے تعلقی سے برباد و ویران رکھے نیز علماء و طلباء اور مساکین و غرباء کو اعانت و کفالت سے محروم چھوڑ دے تو ابھی یا کبھی اس کا یہ سب کچھ مطلوبۂ دین مقدار سے ہزار گنا بڑھ کر مقدموں، بیماریوں، چوریوں، سیلابوں، موتوں، آتش زدگیوں، شادیوں، لڑائیوں، رشوتوں، تاوانوں، ٹیکسوں وغیرہ صورتوں میں آئینی یا غیر آئینی طریق سے اپنوں یا بیگانوں کے ہاتھوں انتہائی دھاندلی اور جبر و تشدد کے ساتھ چھننا یقینی ہوتا ہے۔

(۷ بہ) کون نہیں جانتا کہ اسلام و ما فیہا یعنی توحید و ایمان اقامۃ الصلوٰۃ وقیام اللیل، روزہ حج و زکوٰۃ، جہاد و ہجرت، حجاب و وراثت وغیرہا اس کے ایجابی احکام و اعمال کا اختیار یا جھوٹ مبالغہ، فخر و حسد، بدگمانی و خود غرضی، زنا وغیرہا سلبی ہدایات سے اجتناب طبع انسانی کے لئے پیالۂ زہر یا پیام اجل اور جوئے شیر یہ لانے سے کم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ہر ملک و عہد کے اندر سینکڑوں اور ہزاروں سے شاذ و نادر ہی کوئی شکور و سعید ملتا ہے تو الدین یسر سے یا تو یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اسلام یعنی اس کے ماموراتِ احکام کے اختیارات یا منہیات اعمال سے اجتناب کے سلسلہ میں اٹھائی ہوئی ہر قسم کی روحانی، جسمانی یا مالی قوتیں، مشقتیں اور قربانیاں ان کے نتیجہ میں ہاتھ آنے والی دائمی و ابدی دولتوں یا سعادتوں کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں ہیں یا یہ کہ اسلامی ایجابی یا سلبی احکام و ہدایات کو اپنانے یا کتاب و سنت کے سانچہ میں ڈھلنے کے لئے جو روحانی، نفسانی اور مالی وغیرہا اذیت اٹھانا ہوتی ہے وہ انہیں (عقیدۃً یا عملاً) رد کر دینے کی صورت میں پیش آمدہ مالی و جسمانی یا دنیوی و اخروی تکلیف و نقصان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی یا یہ کہ دین اسلام نے انسانی زندگی اور اس کے خوراک و پوشاک، لین دین، بود و ماند، نکاح و معاش، تہذیب و تمدن، حفظان مال و جان، عزت و صحت، نکاح و طلاق، انفاق و امساک، حکومت

اور ترقی کا عزم و شوق سما سکتا ہے۔

ح۔ ترقی و عمدگیٔ صحت جسمانیہ کے لئے جو اصول و شرائط (خوشگوار آب و ہوا اور صحت بخش ملک و ماحول ہی میں پیدائش، نشو و نما اور دائمی رہائش وغیرہا) بنیادی حیثیت رکھتے ہیں انہیں تک اپنانا (ہرکہ و مہ) انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

خ۔ خدا یا بندوں اور دین و قوم کی طرف سے عائد شدہ حقوق و فرائض کی ادائگی کے سلسلہ میں انفاق و ایثار کے مطالبہ سے صحت جسمانی مستثنیٰ نہیں ہے۔

س۔ کھلاڑیوں، پہلوانوں یا فوجیوں اور بعض حکام و روساء وغیرہا کی جس قوت و صحت جسمانیہ کی بلکنی و تابانی نے دنیا کی نگاہیں خیرہ کر رکھی ہیں اس میں انسان کی کسی دیگر ذاتی خوبی و کوشش یا ایجابی و روشن پہلو کو نہیں جتنا دخل و اثر کہ ان کی ناخود شناسی، احکام و ہدایات الٰہیہ سے بے خبری حقوق و فرائض انسانیہ اور فکر فردا سے خالی الذہنی و بے اعتنائی اور بہیمانہ و طفلانہ کرناہ اندیشی یعنی رندی و عیاشی کو حاصل ہوتا ہے۔

ش۔ جملہ اعضاء و قوائے جسمانیہ کی نسبت دل و دماغ ہی کو فطرتی و تکوینی طور سے جسم انسانی میں بلند و برتر اور ایک محفوظ و مستور مقام حاصل ہونا، اسی کا کسی چیز، کام، شخص یا مذہب و مسلک کی اچھائی و برائی میں تمیز کرنے کی قابلیت رکھنا اور اسی کا کسی سے عقیدت و محبت یا نفرت و عداوت کا مبداء و منبع ہونا بھی اسی کا متقاضی ہے کہ صحت و قوتِ جسمانیہ کی بجائے زیادہ تر مضبوطی و سلامتیٔ دل و دماغ ہی قابل فکر و سعی ہے۔

ص۔ انسان کے مقصد آفرینش و زندگی سے اس قدر گہرا اور غیر فانی تعلق صحت و قوت جسمانیہ کو نہیں جیسا کہ اس کے دل و دماغ کو ہے یہی باعث ہے کہ ہر ملک و عہد میں (بجائے ارباب صحت و قوت جسمانیہ کے) اہل دل و دماغ ہی کسی جگہ یا قوم کی ذہنی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی یا سیاسی دغرض کسی طرح کی زبوں حالی و کس مپرسی سے متاثر ہوتے اور اس کی ترقی و خوش حالی کا سامان کرتے آئے ہیں۔

(ض) ایمان، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ ارکان خمسہ بلکہ جمیع احکام و فرائض دین بھی بالکل اعضاء جسم واحد اور زنجیر کی کڑیوں کی مانند باہم اس درجہ متلازم ہیں کہ ان میں کسی ایک کو کما حقہٗ اپنانے

ان کی نگرانی اور اصلاح وتذکیر کرنا انسان کی خوش بختی وعاقبت اندیشی کا قوی تر ثبوت ہے

(۹) ایک عام مومن ومسلم عام حالات میں اور زیادہ تر اپنے ہی گاؤں میں دعوت واجابت ولیمہ وعقیقہ، عیادۃ المریض یا تعزیت، حضور الجنازہ اور غسل وکفن موتیٰ، غریب ومظلوم کی امداد، رفاہ عامہ، بیماسرائے، بیت المال، کنوئیں، پل اور مسجد ومدرسہ کے قیام واستحکام وغیرہا کے لئے فکر وسعی رکھنے اور اس پر اپنا وقت ومال لگانے کا مامور ومکلف ہے لہٰذا اگر وہ اپنے گاؤں سے باہر دور ونزدیک، دوسرے مقامات ودیہات میں پھیلے ہوئے احباب واقارب کو اپنے ولیمہ وعقیقہ میں نہ بلائے یا غیر مقامی دفن وجنازہ اور ولیمہ وعقیقہ میں شامل نہ ہو یا غیر مقامی عیادت وتعزیت سے قاصر رہے یا بیرونی رفاہ عامہ، مسجد ومدرسہ یا غریب ومظلوم وغیرہا کی امداد واعانت کے سلسلہ میں کوئی پارٹ ادا نہ کرے، تو جب تک کہ اسے مقامی امیر یعنی امام نماز مذکورہ تقاریب میں حاضری کے لئے حکم نہ کرے) کبھی گنہگار وقاطع الرحم یا مستوجب طعن وملامت نہیں ہو سکتا (کیونکہ بصورت دیگر وہ اپنے متعدد ذاتی، مقامی، شخصی یا قومی، عبادتی اور معاملاتی فرائض وواجبات دین سے یقیناً قاصر رہیگا) ۴

(۱۰) وجوہ مسطورہ ذیل کی بنا پر ایک آبا سامانی چل پھر، کھا پی، دیکھ سن اور اٹھ بیٹھ سکنے والا ذی فہم وسمجھدار مومن اپنی صحت وقوت جسمانیہ کے لئے کبھی زیادہ متفکر وبیقرار نہیں ہوتا۔

(ا) صحت وقوت جسمانیہ بڑھانے کیلئے بہتر سے بہتر اور ہمیشہ ٹھیک وقت پر کھانا، انتہائی باقاعدگی کیساتھ غسل ومالش اور سیر وورزش کرنا اور بہرحال ہنسنے کھیلتے رہنا لازمی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بدیں صورت فرائض دینیہ اور احکام الٰہیہ سے بطور فدا عہدہ برآ ہونے کے لئے نہ صرف یہی کہ وقت اور ہمت ہی باقی نہیں رہتی بلکہ دل ودماغ ہی ان کی فکر وشوق سے عاری ہو جاتا ہے۔

ب۔ حفظان صحت کے اصولوں کی پوری پابندی کی صورت میں کوئی بھی دینی اور ذاتی یا قومی فریضہ کبھی ہمیشہ ٹھیک وقت ومقام پر بدل وجان اور کما حقہٗ طور سے انجام نہیں پا سکتا۔

ب۔ ایسی زہرہ گداز ولرزہ خیز امانت الٰہیہ کا سچا حامل جسے زمین وآسمان اور پہاڑ تک نہ اٹھا سکے لاکھ کوشش کرے کبھی زیادہ تندرست اور موٹا تازہ نہیں ہو سکتا۔

ج۔ ایک دل ودماغ کے اندر جسم وروح یا بالفاظ دیگر فانی وباقی سے فقط ایک ہی چیز کے حصول اور

گرفتار عذاب ہو جاتا ہے۔

(۸۲ ب) خدا کے گھر کو اپنی محبت، عقیدت اور ہمدردی و دلچسپی کا مرکز یا دنیوی و اخروی امیدوں اور تمناؤں کا سہارا سمجھنے اور بنانے میں کوئی شخص اسی قدر حق بجانب قرار دیا جائیگا جتنا کہ وہ اجتماعی نماز پنجگانہ یا درس و جمعہ وغیرہ کے لئے اس میں جاتا، آتا، بیٹھتا، اٹھتا نیز اسے آباد رکھنے اور مفید و بابرکت بنانے کے لئے اس کی تکمیل ضروریات (از قسم روشنی صفائی وغیرہ) اور امام نماز اور موذن یا خادم و معلم وغیرہ کی (زبانی جسمانی اور مالی غرض ہر طرح کی) خدمت و اطاعت اور تعظیم و حمایت کا دم بھرتا ہے۔

(۸۲ ج) ابدالاباد تک کے لئے قیادت عالم اور سیادت اقوام کا حق وہی گروہ رکھتا ہے (۱) جس کا ایک ایک وزیر و سفیر، افسر و اہلکار اور رئیس و زمیندار عوام اور غرباء سے سلام و استقبال یا اپنی تعریف و خوشامد کروانے، ان سے اونچا بیٹھنے، آگے چلنے، لذیذ و مکلف کھانے، خدمتیں لینے اور تحفے یا نذرانے وصولنے، زیادہ قیمتی اور فاخرانہ لباس پہننے میں نہیں جتنا کہ خود انہیں پہلے اور آگے بڑھ کر سلام و استقبال کرتے، ان کے برابر بیٹھنے، انہی کا سا سادہ سے سادہ کھانے پہننے، خود ان کے گھر پر جا کر ان کی عیادت و تعزیت کرتے اور دفن و جنازہ میں حصہ لینے اور ان کی زیادہ سے زیادہ جسمانی و مالی خدمات کرنے میں فخر و لذت محسوس کرے (۲) جس کے عوام اور متوسطین اپنے حکام و رؤسا کی بجائے ہمیشہ اپنے جیسے اور کمزور و ناچیز یا ہم پلہ برادران ملک و ملت کے ساتھ ہی سلام و مصافحہ، بول چال، آمد و رفت، نشست و برخاست، لین دین اور نکاح و انکاح وغیرہ تعلقات قائم کریں۔ (۳) جس کا ہر خاص و عام اور بزرگ و خرد اس قدر رئیسوں اور افسروں یعنی اپنے سے بڑوں (یا ساویوں بھی) کے نہیں جتنا کہ اپنے سے غریب و کمزور اور گمنام و کس مپرس لوگوں کے ساتھ سلام و مصافحہ، میل جول اور قیل و قال یا ان کے ہاں بغرض عیادت و تعزیت آنے جانے وغیرہ سے شاداں و فرحاں نظر آتے۔

(۸۳) کتاب و سنت میں انسان کی ہر قسم کی زبانی، جسمانی یا مالی تکلیف و نقصان، عزت و ذلت کامرانی و ناکامی، فراغبالی و تنگدستی، کچھ ملنے یا چھننے وغیرہا کو تنہا خدا ہی کے حکم و رضامندی کا نتیجہ سمجھنے کی تعلیم و تاکید سے یہ مقصود ہے کہ (۱) مبتلائے مصیبت اس سے عہدہ برآ ہونے اور منعمی

سے (زود یا بدیر) دوسرے، تیسرے وغیرہ الیٰ آخرہا کو بھی اپنانا ناگزیر ہوتا ہے اور کسی سے بے اعتنائی یا اس کی ناحق ادائی بھی ابھی یا کبھی اس کے بعد کے دوسرے تیسرے اور انجام کار سارے کے سارے عقائد و حصص دین سے اعراض و انحراف کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ایمان ہی سے نماز اور مقیم الصلوٰۃ ہی سے روزہ، حج، زکوٰۃ، قیام اللیل، حجاب و قتال فی سبیل اللہ، نظم و ضبط، اطاعت امر، عزم و ثبات اور عقیدت و یکدلی یا ایثار و احسان ممکن ہے اور ایمان سے بے بہرہ ہونے، ترک و اضاعۃ الصلوٰۃ کی صورت میں اس کے بعد کے متذکرہ فرائض و اعمال سے کوئی بھی متوقع نہیں۔

(۱۸) بزرگی و بلوغت کے مقابلہ میں طفلی و نادانی ہی کے زیادہ تر شایان تعلیم و تربیت اور درخور تنبیہ و تفہیم (بلکہ ہر دوست و دشمن کی آنکھوں کا تارا) ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بچہ جرح و اعتراض کے لئے زبان اور قوت و جرأت نہیں رکھتا۔ ب بجائے اپنی ذات کے اپنے ناصح اور ہادی ہی کو ہمہ دان اور صائب الرائے و راست رو سمجھتا ہے ج ہر سخت و سست سنتا سہتا اور ہر آسان و مشکل حکم ہادی و سرپرست پر بطیب خاطر سمعنا و اطعنا کہتا ہے د۔ بلا لیت و لعل اندھا دھند پیروی کرتا ہے اپنے معلم و رہبر کے ہاتھوں اپنی ناک میں نکیل ڈلوا کر اس کے اشارہ چشم و ابرو پر جب، جدھر، جس طرح اور جو کچھ وہ کہے کرتا، اٹھتا بیٹھتا، آنا جاتا، بولتا چلتا، کھاتا پیتا، پڑھتا، پوچھتا، سنتا سناتا ہے بدیں جہت جہاں تک کہ اصلاح و تذکیر کا تعلق ہے اس قدر بزرگ و بالغ نہیں جیسا کہ ایک طفل و نادان (یا مذکورہ اوصاف و مکارم میں اس کا مساوی و مشابہ) خوش بخت و ذو حظ عظیم سمجھا جا سکتا ہے حالانکہ اپنی بزرگی و دانائی کی حق ادائی اور شکر گزاری کے پیش نظر اس قدر ایک نادان و کمسن کے لئے نہیں جتنا کہ بزرگ و ذی فہم پر (بجائے بحث و انکار کے) دعوت اصلاح و تذکیر کو لبیک کہنا ضروری تھا۔

(۴۸) اپنی ذات یا کسی اور کو نقصان جان و مال پہنچانے والا، کسی سے لڑنے جھگڑنے یا کسی کی گستاخی و بے ادبی کرنے والا، کسی قومی جگہ، رفاہ عامہ، پل، رستہ یا نالی وغیرہا کو نفرت انگیز و بدنما و ذی تکلیف دہ بنانے والا (غرض کسی بھی غیر شرعیہ فعل بد کا مرتکب) اکیلا خود ہی نہیں بلکہ اسے دیکھ سن کر متاثر نہ ہونے والا اور اسے علی حالہ چھوڑ لے اور اندھا بہرہ بن کر پاس سے گذر جانے والا بھی (اس جتنا نہ سہی کچھ نہ کچھ تو ضرور) مورد طعن و عتاب الٰہی ہوتا ہے جیسے کہ تو مرتکب شر ہی کی بابت

نکاح و انکاح وغیرہ ہر تشریعی یا تکوینی امر میں مطلق ان سے عہدہ برآ ہونے والا نہیں بلکہ اپنی ذات سے کب، کہاں، اور کتنا یا کس طرح کہ وغیرہ کا صحیح و مسکت جواب دینے والا ہی مطیع فرماں ہوگا کیونکہ جب دنیا کے اندر باقی تمام کام وقت، جگہ یا کیفیت و نوعیت کی قید اور پابندی کے ساتھ انجام پاتے اور قابل قدر و تحسین ہوتے ہیں تو خدا اور بندوں کی اطاعت بھی مذکورہ چہار شرائط کی پابندی کے بغیر کبھی اطاعت نہیں کہلا سکتی پھر والدین اور خاوند کی اطاعت تو خاص نوعیت اور ایک بے مثال حیثیت رکھتی ہے جو جنون و عشق کے برابر بھی ہو تو کم ہے اور اس کی ادنیٰ تشریح یہ ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے کھانے پینے، جانے آنے، لینے دینے، وصل و قطع یا معاش و تعلیم وغیرہ ہر چیز میں اپنا بڑے سے بڑا ذاتی خیال و مفاد ہی قربان کر کے نہیں بلکہ دنیا جہان کی ملامت و مخالفت مول لیتا ہوا بھی ہمیشہ ان ہی کا پابند حکم رہے اور ان کی تعمیل حکم میں پہاڑ جیسی رکاوٹ کو بھی پرکاہ کے برابر وقعت نہ دے۔

(۸۵ الف) جو شخص اپنی شکایت و شکوئی، طعن و ملامت، گستاخی و بے ادبی یا اپنے ساتھ فخر و حسد یا بغض و عناد رکھنے والے اور نقصان و تکلیف پہنچانے والے یا اپنی عیادت و تعزیت سے قاصر رہنے والے یا قرض و مستعار اور میزبانی و استقبال سے محروم رہنے والے اور خود کو حقیر و ناچیز سمجھنے والے سے ناراض ہو کر اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے یا اسے چھوڑنا چاہتا ہے یا اسے دعائے بد دیتا ہے وہ گویا اس کے رویہ کو قابل نفرت و حقارت نہیں بلکہ بالکل صحیح و قابل ستائش سمجھتا اور بنظر استحسان دیکھتا ہے جبھی تو اس کی تقلید و مشابہت کرتا ہے

(۸۵ ب) اس سے زیادہ دھاندلی، بے انصافی اور کم ظرفی اور کیا ہوگی کہ ہم اپنی ذات، گھر والوں، یا برادری اور پارٹی کے تو شہتیر جتنے عیوب و نقائص کو بھی تنکہ سمجھتے ہوئے ان پر پردہ ڈالنے اور انہیں لوگوں سے چھپانے کی کوشش کریں اور باایں ہمہ ان کے ساتھ گہرے سے گہرے تعلقات الفت و عقیدت وابستہ رکھیں بلکہ ہمیشہ اور جا بجا ان کی تعریف و حمایت کا دم بھرتے رہیں لیکن دوسرے گھر، برادری یا پارٹی کی ذرہ برابر خامی و کوتاہی بھی برداشت نہ کریں اور اس کی بنا پر ہر جگہ اسکی توہین و شکایت کرتے پھریں اور بس چلے تو اسے صفحہ ہستی سے ہی مٹا کر دم لیں۔

(۸۶) اس سے زیادہ کسی کی بدبختی و بے دماغی باعث حیرت و وجہ افسوس نہیں ہو سکتی جو ایک طرف تو کسی شخص و قوم کو زندیق و بدکار، ظالم و بد اندیش اور احمق و جاہل کہتا ہے اور دوسری جانب اسکی زیادتی و بدسلوکی سے متاثر ہوتا، اس کے افکار و اعمال پر تبصرہ (یعنی اسکی شکایت و شکوئی) بھی کرتا، اس کی بات کو قابل غور و لائق جواب بھی سمجھتا، اس کے خلاف اپنے دل کے اندر جذبہ نفرت

پاتے یا کوئی نعمت۔ دولت یا معاش و نکاح وغیرہا کا خواہاں اسے حاصل کرنے کے لئے کسی (زندہ یا مردہ) بزرگ و عالم وغیرہ کی بجائے فقط ذات باری ہی سے رجوع ہو۔ ب اپنے ظالم سے ظالم اور بد اندیش سے بد اندیش ابنائے جنس سے ان کے بڑے سے بڑے ظلم و ستم پر بھی کبھی رنجیدہ وکبیدہ خاطر نہ ہوتے پائے۔ ج کسی بھی غیر اللہ حتیٰ کہ والدین اور بیوی بچوں تک سے تعظیم و اطاعت کروانے یا کوئی مقصد حل کروانے پر اس قدر اس کا ہتیں جتنا کہ منعم حقیقی کا زبانی جسمانی اور مالی طریق پر شکرگزار دیکھا جائے۔ ج ہر مصیبت کو اپنی ذاتی عبادتی یا معاملاتی خرابیوں اور کمزوریوں یا ان کی وجہ سے غیظ و غضب الٰہی کا نتیجہ سمجھکر اپنی اصلاح ذات کیطرف متوجہ ہو۔ د ہر شخص یہ سمجھتا ہوا کہ اپنے کسی دوسرے بھائی کے حق میں اس کی بد اندیشی و سیاہ دلی یا خواہش و کوشش نقصان و تکلیف اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکے گی اس کے لئے جلوت و خلوت میں ہمیشہ خیر اندیش اور زیادہ سے زیادہ معاون اور دعا گو ہی رہے۔ س اسے کوئی بھی مفید و ضروری ذاتی یا قومی تکوینی یا تشریعی کام کرنے اور حق گوئی و دعوت الی الخیر وغیرہ میں کسی بڑے سے بڑے کا ذرہ برابر خوف و طمع دامنگیر نہ ہو۔ ص اپنی اجتماعی یا انفرادی مصیبت، بیماری، تنگدستی، نقصان مال و جان، گرانی و نایابی ضروریات، شدت گرما یا سرما، تھکاوٹ یا کثرت کار وبار، تجرد، لاولدی، زن و فرزند کی کمین و پیشہ وریا رئیس و افسر کی ناحق ادائی و بدسلوکی کا کبھی کوئی انسان دوسرے (اپنے یا بیگانے) سے ذکر و شکایت نہ کرے۔ ض وہ ہمیشہ اپنی ہر قسم کی کوششوں اور جملہ قوتوں کے ساتھ استرضاء الٰہی ہی کے لئے وقف ہو رہے۔ ط اپنے یا ملک و قوم کے سر سے کسی بڑے سے بڑے محسن و مشفق کا سایہ اٹھ جانا یا کسی رئیس و افسر کے ہاں سے دھتکارا جانا اور کسی شخص کے ہاتھوں کسی مقصد سے محروم رہنا اس کے لئے باعث فکر و اضطراب نہ ہو سکے۔

(۳۴) خدا، رسول، والدین، خاوند یا بزرگ و استاد وغیرہ سے محبت و عقیدت کا ثبوت یا ذریعہ ان کی مکمل و مطلق اطاعت نہیں بلکہ ایسی اطاعت ہے کہ ان کا فرمودہ ہر کام بلا عذر و اعتراض اسی وقت کیا جائے جب وہ کہیں بالکل اسی طرح عمل میں آئے جس طرح ان کا حکم ہوا ٹھیک اسی قدر کیا جائے جس قدر وہ چاہتے ہوں اور اسی جگہ ہو جہاں وہ کہیں اس لحاظ سے نماز، روزہ، انفاق و امساک، خدمت و تواضع، غسل و حجامت، مرگ و شادی، مسواک و وضو

افکار و نظریات، اخلاق و عادات، تہذیب و تمدن، شکل و صورت، مرگ و شادی وغیرہ کو اپنانا اور انہی سے قیل و قال، نشست و برخاست اور افادہ و استفادہ پسند کرنا چونکہ کسی گروہ کے بجائے خلاق و رزاق (اور اہل اللہ) کے انہی کو محبت و عقیدت اور انابت و اطاعت کا مرکز، محور قرار دینے اور انہی کارساز و روزی رساں سمجھنے یعنی شرک و الحاد یا لادینی و دہریت نیز خدا اور اس کے پسندیدہ (اہل مسجد و مدرسہ) بندوں کو حقیر و ناچیز اور بے مصرف جاننے کا مترادف ہوتا ہے اس لئے خلاق اکبر دنیا سے اپنی یکتائیت و خصوصیت کا لوہا منوانے اور اہل اللہ کی قدر و قیمت جتانے کی غرض سے ایسے نابکار گروہ (تاریخ) کا بنا یا بچا ہمیشہ ان (متبوعوں) کے سامنے بلکہ انہی کے ہاتھوں کرواتا آیا ہے۔

(۸۹ الف) عام اشیاء و اشخاص کی طرح کھانے پینے وغیرہا کی کوئی چیز بھی انسان کے لئے وہی زیادہ تر باعث لذت و خوشی ہوتی ہے جو وزن و تعداد میں کمتر اور کبھی کبھار یعنی ایک عرصہ کے بعد دستیاب ہو یہی وجہ ہے کہ امراء و اہل ثروت کی نسبت علی العموم مسکین و تنگدست ہی ہر عسر و یسر میں خالق و منعم حقیقی اور بڑوں یا چھوٹوں کے مدارج و شکرگزار، مؤدب و وفادار، حقوق و فرائض میں مستعد و محتاط، جفاکش و بردبار، کفایت شعار و با ایثار، سیر چشم و خندہ جبیں اور صاحب عزم و استقامت ملتے ہیں اس لحاظ سے یہ کہنا سو فیصدی حقیقت ہے کہ اس قدر فراغت و آسودہ حالی نہیں جتنا کہ فلاکت و تنگدستی وجہ تکمیل انسانیت اور باعث تتمیم مکارم اخلاق ہے۔

(۸۹ ب) کسی دینی استاد و امام یا مبلغ و رہبر کے اپنے عزیز سے عزیز اخوان و اقارب حتیٰ کہ اولاد و بنات کی نسبت بھی ہزار درجہ بڑھ کر اپنے شاگردوں۴ (یا مرید و مقتدی) کو اس نادر و نایاب آسمانی و روحانی نیز لاثانی و غیر فانی نعمت و دولت سے مالا مال کرتا ہے جو مخلص سے مخلص اور جاں نثار سے جاں نثار اخوان و اقارب حتیٰ کہ والدین بھی انہیں دے نہیں سکتے۔

(۸۹ ج) کیا مسجود ملائکہ، خلافت ارضی کا دعویدار، وحی و الہام الٰہی کا حامل، ومخاطب اور اتحاد و اخوۃ کا علمبردار یہی اشرف المخلوق ہے جس کے ہاں مال و مواشی، سونے روپے کی ٹھیکریاں، زمین اور پیداوار نیز برتن، چارپائیاں، اور بستر وغیرہ حقیر و ناچیز متاع دنیوی اپنے ہم جنس سے کہیں زیادہ محبوب و مطلوب ہیں جبھی تو آفرینش روزگار ہی سے وہ انہی کے لئے تلوار اٹھانا، خون و آتش سے کھیلنا، مرتا مارتا، اپنے اور اپنے بھائیوں اور باپ بیٹوں تک کا خون پانی کی طرح بہاتا آیا ہے اور مذکور اموال و امتعہ سے عشر و زکوٰۃ یا قرض و مستعار کے طور پر مساجد و مدارس یا علماء و طلبہ اور مساکین و غرباء کو دینے کے لئے وہ کبھی بخندہ پیشانی و خوشدلی تیار نہیں ہوا۔

۴ مقتدیوں اور ارادتمندوں کے ہاں قابل تعظیم و تواضع اور واجب الاطاعت سمجھے جانے کی وجہ یہی ہے کہ وہ بھی اپنے شاگرد

عداوت کو بھی جگہ دینا اور اس سے رحم واحسان، عجز و تواضع، تعریف و تحسین اور محبت و تعظیم کی بھی امید رکھنا یا اسکا کبھی ہوئی بات کو اعادہ بھی کرنا ہے

(۸۶) اگر کوئی غلط و نازیبا کام وہ خود نہیں چھوڑتا تو کسی کا بھی غلطی کو ترک کرنا یا جب کسی کار خیر کو وہ خود نہیں اپناتا تو کسی اور کا بھی نیکی سے قاصر و غافل رہنا اس کے لئے کس وجہ سے باعث افسوس تعجب یا موجب نفرت و شکایت ہو سکتا ہے یا بالفاظ دیگر اگر غریب و کمزور طبقۂ عوام (بلکہ خود مبلغ و مصلح شخص یا گروہ تک) حقہ، سگریٹ اور غیر شرعی لباس یا شکل و حجامت اور گالی گلوچ، لعنت و پھٹکار نیز مرگ و شادی کی مشرکانہ، جاہلانہ یا مسرفانہ رسومات اور میلے تماشے جیسے ذلیل سے ذلیل اور سہل الترک سے سہل الترک جرائم نہیں چھوڑتے تو حکام و رؤسا اپنی عزیز از جان اور رشک فردوس بدعنوانیوں اور عیاشیوں کو کیونکر خیرباد کہہ سکتے ہیں۔

(۸۷) اس شخص سے بڑھ کر کج فہم و بدبخت کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا جو اذان و اقامت، تقریر کرنے، سلام کہنے، کچھ پڑھنے سنانے، کسی کی تعظیم و ملاقات، کسی سے معافی مانگنے، کسی مجلس خیر میں شامل ہونے یا صحیح مذہب و مسلک اپنانے وغیرہ میں تو شرم و جھجک محسوس کرے لیکن بر سر عام گالی گلوچ، لڑنے جھگڑنے، حقہ سگریٹ پینے یا تاش کھیلنے، غیر شرعی شکل و لباس بنانے، بے حجابی، داڑھی منڈانے، لہو و لعب، اسراف و مبالغہ، کسی سے بائیکاٹ اور کسی مذہب و مسلک باطلہ کیطرف رجوع ہونے بلکہ اس پر اصرار کرنے اور مقدمہ بازی اور تحاکم الی الطاغوت، میلوں، عرسوں میں جانے اور بازاروں گلیوں میں پھرنے اور ہنسنے کھیلنے وغیرہ میں شیر کا سا دلیر نظر آئے یا خود تو قطعی فرائض و واجبات سے منکر و باغی یا منکرات و فواحش کا مرتکب ہو کر بھی بدستور قابل تعریف و تعظیم رہتا ہے لیکن دوسرے کو فضائل و عزائم ہی سے غافل و قاصر یا صغائر و مشتبہات ہی میں گرفتار دیکھ کر مورد طعن و ملامت اور مستوجب قید و قتل قرار دے۔

(۸۸) ایک ذہین و خوش بخت بندہ خدا تو عمر و جاہ یا احسانات و خدمات کے اعتبار سے کتنا ہی بڑے سے بڑا ہونے کے باوجود اپنے حق میں ہر ذلیل سے ذلیل اور ناچیز سے ناچیز کی طرف سے غلط سے غلط اور سخت سے سخت بھی ہمیشہ ٹھنڈے دل سے سننا اور اس کی ماننے کے لئے ہر وقت زیادہ سے زیادہ بیتاب و کوشاں رہتا ہے لیکن بدبخت و غبی بڑے سے بڑے بزرگ و عالم اور محسن و مشفق کا صحیح سے صحیح، جائز سے جائز اور ضروری سے ضروری بھی ماننا تو کیا سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔

(۸۹) تعلیم کردہ اخلاق عالم کے علاوہ (اور اہل اللہ کے بغیر) ملکی یا اجنبی حکام اور امرا و رؤسا کے

کہنا اس شخص کا کام نہیں جو کسی اپنے یا بیگانے کی طرف سے ان مظالم کا شکار ہو چکا یا ہو رہا ہے بلکہ اس شخص کا جو ان کا عازم و مرتکب ہے اسی طرح کسی کی عیادت و تعزیت اور میزبانی یا تربیت و پرورش کرنا، کسی کو کھلانا پلانا، نہلانا دھلانا، کسی کو زمین و مکان یا قرض و مستعار یا رشتہ اور معاش و ملازمت یا کسی اور طرح کی جسمانی و مالی امداد دینا دلانا، کسی کا استقبال و مشایعت کرنا، کسی کو پڑھانا سکھانا، نیک بنانا مالی و جانی نقصان و بدی وغیرہ سے بچانا بے شک انتہائی جوانمردی اور پہاڑ جتنے بھاری احسانات ہیں لیکن یہ سمجھنا یا کہنا اس شخص کا کام نہیں جو خود ایسا کر چکا یا کر رہا ہے بلکہ اس کا جو کسی اپنے یا بیگانے کی طرف سے مذکورہ فیوض و احسانات کا زیر بار ہے۔

(۹۱ ب) انتہائی حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ سے اپنے چاہنے والوں، قدردانوں خادموں اور جاں نثاروں کی بجائے اُلٹا اپنی طرف آنکھ تک اُٹھا کر نہ دیکھنے، بلکہ سراپائے استحقار سے ٹھکرانے والوں ہی کا تقرب ڈھونڈتے، انہی کے قدموں میں گرتے، انہی پر عزت و آبرو اور اپنا مال و جان نچھاور کرتے آئے ہیں۔

(۹۲ ل) یہ نادانی اور بدنصیبی کی انتہا ہے کہ انسان علمی[1] اور منصبی طور پر تو ابنائے جنس کا غلام ہو اور کسان و مزارع تاجر و سرمایہ دار، بڑھئی یا لوہار، کمہار یا درزی، جراح و حجام، بقال و زرگر، کاتب و معلم وغیرہم کی حیثیت میں ان کی ہر قسم کی ادنیٰ ضروریات و مشکلات زندگی انجام دے، طبیب و ڈاکٹر کی شکل میں ان کی قے، خون، رگ و ریشہ پاخانہ اور شرمگاہ تک سونگھے یا دیکھے، انیمہ، مرہم پٹی، اپریشن اور پوسٹ مارٹم تک کرے، اور پولیس مین کے طور پر کڑاکے کی گرمیوں اور قیامت خیز سردیوں، بارشوں، آندھیوں اور سیلابوں کے اندر سروقد کھڑا ہو کر سڑکوں یا گلی کوچوں کا پہرہ دے اور لاشیں تک سنبھالے، خود جاگے اور انہیں میٹھی نیند سلائے، دن رات امن و اتحاد کی خاطر مارا مارا پھرے اور اس کے عوض[1] انہی کا تیار و پیدا کردہ یا آوردہ غلہ، کپڑا، دودھ گھی، گڑ، کھانڈ، جوتا اور مکان و سامان ہر قسم کے آلات وغیرہا استعمال کرے، انہی کے سر پر رنگ رلیاں منائے اور عیش اُڑائے[2] ان سے ہمیشہ سلام و استقبال اور خدمتیں خوشامدیں کرائے[3] نیز خرید و فروخت لکھنے پڑھنے، تنخواہ و آمدنی، تعمیر و تخریب، حفاظت جان و مال اور ختنہ، گورکنی، صفائی، تجہیز و تکفین اور غسل و حجامت وغیرہا میں قدم قدم اور سانس سانس پر ان کا محتاج و دست نگر ہو لیکن ذہنی طور پر یعنی دل سے پھر بھی خود کو ان کے ممنون و خادم کی بجائے ان سے بہتر و برتر یا ان کا حاکم و افسر سمجھے انہیں نیچے بٹھائے ان سے کھانے پینے میل جول سلام و مصافحہ اور ان کی عیادت و تعزیت میں نفرت و عار محسوس کرے یا انہیں مزدوری و معاوضہ اور قیمت اشیاء دینے میں لیت و لعل یا بخل و

(۸۹د) خلاف کتاب و سنت طریق سے حاصل کردہ خوبصورتی یا نفع و آرام ابھی یا کبھی زہر ہلاہل کے نتائج دکھا کر رہتا ہے۔

(۹۰و) خلاق اکبر اشرف الخلائق کا شرک یعنی اس کا بجز اس کے کسی اور شخص و چیز کو معبود و مستعان ٹھہرانا بالکل اسی طرح اپنی سب سے بڑی توہین و بغاوت یا ایک ناقابل عفو جرم و ظلم عظیم سمجھتا ہے جیسا کہ ایک خاوند اپنی بیوی کی ہر قسم کی بڑی سے بڑی خرابیاں اور کوتاہیاں برداشت کر سکتا ہے لیکن یہ کبھی دیکھ نہیں سکتا کہ وہ کھائے تو اس کا اور گائے کسی اور کا یعنی کسی دوسرے سے بھی تعلق رکھے

(۹۰ب) اس آبادی یا سوسائٹی کا بجز ہلاکت کلی دائمی کوئی دیگر انجام نہیں ہو سکتا جس کے جیتے جی اور آنکھوں کے سامنے تاش و سگریٹ، خمر و قمار، زنا اور چوری، قبر پرستی و قبہ نوازی وغیرہ کی گرم بازاری بلکہ کھلے بندوں ان کی نشر و اشاعت نیز اہل فسق و طغیان سے گہرے سے گہرے تعلقات وغیرہ سے سب کچھ ہو رہا ہو حتیٰ کہ مسجد و مدرسہ بھی وہاں اولاً تو سرے سے نابود لاورس و تعلیم یا جمعہ سے محرومی اور اذان و جماعت میں بے قاعدگی کے باعث نہ ہونے ہی کے برابر ہوں لیکن باین ہمہ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگے بلکہ اگر کوئی حساس و باہمت مرد خدا مذکورہ اندوہناک و پر خطر صورتِ حال کو ختم کرنے، مسجد و مدرسہ کو ان کے شایان شان طور پر مفید و بابرکت بنانے اور اذان یا جمعہ و جماعت کو کتاب و سنت کے معیار پر لانے کے لئے میدانِ عمل میں قدم رکھے تو بجائے اسکی تحسین و تائید کے الٹا اس من گھڑت بدگمانی، سیاہ دلی اور کوتہ نظری کی بنا پر اس کے سد راہ ہوا اور مرنے مارنے پر آمادہ نظر آئے کہ شخص مذکور موحد یا اہل الحدیث اور وہابی ہوگا ٹھیک وقت و طریق پر زیادہ سویرے اذان کہہ کر نیز ان کی خواہش یا جدی طرزِ عمل سے زیادہ ان کا (قیمتی) وقت صرف کر کے جماعت و جمعہ وغیرہ کرائے گا اور اس طرح اس کی نزمین عیش و عافیت یا خود سری و نفس پرستی میں حائل ہوگا گویا اس کے ہاں مذکورہ منکرات و فواحش اور مدرسہ و مسجد کی ویرانی و تباہی یا شرک و الحاد تک بھی نہیں جتنا کہ "قرأة خلف الامام"، "رفع الیدین اور آمین بالجہر" اور بر وقت و صحیح طریق سے اذان و جماعت یا درس و تعلیم اور نشر و اشاعت کتاب و سنت ناقابل برداشت ہے۔

(۹۱و) کسی سے فخر و حسد، قطع الرحم، کسی کی غیبت، تہمت، گستاخی و بے ادبی، بغض و بداندیشی افترا و اتہام، کسی بھائی کو قرض و مستعار، عیادت و تعزیت، ولیمہ و عقیقہ، استقبال و مشایعت، تعظیم و ضیافت سے محروم رکھنا، کسی کو نقصان و تکلیف جسم و مال پہنچانا، کسی کو اپنا مادی یا روحانی احسان جتانا، کسی کی بہن یا لڑکی وغیرہا کو معلق کر رکھنا یا طلاق دینا فی الواقعہ ظلم عظیم ہیں لیکن یہ سمجھنا کہ ایسا

زیادہ بڑھتے مثلاً پٹواری سے تحصیلدار اور اس سے ڈپٹی کمشنر اور اس سے گورنر وغیرہ کی طرف ترقی کرتے جاتے ہیں قرونِ اولیٰ کی طرح اسی قدر زیادہ توحید و ایمان، حق پرستی و پاکبازی، اقامِ الصلوٰۃ قیام اللیل، عجز و انکسار، ادب و تواضع، قناعت و سادگی، کم خوری و سادہ پوشی، بے تکلفی و جفاکشی، کفایت شعاری و فرض شناسی، خندہ جبینی و ملنساری، حق بیانی و صاف گوئی، سلام و مصافحہ، ایثار و انفاق، حلم و حیا میں بھی راسخ سے راسخ اور بہتر سے بہتر ہوتے جاتے ہیں لیکن ایک بدبخت و نااہل اور سریع الزوال ورہ باعتبار قوم یا خاندان کے باشندے جتنا زیادہ عزت و شہرت اور جاہ و منصب یا دولت و فراغت پاتے جاتے ہیں ہماری مانند اتنے ہی زیادہ کتاب و سنت سے بیزار و دست بردار حقوق و فرائض سے بے تعلق، مسجد و مدرسہ اور علماء و آئمہ یا مساکین و غرباء سے دور و نفور، عیاش و تن آسان، سخت گیر و خودسر، مغرور و بدمزاج، خودغرض و تنہا خور، غدار و خائن، حیلہ باز و بہانہ ساز خوشامد پسند و کم ظرف، بیگانہ ذہنی بنتے چلے جاتے ہیں گویا مادی و اقتصادی یا سیاسی پستی کی طرح ترقی و تقدماً بھی اسے اپنے مقصد زندگی و برتری، مقتضیات انسانیت، احکام و ہدایات الٰہی، حقوق و فرائض خلائق اور اخلاق فاضلہ کی طرف سے بدستور بے نیاز رکھتا ہے۔

(۹۶) **ایسے گھر یا خاندان عنداللہ دیندار، ذی فہم اور غیرت مند یا نجاب نہیں جو ہیں تو برقع پوش لیکن** ان کی عورتیں ہمیشہ اکٹھی یا اکیلی سٹیشنوں، بازاروں، چوکوں، اڈوں، سڑکوں، ہسپتالوں، کھیتوں، مزاروں، جلسوں، مرگوں، شادیوں وغیرہ میں غرض جہاں اور جب دل چاہے یا کوئی کہے برابر جاتی آتی، چلتی پھرتی یا کھڑی بیٹھی پائی جاتی ہیں **یا** ان کے اندر عورتوں کے کسی بھی غیر محرم مرد بہنوئی، دیور، جیٹھ یا کمین و ملازم اور بزرگ و استاد کے سامنے یا اس کے ساتھ بات چیت سیر و سفر اور نشست و برخاست کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھا جاتا **یا** ان کی ایک ایک چاردیواری کے اندر میاں بیویوں کے متعدد جوڑے یا متاہل شخص کے ساتھ اس کے بالغ مجرد بھائی بھتیجے وغیرہ بھی رہتے سہتے ہوں **یا** ان کی عورتیں اپنی ذاتی و خانگی ضروریات و مشکلات زندگی کے سلسلہ میں دوسرے گھروں میں یہ معلوم کئے بغیر کہ وہ (گھر یا رستہ) غیر محرم مردوں سے پاک اور خالی بھی ہے یا نہیں وقت و بیوقت اور بلا تکلف آمد و رفت کی مجاز و عادی ہیں **یا** ان میں مردوں کی طرح عورتیں بھی مقامی یا بیرونی ولیمہ و عقیقہ وغیرہ کی دعوتوں اور عیادتوں یا تعزیتوں میں برابر مدعو و شامل ہوتی ہیں **یا** ان میں اپنے بھائیوں، دامادوں یا سالوں بہنوئیوں وغیرہم کو دوسری ان کی غیر محرم اور بالغ عورتوں کے باوجود اندرونِ خانہ لانے، بٹھانے اور شب باش کرنے کا رواج ہے **یا** ان کی عورتیں کہیں جاتے آتے وقت

ہچکچاہٹ سے کام لے یا انہیں ڈمٹنے ڈپٹنے دبائے یا سخت و سُست کہے۔

(۹۲ب) اپنے حد سے زیادہ محتاج و خدمتگزار، مدّاح و قدردان، مطیع و مؤدب، مستحق دلجوئی و حوصلہ افزائی ماتحتوں، غلاموں، کمینوں، (انتہا درجہ محنتی اور کارکن نیز جان نثار و جفاکش) مزدوروں مسکینوں اور یتیموں یعنی چھوٹوں کو تو حقیر و قابلِ نفرت سمجھے اور تیچے بھٹائے بلکہ تختہ مشق ستم بنائے اور بجائے ان کے اپنے افسروں اور رئیسوں کا (جنہیں کہ تعظیم و خدمت کی کچھ بھی ضرورت اور قدر نہیں اور نہ ہی انہیں کسی طرح سے اس کا کوئی حق ہی پہنچتا ہے) استقبال و مشایعت اور ان کی قصیدہ خوانی و کفش برداری یا عیادت و میزبانی اپنے لئے باعثِ فخر و سعادت خیال کرے۔

(۹۲ج) اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ عنداللہ و عندالناس کسی اور کے ساتھ کسی کی خندہ روئی، بے تکلفی، مہربانی، ملنساری اور خوش سلوکی اتنی ضروری اور قابلِ قدر و تحسین نہیں جتنی کہ دکاندار کی اپنے گاہکوں کے لئے، استاد کی اپنے شاگردوں کے لئے، ڈاکٹر کی اپنے مریضوں کے لئے، میاں کی بیوی اور بیوی کی میاں کے لئے، والدین کی اولاد اور اولاد کی والدین کے لئے، زمیندار کی کسانوں اور کمینوں کے لئے، افسروں یا اہلکاروں کی ماتحتوں یا عامۃ الناس اور اربابِ حاجات کے لئے ہوتی ہے۔

(۹۳) ہمارے پیشوایانِ دین نے عام لوگوں سے استغناء و علیحدگی کی تعلیم و تاکید زیادہ تر اسی لئے فرمائی ہے کہ بغیر اس کے شکایت و شکوہ، فخر و خودستائی، لڑائی جھگڑے، بحث و تمحیص، راگ و سرود، لہو و لعب، تاک جھانک، فسق و فحشا، گستاخی و بے ادبی، طعن و تشنیع، ہنسی مذاق وغیرہ سب کچھ کرنے، سننے یا دیکھنے سے احتراز کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(۹۴) ایسا شخص نادانی و بدنصیبی میں اپنی مثال نہیں رکھتا جو اتباعِ کتاب و سنت، ادائے حقوق و فرائض، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حجاب اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ کے سلسلہ میں پیش آمدہ معمولی جسمانی یا مالی محنت و مشقت سے تو جی چرائے لیکن ان سے انحراف و بے اعتنائی کے باعث آنے والے بے پناہ عذابوں، قحط و سیلاب، باد و باراں، جنگ و قتال، لوٹ مار اور بلاء و وباء وغیرہ سے نہ ڈرے یا اس کا افلاس و کس مپرسی یا علالت و عدیم الفرصتی اس کے مرغوب الطبع کاموں یعنی زراعت و تجارت، بات چیت، خوراک و لباس غسل و تجارت زیب و زینت وغیرہ کے لئے تو نہیں لیکن حقوق و فرائض، ذکر و عبادت، نماز و روزہ خیرات و صدقات پڑھنے پڑھانے میں مخل و مانع ہو۔

(۹۵) زندہ جاوید اور اقبال مند قوم کے افراد جاہ و منصب اور صحت و فراغت وغیرہ میں جس قدر

اور شرم و حیا ظاہر کرتی ہیں یا وہ اپنے گھر کے اندر اپنوں اور محرموں کے سامنے تو افسردہ و پژمردہ نیز میلی کچیلی پائی جائیں لیکن بازاروں، گلیوں، بیاہوں، شادیوں وغیرہ میں جاتے وقت یا بیگانے گھروں میں بیٹھی دلہن کی مانند آراستہ و پیراستہ اور شاداں و فرحاں نظر آئیں یا وہ بالکل کمسن اور نابالغ بچوں، بچیوں یا نوکروں اور دیوروں جیٹھوں وغیرہ کے ساتھ یا بالکل تنہا یا دو دو چار مل کر دوسرے گھر یا گاؤں میں یا سیر و سیاحت کے لئے بخوشی جاسکتی ہوں۔

(۹۷) وہی شخص اپنے ہر کام میں مطابق کتاب و سنت عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو خود بڑے سے بڑا عالم و عاقل ہو کر بھی اپنی اصلاح و رہنمائی کی غرض سے اپنے امام و اُستاد یا عام مصلح و مبلّغ کے کہنے پر یا بذاتِ خود (بھری محفل کے اندر) غسل و وضو کر کے دکھانے یا کوئی ذکر و دعا یا سورت و آیت پڑھنے، سنانے یا اس کا مطلب بتانے اور تشریح کرنے یا معمولی غسل و وضو تک کے مسائل اور ان کا طریق ادا بتانے سمجھانے یا آسان سے آسان الفاظ و عبارات کے معانی پوچھنے اور رکوع و سجود وغیرہ سیکھنے سمجھنے اور اس کے لئے بیٹھنے اُٹھنے میں ذرہ برابر خوف و عار یا تامل تردد روا نہ رہے۔

(۹۸) احکام و اعمال شرعیہ ا فضائل و مستحبات ب فرائض و واجبات ج مباحات و مسکوتات د محرمات و منکرات کل چار قسموں پر مشتمل ہیں ایک عام اور معمولی مومن و مسلم بننے کے لئے تو ان سے فقط دوسری (فرائض و واجبات کی) قسم کو اپنانا اور چوتھی (محرمات و منکرات کی) قسم سے احتراز برتنا ہی کافی ہے لیکن سابق الاولی اور مقرب بارگاہ الٰہی بندوں کی فہرست میں نام لکھوانے یا ایک داعی الی اللہ بننے کے لئے علاوہ مذکورہ (دو) اقسام باقی ماندہ دونوں قسموں کو بھی پوری پوری اہمیت دینا یعنی فضائل و مستحبات کو زیادہ سے زیادہ معمول بہ بنانا اور مباحات و مسکوتات سے کم از کم (اور وہ بھی انتہائی اضطراری حالات میں) بلکہ برائے نام پر صبر و قناعت کرنا ہوگا۔

(۹۹) (مقامی جماعت و امارۃ کا سلسلہ صحیح و مکمل طور سے قائم نہ ہونے کی منحوس و ملعون حالات میں) امر و اطاعت اور شوریٰ بینھم سے عہدہ برآ ہونے یا مطلق العنانہ و خود سرانہ طریق زندگی کے مفاسد و عواقب سے بچنے کی ممکن العمل صورت صرف یہی ایک ہے کہ مقامی امام نماز پنجگانہ کو امیر دہ اور موذن و معلم نیز دو ایک مزید مقیمہ الصلوٰۃ بھائیوں کو شوریٰ کی حیثیت دے کر اپنے لین دین، آمد و رفت، شکل و لباس، معاش تعلیم اور نکاح و انکاح وغیرہ جملہ امور میں ہمیشہ انہی سے حکم و اجازت حاصل کی جایا کرے۔

($\frac{100}{1}$) کسی شخص کی اس سے زیادہ بدبختی اور نادانی اور کیا ہوگی (ا) کہ جب پکر اسے

اپنے دائیں بائیں یا آگے پیچھے ہر طرف بلا تکلف اور بغور دیکھتی، جھانکتی جاتی ہیں یا ان کی گھر بیٹھی عورتیں
کے بولنے چلنے، لڑنے جھگڑنے یا ہنسنے رونے اور پڑھنے گانے وغیرہ کی آواز بآسانی باہر سُنی جاتی ہے
یا ان کی عورتوں کے لئے روزانہ دُوسرے گھروں میں جا کر گھنٹوں بیٹھے رہنے، چکی پیسنے، نہانے دھونے
روٹیاں پکانے، سینے پرونے اور چرخہ کاتنے وغیرہ کی کھُلی چھُٹی ہوتی ہے یا ان کی عورتیں بچوں یا بے حجاب
گنوار و وحشی گھر میں جانے آنے والی عورتوں سے باہر کے کھیل، تماشوں، لڑائی جھگڑوں، عشق و اغوا، غیر شرعی
بیاہ شادیوں کی فحش و ناگفتہ بہ داستانیں پُوری دلچسپی و بے تکلفی کے ساتھ پُوچھنے سُننے کی مشتاق و خوگر ہیں یا
ان کی عورتیں اپنے گھر کے باہر کسی کے بولنے چلنے، آنے جانے، رونے پیٹنے، لڑنے جھگڑنے اور گانے بجانے
وغیرہ پر کان دینے یا یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ کون اور کیا معاملہ ہے نزدیکی یا دزدیدہ نگاہوں سے
چلمن یا کواڑوں یا گھونگھٹ کے اندر سے یا کسی کو پیچھے سے دیکھنے اور گھر سے باہر دروازے پر کھڑے آدمی
سے بات چیت اور سوال و جواب کی عادی ہیں یا ان میں تصاویر کھچوانے یا رکھنے اور مصور کتب و رسائل وغیرہ پڑھے
جاتے ہیں یا ان کی عورتیں نامحرم میتوں کا چہرہ دیکھنے کی مجاز و عادی ہیں یا ان کی عورتیں اپنے گھر میں
بیرونی دروازے کی طرف ہی علی العموم منہ کر کے بیٹھتی ہیں یا اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی بلا تکلف دُوسرے گھر
والوں سے بولتی چلتی اور ہنستی کھیلتی رہتی ہیں یا اپنے گھر میں کنوآں، پمپ، ٹٹی وغیرہ نہ ہونے کے باعث
ہمیشہ نزدیک کے دوسرے گھر میں یا بالکل ہی باہر جا کر روٹی پکاتی، پانی لاتی اور رفع حاجت وغیرہ کرتی ہیں
یا ان کے گھر سے باہر چلتے پھرتے وقت ان کے ٹخنوں سے بالائے سر تک کا کوئی بھی حصہ بدن ان کا کوئی
اپنا یا بیگانہ دیکھ پاتا ہے یا ان کی عورتیں بزرگوں اور پیشواؤں وغیرہ کے ادب و حیا کا مطلب ان کے سامنے
بولنے چلنے، ہنسنے کھیلنے یا لڑنے جھگڑنے حتیٰ کہ نہانے دھونے میں احتیاط سے کام لینا نہیں بلکہ صرف اپنا مُنہ
چھپانا ہی سمجھتی ہیں یا وہ ماں، باپ، خاوند اور بزرگوں کے سامنے بلکہ دوپہر کو یا بعد از عشا بھی نرم و آہستہ
طریق سے اور کم سے کم بول چال نہیں سکتیں یا اس بہانے سے کہ فلاں شخص کو انہوں نے یا ان کے کسی دیگر
رشتہ دار وغیرہ نے (باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ کہا یا بنایا ہوا ہے یا اس کا پیر و اُستاد یا اندھا، بُوڑھا، بہرہ،
گونگا وغیرہ یا بالکل یا میکے کا باشندہ اور کمین و ملازم یا پروردہ ہے اس سے بلا تکلف قیل و قال، ہنسی
مذاق اور نشست و برخاست کرتی ہیں یا وہ اپنے بننے والے داماد کا اس کے اخوان و والدین سے علیحدہ
طیار شدہ گھر پہلے سے دیکھے بغیر اس کا نکاح کر کے اس کی بیوی اپنے ہی گھر لے آتے اور انہیں وہیں رکھنے
بسانے میں کچھ بھی ذلت یا جھجک محسوس نہیں کرتے یا اس قدر احتیاط و اہتمام کے ساتھ وہ جوانوں، غنڈوں،
بدضمیروں اور بیگانوں سے نہیں جتنا کہ بُوڑھوں، شریفوں اور اپنوں یا مرنجاں مرنج لوگوں سے منہ چھپاتی

اور نگرانی یا اجتماعی نماز اور درس وجمعہ وغیرہ نیز مسجد سٹاف کی تنظیم وخدمت کے ذمہ دار و جوابدہ ہوتے ہیں۔

(۳) اسلام میں نماز ہی کے جامع العبادات اور احب الاعمال الی اللہ قرار پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسمیں (و) ہر غریب وامیر اور برنا و پیر (ب) ہمیشہ روزانہ وقت مقررہ پر اور متعینہ قواعد و آداب شرائط کے مطابق (ج) اپنے تمام اعضاء قواء ظاہر و باطن کے ساتھ (د) نیز ہر چہار قیام، رکوع، سجود اور قعود) جسمانی حالات کے اندر پورے اطمینان وسہولت کے ساتھ حقوق عبودیت واطاعت انجام دیتا ہے۔

(۴) متعدد سیاسی حزبوں اور مختلف فقہی گروہوں یا سلوکی حلقوں میں بٹے ہوئے فرزندان ملت واحدہ کے لئے ذہنی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی، داخلی یا خارجی غرض ہر لحاظ سے اس سے بڑھ کر پرخطر اور نقصان دہ کوئی اور پالیسی نہیں کہ وہ اپنے ہی محدود دائرۂ افکار و نظریات یا طرز عمل کو صحیح و قابل اطاعت سمجھیں یا اپنے ہی ڈھب کے مضامین تصانیف پڑھیں یا اپنی ہی قسم کے مجالس میں زحمت شرکت گوارا کریں اور ترا ہی وقت و مال یا جاہ بھی اسی کے لئے۔ ور اسی کے مطابق مقاصد و احکام دینا قابل اعتماد تو اسے قرار دیں یا اپنے ہی سرداروں اور پیشواؤں یا ان کے کارناموں کے گن گائیں۔

(۵) اذان و اجتماعی نماز پنجگانہ اور جمعہ مبارک وغیرہ عبادات ترغیبیہ چونکہ شیر کا دل گردہ متقی نیز بد و نیک، صاف و دُرد، مطیع و باغی، حساس و عیار، خبیث و طیب اور مومن و منافق کو ایک دوسرے سے نکھار کر رکھ دیتی ہیں اسلئے اہل دنیا یعنی ضاع و تجار یا عیاش قسموں پر طبقۂ عوام اور حکام و رؤسا نے دل سے انہیں کبھی لبیک نہیں کہا بلکہ ہمیشہ پیالۂ زہر اور پیام اجل ہی سمجھے رکھا ہے لیکن طعن و ملامت سے بچنے اور خود کو بے قصور و حق بجانب ثابت کرنے کے لئے اس قسم کے عذروں اور الزاموں سے کہ اذان و جماعت سویرے ہوتی ہے یا نماز و جمعہ میں زیادہ وقت لگا یا جاتا ہے یا خطیب و امام نا قابل اور سخت گیر و بدمزاج وغیرہ ہے یا اسکا طرز درس و خطاب موثر اور حسب حال نہیں ہے وہ اپنی علیحدگی و پسماندگی اور نا اہلی کا وزر و وبال اپنی بجائے موذن و امام وغیرہ مسجد سٹاف ہی پر عائد کرتے آئے ہیں۔

(۶) کسی شخص یا گروہ کی اثم و عدوان یا دنیا کی بے راہ روی سے نفرت و بیزاری کا دعوی (ذاتی طور پر اور بزعم خود اس سے محفوظ رہنے کے باوجود) بے کار ہے جب تک کہ وہ پروگرام ہذا کے مطابق) جماعتی طریق سے (زیادہ نہیں تو کم از کم) اپنے گھر خاندان ور گاؤں کو معیار کتاب و سنت پر لانے

ہے کہ زید کی نا اہلی و بد اطواری کے پیش نظر اس کے ساتھ قیل و قال، نشست و برخاست یا افادہ و استفادہ ٹھیک نہیں اس سے باز رہو یا یہ کہ زید تمہارا دشمن و بداندیش اس سے پرحذر رہنا یا اسے زید کی کسی غلطی و خامی سے مطلع کرکے اپیل کرے کہ اسے سمجھاؤ بجھاؤ یا ظالم و خونخوار کے مقابلہ اور سرکوبی کے لئے اکسائے اور رہنمائی کرے تو وہ بجائے تعمیل ارشاد اور قدردانی و شکرگزاری کے اُلٹا اسی (زید ہی) سے جا کر کہے کہ بکر مجھے تمہارے ساتھ بولنے چلنے وغیرہ سے روکتا اور مجھے ایسا ویسا کہتا یا تمہارے خلاف اُبھارتا ہے۔ اسی طرح اگر امر و نہی کرے بھی تو خود اپنی طرف سے نہیں بلکہ بکر کا نام لے کر کرے۔ (ب۱) کہ وہ اپنی ذاتی یا خانگی وغیرہ غلطیوں سے متعلق لوگوں کے اعتراضات و شکایات یا بزرگوں اور ہادیوں کی تنبیہ و تفہیم پر اپنے کو گم کردہ راہ تسلیم کرنے اور اپنے سب سے بڑے دشمن دنیا و عقبیٰ نفس امارہ سے لڑنے اور اُسے راہ راست پر لانے کی بجائے سر راہ ننگا بول و براز یا غسل کرنے والے ہی کی طرح (اُلٹا غصہ میں آکر اپنے کو بُرا جاننے، اپنا خیال رکھنے اور کسی کو بتلانے والے یا پاس سے گزرنے یا اپنی طرف دیکھنے والے ہی کو جھوٹا یا بُرا بھلا کہے یا اس کی غلطیاں نکالے اور اس سے بائیکاٹ کردے۔ (ج) کہ وہ زبان سے تو بزرگوں اور پیشوایانِ ملک و مذہب کی مدح سرائی و قصیدہ خوانی میں نثار ہوا جا رہا ہوں لیکن عملاً شکل و صورت، تعلیم و معاش یا مرگ و شادی اور خورد و نوش یا لین دین نیز عبادات و معاملات میں اپنی صوابدید یا رائے عامہ کی پیروی کرے (د) کہ وہ چند روزہ عیش و آرام، زینت و زیب اور کسب معاش کے لئے تو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ اور پوری خوش دلی کے ساتھ ان تھک اور توڑ محنت و جانفشانی سے کام لے لیکن عبادات و اذکار یا رفاہ عامہ، اقامت دین، احسان و اعانت مساکین و غربا اور تائید مسجد و مدرسہ وغیرہ اہم المقاصد زندگی میں کبھی کبھار اور معمولی سے معمولی یا جس قدر دل چاہا وقت و مال لگائے (ہ) کہ وہ مہذب و متدین اور خاندانی بھی کہلائے اور فسق و معصیت، لہو و لعب، گپ شپ، تاش و حقہ وغیرہ غیر شرعی مجالس میں بھی شرکت کرے۔ اور بلا حکم و اجازت امام یا بجز غرض اصلاح و تذکیر بے دینوں، بے نمازیوں اور ارباب فسق و معصیت سے بھی نشست و برخاست اور قیل و قال رکھے یا جب اسے کسی ایسی غلطی و بے قاعدگی سے متنبہ کیا جائے جس کے باوجود اس کی نیکی و بھلائی بھی رائیگاں جا رہی ہو تو بجائے خامی دور کرنا ہی کو چھوڑنے کے نیکی ہی چاہتا ہے کہ سرے سے خیرباد کہہ دے۔

(نمبر ۲) اجتماعی نماز پنجگانہ کی قیادت و اقتداء کے (پروگرام ہذا میں متذکرہ) صحیح و شرعی سطح پر آنے تک اذان و اقامت، درس و وعظ یا ذکر و عبادت وغیرہ (دینا جہاں کی سب سے زیادہ اور نایاب دولتوں) سے ہمیشہ اور سب سے زیادہ مستفید ہونے کے باعث قریب و متصل مسجد گھر ہی انکی شکرگزاری و حق ادائی کے طور پر اپنی حاضری، صدق و مشورہ اور انفاق وقت و مال کی صورت میں مسجد کی رونق و آبادی

اجراء و استحکام پروگرام ہذا سے متعلق جمعیتہ المصلحین کو چند ہدایات

(۱) رسالہ ہذا کی ایک ایک جلد ہر مخاطب دعوت شخص کو نہیں تو امام نماز سے لیکر مقامی جمعیتہ المصلحین کے اعلیٰ سے ادنےٰ عہدیدار و عام ممبر کو ضرور مہیا کی جائے جسے وہ مدت العمر کیلئے ہر روز بلا ناغہ اپنے زیر مطالعہ رکھے۔

(۲) امامت نماز اور فصل الخطاب ہر دو عہدے خالص انبیاء اللہ کی وراثت و جانشینی ہیں اس لئے ان سے ہر ایک عہدہ (علی الخصوص امامت نماز پنجگانہ) کم از کم چہل سالہ یا اس سے بھی کچھ زائد العمر بزرگ کو سپرد کیا جائے کیونکہ اسی وقت تک ہی

(ا) اسکے حق میں خود اور ہر بیگانہ و یگانہ پر روز روشن کی مانند واضح ہو سکتا ہے کہ وہ خدا اور بندوں کے ساتھ اپنے تعلقات اور عام اغراض و مقاصد کے لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے نیز دنیا کی اصلاح و تدبیر کے سلسلہ میں کیا کچھ اور کس قدر کر سکتا ہے۔

(ب) اسکے اندر خود کو جدھر چاہے موڑنے اور اپنے اعضاء و قویٰ سے ہر کام کروانے کی حسب دلخواہ قوت و قابلیت پیدا ہو سکتی ہے۔

(ج) اسکے جذبات و مشاغل اور افکار و اعمال ادھر اُدھر سے ہر پھر کر اس صحیح و معتدل مقام پر جہاں تک کہ انکی رسائی ممکن و مقدر تھی آسکتے اور دنیا کو اپنانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

(د) اسے چھوٹے ذکور و اناث کی تعداد بھی خاصی اور ملاقاتیوں اور عقیدتمندوں کا حلقہ کافی سے کافی وسیع ہو سکتا اور گھر یا باہر اپنوں یا بیگانوں میں ہر جگہ خود اسکی زیادہ سے زیادہ تعظیم و تواضع اور اسکے احکام و ہدایات کی بیش از بیش قدر و بتعمیل ہونے لگ جاتی ہے۔

(ھ) وہ دنیا کی ذہنی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی غرض ہر طرح کی خرابیوں اور کمزوریوں کا حال بالتفصیل جان سکتا ہے اور اپنے حلقہ خطاب سے ایک ایک شخص اور ایک ایک گھر کی اصلاح و تدبیر کیلئے جو طریق کار اختیار کرنا چاہئے اسکا پورا پورا فہم و بصیرت حاصل کر سکتا ہے۔

(س) اسکی ہر قسم کی ذہنی، علمی، زبانی، مالی، جسمانی، تحریری یا تقریری قابلیتیں اور توانائیں غلط وغیر فردی کی بجائے بالکل صحیح و اہم ترین اور زیادہ سے زیادہ ٹھوس اور نتیجہ خیز مصارف کی طرف متوجہ ہونے لگتی ہیں۔

(ص) اسکے حلقہ خطاب کی طرف سے اکثریت کے اس اعتراض و شکایت کا کہ وہ چھوٹا ہے اور ہم بڑے ہیں اس لئے اس کے سامنے کسطرح گھٹنے ٹیک سکتے اور اسکی قیادت مان سکتے ہیں قلع قمع ہو سکتا ہے۔

(ط) لوگ یوں بھی اسکی بالغ النظری اور معاملہ فہمی کے پیش نظر اپنی مہمات الامور میں اس سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اسکی طرف رجوع ہونے لگتے ہیں۔

کے لئے سر دھڑ کی بازی نہیں لگا چکا۔

(نمبر ۷) ڈاڑھی کو علی حالہ رکھنے کے متعدد فوائد سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ آدمی کو صحیح و اصلی سے بھی کہیں زیادہ مسن و معمر دکھاتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ بیشتر جرائم سے محفوظ رہتا اور بہت سی اچھائیوں کو اپنا لیتا ہے۔

(نمبر ۸) تاک جھانک، اسراف و تعیش (بازاروں، سٹیشنوں، گاڑیوں کی قیامت خیز اور) بے جا نقل و حرکت اور کلب گھروں یا سینماؤں سے لیکر زنا و اغوا بلکہ چوری نیز قتل و قتال یا شرک و قبر پرستی تک معاشرہ کی موجودہ روزافزوں بیشتر خرابیاں اور بدعنوانیاں اس قدر دیگر صد ہزار تدابیر سے نہیں جیسا کہ تنہا ایک حجاب شرعی کے ذریعے یقینی طور سے قلع و قمع ہو سکتی ہیں۔

(نمبر ۹) وہ شخص اپنے کسی مہمان و دوست یا اُستاد و بزرگ کے اعزاز و تکریم میں ہنوز قاصر و ناکام ہے جب تک کہ اسکے سامنے اپنی باتیں کرنے اور اس سے منوانے کی بجائے زیادہ تر خود اسکی سننے اور تائید کرنے کا بھی عادی نہیں ہے۔

(نمبر ۱۰) کسی شخص یا آبادی کی دوسرے ملک و ملت سے علیحدگی یا آزادی و خود مختاری اور اسکا گریجوایٹ و ایجوکیٹڈ یا مہذب و متمدن کہلانا قطعاً بے معنی بلکہ مضحکہ خیز ہے۔ اگر پھر بھی وہ اسلامی زاویہ نگاہ اور) ذہنی، اخلاقی یا عملی و معاشرتی وغیرہ ہر حیثیت نیز خدا اور اپنے قریبی و پڑوسی یا ماتحت و ملازم بندوں کے ساتھ تعلقات کی رُو سے دور غلامی و جاہلی یا عالم دہقانیت کے مقابلہ میں بہتر و لاجواب نہیں ہو سکی۔

(نمبر ۱۱) اگر پہلی صف میں اور قریب مصلّی دوسرے بھائی کے دائیں بائیں بالکل متصل کچھ جگہ نماز موجود اور خالی ہے تو اسکی طرف سے عیش کوشی و مطلق العنانی یا نفرت و حقارت کے اتہام سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ بجائے کسی دوسری صف یا پہلی ہی میں دیگر جگہ کے رکعات نافلہ بھی وہیں (پہلی صف میں اس خالی جگہ پر) اسکے پہلو میں انشاء اللہ بہتر ہی ادا کی جایا کریں۔

(نمبر ۱۱ ب) دینداری و خدا پرستی یا عیاشی و عافیت کوشی دونوں میں ہمیشہ سے ایک ہی چیز کو نباہنا، اپنانا اور مقصد زندگی بنانا ممکن رہا ہے اس لحاظ سے جو والی و سرپرست تو روزانہ عمدہ سے عمدہ کھانے پہننے، ہر وقت اور گھنٹوں غسل و حجامت، زیب و زینت، بناؤ سنگار اور سیر و شکار یا گانے بجانے وغیرہ میں محو و مستغرق رہتا اور اپنے گھر، خاندان یا ملک و قوم کو مذکورہ مشاغل کے لئے رہنمائی کرتا اور آسانیاں بہم پہنچاتا ہے وہ اس سے دینداری و خدا پرستی ہی کا نہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں درحقیقت ابھی یا کبھی دنیا سے خود اسکا نام و نشان مٹانا چاہتا ہے۔

متصل ہی کسی (احاطہ کے اندر) نماز تراویح پڑھنے کا انتظام کیا جائے۔ اور
(ب) قاری و حافظ بھی کوئی اس طرح کا قابل و عالم دین بزرگ رکھا جائے۔ جو معتدل آواز اور متوسط رفتار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ایک پارہ یومیہ تلاوت کرتا اور تراویح میں ٹھیک مطابق کتاب و سنت نماز اور اس کے جمیع آداب و ارکان یعنی رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ وغیرہ سے عہدہ برآ ہوتا ہو تو علاوہ مقیم الصلوٰۃ حاضرین کے صرف ایام الم معدودات ہی تک جلوہ افروز مسجد ہونے اور نماز پڑھنے والے مرد عورتوں کیلئے بھی قرآن کی تصحیح و اعادہ، انہیں تلاوت و سماعت قرآن کا دلدادہ بنانے، درست و مکمل طریق سے نماز پڑھنا اور کماحقہٗ رکوع و سجود وغیرہ کرنا سکھانے نیز آیات سُوَر سے واقفیت دلانے کی یہ ایک لاجواب تدبیر ثابت ہو سکتی ہے۔

(۶) مقامی مدرس صبحگاہی و درسگاہ یا خانگی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے (غرض جس طرح بھی مناسب و ممکن ہو) علاقہ بھر کے ہر (بارہ۔ چودہ [۱۲] [۱۴] سال سے زائد العمر) بچہ بچی یا مرد و عورت کے لئے علی الترتیب کلمۂ طیبہ توحید، کلمۂ شہادت، بسم اللہ، ایمان مجمل اور مفصل سے لیکر ارکان خمسۂ اسلام (نماز، روزہ وغیرہ) اور زیادہ تر پڑھی سنی جانیوالی سورتیں (مثلاً فاتحہ، اخلاص، معوذتین، کافرون، آیۃ الکرسی، آمن الرسول، ضحیٰ، انشراح، اعلیٰ، غاشیہ، سجدہ، دہر، واقعہ، مزمل، کہف، نور، یٰسین) اور غسل و وضو کھانے پینے، سونے جاگنے، بول و براز یا اذان و جنازہ کے **اذکار و آداب**، نکاح و جمعہ کے **خطبات** اور درود و استغفار وغیرہ کے صحیح اور مشرح با معنی از بر کرانے نیز ہمیشہ جلد جلد ان سے سننے پوچھے جانے کا بھی جمعیت کی طرف سے پورا پورا اور مستقل و باقاعدہ انتظام ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جہاں تک ممکن ہو تلاوت کلام پاک الٰہی کا فریضہ بجائے مسجد ہمیشہ گھروں ہی کے اندر انجام پائے اور تعلیم و تدریس کا بھی بیرونِ مسجد کسی اور ہی جگہ انتظام کیا جائے۔ تاکہ مسجد بھی شور و بدنظمی سے محفوظ رہے اور (مردوں کے اپنے گھروں میں تلاوت قرآن کرنے کے نتیجہ میں) انکے علاوہ گھر کی عورتوں اور بچوں میں بھی مطالعہ کتاب الٰہی کی رغبت و عادت پیدا ہو۔

(۷) اپنے صحیح و اصلی معیار سے منزلوں نیچے گری اور ذلت و گمنامی کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچی ہوئی موجودہ بے نتیجہ امامت نماز کو حقیقی امارت شرعیہ اور شہنشاہی تمکین کی سطح پر پہنچانے کیلئے (ا) اذان و اقامت لمحہ بھر کی تاخیر کے بغیر ہر موسم میں ہمیشہ بالکل ٹھیک (امام نماز با اجلاس شوریٰ کے مقررہ) ایک ہی وقت پر ہوا کرے (ب) تمام نمازیوں کو اذان ہوتے ہی اسے تکبیر قامت ہی سمجھتے ہوئے ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر علی الفور باوضو داخل مسجد ہونے اور تا اقامت محو ذکر و عبادت رہنے کا عادی بنایا جائے (ج) امام کی قرات اور قیام و رکوع یا نماز بر سجود و سجدہ وغیرہ کے خلاف کبھی کسی عام مقتدی نماز کیطرف سے کوئی عذر و اعتراض نہ لیا سنا جایا کرے (د) رمضان المبارک میں ہر بزرگ خورد یا عالم و جاہل کو بجائے اپنی عقل و رائے کی بجائے لمحہ بھر کی تقدیم و تاخیر کے بغیر ہمیشہ صرف اذان پر ہی اور بالاجماع کھانا پینا بند کرنے یا روزہ کھولنے کا پابند بنایا جائے (ہ) علاقہ بھر کے ہر قسم کے صدقات یعنی عشر و زکوٰۃ او فطرانہ یا جلود الانعام وغیرہ لینے دینے کیلئے امام نماز (با اجلاس شوریٰ) کو مختار کل

(ع) اسکی ذات میں راسخ و مستحکم شدہ اچھے افکار و اعمال اور اخلاق یا جذبات و خواہشات کا (برے خیالوں، خواہشوں اور کاموں کی مانند) آئندہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسکے دل و دماغ سے علیحدہ اور متبدل ہونا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہو جاتا ہے۔

(ف) اسکے اندر (طفولیت، تجرد، تاہل ہر سہ ادوار زندگی اور سرد و گرم زمانہ سے مدتوں سابقہ پڑ چکنے کی وجہ سے) رفق و رحمت، ہمدردی و غمخواری، بُردباری و جفاکشی، درشتی و نرمی، غور و فکر، سوز و احساس، دور اندیشی و عالی ظرفی وغیرھا شایانِ شانِ جہانداریٔ و پاسبانیٔ خلائق اوصاف اور قابلیتیں بخوبی پیدا اور پختہ ہو سکتی ہیں۔

(۳) سال بھر کے طول و طویل عرصہ کے بعد پھر آنے والے ہنگامی اور غیر دائمی مفروضہ یا مسنونہ نیز نفلی جسمانی یا مالی عبادات کے طریق ادا اور انکے شرائط و قواعد کے پورے پورے علم اور صحیح و تفصیلی واقفیت کا چونکہ علی العموم اذہان قلوب عامہ سے کسی قدر محو ہو جانا لازمی اور یقینی ہے اسلئے ہر سال مقامی جمعیتہ کی طرف سے ایسے عبادات و تقاریب، مثلاً رمضان، تراویح، اعتکاف، عید الفطر، ذی الحجہ، عید الاضحیٰ، قطرات، عاشورہ، لیلۃ القدر، شعبان، کسوف و خسوف، عشر و زکوٰۃ یا عام صدقات وغیرھا کی تعریف، مقدار، شرح، وقت و مقام ادا اور اسکی ضرورت و اہمیت کی عین موقعہ پر یعنی انکے ورود یا اس سے دو ایک یوم پیشتر ہی دو ایک مرتبہ یا جتنی دفعہ موزوں و ضروری معلوم ہو درس ماقی الاسلام، جمعہ یا کسی اور خاص اجتماع میں یا اجتماعی نماز پنجگانہ سے قبل و بعد پوری پوری اور سیر حاصل طور پر تشریح و تفہیم ضرور کر دی جایا کرے۔

(۴) امیر دیہہ (امام نماز پنجگانہ) کی مجلس شوریٰ یا جمعیتہ المصلین نماز میں ہمیشہ اسکے ٹھیک پیچھے یا بالکل ساتھ ساتھ دائیں بائیں کھڑے ہونیوالے اولو الاحلام والنہیٰ پر مشتمل ہو یعنی وہی اس کے نائب امیر، موذن، مفتی، قاضی، مدرس، خازن، انچارج بیت المال، لائبریرین اور محرر جمعیتہ یا محصل صدقات وغیرہم ہوں۔

(۵) رمضان المبارک میں اجتماعی تراویح کے اندر کئی کئی پارہ روزانہ کے حساب الم سے الناس تک کی ترتیب سے کلام پاک الٰہی ختم کرنیکی بجائے غیر رمضان کی سی سورتیں بلا کسی خاص ترتیب و مقدار کے، لیکن تدبیر اول میں مندرجہ ہدایات کے مطابق قرات کی جایا کریں کیونکہ تراویح کے مروجہ طرز عمل پر کاربند رہنے کی صورتمیں علاوہ دیگر خرابیوں کے کلام پاک الٰہی پڑھنے، سننے اور رکوع و سجود وغیرہ کی حق ادائی محال ہوتی ہے۔ کیونکہ روزانہ تھوڑے سے تھوڑا ہی بہ آسانی اور غور و شوق سے پڑھا، سنا، سمجھا اور عملاً اپنایا جا سکتا ہے ہاں البتہ اگر

(ا) مردوں کے ساتھ عورتوں کے لئے بھی تا بامکان مسجد کی چار دیواری سے باہر علیحدہ اسکے دائیں بائیں بالکل

خلاصۂ کتاب ایک نظر

جماعت اسلامی یا اہلحدیث وغیرہ کوئی بھی اصلاحی و انقلابی یا داعی الی اللہ پارٹی جبھی ہر دوست و دشمن، حکومت وقت یا جمہور کو اپنا والہ و دلدادہ بنا کر شاہد کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے کہ اس کا ایک ایک رکن (زیادہ نہیں تو کم از کم) :—

(۱) نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے ہمیشہ اذان سنتے ہی حاضر مسجد ہو کر صف اوّل میں بیٹھا محو ذکر و عبادت پایا جائے۔

(۲) مقامی مسجد میں آمدہ مہمانوں اور مسافروں وغیرہم کی خبر گیری و حاجت روائی یعنی انہیں روٹی، پانی، چارپائی اور بستر وغیرہ بہم پہنچانا اپنا ہی فرض سمجھے۔

(۳) اپنے گھر والوں کے علاوہ باقی باشندگان دہ سے بھی زیادہ نہیں تو کم از کم ایک دہ مرد بالغ کی مذہبی و دینی تعلیم و تربیت کا تو ضرور بیڑا اٹھائے۔

(۴) گھر والوں کو ناظرہ اور بامعنی کلام الٰہی پڑھانا اور ایمان، نماز، روزہ اور پردہ وغیرہ نیز عام اخلاق و اعمال حسنہ کی تعلیم و تربیت دینا اپنا دائمی وظیفۂ حیات ٹھہرائے۔

(۵) اپنی متعلقہ اصلاحی جمعیۃ، اسکے نصب العین، اسکی کارگزاری، قرآنی طرز حکومت کی ضرورت و اہمیت، موجودہ ملکی مشکلات اور قومی یا بین الاقوامی صورت حالات نیز جمیع دینی تقاضوں سے گھر والوں کو بھی باخبر رکھے اور مذکورہ عنوانات سے متعلق ان کی معلومات ہمیشہ بڑھاتا رہے۔

(۶) اپنے عشر و زکوٰۃ، فطرانہ، جلود الانعام وغیرہ ہر طرح کے صدقات و نفقات (کا حبہ تک) مقامی بیت المال کے بغیر کسی اور جگہ خود دے نہ گھر والوں ہی کو دینے دے۔

(۷) مقامی مسجد و مدرسہ کی ہر قسم کی ضروریات کی تکمیل اور امام نماز یا موذن و معلم وغیرہم جماعتی خدمتگزاران دین و قوم کے مقررہ حقوق و واجبات نہ صرف بذات خود ادا کرنے بلکہ قریبیوں اور دوستوں وغیرہ سے دلوانے میں بھی ہمیشہ پیش پیش نظر آئے۔

(۸) مقامی امام نماز و خطیب مسجد یا کسی بھی عالم و معلم وغیرہ سے بذریعہ تعلیم و تعلیم ہمیشہ اپنی علمی و فکری ترقی نیز زبان لاقی، انشا پردازی اور تحریری یا تقریری قابلیت میں درپئے اضافہ رہے۔

(۹) اپنی ذات اور گھر والوں کیلئے روزانہ، بلاناغہ، وقت مقررہ اور گھر کے اندر بیٹھکر ناظرہ و بامعنی کلام الٰہی اور علاوہ ازیں ہر قسم کے دینی و اخلاقی یا تاریخی اور سیاسی لٹریچر کو مطالعہ کرنا غذاء جسمانی ہی کی طرح لازمی قرار دے۔

(۱۰) ہر غریب و امیر اور اپنے یا بیگانے کی عیادت و تعزیت، غسل و جنازہ اور کفن و دفن وغیرہ کے موقعہ پر جسمانی یا مالی اعانت کرنے میں ہمیشہ دوسروں سے گوئے سبقت لے جائے۔

(۱۱) اپنی مرگ و شادی وغیرہ ہر تقریب نیز شکل و لباس، گفتار و کردار اور لین دین وغیرہ جمیع امور میں دنیا کے سامنے عشق و اتباع کتاب و سنت کا ایک لاجواب نمونہ بن کر دکھائے۔

(۱۲) والدین، بزرگوں، بھائیوں، بہنوں، قریبیوں، دوستوں، پڑوسیوں، دکانداروں، کمینوں اور مزارعوں وغیرہم کی حق ادائی اور ان سے حسن معاشرت میں اپنی مثال آپ ہو۔

(۱۳) اپنے گاؤں یا محلہ کے اندر منعقدہ غیر شرعی اکھاڑوں، میلوں، تماشوں اور گانے بجانے یا تاش و جوا (بلکہ حقہ تک) کی مجلسوں نیز شیطانی قسم کی تمام اور رسمدوانہ مرگوں وغیرہ میں بذات خود حاضر ہو کر انہیں برخاست کرنے یا معیار کتاب و سنت پر لانے کی پوری پوری اور انتہائی جدوجہد کرے۔

(۱۴) اپنے گاؤں یا محلہ کی ہر شخصی یا قومی ہنگامی یا دائمی مشکل و شورش کے دوران میں وقت و مال کی قربانی دینے اور جاہ و نسب کشتی و گورکنی تک کا عہدہ قبول کرنے اور کٹھن سے کٹھن فریضہ کا بوجھ اٹھانے کیلئے ہمیشہ اپنے مقامی امیر (امام نماز پنجگانہ) کے اشارۂ چشم و ابرو کا منتظر رہے۔

(۱۵) اپنے گاؤں یا محلہ میں تارک الفرائض یا گرفتار مناہی پائے جانے والے ہر امیر و غریب اور اپنے یا بیگانے کو جہاں تک اور جس طرح سے ممکن و مناسب ہو ہمیشہ اور روزانہ امر و نہی کرتا پایا جائے۔